مفہوم القرآن

جلد دوم

پرویز

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

مفہوم القرآن

الحمد سے والناس تک مسلسل

قرآن کریم کے سمجھنے اور سمجھانے کا بالکل نیا انداز

از پرویز

یہ قرآن کریم کا ترجمہ ہے، نہ تفسیر بلکہ اس کا مفہوم ایسے واضح مسلسل، مربوط اور دلکش انداز میں پیش کیا گیا ہے جس سے قرآنی مطالب تابندہ ستاروں کی طرح نگہ بصیرت کے سامنے ابھر کر آجاتے ہیں

• جلد دوم ـــــ پارہ ـــ ۱۱ تا ۲۰

طلوع اسلام ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

مفہوم القرآن میں قرآن مجید کی سورتوں کی فہرست

شمار سورت	سورت	نمبر صفحہ	شمار پارہ	آیات
۱	سورہ فاتحہ	۱-۱	۱	۷
۲	سورہ بقرہ	۲	۱-۲-۳	۲۸۶
۳	سورہ آل عمران	۱۱۵	۳-۴	۱۹۹
۴	سورہ النساء	۱۷۵	۴-۵-۶	۱۷۷
۵	سورہ مآئدۃ	۲۳۷	۶-۷	۱۲۰
۶	سورہ انعام	۲۸۴	۷-۸	۱۶۶
۷	سورہ اعراف	۳۳۶	۸-۹	۲۰۶
۸	سورہ انفال	۳۹۳	۹-۱۰	۷۵
۹	سورہ توبہ	۴۱۵	۱۰-۱۱	۱۲۹
۱۰	سورہ یونس	۴۵۷	۱۱	۱۰۹
۱۱	سورہ ہود	۴۸۹	۱۱-۱۲	۱۲۳
۱۲	سورہ یوسف	۵۲۱	۱۲-۱۳	۱۱۱
۱۳	سورہ رعد	۵۴۹	۱۳	۴۳
۱۴	سورہ ابراہیم	۵۶۵	۱۳	۵۲
۱۵	سورہ حجر	۵۷۹	۱۳-۱۴	۹۹
۱۶	سورہ نحل	۵۹۳	۱۴	۱۲۸
۱۷	سورہ بنی اسرائیل	۶۲۶	۱۵	۱۱۱
۱۸	سورہ کہف	۶۵۷	۱۵-۱۶	۱۱۰
۱۹	سورہ مریم	۶۸۶	۱۶	۹۸
۲۰	سورہ طٰہٰ	۷۰۳	۱۶	۱۳۵
۲۱	سورہ انبیاء	۷۲۷	۱۷	۱۱۲
۲۲	سورہ حج	۷۵۰	۱۷	۷۸
۲۳	سورہ مومنون	۷۷۳	۱۸	۱۱۸
۲۴	سورہ نور	۷۹۳	۱۸	۶۴
۲۵	سورہ فرقان	۸۱۵	۱۸-۱۹	۷۷
۲۶	سورہ شعراء	۸۳۳	۱۹	۲۲۷
۲۷	سورہ نمل	۸۶۰	۱۹-۲۰	۹۳
۲۸	سورہ قصص	۸۸۳	۲۰	۸۸
۲۹	سورہ عنکبوت	۹۰۹	۲۰-۲۱	۶۹
۳۰	سورہ روم	۹۲۹	۲۱	۶۰
۳۱	سورہ لقمان	۹۴۵	۲۱	۳۴
۳۲	سورہ سجدہ	۹۵۵	۲۱	۳۰
۳۳	سورہ احزاب	۹۶۳	۲۱-۲۲	۷۳
۳۴	سورہ سبا	۹۸۷	۲۲	۵۴
۳۵	سورہ فاطر	۱۰۰۳	۲۲	۴۵
۳۶	سورہ یٰسین	۱۰۱۷	۲۲-۲۳	۸۳
۳۷	سورہ صافات	۱۰۳۳	۲۳	۱۸۲
۳۸	سورہ ص	۱۰۵۲	۲۳	۸۸
۳۹	سورہ زمر	۱۰۶۷	۲۳-۲۴	۷۵
۴۰	سورہ مومن	۱۰۸۸	۲۴	۸۵

شمار سورت	سورت	نمبر صفحہ	شمار پارہ	آیات
۴۱	سورہ حٰم السجدہ	۱۱۰۸	۲۴-۲۵	۵۴
۴۲	سورہ شوریٰ	۱۱۲۵	۲۵	۵۳
۴۳	سورہ زخرف	۱۱۴۱	۲۵	۸۹
۴۴	سورہ دخان	۱۱۵۷	۲۵	۵۹
۴۵	سورہ جاثیہ	۱۱۶۵	۲۵	۳۷
۴۶	سورہ احقاف	۱۱۷۳	۲۶	۳۵
۴۷	سورہ محمد	۱۱۸۴	۲۶	۳۸
۴۸	سورہ فتح	۱۱۹۴	۲۶	۲۹
۴۹	سورہ حجرات	۱۲۰۴	۲۶	۱۸
۵۰	سورہ ق	۱۲۱۱	۲۶	۴۵
۵۱	سورہ ذاریات	۱۲۱۹	۲۶-۲۷	۶۰
۵۲	سورہ طور	۱۲۲۹	۲۷	۴۹
۵۳	سورہ النجم	۱۲۳۷	۲۷	۶۲
۵۴	سورہ قمر	۱۲۴۸	۲۷	۵۵
۵۵	سورہ رحمٰن	۱۲۵۶	۲۷	۷۸
۵۶	سورہ واقعہ	۱۲۶۵	۲۷	۹۶
۵۷	سورہ حدید	۱۲۷۵	۲۷	۲۹
۵۸	سورہ مجادلہ	۱۲۸۶	۲۸	۲۲
۵۹	سورہ حشر	۱۲۹۴	۲۸	۲۴
۶۰	سورہ ممتحنہ	۱۳۰۳	۲۸	۱۳
۶۱	سورہ صف	۱۳۰۸	۲۸	۱۴
۶۲	سورہ جمعہ	۱۳۱۳	۲۸	۱۱
۶۳	سورہ منافقون	۱۳۱۷	۲۸	۱۱
۶۴	سورہ تغابن	۱۳۲۰	۲۸	۱۸
۶۵	سورہ طلاق	۱۳۲۶	۲۸	۱۲
۶۶	سورہ تحریم	۱۳۳۱	۲۸	۱۲
۶۷	سورہ ملک	۱۳۳۸	۲۹	۳۰
۶۸	سورہ قلم	۱۳۴۵	۲۹	۵۲
۶۹	سورہ حاقہ	۱۳۵۲	۲۹	۵۲
۷۰	سورہ معارج	۱۳۵۷	۲۹	۴۴
۷۱	سورہ نوح	۱۳۶۳	۲۹	۲۸
۷۲	سورہ جن	۱۳۶۹	۲۹	۲۸
۷۳	سورہ مزمل	۱۳۷۴	۲۹	۲۰
۷۴	سورہ مدثر	۱۳۷۹	۲۹	۵۶
۷۵	سورہ قیامہ	۱۳۸۶	۲۹	۴۰
۷۶	سورہ دھر	۱۳۹۲	۲۹	۳۱
۷۷	سورہ مرسلات	۱۳۹۸	۲۹	۵۰
۷۸	سورہ نبا	۱۴۰۳	۳۰	۴۰
۷۹	سورہ نازعات	۱۴۰۸	۳۰	۴۶
۸۰	سورہ عبس	۱۴۱۴	۳۰	۴۲
۸۱	سورہ تکویر	۱۴۱۸	۳۰	۲۹
۸۲	سورہ انفطار	۱۴۲۲	۳۰	۱۹
۸۳	سورہ مطففین	۱۴۲۵	۳۰	۳۶
۸۴	سورہ انشقاق	۱۴۳۰	۳۰	۲۵

شمار سورت	سورت	نمبر صفحہ	شمار پارہ	آیات	شمار سورت	سورت	نمبر صفحہ	شمار پارہ	آیات
۸۵	سورہ بروج	۱۴۳۳	۳۰	۲۲	۱۰۰	سورہ عادیات	۱۴۷۴	۳۰	۱۱
۸۶	سورہ طارق	۱۴۳۶	۳۰	۱۷	۱۰۱	سورہ قارعہ	۱۴۷۶	۳۰	۱۱
۸۷	سورہ اعلیٰ	۱۴۳۹	۳۰	۱۹	۱۰۲	سورہ تکاثر	۱۴۷۸	۳۰	۸
۸۸	سورہ غاشیہ	۱۴۴۲	۳۰	۲۶	۱۰۳	سورہ عصر	۱۴۸۰	۳۰	۳
۸۹	سورہ فجر	۱۴۴۵	۳۰	۳۰	۱۰۴	سورہ ھمزہ	۱۴۸۲	۳۰	۹
۹۰	سورہ بلد	۱۴۵۰	۳۰	۲۰	۱۰۵	سورہ فیل	۱۴۸۴	۳۰	۵
۹۱	سورہ شمس	۱۴۵۳	۳۰	۱۶	۱۰۶	سورہ قریش	۱۴۸۵	۳۰	۴
۹۲	سورہ لیل	۱۴۵۶	۳۰	۲۱	۱۰۷	سورہ ماعون	۱۴۸۶	۳۰	۷
۹۳	سورہ ضحیٰ	۱۴۵۹	۳۰	۱۱	۱۰۸	سورہ کوثر	۱۴۸۸	۳۰	۳
۹۴	سورہ الم نشرح	۱۴۶۱	۳۰	۸	۱۰۹	سورہ کافرون	۱۴۹۰	۳۰	۶
۹۵	سورہ تین	۱۴۶۳	۳۰	۸	۱۱۰	سورہ نصر	۱۴۹۲	۳۰	۳
۹۶	سورہ علق	۱۴۶۵	۳۰	۱۹	۱۱۱	سورہ لہب	۱۴۹۴	۳۰	۵
۹۷	سورہ قدر	۱۴۶۸	۳۰	۵	۱۱۲	سورہ اخلاص	۱۴۹۶	۳۰	۴
۹۸	سورہ بینہ	۱۴۷۰	۳۰	۸	۱۱۳	سورہ الفلق	۱۴۹۸	۳۰	۵
۹۹	سورہ زلزال	۱۴۷۲	۳۰	۸	۱۱۴	سورہ الناس	۱۵۰۰	۳۰	۶

گیارھواں پارہ

يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ ۚ قُلْ لَا تَعْتَذِرُوا

لَنْ نُؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ ۚ وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ

وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٩٤﴾ سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ

فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ إِنَّهُمْ رِجْسٌ ۖ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٩٥﴾

---

۹۴ جب تم میدانِ جنگ سے واپس آؤ گے، تو یہ لوگ تمہارے سامنے، طرح طرح کی معذرتیں پیش کریں گے۔ ان سے کہدینا کہ اس قسم کی بہانہ سازیوں کی باتیں مت کرو۔ ہم ان باتوں پر کبھی یقین نہیں کریں گے، اس لئے کہ اللہ نے ہمیں، تمہارے متعلق صحیح صحیح باتیں بتادی ہیں۔ باقی رہا آیندہ کا معاملہ، سو اللہ اور اس کا رسول (نظامِ خداوندی) تمہارے اعمال پر نگاہ رکھے گا، اور تمہاری ہر نقل و حرکت اُس خدا کے قانونِ مکافات کی کسوٹی پر پرکھی جائے گی جو اُن باتوں سے بھی باخبر رہتا ہے جو انسانوں کی نگاہ سے اوجھل ہوں اور اُن سے بھی جو محسوس طور پر سامنے آجائیں۔ وہ کسوٹی بتادے گی کہ تمہارے اعمال کی حقیقت کیا ہے، اور تم کس قسم کے سلوک کے مستحق ہو۔

۹۵ تمہاری واپسی پر یہ لوگ خدا کی قسمیں کھا کھا کر اپنے سچا ہونے کا یقین دلائیں گے تاکہ تم ان سے درگزر کرو۔ تمہیں چاہیئے کہ ان سے اعراض برتو۔ اس لئے کہ ان کے دلوں میں نفاق کا مرض ایسا ہے جو ان کے خیالات میں تکدّر اور ان کے قلوب میں شکوک و اضطراب پیدا کرتا رہتا ہے (۹/۱۲۵)۔ اس لئے یہ، تمہاری جماعت کے سچے رکن نہیں بن سکتے۔ ان کا ٹھکانہ یہ جنتی نظام نہیں، جہنم ہے۔ جو ان کے

يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَإِن تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿٩٦﴾ الْأَعْرَابُ أَشَدُّ كُفْرًا وَنِفَاقًا وَأَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُوا حُدُودَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٩٧﴾ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يَتَّخِذُ مَا يُنفِقُ مَغْرَمًا وَيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَائِرَ ۚ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٩٨﴾ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنفِقُ قُرُبَاتٍ عِندَ اللَّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ ۚ أَلَا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۚ سَيُدْخِلُهُمُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٩٩﴾

۱۲ ع ۱

اعمال کا صحیح بدلہ ہے۔

۹۶ یہ سمجھتے ہیں کہ تم لوگوں کو ان سے کوئی ذاتی رنجش ہے' اس لئے (جیسا کہ عام حکمرانوں کے سلسلے میں ہوتا ہے) اگر تمہیں کسی طرح راضی کرلیا تو سب معاملہ ٹھیک ہوجائیگا۔ اس مقصد کے لئے یہ قسمیں کھاکھا کر تمہیں راضی کرنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن انہیں اِسکا علم نہیں کہ یہ معاملہ تمہاری ذات سے متعلق نہیں جو تمہیں ذاتی طور پر راضی کرلینے سے بات رفع دفع ہوجائے گی۔ اس معاملہ کا تعلق قانونِ خداوندی سے ہے' اور قانونِ خداوندی کبھی ان لوگوں سے راضی نہیں ہوتا جو اس کا راستہ چھوڑ کر دوسری راہیں اختیار کرلیں۔ لہذا تمہارا ذاتی طور پر راضی کرلینا ان کے لئے ذرا بھی مفید مطلب نہیں ہوگا۔ (نظامِ خداوندی میں محبت یا عداوت' ذاتی جذبات کی رُو سے نہیں ہوتی' نظام کے نقطۂ نگاہ سے ہوتی ہے $\frac{9}{23-24}$)۔

۹۷ یہ صحرانشین بدو' کفر و نفاق میں (شہریوں سے بھی دو قدم) آگے' اور سخت متشدد واقع ہوئے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان کے حالات ایسے ہیں کہ ان کے لئے' قرآنی تعلیم کا اچھی طرح سمجھنا ذرا دشوار ہے۔ اس لئے' قانونِ خداوندی کی رُو سے' جو سرتاسر علم و حکمت پر مبنی ہے' (شہریوں کے مقابلہ میں' ان سے' کچھ مختلف سلوک کیا جائے گا)۔

۹۸ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ وہ' جو کچھ نظامِ خداوندی کے لئے خرچ کرتے ہیں' اسے (جہالت کی بنا پر) اپنے اوپر جرمانہ سمجھتے ہیں اور منتظر رہتے ہیں کہ تم پر کوئی گردش آجائے (تو یہ پلٹ جائیں۔ یہ نہیں سمجھتے کہ ان کی اس قسم کی حرکات سے) بُری گردش کے دن خود انہی پر آنے والے ہیں۔ یہ اُس خدا کا ارشاد ہے جو سب کچھ سننے والا' جاننے والا ہے۔

۹۹ لیکن انہی میں ایسے لوگ بھی ہیں جو سچے دل سے اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۰۰ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ڔ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ڀ مَرَدُوْا عَلَي النِّفَاقِ ۣ لَا تَعْلَمُهُمْ ۭ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۭ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۝۱۰۱ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۰۲

اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسے خدا کے ہاں بلند درجات' اور رسول کی طرف سے تحسین و آفریں کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ یقین رکھیں کہ اس سے انہیں واقعی خدا کے ہاں بلند مدارج حاصل ہوں گے اور اللہ انہیں اپنی رحمتوں کے سائے میں داخل کرے گا۔ اس لئے کہ نظامِ خداوندی میں حفاظت اور مرحمت کے سامان موجود ہوتے ہیں۔

۱۰۰ اور مہاجرین و انصار میں سے جن لوگوں نے اس نظام کے قیام کے لئے پہل کی' جبکہ حالات بڑے ہی نامساعد اور واقعات سخت حوصلہ شکن تھے۔ اور جن لوگوں نے حسنِ کارانہ انداز سے اس کا اتباع کیا —— وہ خواہ شہری ہوں یا دیہاتی —— تو چونکہ انہوں نے قوانینِ خداوندی سے ہم آہنگی اختیار کی' اس لئے اس کی برکات و سعادات ان سے ہم آہنگ ہو گئیں۔ اور ان کے لئے ایسا جنتی معاشرہ تیار کر دیا گیا جس کی شادابیوں میں کبھی کمی نہیں آئے گی۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (اس زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد کی زندگی میں بھی)۔ اور یہ انسان کی بہت بڑی کامیابی اور کامرانی ہے۔

۱۰۱ اور تمہارے اردگرد بسنے والے بدوؤں میں بعض لوگ منافق ہیں۔ اور مدینہ کے رہنے والوں میں بھی بعض ایسے ہیں کہ منافقت گویا ان کی گھٹی میں پڑ چکی ہے۔ تم انہیں نہیں جانتے۔ ہم جانتے ہیں۔ ہم انہیں (پہلے) دو مرتبہ معمولی سزا دیں گے۔ اور اگر یہ اس پر بھی باز نہ آئے تو انہیں سخت سزا دی جائے گی۔

۱۰۲ اور کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنی غلطیوں کا اعتراف کر لیا ہے۔ انہوں نے کچھ کام اچھے بھی کئے ہیں' اور کچھ بُرے بھی۔ (اور چونکہ انہوں نے اپنی غلطیوں کا اعتراف کر لیا ہے اس لئے) قانونِ خداوندی کی رو سے ان کی معذرت قبول کر لی جائے گی۔ قانونِ خداوندی میں (غلطیوں کا اعتراف کر لینے والوں کے لئے) حفاظت و مرحمت کی گنجائش

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾

رکھی ہوئی ہے۔

۱۰۳ لہذا' اب تم ان کی مالی امداد (اور واجبات جو مسلمانوں سے لئے جاتے ہیں) قبول کر لیا کرو۔ (جس کا مطلب یہ ہے کہ اب انہیں اس نظام کے ارکان تسلیم کر لیا گیا ہے)۔ اور جماعت کے دیگر ارکان کے ساتھ' تعلیم و تربیت سے ان کے قلب و دماغ کی تطہیر اور ان کی صلاحیتوں کی نشوونما کا انتظام کرو' اور ان کے اچھے کاموں کی تحسین و ستائش سے ان کی حوصلہ افزائی کرو۔ اس سے انہیں اطمینان خاطر اور سکونِ قلب حاصل ہو جائیگا۔ (اور اپنی سابقہ غلطیوں کی وجہ سے ان کے دل میں جو احساس کہتری پیدا ہو گیا تھا' وہ زائل ہو جائے گا)۔ یقیناً اللہ ہر ایک کی بات سننے والا' اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

۱۰۴ کیا انہیں اس کا علم نہیں کہ' خدا کے بندوں میں سے' جو لوگ اپنی غلطیوں کا احساس کر کے' آیندہ کے لئے ان سے باز رہنے کا تہیّہ کر لیتے ہیں' تو ان کی معذرت قبول کر لی جاتی ہے' اور (دیگر ارکانِ جماعت کی طرح) ان کے صدقات قبول کر لئے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ قانونِ خداوندی میں' اس قسم کی دلی معذرت سے' سامانِ مرحمت عطا ہو جانے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

۱۰۵ ان سے کہہ دو کہ تمہاری معذرت قبول کر لی گئی ہے۔ اب تم اپنے اعمال سے ثابت کرو کہ یہ معذرت دل سے کی گئی ہے۔ اللہ اور اسکا رسول (نظامِ خداوندی کا مرکز) اور مومنین (اس نظام کے ارکان)' تمہاری کارکردگی پر نگاہ رکھیں گے۔ تمہارے تمام کام اُس خدا کے قانون مکافات کی میزان میں تولے جائیں گے جو ان امور سے بھی باخبر ہوتا ہے' جو انسانی نگاہوں سے اوجھل ہوتے ہیں' اور ان سے بھی جو محسوس شکل میں سامنے آجاتے ہیں۔ وہ میزان ہر عمل کا ٹھیک ٹھیک وزن بتا دیتی ہے۔

۱۰۶ اس کے بعد' ان تھوڑے سے لوگوں کا معاملہ تصفیہ طلب رہ جاتا ہے' جن کے

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِن قَبْلُ ۚ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ ۖ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۱۰۷﴾ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا ۚ لَّمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيهِ ۚ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ﴿۱۰۸﴾ أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَم مَّنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿۱۰۹﴾

متعلق (ابھی تحقیقات مکمل نہیں ہوئیں اور) یہ طے نہیں پایا کہ انہیں سزا دی جائے یا معاف کر دیا جائے۔ (اس کا ذکر آگے چل کر $\frac{9}{118}$ میں آئیگا)۔ اللہ کا قانون یکسر علم و حکمت پر مبنی ہے۔

۱۰۷ اور ان منافقین میں وہ لوگ بھی ہیں (جو اپنی چالوں میں اس حد تک آگے بڑھ گئے ہیں کہ انہوں نے) ایک مسجد تعمیر کر ڈالی (اور اس طرح یہ ظاہر کیا کہ وہ بڑے پکے مومن اور نظام خداوندی کے خدمت گزار ہیں)۔ لیکن اس مسجد سے درحقیقت ان کی غرض یہ تھی کہ اس سے اس نظام کو نقصان پہنچایا جائے، اور کفر کی راہیں کشادہ کی جائیں۔ یعنی مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کر دیا جائے اور اس طرح یہ مسجد ان لوگوں کے لئے کمیں گاہ بن جائے جو پہلے سے نظام خداوندی کے خلاف مصروف پیکار ہیں۔ یہ لوگ قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہم نے اس مسجد کو بڑی نیک نیتی سے تعمیر کیا ہے — لیکن خدا اس کی شہادت دیتا ہے کہ یہ لوگ بڑے جھوٹے ہیں۔

۱۰۸ تم نے' اے رسول! اس مسجد میں قدم تک نہ رکھنا (جو مسجد مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کر دے' کیا وہ اس قابل ہو سکتی ہے کہ اس میں قدم رکھا جائے؟ تمہارا' نہ ان لوگوں سے کچھ واسطہ ہو سکتا ہے' نہ ان کی تعمیر کردہ مسجد سے کچھ تعلق۔ $\frac{6}{160}$)۔ اس کی مستحق صرف وہ مسجد ہے جس کی بنیاد' پہلے دن سے' قوانین خداوندی کی نگہداشت کے اصول محکم پر رکھی گئی ہے۔ اس میں وہی لوگ آتے ہیں جو' فرقہ بندی اور گروہ سازی کے شرک سے پاک اور صاف رہتے ہیں ($\frac{30}{32}$)۔ یہی وہ لوگ ہیں جو قانون خداوندی کی رو سے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

۱۰۹ ان سے پوچھو کہ کیا وہ شخص جس نے اپنی عمارت کی بنیاد' قوانین خداوندی کی

لَا یَزَالُ بُنْیَانُهُمُ الَّذِیْ بَنَوْا رِیْبَةً فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۱۱﴾

نگہداشت اور منشائے خداوندی سے ہم آہنگی پر رکھی ہو بہتر ہے یا وہ شخص جس نے یہ بنیاد ریت کے ایسے تودوں کے کنارے پر رکھی ہو جو کٹ کٹ کر دریا میں گرتے چلے جا رہے ہوں' اور اس طرح وہ عمارت اپنے بنانے والے کو ساتھ لے کر جہنم کے گڑھے میں جا گرے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اس طرح قانون خداوندی سے سرکشی برتتے ہیں' ان پر زندگی کی کامرانیوں کی راہ کبھی نہیں کھل سکتی۔

۱۱۰ یاد رکھو! ان کی یہ عمارت' جو انہوں نے اس مقصد کے لئے بنائی ہے' ان کے دل میں کانٹا بن کر کھٹکتی رہے گی۔ اس سے ان کے دل کی بے چینی اور اضطراب بڑھتا چلا جائے گا۔ ان کے غصے اور حسد کی آگ میں کمی نہیں ہوگی۔ تاآنکہ ان کے دل' شدت اضطراب سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ ان سے کہدو کہ خدا کی یہ باتیں یونہی دھمکی نہیں۔ علم و حکمت پر مبنی حقائق ہیں جو واقع ہو کر رہیں گے۔

۱۱۱ یہ منافقین کی حالت ہے۔ ان کے برعکس' جماعت مومنین ہے جس کا نظام خداوندی کے ساتھ ایک عظیم معاہدہ ہوتا ہے[1]۔ اس معاہدہ کی رو سے' نظام خداوندی' ان کا جان اور مال خرید لیتا ہے اور اس کے معاوضہ میں انہیں جنت کی زندگی کی ضمانت دیدیتا ہے۔ (یعنی اس دنیا میں ان کی تمام ضروریات زندگی کی بہم رسانی اور انکی صلاحیتوں

---

[1] اس معاہدہ کی رو سے کہا گیا ہے کہ خدا مومنین سے ان کا جان و مال خرید لیتا ہے اور اس کے عوض انہیں جنت عطا کرتا ہے۔ یہ معاہدہ محض ذہنی اور اعتقادی نہیں کہ آپ نے دل میں کہہ دیا کہ میں نے اپنا جان و مال خدا کے ہاتھوں بیچ دیا ہے اور خدا نے آپ کو جنت دیدی۔ یہ معاہدہ محسوس شکل میں' نظام خداوندی سے کیا جاتا ہے جسے سب سے پہلے رسول اللہ نے متشکل فرمایا تھا۔ اور جب حضورؐ کے بعد آپ کے جانشینوں کے ہاتھوں قائم اور مستحکم رہنا تھا۔ اس دنیا میں جنتی زندگی کا وعدہ بھی اسی نظام کے ہاتھوں پورا ہونا تھا (اُخروی جنت کی کیفیت اور ہے)۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے (۴۷/۵)۔

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۲﴾

کے نشوونما پانے کے تمام وسائل واسباب کی فراہمی اس نظام کے ذمے ہو جاتی ہے (۲۰/۱۱)۔ اس معاہدہ کے بعد وہ اپنی اور اپنے متعلقین کی ضروریاتِ زندگی کی طرف سے مطمئن ہو جاتے ہیں' اور نظامِ خداوندی کے استحکام کی خاطر' عند الضرورت' جان ہتھیلی پر رکھ کر میدانِ جنگ میں نکل آتے ہیں۔ پھر یا تو دشمن کو قتل کر کے' فاتح و منصور واپس آتے ہیں' اور یا خود اپنی جان دیدیتے ہیں۔ اور مرنے کے بعد جنّت کی زندگی حاصل کر لیتے ہیں۔

یہ معاہدہ کوئی نئی بات نہیں۔ یہ سابقہ آسمانی کتابوں —— تورات و انجیل —— میں بھی مذکور تھا' اور اب اسی کی تجدید قرآن میں کی گئی ہے۔ اس عہد کا پورا کرنا اللہ نے خود اپنے ذمّے لے رکھا ہے۔ اور' یہ ظاہر ہے کہ اللہ سے بڑھ کر' اپنے عہد کو پورا کرنے والا' کوئی نہیں۔ سو (اے جماعت مومنین) تم اس سودے پر' جو تم نے نظامِ خداوندی سے کیا ہے' خوش ہو جاؤ۔ اس لئے کہ یہی زندگی کی سب سے بڑی کامرانی ہے۔

۱۱۲ ان افرادِ معاشرہ کی خصوصیات یہ ہوتی ہیں کہ

(۱) سفرِ حیات میں' وہ جہاں محسوس کریں کہ ان کا قدم غلط راستے کی طرف اُٹھ گیا ہے' وہ وہیں رک جاتے ہیں' اور جہاں سے قدم غلط اٹھا تھا' وہاں واپس آکر' صحیح راستے پر ہو لیتے ہیں۔

(۲) وہ قوانینِ خداوندی کی پوری پوری اطاعت کرتے ہیں' اور اپنی جملہ صلاحیتوں کو خدا کے متعین کردہ پروگرام کے مطابق صرف کرتے ہیں (۲/۱)۔

(۳) وہ انفس و آفاق کی ہر شے پر غور و فکر کرنے کے بعد' علیٰ وجہ البصیرت اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ کارگہ کائنات کی ایک ایک چیز' اپنے خالق کی حمد و ستائش کی مُنہ بولتی تصویر ہے (۱/۱ ؛ ۳/۱۹۰ ؛ ۴۱/۵۳)۔

(۴) اس مقصد کے لئے وہ دنیا بھر کا سفر کرتے ہیں۔

(۵) ہمیشہ قانونِ خداوندی کے سامنے جُھکے رہتے ہیں' اور

(۶) دل کے پورے جھکاؤ سے' اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

(۷) وہ ان باتوں کا حکم دیتے ہیں جنہیں قانونِ خداوندی صحیح تسلیم کرتا ہے۔ اور ان سے روکتے ہیں جنہیں وہ ناپسندیدہ قرار دیتا ہے۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿۱۱۳﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ۚ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّىٰ يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۱۱۵﴾

---

(۸) وہ ان تمام حدود کی نگہداشت کرتے ہیں جو قوانین خداوندی نے متعین کی ہیں' اور ان کے اندر رہتے ہوئے صحیح آزادی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

یہ ہیں وہ مومنین جن کے لئے دنیا اور آخرت کی زندگی کی خوشگواریوں کی بشارتیں ہیں۔ (ان میں مرد اور عورتیں' دونوں شامل ہیں ۳۳/۳۵ ؛ ۶۶/۵)۔

۱۱۳ جماعتِ مومنین ان لوگوں پر مشتمل ہے جو صرف خدائے واحد کے قوانین کی اطاعت کرتے ہیں۔ جو لوگ اس میں' خدا کے علاوہ' اوروں کو بھی شریک کر لیتے ہیں' اُن سے اس جماعت کا کوئی تعلق نہیں۔ ان کے معاملہ میں تو خود نبی' یا مومنین کے لئے اتنا بھی جائز نہیں کہ جب وہ (مشرکین) قانونِ خداوندی کے مطابق سزا کے لئے ماخوذ ہوں' تو ان کے لئے اس سزا سے محفوظ رہنے کی آرزو کریں' خواہ وہ ان کے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں درانحالیکہ ان پر واضح ہو چکا ہو (جیسا کہ ہر مشرک کے بارے میں واضح ہے) کہ وہ لوگ جہنم کی سزا کے مستحق قرار پا چکے ہیں۔

۱۱۴ اس پر تمہارے دل میں شاید یہ خیال پیدا ہو کہ ابراہیمؑ نے اپنے باپ کی مغفرت کی آرزو کیوں کی تھی حالانکہ وہ بھی مشرک تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس (ابراہیمؑ) نے' (اس توقع پر کہ اُس کا باپ خدا پر ایمان لے آئیگا) اُس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کے لئے خدا سے مغفرت چاہے گا۔ لیکن جب ابراہیمؑ پر یہ حقیقت آشکارا ہو گئی کہ وہ خدا پر ایمان نہیں لانے کا' بلکہ وہ اس کا دشمن ہے' تو وہ اس سے بیزار ہو گیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ابراہیمؑ بڑا ہی غمخوار اور بردبار تھا (جو اتنا عرصہ اس توقع میں رہا کہ اس کا باپ خدا پر ایمان لا کر اپنے آپ کو اس کی حفاظت میں لے آئیگا ۱۴/۴۱ ؛ ۱۹/۴۷ ؛ ۶۰/۴)۔

۱۱۵ یہ بات خدا کے شایانِ شان نہیں کہ وہ کسی قوم کو صحیح راستہ دکھا کر' پھر یونہی اس پر کامیابی کی راہ بند کر دے۔ وہ پہلے اس امر کی وضاحت کرتا ہے کہ انہیں کن باتوں کی پابندی کرنی چاہیئے اور کن امور سے بچنا چاہیئے۔ اس وضاحت کے بعد' جو لوگ اُس کے

إِنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۚ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿۱۱۶﴾ لَقَد تَّابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَٰجِرِينَ وَالْأَنصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِن بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الثَّلَٰثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَن لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿۱۱۸﴾

۱۴ ع ۳

قوانین کی خلاف ورزی کریں' ان پر کامیابی کی راہ بند ہوجاتی ہے۔ (اس سے ظاہر ہے کہ نظامِ خداوندی میں مؤاخذہ اُسی عمل پر ہوگا جسے جرم قرار دے کر اسکا اعلان کر دیا گیا ہو)۔ یقیناً اللہ ہر بات کا علم رکھتا ہے۔

۱۱۶ یہ اس کے علم کی وسعت ہے، جس کی بنا پر کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں اُسی کا اقتدار اور کنٹرول ہے۔ اور اسی کے قانون کے مطابق' قوموں کی زندگی اور موت کا فیصلہ ہوتا ہے۔ یاد رکھو! قانونِ خداوندی کے سوا' تمہارا کارساز اور مددگار کوئی نہیں ہوسکتا۔

۱۱۷ یہ حقیقت ہے کہ اللہ نے اپنے نبی کو' اپنی رحمت سے نوازا۔ اور مہاجرین اور انصار کی اس جماعت کو بھی جس نے' بڑی عسرت اور بے سروسامانی کے عالم میں اس کے پیچھے قدم اٹھایا ــــــ ایسے نامساعد حالات میں' جب کیفیت یہ ہوچکی تھی کہ قریب تھا کہ (مشکلات اور صعوبات کے ہجوم کی وجہ سے) ان میں سے ایک گروہ کا دل ڈول جاتا اور قدم ڈگمگا جاتے۔ لیکن اللہ نے' ایسے ناسازگار حالات میں انہیں' اپنی رحمت سے بہرۂ یاب کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کے قانون میں رافت و رحمت کی بڑی گنجائشیں ہیں۔

۱۱۸ اور اسی طرح' اُس نے اُن تین شخصوں کو بھی اپنی رحمت سے نوازا جو (جنگ میں) پیچھے رہ گئے تھے (اور جن کا معاملہ التوا میں رکھا گیا تھا ۹/۱۰۶)۔ ان کا معاملہ معلق رہنے کی وجہ سے ان کی حالت یہ ہوچکی تھی کہ' زمین' اپنی تمام وسعتوں کے باوجود' ان پر تنگ ہوگئی۔ اور وہ خود اپنے آپ سے تنگ آ گئے۔ اور انہیں معلوم ہوگیا کہ نظامِ خداوندی کے حکم کی خلاف ورزی کے بعد انہیں کہیں پناہ نہیں مل سکتی' بجز اسی نظام کے دامنِ عافیت کے۔ اس کے بعد' اللہ ان کی طرف اپنی رحمت سے ملتفت ہوا اور ان کی

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾

معذرت قبول کرلی' تاکہ وہ اپنے معاشرہ کی طرف واپس آجائیں (جہاں سے انہیں الگ کردیا گیا تھا)۔ اللہ کے قانون میں' دل سے معذرت کرنے والوں کے لئے سامان مرحمت کی گنجائش ہے۔

۱۱۹ (اس واقعہ کا ذکر' خصوصیت کے ساتھ' اس لئے کیا گیا ہے کہ جماعتِ مومنین پر یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہوجائے' کہ ان کا شعارِ زندگی یہ ہے کہ) وہ قوانینِ خداوندی کی پوری پوری نگہداشت کریں۔ (لیکن یہ چیز انفرادی طور پر نہیں ہوسکتی۔ اس کیلئے انہیں) صادقین کی جماعت کے ساتھ رہنا ہوگا۔ یعنی سفرِ زندگی' دیگر افرادِ کارواں کی معیت میں طے کرنا ہوگا۔ جماعت کے ساتھ رہ کر' قوانینِ خداوندی کی اطاعت' یہ ہے جنت میں جانے کا راستہ ($\frac{۸۹}{۲۹}$)۔

۱۲۰ اہلِ مدینہ اور اس کے اردگرد بسنے والے بدوؤں کے لئے یہ جائز نہیں تھا کہ وہ' جہاد کے وقت رسول اللہ کا ساتھ چھوڑ دیتے' اور اپنے آپ کو' اس کے مقابلہ میں زیادہ عزیز رکھتے۔ (یہ انہوں نے اس لئے کیا کہ وہ اس راستے کی مشکلات اور مصائب سے ڈرتے تھے۔ حالانکہ' حقیقت یہ ہے کہ اس سلسلہ میں) بھوک اور پیاس کی جس مصیبت کو وہ جھیلتے۔ جو تکان اور مشقت وہ اٹھاتے۔ انکا ہر وہ قدم جو اس مقام پر پڑتا جہاں اسکا پڑنا فریقِ مخالف کیلئے غیظ وغضب کا موجب ہوتا۔ حتیٰ کہ ہر وہ نقصان جو انہیں دشمن کی طرف سے پہنچتا۔ ان میں سے ایک ایک چیز اُن کیلئے عملِ صالح بنتی چلی جاتی۔ اس لئے کہ خدا کا قانونِ مکافات کسی کا حسن کارانہ عمل ضائع نہیں ہونے دیتا۔

۱۲۱ اسی طرح' یہ لوگ اس مقصد کے لئے جو کچھ بھی خرچ کرتے ہیں —— خواہ

وَ مَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْۤا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَ لْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ؕ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَ اِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖۤ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

تھوڑا ہو یا بہت —— یا جو منزل بھی وہ قطع کرتے ہیں، ان سب کے نتائج مرتب ہوتے چلے جاتے ہیں تاکہ خدا کا قانون مکافات، انہیں ان کے اعمال کا حسین ترین صلہ دے۔

۱۲۲ اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جنگ اور قتال میں مصروف رہنے کے یہ معنی نہیں کہ تم دین کے دوسرے شعبوں کو نظر انداز کر دو۔ یہ ضروری ہے کہ اس کے ساتھ تعلیم و تعلم کا سلسلہ بھی جاری رہے۔ لہٰذا، جماعتِ مومنین کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ سب کے سب ایک ہی کام کے لئے نکل کھڑے ہوں۔ چاہیئے یہ کہ ہر جماعت میں سے کچھ لوگ (مرکز نظام خداوندی میں آکر) اس نظام کے متعلق پوری پوری سمجھ بوجھ حاصل کریں اور پھر اپنی جماعت کی طرف واپس جاکر انہیں اس سے آگاہ کریں۔ اس طرح پوری کی پوری قوم، اپنے آپ کو غلط باتوں سے محفوظ رکھ سکے گی (اور صحیح نظام کے مطابق چلنے کے قابل ہو جائے گی)۔

۱۲۳ دوسری طرف، دین کی حفاظت کے لئے جنگ کی ضرورت اور اہمیت کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ تم ان مخالفین سے جنگ کرو جو تمہارے آس پاس پھیلے ہوئے ہیں تاکہ وہ تمہاری قوت اور شدت کو محسوس کرلیں (اور سمجھ لیں کہ تم یونہی نگلے نہیں جا سکتے)۔ اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لو کہ خدا کی تائید ان لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے، جو اس کے قوانین کی نگہداشت کرتے ہیں۔

۱۲۴ جب ایسا ہوتا ہے کہ خدا کی طرف سے (جنگ و قتال کے سلسلے میں) کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو (منافقین میں سے) بعض لوگ ازراہِ تمسخر کہتے ہیں، کہ تم میں سے وہ کون ہیں جن کا ایمان ان نئے احکام نے بڑھا دیا ہے؟ سو جو لوگ فی الواقعہ صاحبِ ایمان ہیں، ان کا ایمان ان احکام سے یقیناً بڑھ جاتا ہے اور وہ اس پر خوشیاں مناتے ہیں

۱۲۵ لیکن جن لوگوں کے دل میں منافقت کا روگ ہے، تو اس قسم کے احکام سے

أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿۱۲۶﴾ وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرَاكُم مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ انصَرَفُوا ۚ صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُم بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ﴿۱۲۷﴾ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۲۸﴾

ان کے شکوک اور اضطرابات اور زیادہ ہو جاتے ہیں (۹/۹۵) اور وہ حالتِ کفر ہی میں اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

۱۲۶ کیا یہ لوگ اس پر بھی غور نہیں کرتے کہ کوئی سال ایسا نہیں گزرتا کہ وہ ایک یا دو مرتبہ (تمہارے ہاتھوں ۹/۱۴) کسی نہ کسی مصیبت میں مبتلا نہ ہوتے ہوں۔ اس پر بھی یہ اپنی غلط روش سے باز نہیں آتے اور اتنا نہیں سمجھتے (کہ منافقت ہمیشہ مصیبتوں کا موجب ہوا کرتی ہے۔

۱۲۷ حالت ان کی یہ ہے کہ جب کبھی (جنگ وغیرہ کے سلسلہ میں) کوئی احکام نازل ہوتے ہیں تو یہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگتے ہیں (یہ پوچھتے ہوتے کہ تمہیں کوئی دیکھ تو نہیں رہا۔ (کیونکہ تمہارے چہرے کا تغیر، تمہاری قلبی کیفیت کی غمازی کر رہا ہے)۔ پھر وہ منہ پھیر کر چل دیتے ہیں۔ (منہ پھیرنا کیسا؟) قانون خداوندی کی رُو سے' ان کے تو دل ہی پھر چکے ہیں' کیونکہ یہ لوگ' عقل و فکر سے کام لینے کے بجائے' (اپنے جذباتِ نفرت و عداوت میں بہکے چلے جاتے ہیں)۔

۱۲۸ (اگر یہ ذرا بھی عقل و فکر سے کام لیتے تو ان پر یہ حقیقت واضح ہو جاتی کہ خدا کا کتنا بڑا احسان ہے کہ) ان کی طرف' انہی میں سے ایک رسول آیا ہے جس کی دردمندی اور غمگساری کا یہ عالم ہے کہ اگر انہیں کوئی ذرا سی تکلیف بھی پہنچتی ہے تو اُسے اِس سے بیحد رنج ہوتا ہے۔ اور اُس کی انتہائی آرزو یہ ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح ان کی بھلائی کا سامان ہو جائے۔

پھر ان میں سے جو لوگ (اُس کی مخالفت اور سرکشی چھوڑ کر) نظامِ خداوندی پر ایمان لے آتے ہیں' وہ ان کے ساتھ بڑی ہی شفقت اور مرحمت سے پیش آتا ہے اور ان کی حفاظت

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿١٢٩﴾

اور نشوونما کا پورا پورا انتظام کرتا ہے۔

۱۲۹ اگر یہ لوگ، اس قسم کے نظام، اور ایسے مشفق امیرِ کارواں، سے روگردانی کریں، تو (اے رسول!) تم ان سے کہدو کہ (مجھے تمہارے جیسے ساتھیوں کی ضرورت نہیں)۔ میرے لئے خدا کی تائید و نصرت کافی ہے۔ اس کے سوا کائنات میں کسی کا اقتدار اور اختیار نہیں۔ مجھے اس کے قانون کی محکمیت پر پورا پورا بھروسہ ہے۔ اس لئے کہ وہ قانون اس خدا کا ہے جو کائنات کی مرکزی اور بنیادی قوتوں کو اپنے کنٹرول میں رکھے ہے اور تمام دنیا کی ربوبیت کا ضامن ہے۔

سُوْرَۃُ یُوْنُسَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٓرٰ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ ① اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَیْنَآ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْھُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَھُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّھِمْ ؕ قَالَ الْکٰفِرُوْنَ اِنَّ ھٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیْنٌ ② اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ

---

۱ خدائے علیم و رحیم کا ارشاد ہے کہ یہ اُس ضابطہ قوانین کی آیات ہیں جو سرتاسر حکمت پر مبنی ہے۔

۲ کیا ان لوگوں کو اس بات پر تعجب ہو رہا ہے کہ ہم نے انہی میں سے ایک آدمی کی طرف اپنی وحی کیوں بھیجی ہے' تاکہ وہ' اس کے ذریعے' تمام نوع انسان کو' ان کی غلط روش زندگی کے نتائج سے آگاہ کرے' اور جو لوگ' اس ضابطۂ حیات پر ایمان لائیں' انہیں خوشخبری دے کہ ان کے نشو و نما دینے والے کے نزدیک' ان کا مقام بہت بلند اور حقیقی شرف کا موجب ہے۔

(یہ لوگ' بجائے اس کے کہ اس کتاب کی تعلیم پر غور و فکر سے اس نتیجہ پر پہنچیں کہ یہ کس قدر صداقت پر مبنی ہے' مطالبہ یہ کرتے ہیں کہ رسول کو فوق البشر ہونا چاہیئے جو انہیں کچھ عجوبے دکھلائے۔ اور جب یہ رسول' ان کے جواب میں کہتا ہے کہ وہ انہی جیسا ایک انسان ہے تو یہ) مخالفین اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ یہ شخص بالکل جھوٹا ہے۔

۳ تمہارا پروردگار' جس کی طرف سے یہ کتاب نازل ہوئی ہے' وہ ہے جس نے کائنات کی پستیوں اور بلندیوں کو چھ مختلف ادوار میں پیدا کیا' اور اس کے پورے کنٹرول کو اپنے

الْاَمْرَ ۭ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَھُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝ ھُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاۗءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ مَا خَلَقَ

ہاتھ میں رکھا۔ تمام کائنات کا نظم و نسق اُسی کے قوانین کے مطابق، اِس حسن و خوبی سے سرانجام پا رہا ہے۔ اس کا قانون یہ ہے کہ ایک شے کسی دوسری شے کے ساتھ مل کر ایک نیا نتیجہ پیدا کرتی ہے۔ اگر یہ چیزیں اس کے قانون کے مطابق آپس میں نہ ملیں، تو پھر وہ نتیجہ مرتب نہیں ہو سکتا۔ (اسی طرح، اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی تائید و حمایت کے لئے اس کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے، تو اس کی یہ تائید و حمایت بھی اسی صورت میں بہتر نتائج پیدا کر سکتی ہے جب وہ قانونِ خداوندی کے مطابق ہو)۔

یہ ہے وہ اللہ جو (کائناتی اشیاء کی طرح) تمہارا بھی نشوونما دینے والا ہے۔ لہٰذا تمہیں چاہیئے کہ تم اسی کے قوانین کی اطاعت اور محکومیت اختیار کرو —— کیا تم اس حقیقت کو اپنے سامنے نہیں رکھتے؟

۴ یاد رکھو! تم جو روش بھی چاہو اختیار کر لو۔ تمہارا ہر قدم اُسی کے قانون کی طرف اٹھے گا۔ تمہارے ہر عمل کا نتیجہ اس کے قانونِ مکافات کی رُو سے مرتب ہوگا۔ تم اُسکے احاطہ سے باہر جا نہیں سکتے۔ یہ ایک حقیقت ہے جو تم سے بیان کی گئی ہے۔ اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں اس کا کائناتی قانون یہ ہے کہ وہ مختلف اشیاء کو، ان کے نقطۂ آغاز سے پیدا کرتا ہے، اور پھر ان کے مختلف پہلو بدل کر، طرح طرح کی گردشیں دے کر، متعدد ارتقائی منازل کے بعد، انہیں تکمیل تک پہنچاتا ہے۔ اُس کے اسی قانون کے مطابق انسانی اعمال بھی نتیجہ خیز ہوتے ہیں، یعنی وہ لوگ جو اس قانون پر ایمان لے آتے ہیں اور پھر اس کے متعین کردہ صلاحیت بخش (کائنات، انسانی معاشرہ اور خود انسانی ذات کو سنوارنے والے) پروگرام پر عمل پیرا ہوتے ہیں، انہیں، حق و انصاف کے مطابق ان کے اعمال کا بدلہ مل جاتا ہے۔ اور جو لوگ اس قانون سے انکار کر کے، دوسری راہیں اختیار کر لیتے ہیں ان کے اعمال ایسے نتائج پیدا کرتے ہیں جن سے ان کی انسانی صلاحیتیں نشوونما پانے کے بجائے جھلس کر رہ جاتی ہیں، اور اس طرح انہیں بڑی دردانگیز سزا ملتی ہے (۳۳/۴ ؛ ۳۴/۳ ؛ ۴۵/۲۲ ؛ ۵۳/۳۱)۔

۵ یہ اس خدا کا قانون ہے جس نے سورج کو ایسا درخشندہ، اور چاند کو ایسا

اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵﴾ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ﴿۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ﴿۷﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۹﴾

تابناک بنا دیا۔ اور چاند کی منازل متعین کر دیں تاکہ تم اس سے برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو۔ (اسی طرح سورج کی رُو سے بھی حساب رکھا جا سکتا ہے' (۶/۹۷ ؛ ۱۷/۱۲)۔ اللہ نے یہ سب کچھ' مبنی بر حقیقت' اور تعمیری نتائج پیدا کرنے کے لئے بنایا ہے۔ (نہ یہ محض "حلقۂ دامِ خیال" ہے اور نہ ہی اس کا انجام تخریب ہے)۔ اس نے اپنے قوانین و حقائق کو' اُن لوگو کے لئے جو علم و بصیرت سے کام لیں' کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔

۶ یقیناً رات اور دن کی گردش میں' اور خدا نے جو کچھ کائنات میں پیدا کیا ہے' اس میں' ان قوموں کے لئے جو غلط روشِ زندگی کے تباہ کن نتائج سے بچنا چاہیں' بڑے بڑے حقائق پوشیدہ ہیں۔

۷ لیکن ان حقائق سے وہی لوگ صحیح معنوں میں فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو اس حقیقت پر یقین رکھیں' کہ' جس طرح خدا کے قوانین خارجی کائنات میں کارفرما ہیں' اسی طرح انسانی اعمال بھی اسی کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق نتیجہ خیز ہوتے ہیں۔ نیز وہ اس پر بھی ایمان رکھیں کہ زندگی صرف اِس دنیا کی طبیعی زندگی نہیں' حیات کا سلسلہ مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ ان کے برعکس' جو لوگ ان حقائق سے غفلت برتیں گے اور اسی طبیعی زندگی کا مفاد' ان کا مقصود و منتہیٰ ہو گا' (وہ' قوانین کائنات پر غور و فکر سے' فطرت کی قوتوں کو تو مسخر کر سکیں گے۔

۸ لیکن) وہ ان قوتوں کو جس طرح استعمال کریں گے اِس سے ان کا معاشرہ جہنمی بن جائیگا۔

۹ ان کے برعکس' جو لوگ خدا کے قانون مکافاتِ عمل پر یقین رکھنے کے بعد (تسخیر فطرت کریں گے اور) ان قوتوں کو کائنات کے سنوارنے کے کام میں صرف کریں گے' تو اللہ' ان کے اس ایمان کی بنا پر' ان کی راہ نمائی' زندگی کے صحیح راستے کی طرف کر دیگا — اس راستے کی طرف جو انہیں اس معاشرہ کی سمت لے جائے گا جس کی شادابیوں پر کبھی خزاں

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ۭ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَاۗىِٕمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲﴾

نہیں آسکتی اور جس کی آسائشوں میں کبھی کمی واقع نہیں ہوسکتی۔

۱۰ وہ معاشرہ جوان کے اس دعوے کی زندہ شہادت ہوگا کہ یہ چیز خدا کے قانون سے بہت بعید ہے کہ وہ صحیح کوششوں کے تخریبی نتائج پیدا کردے۔ اس معاشرہ میں ہر فرد، دوسرے افراد کے لئے حیات بخش آرزوئیں اور سلامتی عطا کرنے والی تمنائیں لئے ہوگا۔ اور ان کی اس دعوت کا آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ اس نظامِ ربوبیت کے عالمگیر نتائج کو دیکھ کر ہر شخص پکار اٹھے گا کہ خدا کا یہ نظام کس قدر مستحقِ حمد وستائش ہے۔ (1/1)۔

۱۱ اور دیکھو! جس طرح انسان اپنا فائدہ حاصل کرنے کے لئے جلد بازی سے کام لیتا ہے، اگر اللہ کا قانونِ مکافات، اسی طرح نقصان پہنچانے میں جلدی کرتا تو ان لوگوں کا (جو غلط راستوں پر چلتے ہیں) کبھی کا وقت پورا ہوچکا ہوتا (لیکن اس نے تخم ریزی اور ثمر باری کے درمیان ایک وقفہ مقرر کر رکھا ہے۔ لہٰذا اس قانونِ مہلت کی رُو سے ہوتا یہ ہے کہ) جو لوگ خدا کے قانونِ مکافات سے انکار کرتے ہیں، ان کی گرفت فوری نہیں ہوجاتی، انہیں ان کی سرکشی میں چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ وہ اس میں حیران وسرگرداں پھرتے رہیں۔ (اگر غلط اقدام پر فوری گرفت ہوجائے، تو ہم نے جو یہ اصول مقرر کر رکھا ہے کہ انسان بلا جور واکراہ، کامل غور وفکر کے بعد اپنی مرضی سے صحیح راستہ اختیار کرے، اس کا مقصد ہی فوت ہوجائے)۔

۱۲ انسان (جب اپنے جذبات کے تابع چلتا ہے اور ہمارے قانون کا اتباع نہیں کرتا تو اس) کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اس پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کھڑا، بیٹھا، لیٹا، ہمیں پکارتا ہے۔ لیکن جب اس سے وہ مصیبت ٹل جاتی ہے تو وہ اس طرح منہ موڑ کر چل دیتا ہے گویا اس نے ہمیں اپنی مصیبت میں کبھی پکارا ہی نہیں تھا۔ (اور اس کے بعد وہ پھر اسی غلط روش پر چلنے لگتا ہے۔ سو دیکھو کہ) جو لوگ ہمارے قوانین کی حد سے باہر نکل جاتے ہیں،

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ۚ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾

انہیں، اُن کے اعمال کس قدر حسین اور خوشنما دکھائی دیتے ہیں (لیکن آخر الامر ان کی تباہی آجاتی ہے)۔

۱۳ (اسی قانون مہلت اور مکافات کے مطابق) ہم نے اس سے پہلے، بہت سی قوموں کو تباہ کر دیا جب انہوں نے، ہمارے قوانین سے سرکشی اختیار کر کے، لوگوں پر ظلم اور زیادتی شروع کر دی۔ ان کی طرف ہمارے پیغامبر، واضح قوانین اور کھلے کھلے دلائل لے کر آئے لیکن انہوں نے انکی صداقت کو تسلیم نہ کیا۔ (اور وہ تباہ ہو گئے) اسی طرح ہم ہر دور کے مجرمین کو ان کے کئے کا بدلہ دیتے ہیں۔

۱۴ ان اقوامِ سابقہ کے بعد، ہم نے تمہیں ان کا جانشین بنایا ہے تاکہ یہ دیکھا جائے کہ تم کس قسم کے کام کرتے ہو۔ (جس قسم کے تمہارے اعمال ہوں گے، اسی کے مطابق تمہارے متعلق بھی فیصلہ ہو گا۔ ہمارا قانون مکافات سب پر یکساں نافذ ہوتا ہے)۔

۱۵ جب ان لوگوں کے سامنے ہمارے واضح قوانین پیش کئے جاتے ہیں، تو جو لوگ ہمارے قانون مکافات کا سامنا نہیں کرنا چاہتے، وہ کہتے ہیں کہ یا تو تم، اس قرآن کی جگہ کوئی دوسرا قرآن لاؤ، اور یا پھر اس (کے مطالب) میں ہی کچھ رد و بدل کر دو۔ (یعنی وہ خدا کے اٹل اور غیر متبدل قوانین کو اپنی منشا اور مفاد کے مطابق تبدیل کرانا چاہتے ہیں) ان سے کہدو کہ یہ چیز میرے حیطۂ اختیار سے باہر ہے کہ میں اپنی طرف سے کسی قسم کا رد و بدل کر سکوں۔ میرا مقصد صرف اس وحی کی پیروی کرنا ہے جو میری طرف نازل ہوتی ہے۔ اگر میں اپنے نشو و نما دینے والے کے احکام سے سرتابی کروں، تو اس کا قانونِ مکافات مجھے بھی نہیں چھوڑے گا۔ اس لئے میں اس کی گرفت سے بہت ڈرتا ہوں۔ اس کی سزا بڑی سخت ہوا کرتی ہے۔ ($\frac{11}{113}$; $\frac{1}{44}$; $\frac{69}{9}$)۔

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَیْكُمْ وَ لَاۤ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾
فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّهُمْ وَ لَا یَنْفَعُهُمْ وَ یَقُوْلُوْنَ هٰۤؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ
وَ لَا فِی الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾

۱۶ (یہ لوگ اس قسم کی باتیں اس لئے کرتے ہیں کہ یہ سمجھتے ہیں کہ تم ان احکام کو اپنی طرف سے وضع کر کے ان کے سامنے پیش کرتے رہتے ہو اور کہتے یہ ہو کہ یہ خدا کی طرف سے ہیں)۔ ان سے کہو کہ میں تم میں کوئی اجنبی نہیں کہ تمہیں معلوم نہ ہو سکے کہ میرا کردار کیسا ہے۔ میں نے اس دعوٰے نبوت سے پہلے، تم میں ایک عمر بسر کی ہے۔ میری یہ زندگی تمہیں کس بات کی شہادت دیتی ہے؟ کیا اس کی کہ میں جھوٹا اور فریبی ہوں یا یہ کہ میں سچا اور پاک باز انسان ہوں؟ تم اس حقیقت پر غور کرو اور عقل و فکر سے کام لے کر سوچو کہ اگر یہ چیز مشیتِ خداوندی کے مطابق نہ ہوتی، اور خدا تمہاری طرف وحی کا یہ علم نہ بھیجنا چاہتا، تو میں، یہ باتیں (اپنے جی سے گھڑ کر) کبھی تمہارے سامنے پیش نہ کرتا۔ کذب و افترا تو میری روشِ زندگی کے خلاف ہے۔

۱۷ اس کے بعد، تم اس حقیقت پر غور کرو کہ جو شخص اپنے جی سے باتیں گھڑے اور ان کے متعلق کہے کہ وہ خدا کی وحی ہیں، وہ کتنا بڑا مجرم ہوگا! دوسری طرف، وہ شخص بھی کچھ کم مجرم نہیں ہوگا جس کے سامنے خدا کی سچی وحی آئے اور وہ اسے جھٹلا دے۔

یہ دونوں یکساں مجرم ہیں۔ اور خدا کا قانون یہ ہے کہ وہ مجرموں کو ان کے پروگرام میں کبھی کامیاب نہیں ہونے دیتا۔

(لہٰذا، تم اپنے پروگرام کے مطابق کام کرو۔ مجھے اپنے پروگرام کے مطابق کام کرنے دو، اس کے بعد نتائج خود بخود بتا دیں گے کہ ہم میں سے کون جھوٹا اور مجرم ہے۔ جو ناکام رہا وہ جھوٹا ہوگا)۔

۱۸ یہ لوگ، خدا کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کو اپنا معبود بناتے ہیں جو نہ انہیں نفع پہنچا سکتی ہیں، نہ نقصان۔ اور کہتے ہیں کہ یہ معبود، خدا کے پاس ہماری سفارش کریں گے۔ (گویا ان کے معبود ان کے متعلق خدا کو ایسی باتیں بتائیں گے جن کی بنا پر یہ قابلِ معافی قرار پا جائیں گے)۔ ان سے کہو کہ کیا تم اللہ کو، اپنے متعلق، ان کے ذریعے مطلع کرنا چاہتے ہو جن کی اپنی حالت یہ ہے کہ وہ

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّاۤ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ فِیْمَا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ۝۱۹ وَ یَقُوْلُوْنَ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ۝۲۰

زمین و آسمان میں کسی بات کا علم نہیں رکھتے! خدا اس سے بہت دور ہے کہ وہ ان چیزوں کے ذریعے حقیقتِ حال معلوم کرنے کا محتاج ہو — وہ ان سے بہت بلند ہے جنہیں تم اس کا شریک قرار دیتے ہو۔

۱۹ (اے رسول! تمہاری دعوت' جس کی یہ اس قدر مخالفت کرتے ہیں' اس کے سوا کیا ہے کہ تم نوعِ انسان کے اختلافات مٹا کر انہیں ایک عالمگیر برادری بنانا چاہتے ہو۔ اور یہ چیز اسی صورت میں ممکن ہے کہ تمام انسان ایک ضابطۂ خداوندی کے مطابق زندگی بسر کریں۔ اسی کا نام توحید ہے جو شرک کی نقیض ہے۔ تمہاری یہ دعوت نہ کوئی نئی دعوت ہے' نہ اَنہونی بات)۔ نوعِ انسان کی تمدنی زندگی کی تاریخ یہ ہے کہ سب سے پہلے دور میں (جب ان کے مفاد میں باہمی تصادم نہیں ہوا تھا) سب ایک برادری کی شکل میں رہتے تھے (۲/۲۱۳)۔ اس کے بعد' انفرادی مفاد پرستیوں نے' ان میں اختلافات پیدا کرنے شروع کر دیئے اور یہ ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے (۲/۳۶)۔ یہ ہو سکتا تھا کہ ہم انہیں پیدا ہی اس طرح کرتے کہ یہ اختلاف نہ کر سکتے۔ یا اگر یہ اختلاف کرتے تو ہم' اپنی قدرت سے' ان اختلافات کو زبردستی مٹا دیتے۔ (لیکن ہم نے' اس کے لئے ایک اور قاعدہ مقرر کیا جس سے انسانوں کی آزادی سلب نہیں ہوتی تھی۔ ہم نے وحی کے ذریعے ایسی تعلیم عطا کی جس سے یہ اختلافات مٹ سکتے تھے (۲/۳۸ ؛ ۲/۲۱۳) مفاد پرست لوگ اس تصور کی مخالفت کرتے ہیں' لیکن اس سے ہمارا پروگرام رک نہیں سکتا۔ نوعِ انسان کو آخرالامر ایک عالمگیر برادری بن کر رہنا ہے)۔

۲۰ اور یہ لوگ (یہ بھی) کہتے ہیں کہ اس رسول کو' اس کے رب کی طرف سے' کوئی ایسا آسمانی نشان کیوں نہیں ملتا' جسے دیکھ کر ہم سمجھ لیں کہ یہ واقعی خدا کا رسول ہے۔ اے رسول! تم ان سے کہدو کہ میں تمہیں ایک نظامِ زندگی کی طرف دعوت دیتا ہوں جس کے وہ نتائج جو ابھی تمہاری نگاہوں سے اوجھل ہیں' خدا کے قانون کے مطابق مرتب ہو کر رہیں گے۔ لیکن اس کے لئے کچھ وقت درکار ہوگا۔ لہٰذا' تم اُس وقت کا انتظار کرو جب اس کے محسوس نتائج تمہارے سامنے آجائیں۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔ وہی نتائج میری صداقت

وَإِذَآ أَذَقْنَا ٱلنَّاسَ رَحْمَةً مِّنۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُم مَّكْرٌ فِىٓ ءَايَاتِنَا ۚ قُلِ ٱللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا ۚ إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ﴿٢١﴾ هُوَ ٱلَّذِى يُسَيِّرُكُمْ فِى ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ ۖ حَتَّىٰٓ إِذَا كُنتُمْ فِى ٱلْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا۟ بِهَا جَآءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَآءَهُمُ ٱلْمَوْجُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوٓا۟ أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِۦ لَنَكُونَنَّ مِنَ ٱلشَّٰكِرِينَ ﴿٢٢﴾ فَلَمَّآ أَنجَىٰهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِى ٱلْأَرْضِ بِغَيْرِ ٱلْحَقِّ ۗ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰٓ أَنفُسِكُم ۖ مَّتَٰعَ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ۖ ثُمَّ إِلَيْنَا

کے آسمانی نشان" ہوں گے۔

۲۱ (لیکن یہ لوگ اتنا انتظار کہاں کریں گے)۔ انسان کی عجلت پسندی کا یہ عالم ہے کہ جب اسے ذرا سی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں چلا چلا کر پکارنے لگتا ہے (۱۰/۱۲)۔ لیکن جب اس کے بعد اسے راحت نصیب ہوتی ہے تو ہمارے قوانین سے اعراض برتنے کے لئے طرح طرح کی تدبیریں سوچنا شروع کر دیتا ہے۔

تم ان سے کہدو کہ اللہ کا قانون، تدبیر سازی میں تم سے بھی تیز واقع ہوا ہے۔ اس کی، اس مقصد کے لئے مقرر کردہ قوتیں، تمہاری ہر ایک تدبیر کو ریکارڈ کرتی رہتی ہیں (اس لئے تمہاری تدابیر خدا کے سامنے ہیں اور اس کی گرفت سے باہر نہیں جا سکتیں)۔

۲۲ لوگوں کی اس عجلت پسندی اور تلون مزاجی کا تماشا دیکھنا ہو تو حالتِ سفر میں دیکھو۔ ان کا سفر خشکی اور تری دونوں میں ہوتا ہے۔ جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں اور ہوا موافق ہوتی ہے تو یہ بہت خوش ہوتے ہیں۔ لیکن جب بادِ مخالف کا تند اور تیز جھکڑ، انہیں آلیتا ہے اور سمندر کی موجیں، تلاطم خیز ہو کر چاروں طرف سے چڑھ آتی ہیں، اور یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہم ہلاکت میں گھر گئے، تو یہ، اللہ کو اس طرح پکارنے لگتے ہیں گویا اس کے احکام و قوانین کے مخلص اطاعت گزار یہی ہیں۔ اور اس کے حضور گڑگڑا کر دعائیں مانگتے ہیں کہ اگر تو ہمیں اس ہجومِ بلا سے نجات دلادے تو ہم ہمیشہ ہمیشہ کیلئے تیرے شکر گزار رہیں گے۔

۲۳ لیکن جب انہیں اس مصیبت سے نجات مل جاتی ہے، تو خدا اور اس کے احکام سب نسیاً منسیا ہو جاتے ہیں۔ اور یہ ملک میں ناحق سرکشی اور فساد پھیلانا شروع کر دیتے ہیں۔

اے رسول! تم نوعِ انسان سے پکار کر کہدو کہ اگر تم قوانینِ خداوندی سے سرکشی اور

مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ
بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ
قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ
الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾
لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا

بغاوت اختیار کروگے تو یہ، درحقیقت، خود تمہاری اپنی ذات کے خلاف بغاوت ہوگی۔ اس سے
تمہیں، اس طبیعی زندگی کے کچھ مفاد حاصل ہو جائیں گے، لیکن زندگی، تمہارے جسم کی طبیعی
زندگی ہی تو نہیں۔ اصل حیات، انسانیت (انسانی ذات) کی زندگی ہے، جس کے لئے ہماری
طرف سے الگ قوانین مقرر ہیں۔ تمہارے ہر عمل کا نتیجہ ان قوانین کے مطابق مرتب ہوتا ہے۔ ان
سب کا مجموعی نتیجہ بالآخر تمہارے سامنے آکر رہے گا۔

۲۴ اس دنیاوی (طبیعی) زندگی کی مثال یوں سمجھو جیسے ہم نے بادلوں سے مینہ برسایا، او
زمین کی روئیدگی، جو انسانوں کے لئے خوراک اور مویشیوں کے لئے چارہ کا کام دیتی ہے، اس سے
مل کر (بڑھی، پھولی اور اس کی شگفتگی اور شادابی کا یہ عالم ہوگیا گویا) زمین نے رنگا رنگ کے
پھولوں کے گہنے پہن رکھے ہیں اور تزئین و آرائش سے دلہن بن گئی ہے۔ اور کھیتی والوں نے
سمجھ لیا کہ اب تمام فصلیں ہمارے قبضے میں آچکی ہیں، کہ اتنے میں، رات یا دن کے کسی ایک حصے
میں ہمارے قانون کی ایک گردش آئی تو اس سے وہ لہلہاتی فصلیں یوں، کٹی ہوئی کھیتی کی
طرح ہو گئیں گویا کل ان کا یہاں نام و نشان تک بھی نہ تھا۔ ہم (اس قسم کی مثالوں سے) اپنے
قوانین کی وضاحت کر دیتے ہیں۔ لیکن اس سے وہی لوگ مستفید ہو سکتے ہیں جو غور و فکر سے کام لیں۔

۲۵ (لہٰذا، جو لوگ صرف دنیاوی مفاد کو اپنا نصب العین بنا لیں، اور مستقبل کی کوئی فکر نہ کریں،
ان کی روش، وقتی خوشنمائیوں، لیکن آخر الامر تباہیوں کی موجب ہوتی ہے۔ اسکے برعکس) وہ
روش ہے جس کی طرف خدا دعوت دیتا ہے۔ اسکا نتیجہ ہر قسم کی تباہی سے سلامتی اور بربادی سے عافیت
ہوتا ہے۔ یہ ہے کامیابیوں کی وہ توازن بدوش راہ جس کی طرف، خدا کا قانون ہر اس شخص کی
راہ نمائی کرتا ہے جو اس سے راہ نمائی حاصل کرنا چاہے۔

۲۶ جو لوگ اس روش کو اختیار کرکے حسن کارانہ انداز سے زندگی بسر کرتے ہیں، اس کا نتیجہ

خٰلِدُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَاۤ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّاۤ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۳۰﴾

اتنا ہی نہیں ہوتا کہ ان کی اپنی زندگی حسین ہو جاتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر یہ بھی کہ ان کا معاشرہ ذلت و رسوائی کے کرب انگیز عذاب سے محفوظ رہتا ہے' اور ایک ایسی جنت میں تبدیل ہو جاتا ہے جس پر کبھی خزاں نہیں آتی۔ (۱۶/۳۰ ؛ ۵۵/۶۰ ؛ ۸/۴۲)۔

۲۷ اس کے برعکس' جو لوگ ناہمواریاں پیدا کرنے والی روش اختیار کرتے ہیں' تو اسی قسم کی ناہمواریاں خود ان کی اپنی ذات میں پیدا ہو جاتی ہیں' اور اس طرح اس کا توازن بگڑ جاتا ہے۔ اور ان کا معاشرہ بھی ذلیل اور روسیاہ ہو جاتا ہے۔ انہیں' اس رسوا کن عذاب سے' جو قانون خداوندی کی رو سے واقع ہوتا ہے' کوئی نہیں بچا سکتا۔ ان کی روسیاہی کا یہ عالم ہوتا ہے گویا کسی نے رات کی تاریکی کا ایک ٹکڑا لے کر اس کا نقاب ان کے چہرے پر اوڑھا دیا ہو۔ ان کا معاشرہ جہنمی ہوتا ہے جس میں یہ ہمیشہ رہتے ہیں۔

۲۸ جب ہم ان سب کو یکجا اکٹھا کریں گے تو جو لوگ شرک کرتے تھے' ان سے کہیں گے کہ تم اور جنہیں تم ہمارے شریک ٹھہراتے تھے' اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ پھر انہیں الگ الگ کر دیا جائیگا۔ اس پر جن ہستیوں کو وہ خدا کا شریک ٹھہرایا کرتے تھے' اُن سے کہیں گے کہ یہ غلط ہے کہ تم ہمارے کہنے پر ہماری پرستش کیا کرتے تھے۔

۲۹ اس حقیقت پر خدا شاہد ہے —— اور اس کی شہادت' ہمارے اور تمہارے دعوے کا فیصلہ کرنے کے لئے کافی ہے —— کہ ہمیں اس کا قطعاً علم نہیں تھا کہ تم ہماری پرستش کرتے تھے (چہ جائیکہ ہم نے تم سے کہا ہو کہ تم ہماری پرستش کرو)۔

۳۰ غرضیکہ جو کچھ کسی انسان نے پہلے کیا ہو گا' وہ' اسوقت' نکھر کر سامنے آ جائے گا۔ اور تمام اعمال' خدا کے قانونِ مکافات کی طرف لوٹائے جائیں گے' وہی اس حقیقی میزان کا مالک اور سرپرست ہے۔ اور جو کچھ' لوگ اپنے خود ساختہ تصورات کے مطابق کیا کرتے تھے' وہ سب رائگاں

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚۖ فَاَنّٰی تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَی الَّذِیْنَ فَسَقُوْۤا اَنَّهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾

جائیگا۔ (یعنی اس کا وہ نتیجہ نہیں نکلے گا جو ان کے ذہن میں تھا۔ عمل وہی نتیجہ خیز ہوتا ہے جو خدا کے قانون کے مطابق کیا جائے)۔

۳۱ اے رسول! ان سے پوچھو کہ وہ کون ہے جو زمین و آسمان کی بخشائشوں کے ذریعے تمہارے لئے سامانِ زیست عطا کرتا ہے؟ وہ کون ہے جس کے قبضے میں تمہارے ذرائع علم، مثل سماعت و بصارت، ہیں؟ وہ کون ہے جو غیر ذی حیات اشیاء سے زندگی کی نمود کرتا ہے، اور زندہ چیزوں سے مردہ اشیاء نکالتا رہتا ہے؟ (مختصراً) وہ کون ہے جو اس تمام کائنات کے نظم و نسق کو چلا رہا ہے؟ (تم دیکھو گے کہ وہ اس کے جواب میں) فوراً کہدیں گے کہ وہ اللہ ہے۔ تم ان سے کہو کہ (جب تمہیں اس کا اعتراف ہے کہ ساری کائنات میں خدا کا قانون جاری و ساری ہے تو تم اپنے معاشرہ میں اس کے قوانین کی) نگہداشت کیوں نہیں کرتے؟ (تم ایسا کیوں سمجھتے ہو کہ خارجی کائنات میں تو خدا کا قانون کارفرما ہے لیکن تمہاری معاشرتی زندگی اس کے حدود مملکت سے باہر ہے۔ اس میں اس کا قانون نہیں چلتا۔ یہ تصوّر یکسر باطل ہے۔ جو ذات' الله السّمآء ہے (یعنی خارجی کائنات میں جس کا اقتدار و اختیار ہے) وہی الله الارض ہے (انسان کی معاشرتی و معاشی زندگی بھی اسی کے قانون کے تابع رہنی چاہیئے۔ ۶/۳ ؛ ۱۶/۵۱-۵۰ ؛ ۲۱/۲۱ ؛ ۲۹/۶۴-۶۰ ؛ ۴۳/۸۴)۔

۳۲ یہ ہے تمہارا حقیقی نشو و نما دینے والا' (جو خارجی کائنات کی نشو و نما کا بھی ذمہ دار ہے اور انسانی دنیا کی نشو و نما کا بھی۔ خدا ہونا اسی کو زیبا دیتا ہے)۔ اب سوچو کہ اس قسم کے خدا کے قوانین سے انکار کرنے کا نتیجہ گمراہی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ ان سے پوچھو کہ' اس خدا کو چھوڑ کر تم اپنا رُخ کس طرف کرنا چاہتے ہو؟

۳۳ (اگر یہ لوگ اس قدر واضح دلائل کے بعد بھی' قانونِ خداوندی پر ایمان نہیں لاتے، تو سمجھ لو کہ) ان کے بارے میں تمہارے خدا کا یہ قانون صادق آگیا کہ جو لوگ صحیح راستہ چھوڑ کر اس طرح اِدھر اُدھر نکل جاتے ہیں' وہ خدا کے قانون پر ایمان نہیں لایا کرتے۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْۤ اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ يَّهْدِيْۤ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ مَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾

---

۳۴ ان سے پوچھو کہ جن ہستیوں کو تم خدا کا شریک سمجھتے ہو، ان میں کوئی ایسی ہستی بھی ہے جو کسی شے کی تخلیق کی ابتدا کر سکے اور اس کے بعد اس شے کو، مختلف مراحل میں سے گردشیں دیتے ہوئے، ارتقائی منازل طے کراتی چلی جائے؟ ان سے کہو کہ ایسا کوئی اور نہیں کر سکتا۔ یہ صرف قانونِ خداوندی کی رو سے ہوتا ہے۔ وہی تخلیق کی ابتدا کرتا ہے اور وہی مخلوق اشیاء کو مختلف ادوار میں گردشیں دیتا ہوا اُن کے نقطۂ تکمیل تک لئے جاتا ہے۔

سو جب حقیقت یہ ہے تو پھر تمہارے اُلٹے خیالات تمہیں کس طرف لئے جا رہے ہیں؟

۳۵ ان سے پوچھو کہ کیا ان غیر خدائی قوتوں میں سے، جنہیں تم خدا کا شریک قرار دیتے ہو، کوئی قوت بھی ایسی ہے، جو تمہاری راہ نمائی کسی ایسے پروگرام کی طرف کر دے جو مبنی برحقیقت ہو اور ٹھوس تعمیری نتائج مرتب کرنے کا ذمہ دار! اِن سے کہو کہ اس قسم کی راہ نمائی صرف قانونِ خداوندی کی رُو سے مل سکتی ہے۔

ان سے کہو کہ جب حقیقت یہ ہے تو پھر بتاؤ کہ کیا وہ قانون جو اس قسم کی راہ نمائی عطا کرے، اس کا مستحق ہے کہ اس کا اتباع کیا جائے، یا وہ ہستیاں جو خود اپنی راہ نمائی کے لئے بھی دوسروں کی محتاج ہوں؟

ان سے کہو کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ ایسے واضح حقائق کے بعد بھی، تم غلط فیصلے کرتے ہو!

۳۶ اصل یہ ہے کہ ان میں اکثر وہ لوگ ہیں جن کے پاس حقیقت کا یقینی علم کچھ نہیں اور وہ محض ظن و قیاس کے پیچھے چلتے رہتے ہیں، حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ ظن و قیاس، حق و یقین کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتا، اور نہ ہی وہ کام دے سکتا ہے جو یقینی علم دیتا ہے۔ جو کچھ یہ لوگ کرتے ہیں وہ خدا کے علم میں ہے۔ (وہ جانتا ہے کہ یہ کس طرح محض قیاسات

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾

کے پیچھے چلتے ہیں)۔

۳۷ واقعہ یہ ہے کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ خدا کے سوا کوئی اور ہستی قرآن جیسا ضابطہ قوانین مرتب کر سکے۔ اس لئے جھوٹا قرآن بنایا ہی نہیں جا سکتا۔ (ذرا غور کرو کہ اس قرآن کی خصوصیات کیا ہیں۔ سب سے پہلے یہ کہ ایک عملی نظام کے ذریعے) یہ ان تمام اصول و قوانین کو سچ کر دکھانے والا ہے جو اس سے پہلے بذریعہ وحی دیئے جاتے رہے۔ پھر یہ اپنے قوانین کو اس طرح نکھار اور اجاگر کر بیان کرتا ہے کہ ان میں نہ شک و شبہ کی گنجائش رہتی ہے اور نہ ہی کوئی اضطراب اور ذہنی کشمکش اور یہ قوانین اس خدا کی طرف سے دیئے گئے ہیں جو تمام کائنات اور عالمگیر انسانیت کی نشو و نما کا ضامن ہے (لہٰذا) اس میں نہ کسی خاص قوم سے رعایت برتی گئی ہے۔ اور نہ ہی کسی کی خواہ مخواہ مخالفت کی گئی ہے۔ یہ ضابطہ انسان اور انسان میں فرق ہی نہیں کرتا)۔

۳۸ غور کرو کہ یہ لوگ اس قسم کے ضابطۂ حیات کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں، اس رسول کا خود ساختہ ہے۔ ان سے کہو کہ اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ اس قسم کا ضابطۂ حیات، انسان بنا سکتا ہے، تو اس دعوے کو ثابت کرنے کا آسان طریق یہ ہے کہ تم (سارا قرآن نہیں، صرف) اس کی ایک سورت کی مانند بنا کر دکھاؤ، اور، اس مقصد کے لئے، تم، خدا کو چھوڑ کر، جس جس کو اپنی مدد کے لئے بلا سکتے ہو، بلا لو۔ (اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو تو اس چیلنج کو قبول کرو۔ ۲/۲۳ ؛ ۱۱/۱۳)۔

۳۹ (بات یہ نہیں کہ یہ لوگ، علم و بصیرت کے بعد، اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ قرآن منجانب اللہ نہیں۔ بات یہ ہے کہ قرآن کی صداقت کو سمجھنے اور پرکھنے کا جو صحیح طریق ہے، یہ اسے اختیار ہی نہیں کرتے۔ قرآن کے سمجھنے کا طریق یہ ہے کہ

(i) انسان کی علمی سطح اتنی بلند ہو کہ وہ اس کے حقائق کا احاطہ کر سکے۔ یا

(ii) قرآن ایک عملی نظام پیش کرتا ہے جس کے محسوس نتائج اس کے دعاوی کی

وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـــُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾

ع ۱۰ ۹ ۴

صداقت کا ثبوت بنتے ہیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان اس کا انتظار کرے کہ وہ نظام متشکل ہو اور اس کے نتائج سامنے آجائیں۔

(iii) اور اگر کوئی یہ بھی نہیں کرنا چاہتا' تو کم از کم تاریخی شواہد کا مطالعہ کرے اور دیکھے کہ اس سے پہلے جن قوموں نے ان اصولوں کو جھٹلایا تھا اور ان سے سرکشی اختیار کی تھی' ان کا انجام کیا ہوا)۔

اب' ان لوگوں کی نہ تو علمی سطح اتنی بلند ہے' نہ ہی یہ اسے بلند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نہ ہی یہ اس کا انتظار کرتے ہیں کہ اس نظام کے نتائج سامنے آجائیں تو ان سے اندازہ لگایا جاسکے۔ بس یونہی اسے جھٹلائے جاتے ہیں۔ اور اتنا بھی نہیں دیکھتے کہ جن لوگوں نے' ان سے پہلے ایسی روش اختیار کی تھی' ان کا انجام کیا ہوا تھا! (۲۷/۴۸ ; ۱۰/۱۴)۔

۴۰ اگر انہوں نے قرآنی حقائق کے پرکھنے کا یہ طریق اختیار کر لیا' تو ان میں سے کچھ لوگ ضرور اس پر ایمان لے آئیں گے۔ لیکن جن لوگوں کی نیت میں فتور ہے اور وہ چاہتے ہی فساد برپا کرنا ہیں' تو ایسے لوگ کبھی ایمان نہیں لانے کے۔ خدا خوب جانتا ہے کہ ایسے لوگ کون سے ہیں۔

۴۱ اس کے بعد بھی اگر یہ لوگ تجھے جھٹلاتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ تم یونہی دھمکیاں دیتے ہو کہ ہماری روش کا نتیجہ تباہ کن ہوگا اور تمہارا نظام کامیاب ہو کر رہے گا) تو ان سے کہدو کہ (میں تم سے بحث نہیں کرنا چاہتا) تم اپنے پروگرام کے مطابق کام کرتے جاؤ اور مجھے اپنے پروگرام کے مطابق کام کرنے دو۔ تمہارے پروگرام کا نتیجہ تمہارے سامنے آجائے گا۔ میں اس سے بری الذمہ ہوں گا۔ میرے پروگرام کا نتیجہ میرے سامنے آجائے گا۔ اس کی کچھ ذمہ داری تمہارے سر نہیں ہوگی۔ بات صاف ہوجائے گی (۱۰۹/۱-۶)۔

۴۲ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ تمہارے پاس آکر بیٹھتے ہیں تو اس طرح' گویا تمہاری باتیں بہت غور و خوض سے سُن رہے ہیں' حالانکہ وہ محض سُن ہی رہے ہوتے ہیں (ان کا خیال کہیں اور ہوتا ہے۔ (۴۷/۱۶) تم سوچو کہ تم ایسے بہروں کو کس طرح سنا سکتے ہو جو عقل و فکر

وَمِنْهُم مَّن يَنظُرُ إِلَيْكَ ۚ أَفَأَنتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوا لَا يُبْصِرُونَ ﴿٤٣﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَٰكِنَّ النَّاسَ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٤٤﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَن لَّمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ ۚ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿٤٥﴾ وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ ﴿٤٦﴾

سے کام ہی نہ لیں؟)۔

۴۳ اور وہ بھی ہیں جو تمہاری مجلس میں آکر بیٹھتے ہیں اور تمہاری طرف تکتے رہتے ہیں گویا وہ ہمہ تن توجہ ہیں! لیکن وہ صرف تک ہی رہے ہوتے ہیں' دھیان ان کا کبھی کہیں اور ہوتا ہے (۴۷/۱۹۸)۔ سوچو کہ تم ایسے اندھوں کو کس طرح راستہ دکھا سکتے ہو جو عقل و بصیرت سے کام نہ لیں؟

۴۴ (حالت ان کی یہ ہے۔ لیکن جب یہ تباہی اور بربادی کے عذاب میں گرفتار ہوں گے تو کہیں گے کہ ہم پر یہ ظلم کیوں؟ ہم تو اس جماعت کے ساتھ تھے۔ ان کی محفلوں میں بیٹھتے تھے اور ان کی باتیں سنا کرتے تھے!)۔ یقین رکھو! خدا کسی پر ظلم و زیادتی نہیں کرتا۔ لوگ خود اپنے آپ پر زیادتی کرتے ہیں' (اور اس کا نتیجہ بھگتتے ہیں)۔

۴۵ جس وقت اللہ انہیں (میدانِ جنگ میں) اکٹھا کرے گا (تاکہ یہ اپنی غلط روش کا نتیجہ اپنے سامنے دیکھ لیں تو) اس وقت انہیں احساس ہوگا کہ یہ تمام مدّت' جس میں وہ اپنی دولت اور قوت کے نشے میں بدمست رہے' اتنی سی تھی جیسے دن میں ایک گھڑی۔ اُس دن' آمنے سامنے کے لشکر ایک دوسرے کو پہچانیں گے۔ اور جو لوگ' آج اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ انہیں کبھی قانون خداوندی کا سامنا کرنا ہوگا' اُس وقت سخت نقصان میں رہیں گے۔ اس لئے کہ انہوں نے صحیح راستہ اختیار نہیں کیا تھا[1]۔

۴۶ (تمہارے دل میں' اے رسول! یہ خیال پیدا ہوگا کہ فریقین میں یہ فیصلہ کن گھڑی کب آئے گی۔ تو) ہو سکتا ہے کہ' جن تباہیوں کی بابت ہم انہیں متنبہ کر رہے ہیں' اِن میں سے کچھ تمہاری زندگی میں سامنے آجائیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے ظہور سے پہلے ہی تمہارا وقت

---

[1] اس کیفیت کا تعلق مرنے کے بعد کی زندگی سے بھی ہو سکتا ہے' لیکن ہم نے' اس کے بعد کی آیات کے پیش نظر' اس مفہوم کو ترجیح دی ہے۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٤٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٨﴾ قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۗ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۚ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٤٩﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا أَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٠﴾

پورا ہو جائے (اس لئے کہ اس کا تعلق ہمارے قانونِ مکافات اور قانونِ مہلت سے ہے۔ کسی فرد کی عمر سے اسکا تعلق نہیں)۔ لیکن اس کا یقین رکھو کہ، زود یا بدیر، ان سب کو لوٹ کر ہمارے قانونِ مکافات کے سامنے ضرور آنا ہے ـــــ اُس قانون کے سامنے جو ان کے ہر عمل کو اپنی نگاہ میں رکھے ہوئے ہے ـــــ یہ اس سے بچ نہیں سکتے۔ (۱۳/۱۴ ؛ ۲۳/۹۵ ؛ ۴۳/۴۲)۔

۴۷ ہمارے قانونِ مکافات کا یہ انداز شروع سے چلا آرہا ہے کہ ہر قوم کی طرف ہمارا پیغامبر آتا ہے۔ اور اس کے آنے پر تمام معاملات کا فیصلہ، عدل و انصاف کی رو سے کر دیا جاتا ہے۔ اور ان پر کسی قسم کی زیادتی نہیں ہوتی۔

۴۸ خود یہ لوگ بھی تجھ سے پوچھتے ہیں، کہ اگر تم اپنی ان باتوں میں سچے ہو تو بتاؤ کہ وہ تباہی، جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے رہتے ہو، کب آئے گی؟

۴۹ ان سے کہو کہ (اس تباہی کا لے آنا میرے اختیار کی بات نہیں۔ وہ خدا کے قانونِ مکافاتِ عمل کے مطابق واقع ہوگی۔ میری حالت تو یہ ہے کہ) میں خود اپنی ذات کے لئے بھی کسی نفع یا نقصان کی قدرت نہیں رکھتا۔ یہ بھی خدا کے قانونِ مشیّت کے مطابق ہوتا ہے۔ لیکن میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ اُس قانون کے مطابق، ہر قوم کے اعمال کے ظہورِ نتائج کی ایک میعاد ہوتی ہے۔ جب وہ وقت آجاتا ہے تو پھر وہ نہ ایک ثانیہ پیچھے رہ سکتی ہے، نہ آگے بڑھ سکتی ہے (۱۳/۳۸-۴۰ ؛ ۲۳/۴۳)۔

۵۰ ان سے کہو کہ (اس بات کو چھوڑو کہ تمہاری تباہی کا وقت کب آئے گا۔ مجھے یہ بتاؤ کہ) اگر اس کا عذاب تم پر رات کے وقت آجائے، یا دن کے وقت تمہیں گھیرلے (تو تمہارے پاس اس سے بچنے کی کیا صورت ہے؟)۔

(جب حالت یہ ہے کہ ان کے پاس اس سے بچنے کی کوئی صورت نہیں تو پھر) وہ کیا بات ہے جس کے لئے، یہ مجرمین، اس قدر جلدی مچا رہے ہیں؟ (کیا اس وقت انہوں نے، اس سے

أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ آمَنتُم بِهِ ۚ آلْآنَ وَقَدْ كُنتُم بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٥١﴾ ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا بِمَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٥٢﴾ وَيَسْتَنبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ ۖ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ ۖ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ ﴿٥٣﴾ وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهِ ۗ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ۖ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ ۚ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٥٤﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ أَلَا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٥﴾

حفاظت کی کوئی تدبیر سوچ رکھی ہے جو بعد میں بیکار ہو جائے گی ؟)۔

۵۱ یا تم اس کا انتظار کر رہے ہو کہ وہ تباہی تمہارے سامنے آجائے تو اسے دیکھ کر تم ایمان لاؤ! (لیکن اُس وقت ایمان لانے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اس وقت تو تم سے صرف اتنا کہا جائیگا کہ) یہی وہ تباہی ہے جس کے لئے تم اتنی جلدی مچایا کرتے تھے۔ (اُس وقت تمہارے ایمان لانے سے وہ تباہی ٹل نہیں جائے گی۔ اس لئے کہ جب اعمال کے نتائج کے ظہور کا وقت آجاتا ہے تو پھر وہ نتائج پیچھے نہیں لوٹا کرتے)۔

۵۲ اُس وقت ان لوگوں سے، جو ظلم و زیادتی کیا کرتے تھے، کہا جائے گا کہ اب اس ہمیشہ رہنے والے عذاب کا مزہ چکھو۔ یہ سب تمہارے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے۔

۵۳ یہ لوگ، تجھ سے (بار بار) پوچھتے ہیں کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو، کیا یہ واقعی سچ ہے؟ ان سے کہو کہ ھاں! میرا خدا اس پر شاہد ہے کہ یہ بالکل سچ ہے۔ یہ واقع ہو کر رہے گا۔ تم قانون خداوندی کو بے بس نہیں کر سکتے کہ جو کچھ اس کی رُو سے ہونا ہے، وہ نہ ہو سکے۔

۵۴ پھر، یہی نہیں کہ اس تباہی کا آنا ہی یقینی ہے۔ وہ محکم گیر ایسی ہے کہ جس ظالم اور سرکش پر وہ آئے گی، اگر وہ چاہے کہ تمام دنیا کی دولت دے کر بھی اس سے چھٹکارا حاصل کرلے تو ایسا نہیں ہو سکے گا۔ ایسے لوگ جب اس تباہی کو دیکھیں گے تو اپنی ندامت کو چھپانے کی کوشش کریں گے۔ بہرحال، ان کے معاملہ کا فیصلہ بالکل حق و انصاف کے ساتھ کیا جائیگا۔ اور ان پر ذرا بھی زیادتی نہیں ہوگی۔

۵۵ (یہ لوگ، خدا کے قانونِ مکافات کو بے بس کس طرح کر سکیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ)، کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے سب پر اقتدار و اختیار خدا ہی کا ہے۔ اسلئے جس بات کے متعلق خدا نے کہدیا کہ وہ ایسے ہوگی، وہ ویسے ہو کر رہے گی۔ لیکن اکثر لوگ علم و

هُوَ يُحْيِ وَيُمِيتُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٥٦﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٧﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ ﴿٥٨﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا قُلْ آللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ ﴿٥٩﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٦٠﴾

بصیرت سے کام نہیں لیتے (اور اس خیال میں مگن رہتے ہیں کہ انہیں کوئی پوچھنے والا ہی نہیں)۔

۵۶ وہ قانونِ مکافات کہ (افراد اور اقوام کی) زندگی اور موت جیسا انقلاب عظیم بھی اسی کے مطابق واقع ہوتا ہے، اور تمہارے تمام اعمال بھی اسی کی طرف لوٹ کر آتے ہیں —— اُس کے حیطۂ اقتدار سے باہر جا ہی نہیں سکتے۔ (سوچو کہ وہ قانون خداوندی کس قدر لاانتہا قوتوں کا مالک ہے)۔

۵۷ وہی قانون ہے جواب اے نوعِ انسان! تمہارے نشوونما دینے والے کی طرف سے، اس ضابطۂ ہدایت کی شکل میں تمہارے پاس آگیا ہے۔ اس میں، ہر اس کشمکش کا علاج ہے جو تمہارے دل کو وقفِ اضطراب رکھتی ہے۔ جو، ہر اس قوم کی، جو اسے اپنا ضابطۂ حیات تسلیم کر لیتی ہے، کامیابیوں کی راہ کی طرف راہ نمائی کر دیتا ہے، اور انہیں سامانِ نشوونما سے بہرہ یاب کر دیتا ہے۔

۵۸ ان سے کہو کہ اس قسم کے ضابطۂ ہدایت کا مل جانا خدا کے فضل و رحمت سے ہے تم کسی قیمت پر بھی اسے حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ لہٰذا تمہیں چاہیئے کہ تم اس کے ملنے پر جشنِ مسرت مناؤ۔ یہ ہر اس شے سے بہتر ہے جسے تم جمع کرتے رہتے ہو۔ یعنی زندگی کی ہر متاع سے زیادہ گراں بہا اور عزیز تر۔

۵۹ ان سے پوچھو کہ کیا تم نے کبھی اس پر بھی غور کیا ہے کہ اللہ نے تمہارے لئے جو سامانِ رزق پیدا کیا ہے، تم اس میں سے، خود ہی، (اپنے معتقدات کے مطابق) کسی کو حلال قرار دیدیتے ہو کسی کو حرام۔ ان سے پوچھو کہ کیا اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دے رکھی ہے (کہ تم خود ہی حرام و حلال کے فیصلے کرنے لگ جاؤ؟) حقیقت یہ ہے کہ تم اپنے آپ ہی کچھ فیصلے کر لیتے ہو اور پھر انہیں شریعت کا نام دے کر، خدا کی طرف منسوب کر دیتے ہو۔ یہ بہت بڑا افترا ہے۔

۶۰ جن لوگوں کی جرأت اور بیباکی کا یہ عالم ہے کہ خود ہی کچھ فیصلے کر لیتے ہیں اور پھر انہیں

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿٦١﴾ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾

خدا کی طرف منسوب کر کے (دین کے نام سے نافذ کر دیتے ہیں)۔ ان سے پوچھو کہ انہوں نے بالآخر قیامت کے متعلق کیا سمجھ رکھا ہے؟ (کیا ان کا یہ خیال ہے کہ یہ جو جی میں آئے کرتے رہیں، انہیں کوئی پوچھنے والا ہی نہیں؟ کیا انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ان کی یہی ڈگر ہمیشہ کے لئے قائم رہے گی اور کوئی ایسا انقلاب نہیں آئیگا جس سے ان کی زندگی کا نقشہ بدل جائے؟ اصل یہ ہے کہ ان کی یہ خود فریبی خدا کے قانون مہلت کی وجہ سے ہے جس کی رُو سے، اعمال کے نتائج ایک وقت کے بعد جا کر برآمد ہوتے ہیں۔ اس سے یہ لوگ خیال کر لیتے ہیں کہ مکافات عمل کا کوئی قانون ہی نہیں۔ حالانکہ اگر یہ غور کرتے تو ان پر یہ حقیقت واضح ہو جاتی کہ مُہلت کا قانون) خدا کی طرف سے نوعِ انسان پر خاص فضل ہے (کیونکہ اس سے، تباہی آنے سے پہلے، اُس سے بچ جانے کا امکان ہوتا ہے) لیکن مشکل یہ ہے کہ اکثر لوگ اس کی صحیح قدر نہیں پہچانتے۔

۶۱ ورنہ ہمارے قانون مکافات کا تو یہ عالم ہے کہ (اے رسول!) تم جس حال میں بھی ہو۔ اور قرآن کا کوئی سا حصہ بھی ان کے سامنے پیش کر رہے ہو۔ اور (اے لوگو!) تم جو کام بھی کرو ——— خواہ تم اس میں اس قدر منہمک ہو کہ تمہیں اس کا احساس تک بھی نہ رہے کہ تم پر کس کی نگاہ ہے لیکن ——— ہماری نگاہ برابر تم پر ہوتی ہے۔ زمین و آسمان میں ایک ذرّہ برابر بھی کوئی شے نہیں جو تیرے نشو و نما دینے والے کی نگاہوں سے چھپی رہے ——— ذرّہ کے برابر، یا اس سے چھوٹی یا بڑی، کوئی چیز ہو، سب خدا کے قانون مکافات اور لوحِ علم کے واضح نوشتوں میں محفوظ رہتا ہے۔

۶۲ یاد رکھو! جو لوگ، قوانین خداوندی کی اطاعت سے، نظامِ خداوندی کے قیام کیلئے، اللہ کے رفیق (اولیاء اللہ) بن جاتے ہیں، انہیں نہ کسی خارجی قوت کا خوف رہتا ہے، نہ داخلی کشمکش سے اندوہناکی۔ ($\frac{۲}{۳۸}$)۔

۶۳ ان لوگوں (اولیاء اللہ) کا کوئی الگ گروہ نہیں ہوتا۔ یہ وہی لوگ ہیں، جو خدا کے

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۴﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۭ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۵﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَاۗءَ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۶۶﴾

قوانین کی صداقت پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔ (یعنی مومنین اُو متقین ہی کو اولیاء اللہ کہا جاتا ہے)۔

۶۴ ان کے لئے' دنیا کی زندگی میں بھی ہر قسم کی خوشگواریاں اور سرفرازیاں ہیں اور آخرت کی زندگی میں بھی شادابیاں اور کامرانیاں۔ (یعنی یہ نہیں کہ یہ لوگ' دنیا میں محتاجی اور فقیری کی زندگی بسر کرتے ہیں اور مادی اشیاء سے نفرت اور قطع تعلق سے' "روحانی ترقی" اور عاقبت سنوارنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ یہ خانقاہیت کا مسلک ہے جسے قرآنی نظام سے کوئی تعلق نہیں ہے)۔ یہ خدا کا قانون ہے (کہ ان کی دنیا اور آخرت' دونوں کی زندگی' نہایت کامیاب اور تابناک ہوگی) اور خدا کا قانون کبھی بدلا نہیں کرتا۔

یہ بہت بڑی کامیابی ہے جو ان کے حصے میں آتی ہے۔ (یعنی حال اور مستقبل دونوں کی خوشگواریاں)۔

۶۵ لہٰذا' اے رسول! تم ان مخالفین کی باتوں سے دل گرفتہ مت ہو۔ (یہ کونسی قوتوں کے مالک ہیں جو تم پر غالب آجائیں گے اور تمہارے دین کو شکست دیدیں گے؟)۔ حقیقت یہ ہے کہ قوت و اقتدار' تمام کا تمام خدا ہی کو حاصل ہے اور اُسی کے قوانین کی متابعت سے ملتا ہے۔ وہ خدا جو سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

۶۶ کیا تم نہیں دیکھتے کہ کائنات کا یہ عظیم القدر اور محیّر العقول' سلسلہ کس طرح اس کے قوانین کے مطابق سرگرمِ عمل ہے۔ (تم خدا کے اقتدار کا اندازہ اسی ایک بات سے لگاؤ۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کی شہادت' علم و بصیرت کی بارگاہ سے مل سکتی ہے)۔ لیکن جو لوگ' اس اقتدار میں خدا کے ساتھ' اوروں کو بھی شریک کر لیتے ہیں' کیا وہ علم و بصیرت کا اتباع کرتے ہیں؟ بالکل نہیں۔ وہ صرف وہم و گمان کے پیچھے چلتے ہیں اور محض قیاس آرائیاں کرتے رہتے ہیں۔

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِیُّ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ مَتَاعٌ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِیْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِیْدَ بِمَا كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾

۷ ع ۱۳

۶۷ (یہ لوگ' اگر علم و بصیرت کی رُو سے نظامِ کائنات کے صرف ایک گوشے پر ہی غور کرتے تو قانونِ خداوندی کی عظمت ان کے سامنے آجاتی - یہ دیکھتے کہ اس نے چاند' سورج جیسے عظیم الجثہ اجرامِ سماوی کو یوں اپنے اقتدار کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے کہ وہ برابر مصروفِ گردش ہیں۔ ان کی گردش سے) کبھی رات آجاتی ہے جس میں تم آرام کرتے ہو- پھر دن نکل آتا ہے جس کی روشنی میں تم اپنا کاروبار کرتے ہو- اس میں ان لوگوں کے لئے جو نبی الحقیقت بات کو سُنتے (اور سمجھتے) ہیں' (قانونِ خداوندی کی ہمہ گیری اور محکمیت کی) بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔

۶۸ انہی میں وہ لوگ بھی ہیں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا کا ایک بیٹا بھی ہے (جو اسکے کاروبار میں اس کی مدد کرتا ہے)- ان سے کہو کہ خدا اس سے بہت بلند ہے کہ اسے اپنی مدد کے لئے اولاد کی احتیاج ہو- وہ کسی کی مدد کا محتاج نہیں- کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے' سب اس کے مقرر کردہ پروگرام کی تکمیل کے لئے مصروفِ عمل ہے- (جو خدا ایسی عظیم قوتوں کا مالک ہو' اسے کسی کی مدد کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے؟) ان سے پوچھو کہ کیا تمہارے پاس اس عقیدہ کی تائید میں کوئی سند اور دلیل بھی ہے' یا تم خدا کی طرف یونہی ایسی باتیں منسوب کرتے رہتے ہو' جن کا تمہیں کچھ علم نہیں!

۶۹ ان سے کہدو کہ جو لوگ اپنے ذہن کے تراشیدہ عقائد کو' ناحق خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں' وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے (جوں جوں دنیا میں علم کی روشنی پھیلتی جائیگی اس قسم کے توہم پرستانہ معتقدات' باطل قرار پاتے جائیں گے)-

۷۰ اس قسم کی خانہ ساز باطل پرستی سے (مذہبی پیشوائیت کو) کچھ دُنیاوی مفاد تو حاصل ہو جاتے ہیں' لیکن آخر کار' ان تمام امور کا فیصلہ ہمارے قانون کی رُو سے ہوگا- اُس وقت ان لوگوں کو' اپنی منکرانہ جد وجہد اور توہم پرستانہ عقائد کے سخت تباہ کن نتائج بھگتنے پڑیں گے-

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْۤا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْۤا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝۷۱ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۷۲ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝۷۳

۷۱ (منکرانہ جد و جہد اور توہم پرستانہ عقائد کس قسم کے نتائج مرتب کیا کرتے ہیں' اس کے لئے ان کے سامنے اقوام گزشتہ کی سرگزشت لاؤ۔ سب سے پہلے) انہیں قوم نوح کی داستان سناؤ۔ جب نوح نے اپنی قوم سے کہا اگر میرا یہاں ٹھیرنا اور تمہیں قوانین خداوندی سے آگاہ کرنا تم پر ایسا ہی شاق گزرتا ہے (تو گزرے میں تمہاری خاطر اپنے اس اہم فریضہ سے باز نہیں رہ سکتا۔ میں تمہاری مخالفت کی کچھ پرواہ نہیں کرتا)۔ تم میرے خلاف جو کچھ کرنا چاہتے ہو اس میں اپنا پورا زور لگا لو اور' اس کے لئے' اپنے حمایتیوں کو بھی بلا لو۔ اور اسے اچھی طرح دیکھ بھال لو کہ میری مخالفت کا کوئی پہلو تمہاری نظروں سے اوجھل نہ رہ جائے۔ اور تم نے جو کچھ کرنا ہے کر گزرو۔ اور مجھے قطعاً مہلت نہ دو۔ میرا بھروسہ خدا پر ہے۔ (اگر میں اس کے قوانین کے مطابق چلونگا تو وہ مجھے کبھی ناکام نہیں رہنے دیگا)۔

۷۲ اور اگر تم اس مخالفت سے باز آجاؤ (اور حق کی راہ اختیار کر لو تو اس میں تمہارا ہی بھلا ہے)۔ میں اس کے لئے تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا۔ میرا معاوضہ' میرا خدا مجھے خود عطا کر دے گا ـــــ وہ خدا جس نے مجھ سے کہا ہے کہ میں ان لوگوں میں سے ہو جاؤں جو اس کے قوانین و احکام کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ (اور دوسروں سے بھی کہوں کہ وہ بھی ایسا ہی کریں)۔

۷۳ (اس نے یہ کچھ اپنی قوم سے واضح طور پر کہہ دیا) لیکن انہوں نے اسے جھٹلایا (اور اس کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے تو) ہم نے اسے' اور اس کے ساتھیوں کو جو کشتی میں سوار تھے' طوفان سے بچا لیا' اور انہیں' ان کے مخالفین کا جانشین بنا دیا۔ اور جن لوگوں نے ہمارے قوانین کی تکذیب کی تھی انہیں غرق کر دیا۔

ان سے کہو کہ ذرا اس پر غور کرو کہ جن لوگوں کو ان کی غلط روش کے نتائج سے آگاہ

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ۝۷۴ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝۷۵ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷۶ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ۝۷۷ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ ؕ

کیا گیا تھا جب انہوں نے اس تنذیر پر کان نہ دھرا' تو ان کا انجام کیا ہوا؟

۷۴ نوحؑ کے بعد بھی ہم نے' اسی طرح' مختلف اقوام کی طرف رسول بھیجے۔ وہ ان کے پاس واضح قوانین اور روشن دلائل لے کر آئے۔ لیکن ان کی حالت یہ تھی کہ وہ ان کے پیغام کو اچھی طرح سننے سے پہلے ہی اسے جھٹلا دیتے' اور جس بات کو یوں جھٹلا دیتے' پھر اپنی بات کی پچ میں' اسے کبھی قبول نہ کرتے' خواہ ان کے سامنے کتنی دلیلیں کیوں نہ لائی جاتیں۔ جو لوگ اپنی ضد اور ہٹ میں اس قدر حدود فراموش ہو جائیں ان میں سمجھنے سوچنے کی صلاحیت ہی باقی نہیں رہا کرتی (۲/۷)۔

۷۵ ان اقوام کے بعد' ہم نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو' اپنے قوانین دے کر' فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا۔ انہوں نے بھی ان قوانین سے سرکشی اختیار کی' اس لئے کہ وہ ایک ایسی پارٹی بن چکے تھے جس کا شیوہ یہ تھا کہ وہ کمزوروں پر ظلم و زیادتی کریں اور ان کی محنت کے ماحصل کو لوٹ کھسوٹ کرلے جائیں' (وہ حق و انصاف کی بات پر کس طرح کان دھرتے؟)

۷۶ چنانچہ جب ان کے سامنے ہمارا وہ نظام پیش کیا گیا جو سرتاسر حق و صداقت پر مبنی تھا' تو انہوں نے یہ کہہ کر اس سے انکار کر دیا' کہ یہ کھلا ہوا جھوٹ اور باطل ہے۔

۷۷ موسیٰؑ نے ان سے کہا کہ کیا تم اس حق کے متعلق جو تمہارے سامنے اس طرح پیش کیا جا رہا ہے' یہ کہتے ہو کہ وہ جھوٹ اور باطل ہے۔ یاد رکھو! جن لوگوں کے دعوے جھوٹ اور باطل پر مبنی ہوتے ہیں' وہ کبھی کامیابی کا منہ نہیں دیکھا کرتے۔ (اور تم دیکھ لوگے کہ میں اپنے مشن میں کس طرح کامیاب ہوتا ہوں)۔

۷۸ (جو قانون خداوندی موسیٰؑ نے پیش کیا تھا' وہ لوگ' علم و براہین کی بنا پر تو اسکی تردید کر نہیں سکتے تھے' اس لئے انہوں نے وہی روش اختیار کی جو باطل پرستوں کے ہاں

وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰي خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ۭ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۸۳﴾

شروع سے چلی آرہی ہے)۔ انہوں نے کہا کہ کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اس مسلک سے برگشتہ کردو جو ہمارے آباء و اجداد سے متوارث چلا آرہا ہے؟ اور اس طرح ہمارے اقتدار کو ختم کر کے، مملکت کا اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لو! (ہم تمہاری چالوں کو خوب سمجھتے ہیں اس لئے) ہم تمہاری کوئی بات ماننے کے نہیں۔

۷۹ فرعون نے حکم دیا کہ مملکت میں جس قدر سحر کار، مذہبی پیشوا ہیں انہیں ہمارے حضور پیش کرو۔[1]

۸۰ چنانچہ جب وہ باطل پرست مذہبی پیشوا آگئے تو موسیٰؑ نے ان سے کہا کہ تم جو کچھ پیش کرنا چاہتے ہو، پیش کرو۔

۸۱ جب انہوں نے اپنے دعاوی اور دلائل کو پیش کر دیا، تو موسیٰؑ نے کہا کہ جو کچھ تم نے پیش کیا ہے وہ یکسر باطل اور فریب پر مبنی ہے۔ (اس کی حقیقت کچھ نہیں) اسے اللہ عنقریب ملیامیٹ کر دے گا۔ اسلئے کہ تمہارے اس باطل مذہب اور نظام کا منشا، انسانیت میں فساد برپا کرنا ہے۔ اور خدا کا قانون یہ ہے کہ فسادِ آدمیت پیدا کرنے والوں کے کام کبھی سنورا نہیں کرتے۔

۸۲ لہٰذا، تم دیکھ لوگے کہ اللہ اپنے قانونِ محکم کے ذریعے، کس طرح (تمہارے فساد برپا کرنے والے نظام کے مقابلہ میں)، تعمیری نتائج پیدا کرنے والے نظامِ حق و انصاف کو محکم طور پر قائم کرتا ہے، خواہ اس کا ثبات و قیام، اس پارٹی پر کتنا ہی گراں کیوں نہ گزرے جس نے ظلم و ستم پر کمر باندھ رکھی ہے۔

۸۳ (موسیٰؑ نے دلائل و براہین سے قوم فرعون کو قائل کر دیا کہ وہ حق پر نہیں) لیکن اس پر،

---

[1] ان امور کی تفصیل (۷/۱۱۱—۱۲۴) میں گزر چکی ہے۔

وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَاۤ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا

سوائے اس کی اپنی قوم کے چند نوجوانوں کے' کوئی ایمان نہ لایا۔ اس لئے کہ وہ لوگ ڈرتے تھے کہ فرعون' اور اس کی قوم کے اکابرین' انہیں کسی مصیبت میں نہ ڈال دیں۔ فرعون اپنی مملکت میں بڑا ہی سرکش اور مستبد تھا (اور جو لوگ اس کے مخالفین کے ساتھ جا ملیں ان سے انتقام لینے میں) کسی حد پر رکنے والا نہیں تھا۔

۸۴ موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ جب تم قوانین خداوندی کی صداقت پر ایمان لا چکے ہو تو (پھر کسی سے نہ ڈرو۔ تم) ان قوانین کی محکمیت پر پورا پورا بھروسہ رکھو۔ یہی ایک طریق ہے جس سے تم' تمام غیر خداوندی قوانین سے منہ موڑ کر ان قوانین کی اطاعت کر سکو گے۔

۸۵ انہوں نے کہا کہ (آپ مطمئن رہیئے) ہم ان قوانین پر پورا پورا بھروسہ رکھیں گے۔ پھر انہوں نے اپنے نشوونما دینے والے (خدا) کے حضور اپنی یہ آرزو پیش کی کہ تو ہمیں اس سے محفوظ رکھ کہ ہم فریق مخالف کے جور و ستم کا تختۂ مشق بن جائیں۔

۸۶ تو ہمیں اپنی رحمت سے' اس لوگوں کے پنجۂ استبداد سے نجات دلا جو قانون حق و انصاف سے سرکشی برت رہے ہیں۔

۸۷ (اس کے بعد اس نظام کے لئے عملی اقدام کا آغاز کر دیا گیا)۔ اس کے لئے ہم نے موسیٰؑ اور ہارونؑ سے کہا کہ سر دست' مصر میں' جس جگہ تمہاری قوم ہے' وہیں ان کی ذہنی اور قلبی تربیت شروع کر دو۔ (فرعون اس کی اجازت نہیں دے گا کہ تم اپنی پارٹی کے لئے کوئی تربیتی مرکز بناؤ جہاں ان کے اجتماعات ہوا کریں۔ اس لئے) تم فی الحال' اپنی جماعت کے ممبروں کے گھروں کے اندر ہی یہ سلسلہ شروع کر دو' اور اس طرح اس نظام صلوٰۃ کی ابتدا کر دو (جسے آخرالامر تمام معاشرہ کو محیط ہو جانا ہے)۔ اور اپنی جماعت کو اس نظام کے نتائج و ثمرات کی خوشخبری دیتے رہو (تاکہ ان کی ہمتیں تازہ اور حوصلے بلند رہیں)۔

۸۸ موسیٰؑ نے کہا (کہ میں یہ سب کچھ کروں گا لیکن' میری قوم کے لوگوں کے دل میں رہ رہ کر

لِيُضِلُّوا عَنْ سَبِيلِكَ ۖ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٨٨﴾ قَالَ قَدْ أُجِيبَت دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيمَا وَلَا تَتَّبِعَانِّ سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٨٩﴾ وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدْوًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنتُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٩٠﴾

یہ سوال اٹھتا ہے کہ جب خدا کا قانون یہ ہے کہ ظلم و استبداد پر مبنی نظام کبھی ثمر بار نہیں ہو سکتا تو یہ کیوں ہے کہ) فرعون اور اس کے سرداروں کو زینت و آرائش کا سامان' اور متاعِ زیست اس قدر فراوانی سے مل رہا ہے کہ اُس کے بل بوتے پر وہ لوگوں کو' خدا کے راستے کی طرف آنے سے روکتے ہیں۔ اس لئے' اے نظامِ ربوبیت کے مالک! تو ان کے مال و دولت کو تباہ کر دے' اور جس عقل و فہم سے یہ اس قسم کی انسانیت سوز تدابیر سوچتے ہیں' اسے سلب کر لے۔ اس لئے کہ یہ لوگ تیرے قوانین کی صداقت پر کبھی ایمان نہیں لائیں گے جب تک یہ اس قسم کے الم انگیز عذاب کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ لیں گے۔

۸۹ اس پر اللہ نے کہا کہ ہم نے تم دونوں بھائیوں کی دعا کو سن لیا ہے اور اسے قبول بھی کر لیا ہے (لیکن اس کا پورا ہونا خود تمہاری جدوجہد پر موقوف ہے۔ لہٰذا) تم اپنے پروگرام میں پوری ثابت قدمی دکھاؤ۔ اور (جلد بازی میں) ان لوگوں کا طریق نہ اختیار کر لو جو (ہمارے قوانین' اور ان کے نتیجہ خیز ہونے کے انداز سے) واقف نہیں ہوتے (اس لئے وہ جلدی نتائج پیدا کرنے کے لئے غلط تدبیریں اختیار کر لیتے ہیں) (۲۰/۳۶ ؛ ۲۰/۴۲)۔

۹۰ (آخر الامر ہوا یہ کہ) ہم نے بنی اسرائیل کو (فرعون کی غلامی سے نجات دلائی اور انہیں) صحیح و سلامت دریا (یا سمندر) کے پار اتار دیا۔ فرعون اور اس کے لشکروں نے ان کا پیچھا کیا تاکہ انہیں پکڑ کر ان پر ظلم اور زیادتی کی جائے۔ (وہ قوت اور سرکشی کے نشے میں اس قدر بدمست ہو گئے کہ اسکا بھی اندازہ نہ لگایا کہ ہم غرق ہو جائیں گے۔ چنانچہ جب فرعون اپنے لشکر کے ساتھ خود غرق ہونے لگا (اور اس نے موت کو اپنے سامنے دیکھ لیا تو اس سے بچنے کے لئے) پکار اٹھا کہ میں اس کا اقرار کرتا ہوں کہ اس خدا کے سوا کسی کا اقتدار نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان رکھتے ہیں۔ الٰہ بس وہی ایک ہے۔ میں بھی ان میں سے ہو جانا چاہتا ہوں جو اس کے قوانین کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔

آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰھُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَاۗءَھُمُ الْعِلْمُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَھُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾

۹۱ (اس پر وحیٔ خداوندی نے 'بزبانِ موسیٰؑ کہا کہ) تو ساری عمر حق و انصاف کی راہ سے سرکشی اختیار کئے رہا اور ملک میں فساد انگیزیاں کرتا رہا۔ (تجھ سے بار بار کہا جاتا رہا کہ اس روش کو چھوڑ دو' ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔ لیکن اس وقت تو نے ایک نہ مانی۔ اب جب موت سامنے کھڑی دکھائی دی تو) ایمان یاد آگیا۔ اب' اس ایمان کا کچھ فائدہ نہیں۔ اس لئے کہ جو ایمان' ڈر اور خوف کی بنا پر لایا جائے' وہ ایمان کہلا ہی نہیں سکتا)۔

۹۲ اب تو تجھے غرق ہونا ہے۔ البتہ ہم ایسا کریں گے کہ تیری لاش کو سمندر کی موجوں سے محفوظ رکھ لیں" تاکہ وہ' ان لوگوں کے لئے جو تیرے بعد آنے والے ہیں' موجب عبرت ہو۔ اس لئے کہ اکثر لوگ ایسے ہیں جو ہمارے قانونِ مکافات کی غیر محسوس نشانیوں سے اثر پذیر نہیں ہوتے۔ (ان کے لئے اس قسم کی محسوس نشانیاں ہی موجب عبرت و موعظت ہو سکتی ہیں)۔

۹۳ (یہ تو تھا اس پروگرام کا منفیانہ پہلو۔ یعنی فرعون اور اس کے لشکر کی تباہی اور بنی اسرائیل کی' ان کے پنجۂ استبداد سے رستگاری۔ اِس کا مثبت اور تعمیری پہلو یہ تھا کہ) ہم نے بنی اسرائیل کو ایسی جگہ متمکن کر دیا جہاں سامانِ زیست کی فراوانیاں تھیں۔ اور اس طرح انہیں خوشگوار اور باعزت رزق سے بہرہ یاب کر دیا۔ (ہم نے تو انہیں ان نعمتوں سے نوازا' لیکن ان کی حالت یہ رہی کہ ان کی طرف مختلف انبیاء کی وساطت سے وحی آتی رہی لیکن وہ ہمیشہ اس میں اختلافات پیدا کرتے رہے۔ اسی رَوش کے مطابق یہ اب اس وحی (قرآن) سے بھی اختلاف رکھتے ہیں)۔ سو جن امور میں یہ اختلاف کرتے ہیں ان کا فیصلہ (دلائل و براہین سے نہیں ہو سکے گا۔ اس لئے کہ یہ لوگ دلائل و براہین پر کان دھرنے کے لئے تیار ہی نہیں)۔ ان کا فیصلہ اس انقلاب عظیم کے وقت ہو گا جب ان کی تباہی تمہارے ہاتھوں سے آئے گی۔ ۵۹/۲۔ (اس وقت تاریخ اپنے آپ کو دہرائے گی اور جس طرح فرعون اور اُس کے لشکروں کی تباہی' اِن کے سامنے ہوئی تھی' اِن کی تباہی تمہارے سامنے ہوگی۔

فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۹۷﴾ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۗ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۸﴾

اس لئے کہ غلط رَوش کا نتیجہ ہمیشہ تباہی و بربادی ہوتا ہے' خواہ اس پر فرعون گامزن ہو یا بنی اسرائیل)۔

۹۴ اے قوم مخاطب! اگر تمہیں اس حقیقت میں کسی قسم کا شک وشبہ ہو جو اس قرآن میں تمہاری طرف نازل کی گئی ہے (اور جس میں بتایا گیا ہے کہ ہمارا قانون مکافات کس طرح اقوام سابقہ میں کارفرما رہا ہے) تو جو لوگ' اس سے پہلے' کتاب خداوندی کے حامل رہے ہیں (یعنی یہود و نصاریٰ) ان سے پوچھ لو (کہ یہ واقعات جو بیان کئے گئے ہیں' درست ہیں یا نہیں۔ اس کے بعد تمہیں یقین ہو جائے گا کہ) جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے بیان ہوا ہے' وہ حقیقتِ ثابتہ ہے۔ پس جب واقعہ یہ ہے تو تم ان لوگوں میں سے کیوں ہوتے ہو جو خواہ مخواہ جھگڑے کی صورت نکالتے رہتے ہیں۔

۹۵ یا ان لوگوں میں سے جو قوانین خداوندی کو جھٹلاتے رہتے ہیں۔ اگر تم بھی ویسے ہی ہو گئے تو انہی کی طرح' تم بھی نقصان اٹھاؤ گے۔

۹۶ (ہم نے یہ حقائق اس طرح واضح طور پر بیان کر دیئے ہیں اور ان کی تائید میں دلائل و براہین اور تاریخی شہادتیں بھی پیش کر دی ہیں' اس سے ہر صاحب عقل و فراست اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ ان حقائق کے تسلیم کرنے میں اب کسی کو تامل و توقف نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن) جن لوگوں نے اپنے آپ کو ایسا بنا لیا ہے کہ ان پر دلائل و براہین کا کوئی اثر ہی نہیں ہو سکتا — یعنی جو اپنی ضد پر اڑے رہتے ہیں اور عقل و فکر سے کام نہیں لیتے ۔(۱۰/۴۷ ؛ ۱۰/۱۰۰) وہ کبھی ایمان

۹۷ نہیں لائیں گے' خواہ ان کے سامنے کیسی ہی کھلی کھلی نشانیاں کیوں نہ آ جائیں۔ تاآنکہ وہ اپنے اعمال کی پاداش میں تباہی کے عذاب کو اپنی آنکھوں کے سامنے نہ دیکھ لیں (۱۰/۸۸)۔ (یہ اُس وقت' فرعون کی طرح ایمان لائیں گے۔ ۱۰/۹۰)۔ یہ سب کچھ ہمارے قانون کے مطابق ہوتا ہے۔

۹۸ ہمارے اس دعوے کی شہادت خود تاریخ سے ملتی ہے کہ کوئی قوم ایسی نہیں گذری

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِیْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰی یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ﴿۹۹﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَیَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِی الْاٰیٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

جو تباہی سے پیشتر (حالتِ امن میں) ایمان لے آئی ہو، اور اس طرح اپنے ایمان کی نفع بخشیوں سے فیضیاب ہو کر تباہی سے بچ گئی ہو۔ اس میں اگر کوئی استثناء ہوئی ہے تو قوم یونس کی جو (عذاب آنے سے پہلے) ایمان لے آئی تو ہم نے ان سے اس عذاب کو دور کر دیا جو انہیں دنیا میں ذلیل کر دیتا۔ اور انہیں ایک مدت تک زندگی کی خوشگواریوں سے متمتع کیا۔ (۳۷/۱۴۷—۱۴۸)۔

۹۹ یہ سب اس لئے ہے کہ ہمارا قانونِ مشیت یہ ہے کہ کفر یا ایمان کی راہ اختیار کرنا انسان کے اپنے فیصلے پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ (اس میں ہم بالکل دخل نہیں دیتے۔ اگر ہم نے دخل دینا ہوتا تو ہم انسان کو بھی اسی طرح مجبور پیدا کر دیتے جس طرح کائنات کی دوسری چیزیں مجبور پیدا کی گئی ہیں اور وہ سب ہمارے مقرر کردہ قانون کے مطابق سرگرم عمل رہتی ہیں)۔ اس صورت میں تمام روئے زمین کے انسان، مومن ہی ہوتے۔ لہذا (جب ہمارا قانون یہ ہے کہ کفر اور ایمان کے معاملہ میں انسانی اختیار و ارادہ کو کھلا چھوڑ دیا گیا ہے تو اے رسولؐ!) تو لوگوں کو کس طرح مجبور کر سکتا ہے کہ وہ سب کے سب ایمان لے آئیں؟

۱۰۰ یاد رکھو! کوئی شخص ایمان نہیں لا سکتا جب تک وہ، ہمارے قانون کے مطابق، عقل و فکر سے کام لے کر صحیح نتیجہ پر نہ پہنچے۔ اس لئے ہمارا قانون یہ ہے کہ جو لوگ عقل و فکر سے کام نہیں لیتے ان پر بات واضح نہیں ہو سکتی۔ وہ الجھاؤ میں رہتے ہیں (۶/۱۲۶ ؛ ۱۰/۳۹)۔

۱۰۱ (عقل و فکر سے کام لینے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ انسان، جذبات سے الگ ہٹ کر خارجی کائنات کا گہری نظر سے مطالعہ کرے اور دیکھے کہ اس میں کونسا قانون کارفرما ہے۔ لہذا، اے رسولؐ! ان سے کہو کہ) تم، خارجی کائنات اور خود انسان کی تمدنی زندگی پر غور و فکر کرو۔ (ان میں تمہیں حقیقت کی بڑی نشانیاں ملیں گی (۴۱/۵۳)۔

لیکن یہ نشاناتِ راہ، اور تباہیوں کا احساس پیدا کرنے والی تنذیرات، اس قوم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں جنہوں نے پہلے ہی فیصلہ کر رکھا ہو کہ ہمیں اس قانون کو

فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ښ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۵﴾

صحیح ماننا ہی نہیں (۲/۶)۔

۱۰۲ جو لوگ اس قسم کی روش اختیار کر لیں' ان کے متعلق اس کے سوا اور کیا کہا جائے کہ وہ اس انتظار میں رہتے ہیں کہ تاریخ اپنے آپ کو دہرائے' اور جو کچھ اقوامِ سابقہ کے ساتھ ہو چکا ہے' وہی کچھ ان سے ہو۔ اے رسول! تم ان لوگوں سے کہہ دو کہ (اگر یہی بات ہے تو) تم انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں (تاکہ نتائج مرتب ہو کر سامنے آ جائیں اور اس طرح تم یقین کے آخری نقطہ تک پہنچ جاؤ (۱۱/۹۳)۔

۱۰۳ (ان سے کہہ دو کہ جب ظہورِ نتائج کا وقت آ جاتا ہے تو' اس تباہی سے) خدا کے پیغامبر اور ان کے ساتھیوں کی جماعت ہی محفوظ رہا کرتی ہے۔ اس لئے کہ اس جماعت کا محفوظ رکھا جانا ہمارے قانون کی رو سے واجب ہوتا ہے۔

۱۰۴ ان لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم میرے پیش کردہ' نظامِ زندگی کی صداقت کے بارے میں اب بھی شک میں ہو' تو تمہارے اس شک سے میرے یقین پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ اس سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں ان قوتوں کی اطاعت اور محکومیت اختیار کر لوں جنہیں تم خدا کے سوا' صاحبِ اقتدار و اختیار مانتے ہو۔ میں تو صرف اس خدا کی محکومیت اختیار کروں گا جس کے اقتدار کا یہ عالم ہے' کہ' اور تو اور' خود تمہاری موت اور حیات بھی' اسی کے قانون کے ساتھ وابستہ ہے۔ مجھے اس کا یہی ارشاد ہے کہ میں اس جماعت میں رہوں جو اس کے قوانین کی صداقت پر ایمان رکھتی ہے۔

۱۰۵ اور اپنی توجہات کو ہر طرف سے ہٹا کر' اس نظامِ زندگی پر مرکوز کر لوں۔ اور ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤں جو زندگی کے مختلف پہلوؤں کے لئے' مختلف قوتوں کی طرف رجوع کرتے ہیں' اور قوانین خداوندی کے ساتھ' غیر خداوندی قوانین کو بھی شامل کر لیتے ہیں۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۸﴾ ۭ

---

۱۰۶ (میرا تم سے بھی یہی پیغام ہے کہ) تم خدا کو چھوڑ کر، ان قوتوں کی اطاعت مت اختیار کرو (جنہیں تم محض اپنے اندھے عقیدے کی بنا پر اختیار و اقتدار کی مالک سمجھتے ہو، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ انہیں اس کی قدرت ہی نہیں کہ) وہ تمہیں نفع یا نقصان پہنچا سکیں۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم بھی انہی میں سے ہو جاؤ گے جو قوانین خداوندی سے سرکشی اختیار کرتے ہیں (اور ان کا انجام تمہیں معلوم ہی ہے)۔

۱۰۷ یاد رکھو! اگر تمہیں، قانون خداوندی کی رُو سے کوئی تکلیف پہنچے، تو کائنات میں کسی کو اس کی قدرت حاصل نہیں کہ (اس کے قانون کے علی الرغم) اس تکلیف کو رفع کر سکے۔ وہ اُسی کے قانون کے مطابق رفع ہوگی۔ اور اگر اس کے قانون کے مطابق تمہیں کوئی نفع پہنچنے والا ہو، تو کوئی قوت ایسی نہیں جو اسے روک سکے۔ اس میں کسی کی تخصیص نہیں۔ جو شخص بھی، اس کے قانون کے مطابق، اس نفع بخش صورت کو حاصل کرنا چاہے، حاصل کر سکتا ہے۔ وہ نفع اسے ضرور مل جائے گا۔ یاد رکھو! نقصانات سے بچنے کا سامان ہو، یا نشو و نما حاصل ہونے کے اسباب۔ سب اس کے قانون سے وابستہ ہیں۔

۱۰۸ (اے رسول! تم) تمام نوعِ انسان سے پکار کر کہہ دو کہ تمہارے نشو و نما دینے والے کی طرف سے وہ ضابطہ حیات آگیا ہے جو حقیقت پر مبنی ہے۔ اگر تم اس کی راہ نمائی میں سفرِ زندگی اختیار کرو گے تو اس سے تمہاری ہی ذات کو فائدہ پہنچے گا۔ اور اگر تم اسے چھوڑ کر اور راہیں اختیار کر لو گے تو اس کا نقصان بھی تمہیں ہی ہوگا۔ (اب یہ تمہارے اپنے فیصلے پر منحصر ہے کہ تم کونسی راہ اختیار کرنا چاہتے ہو) میں تم پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا گیا کہ تمہیں زبردستی سیدھی راہ پر چلاؤں۔

وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ (۱۰۹)

۱۱ ع ۱۶

۱۰۹ (تم اس پیغام کو لوگوں تک پہنچا دو) اور خود اس ضابطہ (قرآن) کا اتباع کرتے رہو جو تمہیں وحی کے ذریعے دیا گیا ہے۔ اور اس پر ثابت قدمی سے جمے رہو' تا آنکہ خدا کا قانونِ مکافات تم میں' اور ان مخالفین میں آخری فیصلہ کر دے۔ وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

سورۃ ھود
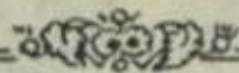
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٓرٰ کِتٰبٌ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُہٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ ﴿۱﴾ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ ؕ اِنَّنِیْ لَکُمْ مِّنْہُ نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ ﴿۲﴾ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ یُمَتِّعْکُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی

۱ خدائے علیم و رحیم کا ارشاد ہے کہ یہ وہ ضابطۂ حیات ہے جس کے قوانین محکم بنیادوں (مستقل اقدار) پر استوار کئے گئے ہیں اور ایسے واضح اور نکھرے ہوئے انداز سے بیان کئے گئے ہیں (کہ ان میں کسی قسم کا اشتباہ و ابہام نہیں رہ سکتا) اس لئے کہ یہ اُس خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے جو حکیم بھی ہے اور خبیر بھی۔ جو کائنات کے تمام حالات اور انسانی مقتضیات سے واقف ہے' اور اسکا ہر کام' حکمت پر مبنی ہے۔

۲ اس ضابطہ حیات کی تعلیم کا بنیادی نقطہ یہ ہے کہ اطاعت صرف خدائے واحد کے قوانین کی کرو۔ اس کے سوا کسی کی محکومیت اختیار نہ کرو۔ (اس باب میں' اور تو اور' خود اس رسول کی بھی پوزیشن یہ ہے کہ وہ تم سے اپنی اطاعت نہیں کراتا۔ وہ خدا ہی کے قوانین کی اطاعت کراتا ہے اور) تمہیں بتاتا ہے کہ ان کے مطابق زندگی بسر کرنے کے نتائج کس قدر خوشگوار ہوں گے' اور ان کی خلاف ورزی کرنے کا انجام کیسا تباہ کن ہوگا۔

۳ (اس سلسلہ میں وہ تم تک خدا کا یہ پیغام بھی پہنچاتا ہے کہ) تم خدا کے قانون ربوبیت سے اپنی حفاظت کا سامان طلب کرو' اور تمام گوشوں سے ہٹ کر' صرف اُسی کے قانون کی طرف رجوع کرو۔ وہ تمہیں ایک مدتِ معیّنہ تک (جس کا تعین خود تمہارے اعمال و کردار کے مطابق ہوتا ہے) نہایت خوشگوار اور پسندیدہ سامانِ زیست سے

وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ ۖ وَإِن تَوَلَّوْا فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ ﴿٣﴾
إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٤﴾ أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا
مِنْهُ ۚ أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٥﴾

بہرہ یاب کرے گا، اور تم جس قدر حصولِ معاش کی استعداد بڑھاتے جاؤ گے، وہ اسی قدر معاشی آسائشیں بہم پہنچاتا جائے گا۔ لیکن اگر تم اس اصول سے انحراف کروگے، تو مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر سخت تباہی آجائے گی۔

۴ یادرکھو! اس کے قانون سے روگردانی کرکے، تم کہیں پناہ نہیں لے سکتے۔ تمہاری زندگی کی ہر گردش کا رُخ اُسی کی طرف ہے۔ اور تمہارے ہر عمل کا نتیجہ اسی کے مطابق مرتب ہوتا ہے۔ اس نے عمل اور اس کے نتیجے کے لئے پیمانے مقرر کر رکھے ہیں اور ان پر اسے پورا پورا کنٹرول حاصل ہے۔ (اس لئے انسان کا کوئی عمل خدا کے قانون مکافات کی زد سے بچ نہیں سکتا)۔

۵ لہذا، ان کی یہ کوشش کہ یہ دُہری شخصیت[a] کی زندگی بسر کریں —— سینے کے اندر چھپا کر کچھ اور رکھیں اور باہر کچھ اور ظاہر کریں —— اور اس طرح سمجھ لیں کہ ہم اس کے قانون کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے ہیں۔ یا اپنی شخصیت کو یکسر چھپانے کی کوشش کریں (تو یہ اس کوشش میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے)۔ اس لئے کہ جو کچھ یہ چھپائیں، اور جو کچھ ظاہر کریں، خدا کے قانون مکافات پر سب کچھ عیاں ہے۔ وہ تو دل میں گزرنے والے خیالات تک سے واقف ہے (۱/۲)

a[a] DUAL PERSONALITY.

بارہواں پارہ
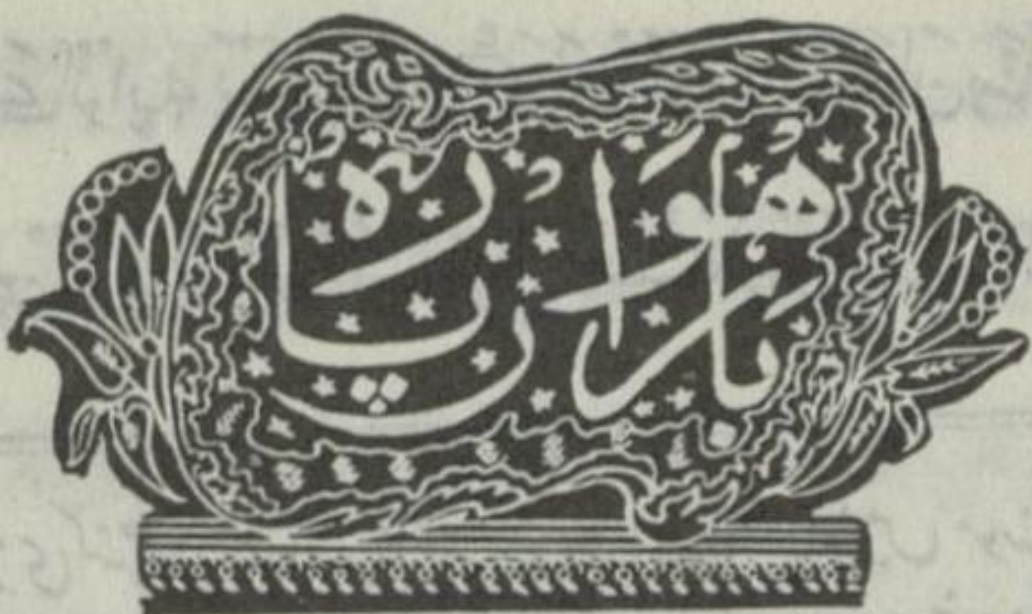
وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ

يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ

سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّ كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۗ وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْ بَعْدِ

الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷﴾

---

۶ (اوپر بتایا جاچکا ہے کہ قانون خداوندی کے مطابق زندگی بسر کرنے سے رزق کی فراوانیاں حاصل ہوتی ہیں (۱۱/۲)۔ لیکن یہ فراوانیاں کسی خاص گروہ کے اندر محدود ہو کر نہیں رہ جانی چاہئیں۔ رزق، زندگی کے قائم رکھنے کا ذریعہ ہے، اس لئے اسے ہر ذی حیات تک، حسب ضرورت، پہنچنا چاہیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ) روئے زمین پر کوئی ذی حیات ایسا نہیں جس کے رزق کی ذمہ داری خدا نے نہ لے رکھی ہو۔ اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ ایک ذی حیات کو کسی ایک منزل میں ٹھیرنے اور پھر قانونِ ارتقا کی رُو سے، اگلی منزل تک پہنچنے کے لئے، کس قدر، اور کون کونسے سامانِ نشوونما کی ضرورت ہوگی (۶/۹۹)۔ یہ سب کچھ، خدا کے قانونِ مشیّت کی کتاب میں واضح طور پر درج ہے (۵/۲۹)۔ (لہذا، منشائے خداوندی کو پورا کرنے والا نظام وہی ہو سکتا ہے جس میں کوئی ذی حیات رزق سے محروم نہ رہنے پائے۔ جو نظام، خدا کی ان ذمہ داریوں کو پورا کرے گا، وہی نظامِ خداوندی کہلا سکے گا۔ ۶/۱۵۲؛ ۲۹/۶۰؛ ۴۱/۱۰؛ ۳۶/۴۷)۔

۷ اُس کا نظام یہ ہے کہ اس نے، کائنات کی پستیوں اور بلندیوں کو گوناگوں عناصر سے ترکیب دے کر، مختلف ادوار اور منازل سے گزارا (تاآنکہ وہ اس قابل ہو گئے کہ ان میں ذی حیات اشیاء کی نشوونما ہو سکے۔ اس نے زندگی کی بنیاد پانی پر رکھی۔ ۲۱/۳۰)۔

وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ۭ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۸ وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَـُٔوْسٌ كَفُوْرٌ ۝۹ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَاۗءَ بَعْدَ ضَرَّاۗءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ۭ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ

اور اس پر مرکزی کنٹرول اپنا رکھا۔ پھر ذی حیات اشیاء میں' موت اور زندگی کی کشمکش رکھی تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ تم میں سے کون کون توازن بدوش زندگی بسر کر کے' حیاتِ جاوید حاصل کرتا ہے۔ (۶۷/۲)۔ (توازن بدوش زندگی وہ بسر کرتا ہے جو زیادہ سے زیادہ دوسروں کی نشوونما کے لئے دیتا ہے (۹۲/۵-۷ ؛ ۹۲/۱۸)۔ اس سے وہ نظام قائم ہو جاتا ہے جس میں رزق ہر ذی حیات تک پہنچتا چلا جاتا ہے)۔

جو لوگ ان بنیادی حقائق کو تسلیم نہیں کرتے' اگر ان سے کہا جائے کہ زندگی کا سلسلہ موت کے بعد بھی آگے چلتا ہے' تو وہ کہدیں گے کہ یہ ایک کھلا ہوا جھوٹ ہے۔ زندگی بس اسی دنیا کی زندگی ہے۔ (۴۵/۲۴)۔

۸ (یہ ہے نہ ماننے والوں کی وہ جماعت جسے رسول' ان کی غلط رَوش کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کرتا ہے۔ ۱۱/۲ لیکن) خدا کے قانونِ مکافات کی رُو سے ظہورِ نتائج ——— یعنی پاداشِ عمل ——— کا وقت' ایک معینہ میعاد کے بعد آتا ہے۔ اس وقفہ کے دوران میں' ان کی طرف سے طعن و تشنیع شروع ہو جاتی ہے کہ کہاں ہے وہ تباہی جس کی تم اس طرح دھمکیاں دیتے تھے؟ وہ کونسی چیز ہے جس نے اُسے' ہم تک آنے سے روک رکھا ہے؟ ان سے کہدو کہ اس حقیقت کو بگوشِ ہوش سن رکھو کہ وہ تباہی آ کر رہے گی' اور جب وہ آئیگی تو دنیا کی کوئی قوت اسے روک نہیں سکے گی۔ نہ وہ کسی کے ٹالے ٹل سکے گی۔ کوئی اس کا رُخ دوسری طرف نہیں پھیر سکے گا۔ اور تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے کہ جس چیز کا تم مذاق اڑایا کرتے تھے اس نے تمہیں کس طرح چاروں طرف سے گھیر لیا۔

۹ انسان (جب ہمارے ضابطہ حیات پر ایمان نہیں رکھتا ۱۱/۱ تو) اسکی حالت یہ ہوتی ہے کہ زندگی کی جو آسائش اسے میسر ہو' اگر وہ اس سے چھن جائے تو اس کیلئے تمام ممکناتِ حیات' تاریکی کے پردوں میں گم ہو جاتے ہیں اور وہ زندگی سے یکسر مایوس ہو جاتا ہے (اسلئے کہ اسکے نزدیک' زندگی نام ہی جسم کی آسائشوں کا ہوتا ہے)۔

۱۰ اور اگر اسے' اس تکلیف کے بعد پھر سامانِ آسائش مل جائے' تو وہ سمجھ لیتا ہے کہ

فَخُوْرٌ ﴿۱۰﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۲﴾ ؕ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾

بس میری تمام مصیبتیں رفع ہو گئیں۔ اور اس طرح وہ آپے سے باہر ہو جاتا ہے اور شیخیاں بگھارتا' اور ڈینگیں مارتا پھرتا ہے۔ (گویا اُسے زندگی کا مقصود حاصل ہو گیا)۔

۱۱ لیکن جو لوگ (حیوانی سطح سے بلند ہو کر زندگی کی انسانی سطح پر یقین رکھتے ہیں' ان کی حالت ان کے برعکس ہوتی ہے۔ وہ عسر اور یسر — تنگی اور آسائش — دونوں حالتوں میں ایک ہی روش پر چلتے ہیں اور) اس پروگرام پر مستقل مزاجی سے عمل پیرا رہتے ہیں جو ان کی صلاحیتوں کو ابھارتا اور معاملات کو سنوارتا ہے۔ (وہ نہ مشکلات سے گھبرا کر مایوس ہوتے ہیں اور نہ آسائشوں پر اترا کر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں)۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے' زندگی کی تباہیوں سے محفوظ رہنے کا سامان' اور بلندیاں اور توانائیاں پیدا کرنے والا اجر عظیم ہے۔

۱۲ (اس میں شبہ نہیں کہ ان لوگوں سے جو کہا جاتا ہے کہ ان پر تباہی آنے والی ہے' تو یہ بات انہیں سخت ناگوار گزرتی ہے۔ لیکن) یہ تو نہیں ہو سکتا کہ تو' ان کی دل جوئی کے لئے' وحی کے ان مقامات کو چھوڑ دے جن میں اس قسم کی تنذیرات آتی ہیں۔

یہ بھی ٹھیک ہے کہ یہ لوگ جب کہتے ہیں کہ اگر تو خدا کا رسول ہے تو تجھ پر خزانے کیوں نہیں اتارے جاتے۔ یا فرشتے تیرے جلو میں کیوں نہیں چلتے' تو ان کی' ان طعن آمیز باتوں سے تو افسردہ خاطر ہو جاتا ہے۔ لیکن تو جب فریضۂ رسالت و انذار کے لئے مامور کیا گیا ہے تو یہ سب کچھ برداشت کرنا پڑے گا۔ (یہ ذمہ داری بڑی سخت اور یہ فریضہ بڑا مشکل ہے۔ لیکن اس میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں)۔ اللہ کا قانون ہر معاملہ کی کارسازی کا سامان اپنے اندر رکھتا ہے۔ (اس لئے مآل کار سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا $\frac{94}{1-3}$)۔

۱۳ یا' یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس نے قرآن اپنی طرف سے بنا لیا ہے' اور اسے خدا کی طرف یونہی منسوب کر رہا ہے۔ ان سے کہو کہ اگر تم اس دعوے میں سچے ہو کہ (یہ خدا کی کتاب نہیں' انسان کا کلام ہے) تو تم' اس قرآن جیسی دس سورتیں بنا کر لے آؤ' اور' خدا کو چھوڑ کر'

فَاِلَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۗ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۗ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ

اور جسے بھی اپنے ساتھ شامل کرنا چاہتے ہو کرلو۔ بات صاف ہوجائے گی (۲/۲۳ ؛ ۱۰/۳۸)۔

۱۴ لیکن اگر (نہ تو تم خود ہی ایسا کرسکو اور نہ ہی) وہ لوگ تمہاری اس دعوت کو قبول کریں جنہیں تم اس مقصد کے لئے اپنے ساتھ ملانا چاہو، تو اس کے بعد تمہیں جان لینا چاہیئے کہ یہ قرآن، علمِ خداوندی کی رو سے نازل ہوا ہے (رسول کا خود ساختہ نہیں)۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوجائیگا کہ کائنات کا تمام اقتدار صرف خدا کے لئے ہے۔ اس میں کوئی اور شریک وسہیم نہیں۔

ان سے پوچھو کہ کیا تم اس کے بعد بھی، اس ضابطہ خداوندی کے سامنے سرِ تسلیم خم نہیں کرتے؟

۱۵ (لیکن اگر تم، اس کے باوجود، اپنی مفاد پرستیوں ہی کو زندگی کا مقصود بنائے رکھو، تو تمہیں یہ مفاد حاصل رہیں گے۔ اس لئے کہ) ہمارا قانون یہ ہے کہ جو شخص صرف طبیعی زندگی کے مفاد اور زیب و زینت چاہتا ہے، اس کی کوششوں کے پورے پورے نتائج اُسے، اسی دنیا میں مل جاتے ہیں۔ ان میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جاتی (۱۷/۱۸)۔

۱۶ لیکن ان لوگوں کا مستقبل (حیاتِ آخرت) کی خوشگواریوں میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ جو کچھ وہ دنیا میں بناتے ہیں، وہ (آخرت میں) سب اکارت چلا جاتا ہے، اور ان کا کیا کرایا سب غارت ہوجاتا ہے۔ ان کے لئے وہاں ایسی تباہی وبربادی ہوگی جو سب کچھ جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیگی۔

۱۷ پہلے کہا جاچکا ہے کہ قرآن کی صداقت کے سمجھنے کے تین طریقے ہیں۔ علم وبصیرت کی رو سے۔ یا اس کے عملی پروگرام کے نتائج کو دیکھ کر۔ اور یا تاریخی شہادات سے (۱۰/۳۹)۔

تم ذرا سوچو کہ کیا وہ شخص جو (۱) اس عقل وبصیرت سے کام لے جو اُسے اس کے نشو ونما دینے والے کی طرف سے عطا ہوئی ہے اور (۲) وہ دیکھے کہ ایک شخص ضابطہ خداوندی کے مطابق کام کرتا ہے اور اس کے اعمال کے نتائج اس ضابطہ کی صداقت کی عملی شہادت بنتے جارہے ہیں۔ اور (۳) تاریخ کے یہ نوشتے بھی اس کے سامنے ہوں کہ اس سے قبل (مثلاً،

اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ۚ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰی رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰی رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۚ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾

موسیٰؑ نے بھی اس قسم کے ضابطہ خداوندی کو اپنا اور اپنی قوم کا راہ نما بنایا تھا تو اس سے انہیں کس قدر زندگی کی فراوانیاں مرحمت ہوگئی تھیں ـــــ (تو کیا ایسا شخص کبھی اس ضابطہ کی صداقت سے انکار کرسکے گا؟ کبھی نہیں -)۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اس قرآن پر ایمان لاتے ہیں۔

ان کے برعکس، جو لوگ، اس سے انکار کرتے ہیں، وہ خواہ کسی پارٹی سے متعلق ہوں، ان کا ٹھکانہ تباہی و بربادی کا جہنم ہے۔ تم (ان لوگوں کے انجام و مآل کے بارے میں) ذرا بھی شک نہ کرو۔ یہ ایک حقیقت ہے جو خدا کے قانون کے مطابق واقع ہو کر رہے گی۔ لیکن بہت سے لوگ (ایسے واضح دلائل و براہین کے باوجود) اس کا یقین نہیں کرتے۔

۱۸ (یہود و نصاریٰ کے مذہبی پیشوا کہتے ہیں کہ چونکہ قرآن کے احکام، ان کی شریعت کے خلاف ہیں، اس لئے یہ منجانب اللہ نہیں ہوسکتا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جسے یہ شریعت خداوندی کہتے ہیں، وہ ان کی خودساختہ شریعت ہے اور اسے یہ منسوب خدا کی طرف کرتے ہیں۔ سو ذرا غور کرو کہ) اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوسکتا ہے جو اپنے ذہن سے باتیں وضع کرے اور انہیں دین خداوندی کہہ کر پیش کرے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو عدالتِ خداوندی میں پیش ہوں گے اور گواہی دینے والے اس کی تصدیق کریں گے کہ انہوں نے فی الواقعہ اپنے رب کے خلاف بہتان باندھا تھا ـــ یاد رکھو! اس قسم کے ظالم، رحمتِ خداوندی سے یکسر محروم رہ جاتے ہیں۔

۱۹ ان کی حالت یہ ہے کہ یہ اپنے خودساختہ مسلک کو شریعتِ خداوندی کا نام دیکر، لوگوں کو خدا کے سچے راستے کی طرف آنے سے روکتے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ اس کے صاف اور سیدھے راستے میں خواہ مخواہ پیچ و خم پیدا کردیں۔ اصل یہ ہے کہ یہ لوگ مستقبل کی زندگی (حیاتِ اُخروی) پر ایمان ہی نہیں رکھتے (مذہب کو انہوں نے اپنا پیشہ بنا رکھا ہے)۔

۲۰ لیکن یہ، خدا کے قانونِ مکافات سے بچ کر کہیں نہیں جاسکتے۔ نہ ہی قانونِ

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۲۱﴾ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ﴿۲۲﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَخْبَتُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۲۳﴾ مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ ۚ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۲۴﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿۲۵﴾

خداوندی کے سوا' ان کا کوئی کارساز ہوسکتا ہے۔ (جس قدر ان کی سرکشی بڑھتی جارہی ہے' اسی نسبت سے) ان کی سزا میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہ اس لئے کہ (انہوں نے اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے ایسی حالت پیدا کرلی ہے کہ) نہ ان میں حق بات کے سننے کی تاب رہی ہے' اور نہ ہی یہ عقل و بصیرت سے کام لیتے ہیں۔

۲۱ یہ لوگ اپنی اس روش سے' کسی اور کا کچھ نقصان نہیں کررہے' خود اپنا ہی نقصان کررہے ہیں۔ ان کی افترا پردازیاں سب اکارت چلی جائیں گی۔

۲۲ (انہیں اس سے کچھ دنیاوی فائدے ضرور حاصل ہوجاتے ہیں۔ لیکن) یہ حقیقت ہے کہ آخرت میں یہ لوگ سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہوں گے۔ ان کا مستقبل بجد خراب ہو گا۔

۲۳ ان کے برعکس' جو لوگ' ضابطہ خداوندی کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں' اور اس پروگرام پر عمل پیرا ہوتے ہیں جو ان کی صلاحیتوں کی نشوونما کرتا ہے اور انسانی زندگی کے بگڑے ہوئے کام سنوارتا ہے' اور (اس طرح) اپنے نشوونما دینے والے کے قوانین کے سامنے عملاً سر جھکاتے ہیں۔ تو یہی لوگ ہیں جو زندگی کی سدابہار شادابیوں سے بہرہ یاب ہوں گے۔

۲۴ اِن دونوں گروہوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا اور بہرہ ہو' اور ایک دیکھنے اور سننے والا۔ کیا ان دونوں کی حالت یکساں ہوسکتی ہے؟ (۱۹/۱۳–۱۶ ؛ ۳۵/۱۹) —— کیا اس کے بعد بھی تم سمجھتے سوچتے نہیں (کہ زندگی کی صحیح راہ کونسی ہوسکتی ہے؟)۔

۲۵ (اگر یہ لوگ' ان واضح دلائل کے بعد بھی حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے' تو پھر' ان کے سامنے وہ تیسرا طریق لاؤ (۱/۳ ۹) یعنی ان سے کہو کہ یہ تاریخ کی شہادات پر غور کریں اور دیکھیں کہ جب اقوام گذشتہ نے اس حقیقت سے انکار کیا تو ان کی اس رَوش کا نتیجہ کیا برآمد ہوا۔ مثلاً) ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا اور اس نے ان سے کہا کہ میں تمہیں واضح طور پر بتانے کے لئے آیا ہوں کہ تمہاری موجودہ رَوش کا نتیجہ تباہی و بربادی کے سوا کچھ نہیں۔

أَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا إِلَّا اللّٰهَ ۭ إِنِّيْٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيْمٍ ﴿٢٦﴾ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿٢٧﴾ قَالَ يٰقَوْمِ أَرَءَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ۭ أَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَأَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَيٰقَوْمِ لَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ إِنْ

---

۲۶ تمہیں چاہیئے کہ اپنی اس روش کو چھوڑ کر صرف قوانین خداوندی کی اطاعت اور محکومیت اختیار کرو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو مجھے خطرہ ہے کہ تمہیں بہت بڑی تباہی گھیر لے گی۔

۲۷ اس پر اس کی قوم کے بڑے بڑے لوگوں نے، جن کے پاس سامان زیست کی فراوانی تھی ——— یعنی صاحب دولت و اقتدار طبقہ ——— جس نے انکار و سرکشی کی راہ اختیار کر رکھی تھی — کہا کہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ تم ہمارے ہی جیسے ایک انسان ہو (اس لئے یہ کیسے مان لیں کہ تم خدا کے رسول ہو)۔ باقی رہے یہ لوگ جو تمہارے پیچھے لگ گئے ہیں تو ان کی حیثیت کیا ہے؟ یہ ہم میں سے ادنیٰ درجہ کے (نیچ قوم کے) لوگ ہیں، اور یہ صاف دکھائی دے رہا ہے کہ انہوں نے تمہارا مسلک عقل و فکر کی رُو سے اختیار نہیں کیا۔ یونہی بلا سوچے سمجھے تمہارے ساتھ ہو لئے ہیں۔ ہمیں تو کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی جس میں تمہیں، ہمارے مقابلہ میں، کوئی برتری حاصل ہو۔ لہٰذا، ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ تم اپنے اس دعوے میں بالکل جھوٹے ہو۔

۲۸ اس پر نوحؑ نے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! کیا تم نے اس پر بھی غور کیا ہے کہ میں اپنے پروردگار کی طرف سے عطا کردہ علم و بصیرت سے کام لوں۔ اور اس نے مجھے اپنے ہاں سے بطور موہبت، ایک ضابطہ ہدایت دیا ہو جو سرتاسر رحمت ہے۔ لیکن تمہیں ان میں سے کوئی بات بھی نظر نہ آئے۔ اور تم اسے بھی پسند نہ کرو کہ ان حقائق کو تمہیں دکھا اور سمجھا دیا جائے (تو میں اس سے زیادہ اور کیا کر سکتا ہوں، جو کر رہا ہوں۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ) ہم ان باتوں کو زبردستی تمہارے گلے منڈھ دیں۔ (اس لئے کہ ایمان، علم و بصیرت کی رُو سے، بطیب خاطر، دل کے فیصلے کا نام ہے۔ اسے یونہی کسی کے گلے منڈھا نہیں جاتا)۔

۲۹ پھر اس پر بھی غور کرو کہ میں جو کچھ تمہارے لئے کر رہا ہوں، اس کے معاوضہ میں، تم سے کسی مال و دولت کا طالب نہیں ہوں (اس لئے مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کہ تم سے

اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ښ اِنِّىْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾

جھوٹ بولوں ؟)۔ میری محنتوں کا معاوضہ میرے خدا کے ذمے ہے۔ لیکن میں یہ نہیں کر سکتا کہ جو لوگ اس نظام کی صداقت پر ایمان لے آئے ہیں، انہیں اس لئے نکال باہر کردوں (کہ تم انہیں رذیل سمجھتے ہو اور ان کے ساتھ مل بیٹھنا پسند نہیں کرتے۔ اگر میں ایسا کروں تو) یہ جب اپنے رب سے ملیں گے تو میرے متعلق کیا کہیں گے؟ (یعنی یہ بات منشائے خداوندی کے سخت خلاف ہوگی)۔ تم انہیں جاہل کہتے ہو، لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے جیسی جاہل قوم کوئی ہے ہی نہیں۔

۳۰ میں اگر تمہاری خاطر ان لوگوں کو ہنکا کر الگ کردوں، تو (تم تو اس سے بیشک خوش ہو جاؤ گے، لیکن ذرا سوچو کہ) قانونِ خداوندی کی رو سے، اس جرم کی جو سزا مجھ پر وارد ہوگی اس سے مجھے کون بچا سکے گا؟ وہ کون ہے جو قانونِ خداوندی کے مقابلہ میں میری مدد کر سکے۔

۳۱ باقی رہا تمہارا یہ اعتراض کہ میں تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں، اور ہم لوگوں کو تم پر کوئی معاشی برتری بھی حاصل نہیں۔ تو میں نے کب یہ دعوےٰ کیا ہے کہ) میرے پاس اللہ کے دیئے ہوئے دولت کے خزانے ہیں۔ اور میں غیب کی باتیں جانتا ہوں۔ اور یہ کہ میں (انسان نہیں بلکہ) فرشتہ ہوں۔ میں نے یہ کچھ کبھی نہیں کہا۔ البتہ یہ ضرور کہتا ہوں کہ، تم جو یہ سمجھتے ہو کہ یہ لوگ جنہیں تم اپنے معیار کے مطابق ذلیل اور رذیل خیال کرتے ہو، خدا کی نظروں میں بھی ذلیل اور رذیل ہیں، اور انہیں اس کے ہاں سے کوئی خوشگواری اور بہتری کا سامان نہیں مل سکتا۔ یہ غلط ہے۔ قانونِ خداوندی کی رو سے، معیارِ عزت و تکریم اور استحقاقِ خیر و برکت انسان کے ذاتی جوہر ہیں۔ اس کی نگاہ ظاہری پوزیشن پر نہیں بلکہ انسان کے دل پر ہوتی ہے۔ اگر اس باب میں میں تم سے متفق ہو جاؤں، تو میں بھی ان میں سے ہو جاؤں گا جو خدا کے قائم کردہ معیار سے سرکشی برتتے ہیں۔

۳۲ ان لوگوں کے پاس ان دلائل کا جواب تو کچھ تھا نہیں، کہنے لگے کہ اے نوحؑ! تم نے ہم سے

قَالَ إِنَّمَا يَأْتِيكُم بِهِ اللَّهُ إِن شَاءَ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَنفَعُكُمْ نُصْحِي إِنْ أَرَدتُّ أَنْ أَنصَحَ لَكُمْ إِن كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَن يُغْوِيَكُمْ هُوَ رَبُّكُمْ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۳۴﴾ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَعَلَيَّ إِجْرَامِي وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تُجْرِمُونَ ﴿۳۵﴾ وَأُوحِيَ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَن يُؤْمِنَ مِن قَوْمِكَ إِلَّا مَن قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿۳۶﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي

مفت کا جھگڑا شروع کر دیا' اور اس میں بڑھتے ہی چلے گئے۔ اب اس قصّہ کو ختم کرو۔ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو جس تباہی کی تم بار بار دھمکیاں دیتے ہو' اسے لے آؤ۔

۳۳ نوح نے کہا کہ اس تباہی کا لانا یا نہ لانا' میرے اختیار میں نہیں۔ وہ تو خدا کے قانون کے مطابق آئے گی۔ لیکن میں اتنا جانتا ہوں کہ وہ آکر ضرور رہے گی۔ تم قانون خداوندی کو عاجز اور بے بس نہیں کر سکتے کہ اس کی رُو سے جو کچھ ہوتا ہے وہ نہ ہوسکے۔

۳۴ یہ بھی یاد رکھو کہ اگر تم نے اپنے آپ کو' اپنے اعمال کی وجہ سے' عذاب خداوندی کا مستوجب بنا لیا تو پھر اگر میں بھی ہزار چاہوں کہ تمہارے چاکِ داماں کی رفوگری کروں' تو ایسا نہیں کر سکوں گا۔ اس وقت میری غمخواری بھی تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکے گی۔ تمہارا آقا اور مالک' خدا ہے۔ میں نہیں۔ اور تمہارا ہر قدم اس کی طرف اٹھ رہا ہے۔ تمہارے تمام اعمال کے نتائج' اس کے قانونِ مکافات کی رُو سے مرتب ہوں گے۔ (اس میں' میں بھی کچھ نہیں کر سکوں گا)۔

۳۵ (خدا نے کہا کہ اے نوح!) کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم نے یہ باتیں از خود وضع کر لی ہیں اور انہیں خدا کی طرف غلط منسوب کرتے ہو؟ ان سے کہدو کہ اگر میں نے ایسا کیا ہے تو میرا جرم مجھ پر ہے۔ (تم سے اس کی باز پرس نہیں ہوگی)۔ اور جو جرائم تم کر رہے ہو' ان کی پاداش تمہیں اٹھانی پڑے گی۔ میں اس سے بری الذمہ ہوں۔ (تم یہ کہہ کر مطمئن نہ ہو جاؤ کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ میرا خود ساختہ ہے۔ تم یہ دیکھو کہ جو کچھ تم کر رہے ہو' وہ کیسا ہے؟)۔

۳۶ اس مقام پر نوح کی طرف وحی کی گئی کہ جو لوگ اس وقت تک ایمان لا چکے ہیں' ان کے علاوہ اور کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ لہذا' جو کچھ یہ کر رہے ہیں' اس پر تم (بیکار) غم نہ کھاؤ۔ (تمہاری غم خواریاں اور جانگدازیاں' ان کی حالت میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر سکیں گی۔ اب وقت آ گیا ہے کہ تم ان سے الگ ہو جاؤ)۔

۳۷ اب تم ہماری زیرِ نگرانی' اور ہماری وحی کے مطابق کشتی بنانا شروع کر دو —

فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ ﴿٣٧﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّن قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ ۚ قَالَ إِن تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ﴿٣٨﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٣٩﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِن كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَن سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ ۚ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿٤٠﴾ وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ

اور دیکھو! ان سرکشوں کے بارے میں ہم سے کچھ نہ کہنا۔ اس لئے کہ، ان کے اعمال کی وجہ سے ان کی تباہی مسلم ہو چکی ہے۔ یہ سب غرق کر دیئے جائیں گے۔ (۲۳/۲۷)۔

۳۸ چنانچہ اس نے کشتی بنانی شروع کر دی۔ اس کی قوم کے سردار جب ادھر سے گزرتے' اور اسے کشتی بناتے دیکھتے' تو اس کا تمسخر اڑاتے۔ اس کے جواب میں نوحؑ ان سے کہتا کہ اگر تم ہماری ہنسی اڑانا چاہتے ہو' تو اڑا لو۔ جس طرح تم آج ہماری ہنسی اڑاتے ہو' ایک وقت آئے گا کہ ہم اسی طرح تمہاری حماقتوں پر ہنسیں گے۔

۳۹ اور اس میں زیادہ وقت بھی نہیں لگے گا۔ تم عنقریب دیکھ لو گے کہ وہ عذاب کس پر آتا ہے جو اُسے رسوا کرے گا۔ اور وہ وقتی عذاب نہیں ہو گا بلکہ ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر دینے والا ہو گا۔

۴۰ (چونکہ ان لوگوں نے اپنا یہ شیوہ بنا لیا تھا کہ نوحؑ کی ہر بات کی مخالفت کی جائے' اور ہر معاملہ میں اس کی ہنسی اڑائی جائے' اس لئے انہوں نے نوحؑ کی کشتی سازی کے معاملہ پر بھی سنجیدگی سے غور نہ کیا۔ ورنہ اگر وہ ذرا عقل و فکر سے کام لیتے اور جس طرح نوحؑ انہیں آنے والے خطرہ سے آگاہ کر رہا تھا' اس کی بات پر کان دھرتے' تو وہ ایسا نہ کرتے۔ بہرحال' وہ اس کا مذاق اڑاتے رہے' تا آنکہ) جب قانونِ خداوندی کے مطابق' وقت آ گیا تو ارد گرد کی پہاڑیوں سے' بارش کا پانی جوش مارتا ہوا' وادی میں آنا شروع ہو گیا (۱۱/۵۴)۔ اور اس نے سیلاب کی شکل اختیار کر لی۔ ہم نے نوحؑ سے کہا کہ ہر ضرورت کی شے کے دو دو جوڑے' اپنے ساتھ کشتی میں رکھ لو۔ اور اپنے "اہل و عیال" کو بھی اپنے ساتھ لے لو' بجز اس کے جس کے متعلق پہلے کہا جا چکا ہے کہ وہ اپنی غلط روش کی بنا پر عذاب کا مستحق ہو چکا ہے۔ (یعنی نوحؑ کا بیٹا۔ ۱۱/۴۵۔ اور اس کی بیوی۔ ۶۶/۱۰)۔ نیز ان لوگوں کو بھی ساتھ لے لو جو ایمان لا چکے ہیں۔ ان کی تعداد کچھ زیادہ نہ تھی۔

۴۱ چنانچہ نوحؑ نے ان لوگوں سے کہا کہ اس میں سوار ہو جاؤ۔ (انہوں نے پوچھا کہ جانا کہاں ہے؟ اس پر نوحؑ نے کہا کہ اس کی بابت مت پوچھو۔ تم سوار ہونے کی کرو) اس کشتی کو

اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَ مُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّىْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾ وَ هِىَ تَجْرِىْ بِهِمْ فِىْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۟ وَ نَادٰى نُوْحُ
ابْنَهٗ وَ كَانَ فِىْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَىَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَ لَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ سَاٰوِىْۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِىْ
مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَ حَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ
الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَ قِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِىْ مَآءَكِ وَ يٰسَمَآءُ اَقْلِعِىْ وَ غِيْضَ الْمَآءُ وَ قُضِىَ الْاَمْرُ وَ اسْتَوَتْ عَلَى
الْجُوْدِىِّ وَ قِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَ نَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِىْ مِنْ اَهْلِىْ وَ اِنَّ وَعْدَكَ

اللہ کے نام پر چلنا ہے اور اُسی کے نام سے رکنا ہے۔ (یہ سب کچھ اس کی وحی کے مطابق ہو رہا ہے۔ البتہ اس کا یقین رکھو کہ اس سے کوئی مصیبت نہیں آئے گی۔ اس لئے، کہ خدا کا قانونِ ربوبیت جس کے مطابق یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے) اپنے اندر سامانِ حفاظت اور ذرائع پرورش، سب رکھتا ہے۔

۴۲ چنانچہ (وہ چل پڑے) ان کی کشتی انہیں ایسی تلاطم انگیز موجوں میں (بحفاظت) لیے جا رہی تھی جو پہاڑ کی طرح اٹھ رہی تھیں۔

(کشتی کے روانہ ہونے سے قبل) نوحؑ نے اپنے بیٹے کو آواز دی، جو اس کی جماعت میں شامل نہیں ہوا تھا، الگ رہا تھا، کہ بیٹا! تم بھی ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ اور ان انکار کرنے والوں کا ساتھ چھوڑ دو۔

۴۳ اس نے کہا کہ (تم جاؤ۔ میں تمہارے ساتھ جانا نہیں چاہتا۔ ایسا ہی ہوگا تو) میں کسی پہاڑ پر پناہ لے لوں گا جو مجھے سیلاب سے بچا لے گا۔ اس پر نوحؑ نے کہا کہ بیٹا! تم غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ آج اس طوفان سے، جو خدا کے قانون کے مطابق آ رہا ہے، کوئی بچانے والا نہیں۔ اس سے وہی بچ سکے گا جو خدا پر ایمان لا کر، اس کی رحمت کے دامن میں پناہ لے لے۔

اتنی بات ہوئی تھی کہ ان دونوں کے درمیان ایک بلند موج حائل ہوگئی، اور وہ بھی، دوسروں کے ساتھ، ڈوب گیا۔

۴۴ اور پھر (اللہ کا حکم ہوا کہ) اے زمین! تو اپنا پانی پی لے۔ اور اے بادلو! تم تھم جاؤ۔ چنانچہ پانی کا چڑھاؤ اتر گیا اور یوں وُہ حادثہ ختم ہوگیا۔ اور نوحؑ کی کشتی، صحیح وسلامت، جودی پر ٹھہر گئی۔ اور جماعت مومنین کو بتا دیا کہ وہ ظالم (جو تمہیں اس طرح تنگ کیا کرتے تھے) زندگی اور اس کی کامرانیوں سے محروم ہو چکے ہیں۔

۴۵ جب یوں اطمینان ہو گیا تو نوحؑ نے اپنے رب کو پکارا اور کہا کہ اے میرے نشوونما

اَلْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْئَلْنِ
مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۚ اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا
لَيْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ۚ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۴۷﴾ قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ
بَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ۚ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۸﴾

دینے والے! میرا بیٹا میرے اہل سے تھا۔ اور تیرا وعدہ تھا کہ میرے اہل کو بچا لیا جائے گا۔ اور تیرے وعدے ہمیشہ سچے ہوتے ہیں اور تیرے اوپر کوئی حاکم بھی نہیں جو تیرے فیصلوں کو بدل دے۔ ان حقائق کے پیش نظر میرے بیٹے کو تو محفوظ رہنا چاہیئے تھا۔ وہ کیوں غرق کر دیا گیا!

۴۶ اس پر خدا نے کہا کہ اے نوحؑ! (تو نے "اہل" کا صحیح مفہوم نہیں سمجھا۔ وہ بیشک تیرا بیٹا تھا) لیکن تیرے اہل میں سے نہیں تھا۔ (تیرے اہل میں سے وہی ہو سکتے ہیں جن کے اعمال صالح ہوں)۔ اور اس کے اعمال غیر صالح تھے۔ ("اپنے" اور "بیگانے" کا یہ وہ معیار ہے جس کا تجھے علم نہیں تھا)۔ لہٰذا تجھے اس چیز کا مجھ سے مطالبہ نہیں کرنا چاہیئے جس کا تجھے علم نہ ہو۔ میں تمہیں ان باتوں کی اس لئے نصیحت کرتا ہوں کہ تمہیں حقائق کا علم ہو جائے۔

۴۷ نوحؑ نے کہا کہ اے میرے نشوونما دینے والے! میں اگر تجھ سے کسی ایسی چیز کا مطالبہ کر لیتا ہوں جس کا مجھے علم نہیں ہوتا (تو، تو جانتا ہے کہ وہ محض ناواقفی کی بنا پر ہوتا ہے۔ کسی اور خیال سے نہیں ہوتا)۔ اس لئے مجھے توقع ہے کہ ان امور میں تیری شفقت اور رافت میری پوری طرح دیکھ بھال کرتی رہے گی۔ اگر تیری طرف سے مجھے سامانِ حفاظت اور پرورش نہ ملیگا تو میں برباد ہو جاؤں گا۔

۴۸ ہم نے کہا کہ اے نوحؑ! اب کشتی سے اتر پڑو کیونکہ اب کوئی خطرہ باقی نہیں رہا۔ (شاید تمہارے ساتھیوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ جو زمین اتنے دنوں تک غرقاب رہی ہے اس میں سامانِ زندگی کہاں سے ملے گا؟ سو اس بات کی فکر نہ کرو)۔ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو سامانِ زیست بڑی فراوانی سے ملے گا۔ باقی رہیں وہ جماعتیں جو تمہارا ساتھ نہیں دیں گی۔ سو ہمارے قانونِ طبیعی کے مطابق انہیں بھی دنیاوی زندگی میں سامانِ زیست ملے گا لیکن ان کا مستقبل تاریک ہوگا اور وہ آخر الامر دردناک تباہی میں مبتلا ہوں گے۔ (۱۶ــ۱۱ــ۱۵)۔

تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَٰذَا ۖ فَاصْبِرْ ۖ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٤٩﴾ وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُفْتَرُونَ ﴿٥٠﴾ يَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٥١﴾ وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ ﴿٥٢﴾

---

۴۹ اے رسول! یہ وہ غیب کی باتیں ہیں جو ہم تمہیں بذریعہ وحی بتا رہے ہیں۔ غیب کی اس لئے کہ اس سے پہلے تم 'یا تمہاری قوم' ان تفاصیل سے واقف نہیں تھی۔ اور بتا اس لئے رہے ہیں کہ تاریخ کے ان نوشتوں سے تمہارے دل کو تقویت حاصل ہو کہ ابتداءً کتنی ہی مشکلات کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے' آخر الامر کامیابی اسی جماعت کی ہوتی ہے جو قوانین خداوندی کی نگہداشت کرے۔ جب حقیقت یہ ہے تو تم نہایت استقامت سے اپنے پروگرام پر عمل پیرا رہو۔ تمہاری کامیابی یقینی ہے۔

۵۰ اسی طرح 'قوم عاد کی طرف' ان کے بھائی بندوں میں سے' ہودؑ کو رسول بنا کر بھیجا گیا۔ اس نے ان سے کہا کہ میری قوم! تم صرف قوانین خداوندی کی محکومیت اختیار کرو۔ اُس کے سوا' کائنات میں کسی کا اقتدار نہیں۔ اس لئے تمہارا الٰہ بھی اس کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ اگر تم اس کے علاوہ کوئی اور عقیدہ رکھتے ہو' تو وہ تمہارا خود ساختہ' من گھڑت مذہب ہے۔

۵۱ اے میری قوم! میں تم سے جو کچھ کہتا ہوں' اور تمہاری بہبودی کے لئے جو کچھ کرنا چاہتا ہوں' اس کے لئے میں تم سے کوئی معاوضہ نہیں چاہتا۔ میرا اجر و معاوضہ اس خدا کے ذمے ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ اگر تم ذرا بھی عقل و فکر سے کام لو (تو یہ بات بآسانی تمہاری سمجھ میں آجائے کہ جس بات میں ایک شخص کا کوئی ذاتی فائدہ نہ ہو' وہ اخلاص ہی پر مبنی ہو گی)۔

۵۲ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ تم 'اپنی غلط روش کی وجہ سے' آنے والی تباہی سے بچنے کے لئے قوانین خداوندی سے حفاظت طلب کرو۔ اور اپنے تمام باطل عقائد چھوڑ کر' اس کی طرف لوٹ آؤ۔ تم اس کی شانِ ربوبیت کو نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح تمہاری خشک زمینوں کو بارش سے سیراب کرتا ہے جس سے تمہاری قوتیں دن بدن بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ تم اسکے قوانین کی اطاعت کر کے اپنی شکر گذاری کا ثبوت دو۔ نہ یہ کہ الٹا ظلم و ستم پر اتر آؤ اور مجرمین

قَالُوْا یٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ وَّ مَا نَحْنُ بِتَارِكِیْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَ مَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۵۳﴾ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ قَالَ اِنِّیْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَ اشْهَدُوْٓا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَ رَبِّكُمْ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۵۶﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖۤ اِلَیْكُمْ وَ یَسْتَخْلِفُ رَبِّیْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ وَ لَا تَضُرُّوْنَهٗ شَیْـًٔا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ﴿۵۷﴾

کی طرح اس کے قوانین سے مُنہ موڑ لو۔

۵۳ انہوں نے ہوؔد سے کہا کہ تم نے اپنے دعوے کے ثبوت میں کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کی جسے ہم واقعی محکم دلیل سمجھیں۔ ہم اپنے معبودوں کو، محض تمہارے کہنے کی وجہ سے نہیں چھوڑ سکتے۔ اس لئے ہم تمہاری بات نہیں مانیں گے۔

۵۴ ہمیں کچھ ایسا نظر آتا ہے کہ (تم نے جو ہمارے معبودوں کی گستاخی کی ہے تو) تم پر ان میں سے کسی کی مار پڑ گئی ہے (جو تم اس قسم کی بہکی بہکی باتیں کرنے لگ گئے ہو۔ ورنہ اس سے پہلے تم اچھے بھلے تھے)۔

اس کے جواب میں ہوؔد نے صرف اتنا کہا —— اور اس قسم کی ذہنیت رکھنے والوں سے اور کہا بھی کیا جاتا! —— کہ میں اس پر خدا کو گواہ ٹھیراتا ہوں، اور تم بھی گواہ رہنا کہ تم غیراللہ میں سے جس جس کو اُس کا شریک قرار دیتے ہو، میں ان سے یکسر بیزار ہوں۔

۵۵ تم جو کچھ میرے خلاف کرنا چاہتے ہو، سب کے سب مل کر کر لو۔ اور مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو۔ (اس کے بعد دیکھو کہ نتیجہ کیا نکلتا ہے!)۔

۵۶ میرا بھروسہ خدا کے قانون مکافاتِ عمل پر ہے جو بڑا ہی محکم گیر اور قابل اعتماد ہے — اس خدا کا قانون جو میرا اور تمہارا، سب کا نشو و نما دینے والا ہے۔ تم تو ایک طرف رہے، کائنات میں کوئی ذی حیات ایسا نہیں جو اس کے قانون مکافات کی گرفت سے باہر ہو۔ میرا خدا، (حق و عدل کی) سیدھی اور توازن بدوش راہ پر ہے۔ (لہٰذا، تم بھی، اس کے پیچھے پیچھے، اسی راہ پر چلو (۱/۵)۔

۵۷ اگر تم اس راہ سے روگردانی کرو گے تو اس کے نتائج کی ذمہ داری مجھ پر عائد نہیں ہوگی۔ میرے ذمے فقط اتنا تھا کہ میں تم تک خدا کا پیغام پہنچا دوں۔ سو وہ میں نے پہنچا دیا۔ اب تم دیکھ لو گے کہ خدا کا قانونِ مکافات (تمہیں کس طرح تباہ و برباد کر کے) تمہاری جگہ ایک اَوُ

وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّيْنَاهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ۞ وَتِلْكَ عَادٌ جَحَدُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ۞ وَأُتْبِعُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا إِنَّ عَادًا كَفَرُوا رَبَّهُمْ أَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُودٍ ۞ وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ ۞ قَالُوا يَا صَالِحُ قَدْ كُنتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَٰذَا أَتَنْهَانَا

قوم کو لے آتا ہے۔ تم خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔ وہ ہر چیز کا نگران حال ہے۔

۵۸ چنانچہ جب اس قوم کی غلط روش کے نتائج برآمد ہونے کا وقت آگیا' تو ہم نے ہودؑ اور اسکے ساتھیوں کو' جو خدا پر ایمان لائے تھے اپنی مرحمت سے' اس سخت عذاب سے محفوظ رکھا (جس میں وہ قوم مبتلا ہونے والی تھی)۔

۵۹ یہ ہے سرگذشت قوم عاد کی' جس نے اپنے پروردگار کے قوانین سے انکار کیا اور اس کے رسولوں (کی دعوت) سے سرکشی برتی۔ اور اپنے ان سرکش اور مستبد حکام کی اطاعت کرتے رہے جو جان بوجھ کر حق کی مخالفت کرتے تھے۔

۶۰ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ' حال اور مستقبل' دونوں کی زندگی میں' نوازشاتِ خداوندی سے محروم رہ گئے ـــــ یاد رکھو! یہ سب اس لئے ہوا کہ انہوں نے اپنے نشوونما دینے والے کے قوانین سے انکار کیا تھا ـــــ دیکھو! قوم عاد کس طرح زندگی کی خوشگواریوں سے محروم رہ گئی!

۶۱ اسی طرح' قومِ ثمود کی طرف' اس کے بھائی بندوں میں سے' صالحؑ کو رسول بنا کر بھیجا۔ اس نے بھی ان سے یہی کہا کہ تم صرف قوانین خداوندی کی محکومیت اختیار کرو۔ اس کے سوا تمہارے لئے کوئی صاحب اقتدار نہیں۔ اس نے تمہیں اس ملک میں اٹھا کھڑا کیا اور اچھی طرح آباد کیا۔ تمہیں چاہیئے کہ تمہاری غلط روش کی بنا پر جو تباہی تم پر آنے والی ہے' اس سے بچنے کے لئے' خدا کے قوانین سے حفاظت طلب کرو۔ ہر طرف سے منہ موڑ کر اس کی طرف رجوع کرو اور یوں اس کی رحمت کے سائے تلے آجاؤ۔ یاد رکھو! وہ تم سے دور نہیں' قریب ہے۔ اور تمہاری ہر پکار کا جواب دیتا ہے۔ (۲/۱۸۶)۔

۶۲ انہوں نے کہا کہ اے صالحؑ! تم سے تو ہماری بڑی امیدیں وابستہ تھیں (کہ تم اپنے بزرگوں کے سچے جانشین بنو گے ہمارے معبودوں کا بول بالا کرو گے۔ اپنی قابلیت سے اس مذہب کو دُور دُور تک پھیلاؤ گے۔ لیکن تم نے اب ایسی باتیں شروع کر دیں جن سے ہماری تمام امیدیں خاک میں مل گئیں۔

أَن نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ ءَابَآؤُنَا وَإِنَّنَا لَفِى شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَآ إِلَيْهِ مُرِيبٍ ﴿٦٢﴾ قَالَ يَٰقَوْمِ أَرَءَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّى وَءَاتَىٰنِى مِنْهُ رَحْمَةً فَمَن يَنصُرُنِى مِنَ ٱللَّهِ إِنْ عَصَيْتُهُۥ ۖ فَمَا تَزِيدُونَنِى غَيْرَ تَخْسِيرٍ ﴿٦٣﴾ وَيَٰقَوْمِ هَٰذِهِۦ نَاقَةُ ٱللَّهِ لَكُمْ ءَايَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِىٓ أَرْضِ ٱللَّهِ ۖ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوٓءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيبٌ ﴿٦٤﴾ فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا۟ فِى دَارِكُمْ ثَلَٰثَةَ أَيَّامٍ ۖ ذَٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ ﴿٦٥﴾

تم ذرا سوچو تو سہی کہ تم ہم سے کیا کہہ رہے ہو؟ تم ہم سے یہ کہتے ہو کہ ہم انہیں اپنا معبود ماننا چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے آباء و اجداد کرتے چلے آئے ہیں۔ جس بات کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو، ہمیں تو اس کی صداقت میں بڑا ہی شک ہے۔ اور اس کی وجہ سے ہمارے دل میں بڑا اضطراب پیدا ہوتا ہے (کیونکہ وہ ہمارے اسلاف کے مسلک کے خلاف ہے)۔

۶۳ اس پر صالحؑ نے کہا کہ اے میری قوم! کیا تم نے کبھی اس پر بھی غور کیا ہے کہ خدا نے مجھے وحی جیسی نعمتِ کبریٰ سے نوازا ہے، اور اس کی بنا پر میں، صحیح راستے کی طرف راہ نمائی دینے والی روشن قندیل لئے کھڑا ہوں۔ اگر اس کے باوجود میں اس کے احکام سے سرکشی اختیار کروں تو مجھے اسکے قانونِ مکافات کی گرفت سے کون بچالے گا؟ تم جو کچھ مجھ سے چاہتے ہو، اس سے تم میرے بھلے کی بات نہیں کرتے بلکہ سراسر تباہی کی طرف لیجاتے ہو۔

۶۴ (تم نے اس سامانِ رزق پر، جو خدا کی طرف سے بلامزد و معاوضہ ملتا ہے، اور جو تمام نوعِ انسان کے لئے یکساں طور پر کھلا رہنا چاہیئے، حد بندیاں عائد کر رکھی ہیں۔ تم غریبوں اور کمزوروں کے جانوروں تک کو نہ کھلی زمین میں چرنے دیتے ہو، نہ چشموں سے پانی پینے دیتے ہو۔ تم نے ان سب کو اپنے جانوروں کے لئے مخصوص کر رکھا ہے۔ دیکھو!) یہ ایک اونٹنی ہے جو کسی کی ملکیت نہیں۔ میں اس اللہ کی اونٹنی کو، اللہ کی زمین میں، کھلے چھوڑتا ہوں تاکہ یہ اس میں چرے پھرے (اور اپنی باری پر پانی پیئے ۹۱/۱۲)۔ اگر تم نے اسے اس طرح چرنے دیا تو یہ اس امر کی نشانی ہو گی کہ تم اپنی موجودہ روش سے باز آجانے کا ارادہ رکھتے ہو۔ لیکن اگر تم نے اسے نقصان پہنچایا تو اس سے ظاہر ہو جائے گا کہ تم اپنی غلط روش کو چھوڑنے والے نہیں۔ اس کے بعد، تم پر تباہی کا وہ عذاب آجائے گا جس کے ظہور کا وقت کچھ دُور نہیں۔ میری آنکھیں اسے بہت قریب دیکھ رہی ہیں۔

۶۵ انہوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا۔ اس پر صالحؑ نے کہا کہ تم اپنے گھروں میں تین دن تک اور بس لو۔ اس کے بعد تم پر تباہی آجائے گی۔ یہ ایسا وعدہ ہے جو کبھی جھوٹا ثابت نہیں ہو گا۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۶۷﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾ وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۰﴾

(چونکہ وہ صالحؑ کی کسی بات کو سچا نہیں مانتے تھے اس لئے انہوں نے اسے بھی دھمکی ہی سمجھا)۔

۶۶ چنانچہ جب ظہور نتائج کا وقت آگیا تو ہم نے صالحؑ کو اور اس کے ان ساتھیوں کو جو صاحب ایمان تھے اپنی رحمت سے اس رسوا کن عذاب سے بچا لیا۔ یقیناً تیرے خدا کا قانون بڑا ہی طاقتور اور غالب رہنے والا ہے۔

۶۷ اور ان سرکش لوگوں کو ایک زور کی کڑک (اور زلزلہ ۷۸) نے آلیا اور وہ اپنے گھروں میں بےحس وحرکت پڑے رہ گئے۔

۶۸ اور وہ گھر اس طرح ویران ہو گئے گویا یہ لوگ ان میں کبھی بسے ہی نہ تھے۔
یاد رکھو! ثمود نے قوانین خداوندی سے انکار و سرکشی کی راہ اختیار کر رکھی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ زندگی کی خوشگواریوں سے محروم رہ گئے۔

۶۹ (اور اسی طرح قوم لوط کی تباہی ہوئی۔ ان کا قصہ یوں ہے کہ) خدا نے اپنے فرستادگان ابراہیمؑ کی طرف بھیجے جنہوں نے اسے خوشخبری دی (جس کا ذکر آگے چل کر آتا ہے)۔ انہوں نے ابراہیمؑ کو سلامتی کی دعا دی جس کے جواب میں ابراہیمؑ نے بھی ویسی ہی دعا دی۔ اور اس کے بعد بلا توقف ان کے لئے ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آیا کہ مہمانوں کی تواضع کی جائے۔

۷۰ لیکن اس نے دیکھا کہ وہ مہمان کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے۔ اس سے وہ ان کی طرف سے بدگمان سا ہوا اور دل میں خطرہ محسوس کیا۔ (کیونکہ اس ملک کا دستور تھا کہ جو کسی کے ہاں برے ارادے سے آتے وہ اس کے ہاں کھانا نہیں کھاتا تھا)۔ جب انہوں نے ابراہیمؑ کے ان وساوس کو محسوس کیا تو اس سے کہا کہ ڈرو نہیں۔ ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں (تاکہ ان کی تباہی سے پہلے اتمام حجت ہو جائے، جس طرح ثمود کی تباہی سے پہلے ناقہ صالحؑ کے ذریعے اتمام حجت ہوا تھا۔ ۵۴/۲۷)۔

وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۝۷۱ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ۝۷۲ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝۷۳ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِىْ قَوْمِ لُوْطٍ ۝۷۴ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ۝۷۵

۷۱ ابراہیمؑ کی بیوی بھی پاس ہی کھڑی تھی۔ اسے یہ سن کر اطمینان ہوا اور وہ جی میں خوش ہوئی کہ خطرہ کی بات کوئی نہیں۔ عین اُسی وقت ہم نے اسے اسحٰقؑ کی پیدائش کی خوشخبری دی۔ اور یہ بھی کہ اسحٰقؑ کے بعد ان کے ہاں ان کا پوتا یعقوبؑ پیدا ہوگا اور اس طرح اس سرزمین پر (قوم لوط کی تباہی کے بعد) ان کی نسل پھیل جائے گی۔

۷۲ اس پر ابراہیمؑ کی بیوی نے کہا کہ یہ تو بڑی تعجب انگیز ——— اور میرے لئے محجوب کن ——— بات ہے کہ میرے ہاں اس عمر میں' جبکہ میں اس قدر سن رسیدہ ہوچکی ہوں' اولاد ہوگی۔ اور یہ میرے خاوند بھی بوڑھے ہو چکے ہیں۔ ان حالات میں اولاد کا ہونا' حیرت انگیز سی بات ہے۔

۷۳ اس پر انہوں نے کہا کہ تم اللہ کے کاموں پر تعجب کیوں کرتی ہو؟ اے اہل خانہ! یہ تو تمہارے لئے خدا کی رحمت اور برکت کی خوش خبریاں ہیں۔ اسکی رحمتوں ہی سے تو پتہ چلتا ہے کہ وہ کس قدر سزاوارِ حمد و ستائش اور کس قدر فراوانیاں عطا کرنے والا ہے۔ ($\frac{51}{29}$)۔

۷۴ جب ابراہیمؑ کے دل سے' ان کی طرف سے پیدا شدہ گھبراہٹ دُور ہوگئی اور بیٹے کی خوشخبری سے اور بھی اطمینان حاصل ہوا' تو قوم لوط کے متعلق ان سے سوال و جواب کرنے لگا۔ کہ انہیں کیوں ہلاک کیا جا رہا ہے۔

۷۵ اس میں شبہ نہیں کہ ابراہیمؑ بڑا متحمل مزاج تھا' اس لئے وہ ذرا ذرا سی بات پر یونہی بھڑک نہیں اٹھتا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ سینے میں بڑا دردمند دل رکھتا تھا جس کی وجہ سے وہ دوسروں کی مصیبت کو بڑی شدت سے محسوس کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ قوم لوط کی تباہی کی خبر کو اس نے اس طرح محسوس کیا۔

لیکن اس کے ساتھ ہی' اس کی کیفیت یہ تھی کہ وہ ہر معاملہ کے فیصلے کے لئے ہماری طرف رجوع کرتا تھا۔ اس لئے اس کی رقیق القلبی' اتباعِ قوانین پر غالب نہیں آتی تھی۔

يَآاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۶﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿۷۷﴾ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ۗ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۗ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ۗ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿۷۸﴾ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿۷۹﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿۸۰﴾ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ

۷۶ انہوں نے کہا۔ اے ابراہیمؑ! تو اس بات کا خیال چھوڑ دے (کہ وہ قوم تباہی سے بچ جائے) حقیقت یہ ہے کہ تیرے پروردگار کے قانون کے مطابق' اس قوم کے اعمال کے نتائج کے ظہور کا وقت آچکا ہے۔ اب ان پر وہ تباہی آنے والی ہے جو پلٹ نہیں سکتی۔

۷۷ چنانچہ جب ہمارے فرستادگان' ابراہیمؑ سے رخصت ہو کر' لوطؑ کے پاس پہنچے تو وہ ان کی وجہ سے پریشان ہوگیا' اور اپنی بے بسی کے احساس سے' دل میں کہنے لگا کہ آج بڑی مصیبت کا دن ہے۔ دیکھئے کیا ہوتا ہے! (اس کی پریشانی کی وجہ یہ تھی کہ وہ جانتا تھا کہ وہاں کے لوگ' نووارد' اجنبیوں سے' کس قسم کا سلوک کیا کرتے ہیں۔ اور چونکہ یہ نووارد' آکر ٹھہرے بھی لوطؑ کے پاس تھے' اس لئے وہ اور بھی زیادہ پریشان ہوگیا)۔

۷۸ اس کی قوم کے لوگ اجنبیوں کے آنے کی خبر سن کر' بدمستی میں دوڑتے ہوئے آئے ——— وہ پہلے ہی سے اس روش بد کے خوگر تھے ——— لوطؑ نے انہیں (الگ لے جاکر کہا کہ ذرا سوچو تو سہی کہ تم کیا کر رہے ہو!)۔ یہ تمہاری بیویاں' جو میرے لئے بمنزلہ میری بیٹیوں کے ہیں' تمہارے لئے جائز اور مناسب ہیں۔ ان کی طرف رجوع کرنا' بڑی پاکیزہ روش ہے۔ تم قوانین خداوندی کی نگہداشت کرو' اور میرے مہمانوں کے معاملہ میں مجھے رسوا نہ کرو۔ (یہ بڑی شرم کی بات ہے)۔ کیا تم میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں جو شرافت سے کام لے اور عقل و ہوش کو ہاتھ سے نہ جانے دے!

۷۹ انہوں نے کہا کہ تو جانتا ہے کہ ہمیں عورتوں سے جنہیں تو اپنی بیٹیاں کہتا ہے' کچھ دلچسپی نہیں۔ اور تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ہمارا ارادہ کیا ہے؟

۸۰ لوطؑ نے کہا کہ اے کاش! میرے پاس تمہارے مقابلہ کی خود طاقت ہوتی' یا کوئی قوی سہارا ہوتا جس کی مدد سے میں تمہیں ان حرکات سے روک سکتا۔

۸۱ لوطؑ کے مہمانوں نے کہا کہ تم گھبراؤ نہیں۔ ہم تیرے پروردگار کے فرستادہ ہیں (اور

فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ إِلَّا امْرَأَتَكَ ۖ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ ۚ إِنَّ
مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۚ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ ﴿٨١﴾ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا
حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ مَّنضُودٍ ﴿٨٢﴾ مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ ۖ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ ﴿٨٣﴾ وَإِلَىٰ
مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ وَلَا تَنقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ ۚ
إِنِّي أَرَاكُم بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ ﴿٨٤﴾

۷ ع ۷

اتمامِ حجت کے لئے ان کی طرف آئے ہیں)۔ یہ لوگ تجھ پر قابو نہیں پاسکیں گے۔ تو ان کی دست درازیوں سے محفوظ رہے گا۔ یوں کرو کہ جب رات کا تھوڑا سا حصہ گذر جائے تو اپنے رفقاء کو لے کر یہاں سے نکل جاؤ' اور اس سرزمین سے یوں دامن جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہو کہ پھر اس کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھو۔ تمہارے سب رفیق تمہارے ساتھ چلے جائیں گے لیکن تمہاری بیوی تمہارے ساتھ نہیں جائے گی۔ (یہ دوسری پارٹی سے تعلق رکھتی ہے اس لئے) اسے وہی کچھ پیش آئیگا جو دوسروں کو پیش آنے والا ہے۔ ان کی تباہی کے لئے صبح کا وقت مقرر ہو چکا ہے۔ اور صبح ہونے میں کچھ دیر نہیں۔

۸۲ چنانچہ جب اس تباہی کا وقت آگیا تو اس بستی کی تمام بلند عمارتیں نیچے گر کر پستیوں میں تبدیل ہو گئیں۔ (آتش فشاں پہاڑ کے ایک جھٹکے نے اسے تہ و بالا کر دیا) اور اس کے بڑے بڑے کھنگر ان پر بارش کی طرح برسنے لگے (۵۱/۳۴) —— پیہم اور مسلسل بارش کی طرح۔

۸۳ وہ پتھر' خدا کے ہاں سے موت کا پیغام بن کر ان پر نازل ہونے شروع ہو گئے۔ اس لئے کہ قانونِ مکافات کی رُو سے' تباہی کا عذاب' ظالمین سے کچھ دُور نہیں ہوتا (کہ اسے وہاں تک پہنچنے میں دیر لگے اور وہ اتنے میں اپنی حفاظت کا سامان کرلیں)۔

۸۴ اور اسی طرح ہم نے قومِ مدین کی طرف' ان کے بھائی بند' شعیبؑ کو بھیجا۔ اس نے بھی ان سے یہی کہا کہ تم صرف خدا کی محکومیت اختیار کرو۔ اس کے سوا تمہارے لئے کوئی صاحب اقتدار نہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس وقت تو تم بڑے خوشحال ہو' لیکن تم نے اپنے معاشرہ میں' سخت معاشی ناہمواریاں پیدا کر رکھی ہیں۔ اس حالت کو بدلو اور اپنے ناپ تول کے پیمانوں کو پورا رکھو۔ ہر ایک کو اس کا پورا پورا حق دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو مجھے خطرہ ہے کہ تم پر ایسی تباہی آجائے گی جو تم سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیگی۔

وَ يٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰي مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۭ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۭ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۸۸﴾

۸۵ اے میری قوم کے لوگو! اپنے معاشی نظام کی بنیاد عدل و انصاف پر رکھو اور کسی کے حق میں کمی نہ کرو۔ ایسا کرو گے تو ملک میں سخت ناہمواریاں پیدا ہو جائیں گی اور معاشرہ تہس نہس ہو جائے گا۔

۸۶ یاد رکھو! (جو کچھ تم اس طرح فریب کاری اور سلب و نہب سے جمع کر لیتے ہو، اگرچہ وہ بظاہر بہت کچھ نظر آتا ہے، لیکن وہ تمہارے لئے قطعاً نفع بخش نہیں ہو سکتا)۔ ثبات و دوام صرف ان مفادات کے لئے ہے جو قانون خداوندی کے مطابق حاصل کئے جائیں ——— اور خدا کا قانون یہ ہے کہ ثبات و دوام اسے حاصل ہو سکتا ہے جو نوعِ انسان کے لئے منفعت بخش ہو (۱۳/۱۷)۔ لیکن یہ بات تمہاری سمجھ میں اُس وقت آ سکتی ہے جب تم خدا کے قانون کی صداقت کو تسلیم کرو۔ (اگر تم اس پر یقین نہیں رکھتے تو اسے تم سے جبراً نہیں منوایا جا سکتا)۔ اس لئے کہ میں تم پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا گیا۔

۸۷ انہوں نے کہا کہ اے شعیبؑ! (تم جو کچھ کہتے تھے اس سے ہم نے سمجھا تھا کہ تم صرف پوجا پاٹ کا کوئی اپنا طریق لے کر آئے ہو۔ اس لئے ہم نے اس سے کچھ تعرض نہیں کیا تھا۔ ہمارے ذہن میں تھا کہ ہم اپنے آباء واجداد کے طریقے پر پوجا پاٹ کرتے رہیں گے۔ تم اپنے طریق پر کرتے رہو۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ معاملہ صرف پوجا پاٹ کا نہیں۔ تیری صلوٰۃ صرف پرستش نہیں۔ یہ تو ہماری روزمرہ کی عملی زندگی کے اُن شعبوں میں بھی دخیل ہو رہی ہے جن کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں)۔ کیا تیری صلوٰۃ تجھ سے یہ کہتی ہے کہ ہم اُن معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے اسلاف کرتے چلے آئے ہیں۔ اور یہ کہ نہ ہم جس طرح ہمارا جی چاہے دولت حاصل کریں۔ اور نہ ہی جس طرح جی چاہے اُسے خرچ کریں؟ چہ خوب! اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے آباء واجداد، جن سے یہ موجودہ نظام منتقل ہو کر چلا آ رہا ہے، سب ظالم اور جاہل تھے۔ اور عقل و فہم، تحمل اور بردباری۔ غریبوں کی ہمدردی اور غمخواری، سب تمہارے حصے میں آ گئی ہے!

۸۸ شعیبؑ نے کہا کہ اے میری قوم! ذرا اس پر غور کرو کہ میرے پروردگار نے عقل و بصیرت کے

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۹﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۫ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۱﴾

نمایاں راستے میرے سامنے کشادہ کر دیئے ہوں۔ اور لوٹ کھسوٹ، بددیانتی اور بے ایمانی سے حاصل کردہ روزی کے بجائے، مجھے نہایت عمدہ خوشگوار اور حلال وطیّب روزی عطا کی ہو۔ (تو میں اس کے بعد بھی تمہیں صحیح راستے کی طرف آنے کی دعوت نہ دوں؟)۔ نہ ہی میں ایسا کر سکتا ہوں کہ جن باتوں سے میں تمہیں روکتا ہوں، انہیں خود اختیار کرلوں۔ میں جو کچھ دوسروں سے کہتا ہوں خود اس کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ میں تو اس کا تہیہ کر چکا ہوں کہ جہانتک میرے بس میں ہوگا، میں تمہارے غلط نظام معاشرہ کی اصلاح کروں گا۔ (میں جانتا ہوں کہ اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے جن اسباب و ذرائع کی ضرورت ہے وہ سردست مجھے میسر نہیں۔ لیکن) مجھے وہ تمام اسباب، قانونِ خداوندی کے مطابق عمل کرنے سے حاصل ہو جائیں گے۔ اس کے قانون کی محکمیت پر مجھے پورا پورا بھروسہ ہے۔ اور سفرِ حیات میں میرا ہر قدم، اُسی سرچشمۂ خیر و خوبی کی طرف اٹھتا ہے۔

۸۹ اے میری قوم! دیکھنا! میری مخالفت میں تم کوئی ایسی بات نہ کر بیٹھنا جس سے تمہارا بھی وہی حشر ہو جائے جو نوحؑ۔ ہودؑ یا صالحؑ کی قوم کا ہوا تھا۔ یا قومِ لوطؑ کا سا حال، جس سے تم اچھی طرح باخبر ہو کیونکہ وہ کچھ زیادہ عرصہ کی بات نہیں۔ نہ ہی ان کی تباہ شدہ بستیاں تم سے کچھ زیادہ دُور واقع ہوئی ہیں۔

۹۰ تم اپنی موجودہ غلط روش کے تباہ کن نتائج سے اس طرح بچ سکتے ہو کہ تم، اس راستے کو چھوڑ کر، خدا کے راستے کی طرف آجاؤ۔ اور سلب و نہب کے موجودہ نظام کی جگہ خدا کا نظام ربوبیت قائم کر کے، اس سے اپنی حفاظت کا سامان طلب کرو ——— وہ نظامِ خداوندی نہایت شفقت آمیز انداز سے سامانِ مرحمت عطا کرتا ہے۔

۹۱ انہوں نے کہا کہ اے شعیبؑ! پہلی بات یہ ہے کہ جو کچھ تم کہتے ہو اس میں سے بہت سی باتیں ہماری سمجھ میں ہی نہیں آتیں! اس لئے انہیں ماننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ تم کوئی ایسے صاحبِ قوت و اقتدار بھی نہیں کہ اسکی وجہ سے ہم تمہاری باتوں کو مجبوراً مان لیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں محض تمہاری برادری کا لحاظ ہے۔ اگر یہ لوگ تمہارے ساتھ نہ ہوتے

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ

تو ہم تمہیں سنگسار کر دیتے اور تم ہمارا کچھ بھی بگاڑ نہ سکتے۔

۹۲ شعیبؑ نے کہا کہ اچھا! تمہیں خدا کے قانونِ مکافات کا کوئی ڈر نہیں۔ ڈر ہے تو میری برادری کا ہے۔ میں اب سمجھا کہ تم جو خدا کا نام لیتے رہتے ہو، وہ محض برائے وزنِ بیت ہے۔ تم نے اسے بطور (EXTRA) اپنے ساتھ رکھ چھوڑا ہے، کہ جب اور کوئی ذریعہ باقی نہ رہے تو اس سے کام لے لیا جائے، ورنہ مدد اور سہارے کے لئے تمہاری نگاہیں اور ہی طرف اٹھتی ہیں۔ حالانکہ اگر تم آنکھیں رکھتے تو تمہیں نظر آجاتا کہ خدا کا قانونِ مکافات تمہیں ہر طرف سے گھیرے ہوتے ہے۔

۹۳ بہرحال میں نے سمجھ لیا ہے کہ وعظ و نصیحت کا تم پر کوئی اثر نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اب میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا کہ تم اپنے پروگرام کے مطابق کام کرتے جاؤ اور مجھے میرے پروگرام کے مطابق کام کرنے دو۔ نتائج بہت جلد بتا دیں گے کہ وہ کون ہے جس پر رسوا کن تباہی کا عذاب آتا ہے۔ اور کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

تم بھی انتظار کرو۔ میں بھی انتظار کرتا ہوں۔

۹۴ چنانچہ جب ظہورِ نتائج کا وقت آگیا تو ہم نے شعیبؑ اور اسکے رفقاء کو جو اسکے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت کے مطابق بچا لیا اور جن لوگوں نے سرکشی اختیار کر رکھی تھی انہیں زلزلہ کے سخت عذاب نے گھیر لیا۔ اور جب صبح ہوئی تو دیکھا گیا کہ وہ اپنے گھروں میں بے حس و حرکت پڑے تھے۔

۹۵ اور ان کے گھر اس طرح ویران ہو چکے تھے گویا ان میں کبھی کوئی بسا ہی نہ تھا۔

دیکھو! اہلِ مدین بھی اس طرح زندگی کی خوشگواریوں سے محروم رہ گئے، جس طرح ان سے پہلے قومِ ثمود محروم رہ گئی تھی۔

۹۶-۹۷ اور اسی طرح ہم نے موسیٰؑ کو اپنے قوانین اور واضح سند (اتھارٹی) دے کر فرعون اور اسکے سرداروں کی طرف بھیجا۔ انہوں نے موسیٰؑ کی بات نہ مانی اور فرعون کا حکم مانتے رہے حالانکہ

مَلَا۠ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ
النَّارَ ۭ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ
مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْقُرٰي نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَاۗىِٕمٌ وَّحَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ
عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَاۗءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾
وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰي وَهِىَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

فرعون کے احکام یکسر استبداد پر مبنی تھے اور انہیں عقل وبصیرت سے بھی کوئی واسطہ نہ تھا۔

۹۸ (ہم نے موسیٰؑ سے کہا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں) جب بنی اسرائیل تمہارے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں گے تو یہ (فرعون) ان کی مخالفت میں اپنی قوم کو لے کر نکلے گا اور خود ان کی قیادت کرے گا اور اس طرح انہیں تباہی اور بربادی کے گھاٹ پر لے جائے گا' اور وہ بہت ہی برا گھاٹ ہوگا جس پر یہ لوگ پہنچیں گے (۱۴/۲۸)۔ یہی حالت ان کی آخرت کی زندگی میں ہوگی جہاں' یہ (فرعون) اپنی قوم کو جہنم تک پہنچا دے گا۔

۹۹ چنانچہ یہی ہوا۔ وہ قوم اس دنیا میں بھی زندگی کی خوشگواریوں سے محروم ہوگئی اور مستقبل کی زندگی کی شادابیوں سے بھی۔ یہ کیسا ناخوشگوار صلہ ہے جو کسی کو اس کی جدوجہد کا ملے۔ (لیکن جب جدوجہد ہی غلط ہو تو اس کا صلہ کس طرح خوشگوار مل جائے؟)۔

۱۰۰ یہ' اقوام گزشتہ میں سے چند ایک کی سرگذشت ہے جسے ہم' تم سے' بیان کر رہے ہیں۔ ان میں سے کچھ آبادیاں تو ابھی تک موجود ہیں' اور باقی اُجڑ چکی ہیں۔

۱۰۱ (تم نے ان کے حالات سے دیکھ لیا ہوگا کہ) ہم نے ان پر کسی قسم کی زیادتی نہیں کی۔ انہوں نے خود ہی اپنے اوپر زیادتی کی (جو قوانین خداوندی کو چھوڑ کر' غیر خداوندی قوتوں کی اطاعت اختیار کرلی)۔ سو جب ان کے اعمال کے نتائج کے ظہور کا وقت آگیا تو وہ جن غیر خداوندی قوتوں کے احکام کی اطاعت کیا کرتے تھے اور انہیں اپنا خدا سمجھے بیٹھے تھے' وہ ان کے کسی کام بھی نہ آسکیں۔ ان کی اطاعت اس سے زیادہ کچھ نہ کرسکی کہ اُلٹا ان کی تباہی کا موجب بن جائے۔

۱۰۲ (لہذا' تاریخ کے ان نوشتوں سے تم اس محکم اصول کو یاد رکھو کہ) جب بھی کوئی قوم ظلم وسرکشی پر اتر آئے' تو خدا کے قانونِ مکافات کی گرفت اسے پکڑ لیتی ہے۔ اور یہ گرفت بڑی سخت اور الم انگیز ہوتی ہے۔

لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ؕ ﴿۱۰۴﴾ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِى النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ۙ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾

---

۱۰۳ اقوامِ گذشتہ کی ان داستانوں میں' اور قانونِ مکافات کے اس غیر متبدل اصول میں جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے' اس قوم کے لئے واضح دلائل ہیں جو مستقبل کی تباہ کاریوں اور بربادیوں کے احساس سے خائف رہتی ہے اور اس سے بچنا چاہتی ہے۔

(اسی محکم قانون کے مطابق اس قوم کا بھی حشر ہوگا جو' اے رسول! تیری دعوت کی اس طرح مخالفت کر رہی ہے)۔ ان کی اس روش کے نتائج اُس دن سامنے آئیں گے جب دونوں فریق' ایک میدان میں' ایک دوسرے کے مقابل' جمع ہوں گے۔ یہ وہ دن ہوگا جب اعمال کے نتائج مشہود طور پر سامنے آجائیں گے۔ (یعنی اس انداز سے جسے سب محسوس طور پر دیکھ لیں)۔

۱۰۴ ہم' اپنے قانونِ مہلت کے مطابق' اس دن کو ایک مدتِ معینہ کے لئے ملتوی کر رہے ہیں۔ (لیکن یہ آکر ضرور رہے گا)۔

۱۰۵ اُس وقت سب فیصلے قانونِ خداوندی کے مطابق ہوں گے' اور کوئی شخص اُسکے خلاف بات تک نہیں کر سکے گا۔ (آج کی طرح نہیں کہ جس نے کچھ قوت فراہم کرلی' اس کی بات قانون بن گئی)۔

اُس وقت' دونوں گروہ نکھر کر الگ ہوجائیں گے (۳۶/۵۹) — ایک وہ جو زندگی کی خوشگواریوں اور سرفرازیوں سے محروم رہ جائیں گے۔ یہ بڑے ہی بدقسمت ہوں گے۔ دوسرے وہ جو ان خوشگواریوں سے بہرہ یاب ہوں گے۔ یہ بڑے خوش بخت ہوں گے۔

۱۰۶ زندگی کی شادابیوں سے محروم رہ جانے والوں کی سعی و عمل کی کھیتیاں جھلس کر رہ جائیں گی (کہ وہ عمل تھے ہی ایسے نتائج پیدا کرنے والے)۔ اور ان کے لئے عمر بھر کا چیخنا چلانا اور واویلا کرنا ہوگا (۲۱/۱۰۰)۔

۱۰۷ یہ وہ قومیں ہیں جن میں دوبارہ زندہ ہونے کی صلاحیت باقی نہیں رہتی۔ اس لئے ان پر ہمیشہ کے لئے تباہی مسلط ہوجاتی ہے۔ یہ قوانین تیرے پروردگار نے' کائنات کے کلی پروگرام

وَ اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾

کو سامنے رکھ کر، اپنے اختیار وارادہ سے بنائے ہیں، اس لئے نہ ان میں کوئی دخل دے سکتا ہے، نہ ان پر معترض ہو سکتا ہے۔

۱۰۸ ان کے برعکس، خوش بخت قوم، زندگی کی خوشگواریوں سے شادکام ہوگی، اور ان خوشگواریوں کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوگا (۹۵)۔

یہی تقسیم اس زندگی کے بعد بھی قائم رہے گی۔ بدبخت جہنم میں ہوں گے اور خوش بخت جنت میں۔

۱۰۹ سو یہ لوگ، جو خدا کو چھوڑ کر دوسری قوتوں کے سامنے جھکتے ہیں، ان کے انجام کے متعلق تم اپنے دل میں ذرا سا شبہ پیدا ہونے دو۔ یہ انہی قوتوں کی اطاعت کرتے ہیں جن کی اطاعت ان کے وہ آباء واجداد کرتے تھے (جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ سو جس قسم کا انجام اُن کا ہوا، اُسی قسم کا ان کا ہوگا)۔ ہمارا قانونِ مکافات، ہر عمل کا بدلہ، بلا کم وکاست، پورا پورا دیدیا کرتا ہے۔

۱۱۰ اس سے پہلے، کتاب موسیٰ میں بھی ہم نے یہی کچھ کہا تھا۔ لیکن اس میں اختلاف پیدا کر دیا گیا (یہی وہ، ان کا، خود پیدا کردہ اختلاف ہے جس کی بنا پر، یہ یہود تمہاری مخالفت کر رہے ہیں)۔ اگر تمہارے پروردگار کے قانونِ مکافات میں مہلت اور تدریج کی گنجائش نہ رکھی گئی ہوتی، تو ان کا فیصلہ کبھی کا ہو چکا ہوتا۔ یہ لوگ (اسی مہلت کی وجہ سے) اِس قانون کی نتیجہ خیزی کے متعلق شبہ میں پڑ گئے اور ایک عجیب قسم کی کشمکش میں مبتلا ہو گئے۔

۱۱۱ حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ تیرے پروردگار کا قانونِ مکافات، ہر ایک کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے کر رہتا ہے۔ وہ ہر ایک کے عمل سے باخبر ہے۔

۱۱۲ لہٰذا، تم ان کے متعلق کوئی تشویش نہ کرو۔ تم، اور تمہارے ساتھ وہ لوگ جو اپنی غلط روش کو چھوڑ کر سیدھے راستے پر آجاتے ہیں، اور یوں تمہاری جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں، سب کے

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ

سب اس توازن بدوش انقلاب کی راہ پر ثابت قدم رہو، جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے ـــــ پھر سن لو کہ اس میں، توازن اور اعتدال کو ہمیشہ ملحوظ رکھو اور حدود سے تجاوز نہ کرو۔ خدا کا قانون مکافات تمہارے اعمال پر بھی کڑی نگاہ رکھتا ہے۔

۱۱۳ (یہ لوگ تم سے مفاہمت کی بھی کوشش کریں گے اور چاہیں گے کہ کچھ تم پیچھے ہٹو، کچھ یہ آگے بڑھیں اور اس طرح مصالحت کرلی جائے۔ ۱/۱۵؛ ۱/۱۷۴؛ ۹/۶۸۔ لیکن تم ہرگز ایسا نہ کرنا) اور یہ لوگ جو قانون خداوندی سے سرکشی برت رہے ہیں، ان کی طرف بالکل نہ جھکنا۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم بھی تباہی کی آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آجاؤ گے۔ اس تباہی سے بچانے والا صرف خدا کا قانون ہے۔ اس کے سوا تمہارا کوئی حامی و ناصر نہیں۔ اگر اس کا سر رشتہ ہاتھ سے چھوٹ گیا تو پھر کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔

۱۱۴ اس مقصد کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ تم اجتماعاتِ صلوٰۃ کا نہایت پابندی سے اہتمام کرتے رہو ـــــ صبح، شام، رات گئے۔ اس سے معاشرہ کی تشکیل صحیح متوازن خطوط پر ہو جائیگی اور وہ ہمواریاں پیدا ہو جائیں گی جو تمام سابقہ ناہمواریوں کو دور کر دیں گی ـــــ یاد رکھو! ناہمواریاں دور کرنے کا طریق ہی یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ ہمواریاں پیدا کر دی جائیں۔ تخریبی کارروائیوں کے نقصان رساں اثرات مٹتے ہی تعمیری کاموں سے ہیں ـــــ یہ ہر اس قوم کے لئے محکم اصول حیات ہے جو قوانین خداوندی کو اپنے سامنے رکھنا چاہتی ہے۔

۱۱۵ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ اس پروگرام پر نہایت استقامت سے کاربند رہا جائے۔ (کیونکہ اس کے نتائج ایک وقت کے بعد جاکر برآمد ہوں گے)۔ یہ استقامت اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے کہ تمہارا اس حقیقت پر ایمان محکم ہو کہ، جو قوم خدا کے تجویز کردہ پروگرام پر حسن کارانہ انداز سے عمل پیرا ہو، اس کی محنت کبھی ضائع نہیں جاتی۔ اسکے نتائج مرتب ہونے میں وقت تو لگتا ہے، لیکن اس کی محنت رائگاں نہیں جا سکتی ـــــ یہ، اس حقیقت پر یقین ہی ہے جو اس صبر آزما مرحلہ میں، کسی کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آنے دیتا۔

۱۱۶ (ان تمام تفاصیل کے بعد، جو اوپر دی گئی ہیں، تم دیکھو کہ اقوام گزشتہ کے احوال و کوائف

يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّنْ أَنجَيْنَا مِنْهُمْ ۗ وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا فِيهِ وَكَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿١١٦﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ ﴿١١٧﴾ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً ۖ وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ﴿١١٨﴾ إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ ۚ وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۗ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١١٩﴾

سے تم کس نتیجہ پر پہنچتے ہو؟ اسی نتیجہ پر کہ) جن لوگوں کو ہم تباہی سے بچا لیتے تھے، ان میں سے بھی (بعد میں) صرف معدودے چند ایسے رہ جاتے تھے جو اپنے مفاد کو قانون خداوندی کے مطابق حاصل کرنے کی کوشش کرتے (۱۱/۸۴)- اور لوگوں کو، ملک میں ناہمواریاں پیدا کرنے سے روکتے- ورنہ باقیوں کا تو یہ حال تھا کہ وہ، قوانین خداوندی سے سرکشی برت کر اپنی اپنی مفاد پرستیوں کے پیچھے لگے رہتے- اور دوسروں کا سب کچھ لوٹ کھسوٹ کر لے جاتے تاکہ اُن کی آسودگیوں، اور تن آسانیوں میں فرق نہ آنے پائے (خواہ باقی انسانوں پر کچھ ہی کیوں نہ گزرے)- یہ تھے ان کے جرائم جن کی وجہ سے ان پر تباہی آتی تھی-

۱۱۷ یاد رکھو! خدا نے کبھی ایسا نہیں کیا (نہ ہی وہ ایسا کرتا ہے) کہ کسی بستی کو یونہی (اندھا دھند) ظلم و زیادتی سے تباہ کر دے، درانحالیکہ اس کے رہنے والے، اپنے اور دوسرے لوگوں کے حالات کو سنوارنے والے ہوں-

۱۱۸ (اس سے شاید کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ خدا نے ایسا سلسلہ کیوں رکھا ہے کہ لوگ حق و صداقت کی مخالفت کرتے ہیں اور اس طرح باہمی کشمکش پیدا ہوتی رہتی ہے- اس نے ایسا کیوں نہیں کر دیا کہ سب انسان ایک ہی راستے پر چلتے- سو جیسا کہ پہلے بھی بتایا جا چکا ہے (۵/۴۸)- خدا کے لئے یہ قطعاً مشکل نہیں تھا کہ وہ انسانوں کو بھی، کائنات کی دوسری چیزوں کی طرح بلا اختیار و ارادہ پیدا کر دیتا اور اس طرح وہ سب، مجبوراً، ایک ہی راہ پر چلے جاتے- لیکن اس نے ایسا نہیں کیا- اس نے انسانوں کو صاحب اختیار و ارادہ پیدا کیا ہے جس کی وجہ سے وہ باہمد گر اختلاف کرتے ہیں-

۱۱۹ ان اختلافات سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ لوگ، قوانین خداوندی کا اتّباع کریں- (۳۸/۲ — ۳۶)- ایک صاحب اقتدار ہستی کے قانون کا اتباع کرنے سے اختلافات خود بخود مٹ جاتے ہیں- یہ خدا کی رحمت ہے کہ اس نے ایسا قانون بھی عطا کر دیا ہے- انسان کو اس

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِۦ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِى هَٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُل لِّلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنَّا عَٰمِلُونَ ﴿۱۲۱﴾ وَانتَظِرُوٓا إِنَّا مُنتَظِرُونَ ﴿۱۲۲﴾ وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُۥ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ

انداز سے پیدا کرنے کا مقصد ہی یہ تھا (۱/۵۴) کہ وہ اپنے اختیار وارادہ سے قانونِ خداوندی کے اتباع سے اپنے اختلافات مٹا کر ایک امت بن کر رہے۔ ایسا بالآخر ہو کر رہے گا۔ (۲/۲۱۳؛ ۱۰/۱۹)۔ لیکن (اِس دوران میں) جو لوگ علم وبصیرت سے کام لینے کے بجائے اپنے جذبات کے پیچھے لگے رہیں گے (۷/۱۷۹) وہ تباہیوں اور بربادیوں کے جہنم میں جائیں گے — خواہ وہ شہروں کی مہذب آبادی سے متعلق ہوں یا بدوی اور صحرائی زندگی بسر کرتے ہوں — یہ ہمارا اٹل قانون ہے (اور تاریخ کے نوشتے اس کی شہادت دیتے ہیں کہ یہ کس طرح صحیح ثابت ہوتا چلا آرہا ہے)۔

۱۲۰ اے رسول! ہم تمہیں (اقوامِ سابقہ اور) انبیائے گزشتہ کی یہ داستانیں اس لئے سناتے رہتے ہیں کہ اس سے تمہارا دل مضبوط ہو۔ اس قرآن میں ہم نے تمام حقائق (واضح انداز میں) بیان کر دیئے ہیں۔ یہ حقائق اور اس کی اخلاقی قدریں جماعتِ مومنین کو اس حقیقت کی یاد دلاتی ہیں (کہ ان کی زندگی کا نصب العین کیا ہے اور وہ کس طرح سے حاصل ہوگا)۔

۱۲۱ (اے رسول! ان دلائل وبراہین اور تاریخی شواہد کی روشنی میں) تم بھی اپنے مخالفین سے کہدو (جس طرح انبیائے سابقہ نے کہا تھا۔ ۱۱/۹۳) کہ تم اپنے پروگرام پر عمل کرتے رہو۔ ہم اپنے پروگرام پر عمل کرتے رہیں۔

۱۲۲ اس کے بعد تم بھی نتائج کا انتظار کرو۔ ہم بھی انتظار کرتے ہیں۔

۱۲۳ (تمہارا یہ چیلنج اس خدا کے اٹل قانون پر مبنی ہے) جس کے تجویز کردہ پروگرام کی تکمیل کے لئے کائنات کی پستیوں اور بلندیوں کی ہر شے مصروفِ عمل ہے اور تمام معاملات کا فیصلہ اُس کے قانون کے مطابق ہوتا ہے۔ (اس لئے ہو نہیں سکتا کہ اس کے جس پروگرام کی تکمیل کے لئے تم اٹھے ہو وہ کامیاب نہ ہو)۔ بس تم اُس کے قوانین کی کامل اطاعت کرتے رہو اور ان کی نتیجہ خیزی پر پورا پورا بھروسہ کرو۔ یاد رکھو! تمہارا پروردگار کسی کے

عَلَيْهِ ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۱۲۳﴾

عمل سے بے خبر نہیں ہو تا کہ اس کا نتیجہ مرتب ہونے سے رہ جائے۔

سورۃ یوسف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ ۗ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۞ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۞ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۞ اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ۞ قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ

خدائے علیم و رحیم کا ارشاد ہے کہ

۱ یہ ایک واضح ضابطہ قوانین کی آیات ہیں۔

۲ ہم نے قرآن کو واضح اور فصیح اس لئے بنایا ہے کہ تم اچھی طرح سمجھ بوجھ سے کام لے سکو۔

۳ اے رسول! ہم اس قرآن کو، تم پر وحی کے ذریعے نازل کر کے، تم سے انبیائے سابقہ اور اقوام گزشتہ کی سرگذشتیں بہترین طریق پر بیان کرتے ہیں۔ وہ سرگزشتیں جن سے تم نزولِ قرآن سے پہلے باخبر نہیں تھے۔ (انہی میں یوسفؑ کی سرگذشت ہے جسے اب بیان کیا جاتا ہے)۔

۴ آغاز داستان اُس وقت سے ہوتا ہے جب یوسفؑ نے اپنے باپ (یعقوبؑ) سے کہا کہ میں نے (خواب میں ۱۲/۱۰۰) دیکھا ہے کہ گیارہ ستارے ہیں۔ اور چاند اور سورج، یہ سب میرے سامنے جھکے ہوئے ہیں۔

۵ باپ نے بیٹے سے کہا کہ اس خواب کو اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا (جو سوتیلے تھے ۱۲/۵۹) ورنہ وہ تیرے خلاف کسی منصوبے کی خفیہ تدبیریں کرنے لگ جائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ شیطان (حسد و عداوت کا جذبہ)، انسانوں میں تفرقہ پیدا کر کے، بھائی کو بھائی کا

رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓي اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓي اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ۝ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓي اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۭ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِۨ ۝ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝ قَالَ قَاۗىِٕلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝

بیری بنا دیتا ہے۔

۶ مجھے نظر آتا ہے کہ تیرا پروردگار تجھے کسی عظیم مقصد کے لئے منتخب کریگا اور تجھے ایسی فراست وبصیرت عطا کر دے گا کہ تیری نگاہ معاملات کے انجام وماٰل تک فوراً پہنچ جائے۔ وہ تجھے اپنی عنایات سے سرفراز کرے گا۔ اور تیرے ذریعے یعقوبؑ کے گھرانے پر اتمام نعمت کرے گا، جس طرح اس نے اس سے قبل، تیرے آباء واجداد —— ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ —— پر اتمام نعمت کیا تھا یقیناً تیرا پروردگار ہر بات سے واقف ہے اور اسکے فیصلے حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔

۷ (آگے بڑھنے سے پہلے، اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ اس قصہ سے یوسفؑ اور اس کے بھائیوں کی آویزش کی داستان بیان کرنا مقصود نہیں) اس میں ہر اس شخص کے لئے عبرت وموعظت کی واضح نشانیاں ہیں جو اپنے آپ کو ان نشانیوں کا ضرورتمند سمجھے۔

۸ برادرانِ یوسفؑ، آپس میں کہا کرتے تھے کہ یہ عجیب بات ہے کہ ہمارا باپ، ہماری نسبت یوسفؑ اور اس کے (حقیقی) بھائی سے زیادہ محبّت کرتا ہے۔ حالانکہ ہمارا جتھہ بڑا ہے، اور اس اعتبار سے ہماری قوت بھی بہت زیادہ ہے۔ یقیناً اس باب میں ہمارا باپ بڑی غلطی کرتا ہے۔

۹ چنانچہ انہوں نے باہمی مشورہ کیا کہ اس مصیبت کا حل یہ ہے کہ یوسفؑ کو قتل کر دیا جائے یا کسی دور دراز جگہ پھینک دیا جائے تاکہ اسکے بعد باپ کی ساری توجہ ہماری طرف مبذول رہے اور ہمارے سارے کام سنور جائیں۔

۱۰ ان میں سے ایک نے کہا کہ یوسفؑ کو قتل مت کرو۔ اگر تم نے اسکے خلاف ضرور کچھ کرنا ہی ہے تو اسے کسی (اندھے) کنوئیں کی گہرائی میں ڈال دو۔ کوئی راہ گیر قافلہ اِدھر سے

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰي يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۲﴾ قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا لَىِٕنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَجَاۗءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَاۗءً يَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾

گذرتا ہوا اسے نکال کرلے جائے گا' اور اس طرح تمہارا مقصد حاصل ہوجائے گا۔

۱۱ (چنانچہ اس اسکیم کو سب نے پسند کیا اور) باپ کے پاس آکر کہنے لگے کہ ابا جان! یہ کیا بات ہے کہ آپ یوسفؑ کے معاملہ میں ہم پر اعتماد نہیں کرتے (اور اُسے ہمارے ساتھ کہیں آنے جانے نہیں دیتے) حالانکہ ہم اس کے دلی خیر خواہ ہیں۔

۱۲ ہم کل باہر جارہے ہیں۔ اسے بھی ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ یہ کھائے' پئے۔ کھیل تفریح کرے۔ ہم سب اسکی حفاظت کریں گے۔

۱۳ باپ نے کہا کہ (بے اعتمادی کی بات نہیں) مجھے خطرہ یہ ہے کہ تم اسے جنگل میں سیر تفریح کے لئے ساتھ لے جاؤ' اور ذرا سی غفلت برتو' تو اسے بھیڑیا کھا جائے۔

۱۴ انہوں نے کہا کہ ابا جان! آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ اگر ہمارے اتنے بڑے جتھے کی موجودگی میں بھی اسے بھیڑیا کھا گیا (تو حیف ہے ہمارے جینے پر!) اس کے تو یہ معنی ہوں گے کہ ہم بالکل ہی گئے گذرے ہوگئے۔

۱۵ چنانچہ وہ یوسفؑ کو ساتھ لے گئے اور سب اس بات پر متفق ہوگئے کہ اسے گہرے کنوئیں میں ڈال دیا جائے۔ (عین اس وقت جب وہ یوسفؑ کو کنوئیں میں گرا رہے تھے) ہم نے اُسے وحی کے ذریعے بتا دیا کہ (تم بالکل نہ گھبراؤ۔ تم صحیح وسلامت رہو گے۔ اور اس کے بعد ایک دن ایسا آئیگا کہ) تم انہیں بتاؤ گے کہ انہوں نے تمہارے ساتھ کیا کیا تھا۔ اور ان کی سمجھ میں نہیں آئے گا (کہ تم زندہ کیسے رہ گئے اور اس مقام تک کیسے پہنچ گئے)۔

۱۶ (یوسفؑ کو کنوئیں میں ڈال دینے کے بعد) وہ رات کو اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے۔

۱۷ اور کہا کہ ابا جان! ہم جنگل میں گئے تو یوسفؑ کو سامان کے پاس بٹھا دیا' اور ہم

وَجَآءُوۡ عَلٰی قَمِیۡصِہٖ بِدَمٍ کَذِبٍ ؕ قَالَ بَلۡ سَوَّلَتۡ لَکُمۡ اَنۡفُسُکُمۡ اَمۡرًا ؕ فَصَبۡرٌ جَمِیۡلٌ ؕ وَ اللّٰہُ الۡمُسۡتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوۡنَ ﴿۱۸﴾ وَ جَآءَتۡ سَیَّارَۃٌ فَاَرۡسَلُوۡا وَارِدَہُمۡ فَاَدۡلٰی دَلۡوَہٗ ؕ قَالَ یٰبُشۡرٰی ہٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَ اَسَرُّوۡہُ بِضَاعَۃً ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ بِمَا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۹﴾ وَ شَرَوۡہُ بِثَمَنٍۭ بَخۡسٍ دَرَاہِمَ مَعۡدُوۡدَۃٍ ۚ وَ کَانُوۡا فِیۡہِ مِنَ الزّٰہِدِیۡنَ ﴿۲۰﴾ وَ قَالَ الَّذِی اشۡتَرٰىہُ مِنۡ مِّصۡرَ لِامۡرَاَتِہٖۤ اَکۡرِمِیۡ مَثۡوٰىہُ عَسٰۤی اَنۡ یَّنۡفَعَنَاۤ

دوڑ میں مصروف ہو گئے کہ دیکھیں کون آگے نکلتا ہے۔ اتنے میں ایک بھیڑیا آیا اور اس نے یوسفؑ کو پھاڑ کھایا۔

ہم جانتے ہیں کہ خواہ ہم کتنے ہی سچے کیوں نہ ہوں، آپ ہماری بات کا یقین نہیں کریں گے (لیکن واقعہ یہی ہے جو ہم نے آپ سے بیان کر دیا ہے)۔

۱۸ اور وہ یوسفؑ کے کرتے پر جھوٹ موٹ کا خون لگا کر بھی ساتھ لے آئے تھے۔ (باپ نے اس داستان کو سن کر اور کرتے کو دیکھ کر کہا کہ یوسفؑ کو بھیڑیئے نے بالکل نہیں کھایا۔ یہ سب تمہاری خود ساختہ کہانی ہے) جسے تمہارے فریب نفس نے تمہیں بڑا خوشنما بنا کر دکھایا ہے (کہ یہ تدبیر بڑی کامیاب رہے گی)۔ بہر حال، میرے لئے یہی بہتر ہے کہ میں صبر اور ہمت سے کام لوں (اور گھر کا شیرازہ بکھرنے نہ دوں) اور جو کچھ تم بیان کرتے ہو اس پر خدا سے مدد مانگوں۔

۱۹ اُدھر ایسا ہوا کہ جنگل میں ایک قافلہ آیا اور انہوں نے اپنے پیش رس کو پانی کی تلاش میں بھیجا۔ وہ اس کنوئیں پر پہنچا اور اس میں ڈول لٹکایا۔ (نیچے سے یوسفؑ نے آواز دی۔ اس نے کنوئیں میں جھانکا تو دیکھا کہ وہاں ایک لڑکا ہے)۔ اس نے دوسرے افراد کارواں کو آواز دی اور کہا کہ ایک خوشخبری سنو! کنوئیں سے ایک لڑکا ملا ہے۔ انہوں نے اسے چھپا کر رکھ لیا کہ کہیں دور لے جا کر فروخت کریں گے۔

۲۰ قافلہ والوں نے، یوسفؑ کو (مصر کے بازار میں) (ظلم و تعدی سے (جیسا کہ غلاموں کی خرید و فروخت میں ہوا کرتا تھا) معمولی سی قیمت پر، جو چند درہموں سے زیادہ نہ تھی' بیچ ڈالا۔ انہوں نے اسکی فروخت میں بے رغبتی سے کام لیا' (اس لئے کہ ایک تو انہیں یہ مال مفت ملا تھا۔ اور دوسرے انہیں خیال ہو گا کہ اس کا کوئی دعویدار نکل آیا تو مشکل ہو جائے گی)۔

۲۱ جس شخص نے یوسفؑ کو خریدا تھا وہ (اسے اپنے گھر لے آیا اور) اپنی بیوی سے کہنے لگا کہ (اس لڑکے کے ساتھ عام غلاموں کا سا برتاؤ نہ کرنا بلکہ) اسے عزت کے ساتھ رکھنا (کیونکہ اس کے

أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا ۚ وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۚ وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢١﴾ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٢٢﴾ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَن نَّفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۚ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ ۖ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ ۖ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿٢٣﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ ۖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَن رَّأَىٰ بُرْهَانَ

چہرے بُشرے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی اچھے گھرانے کا لڑکا ہے۔ اس لئے) ہوسکتا ہے کہ یہ ہمارے لئے کسی فائدے کا موجب بن جائے۔ یا ہم اسے اپنا بیٹا ہی بنالیں۔

اس طرح، ہم نے سرزمین مصر میں یوسفؑ کے پاؤں جما دیئے اور ایسا انتظام کر دیا کہ اس کی اچھی طرح سے تعلیم و تربیت ہو جائے اور اس میں معاملہ فہمی اور واقعات سے صحیح نتائج اخذ کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ اللہ اپنی اسکیموں کو کامیاب بنا کر رہتا ہے لیکن اکثر لوگ سمجھتے نہیں (کہ ایسا کیوں اور کس طرح ہو رہا ہے)۔

۲۲ چنانچہ جب یوسفؑ (اس قسم کے ماحول میں تربیت پاکر) جوان ہوا تو وہ کارفرمائی اور جہانداری کے سلیقوں سے واقف اور علم و بصیرت کی فراوانی سے مالامال تھا۔ (یہ وہ چیزیں تھیں جو اسے اپنی صحرائی زندگی میں میسر نہیں آسکتی تھیں)۔ لیکن اسے یہ حاصل اس لئے ہوگئیں کہ اس نے یہاں نہایت حسن کارانہ انداز سے زندگی بسر کی تھی۔

جو لوگ بھی اس طرح زندگی بسر کریں، انہیں اسکا ایسا ہی صلہ مل سکتا ہے۔ (وحی البتہ اس طرح نہیں مل سکتی)۔

۲۳ اور جس عورت کے گھر میں یوسفؑ رہتا تھا (یعنی عزیز کی بیوی) وہ اس پر ریجھ گئی، لیکن یوسفؑ کی نیت میں کبھی خرابی پیدا نہ ہوئی۔ بالآخر اس عورت نے تہیہ کر لیا کہ اسے بہلا پھسلا کر مجبور کر دیا جائے کہ وہ اپنی مرضی کے خلاف، اس کی بات مان لے۔ چنانچہ اس نے ایک دن مکان کے تمام دروازے بند کر لئے اور یوسفؑ سے کہا کہ ادھر آؤ۔

یوسفؑ نے کہا کہ معاذ اللہ! (مجھ سے ایسی بات کبھی نہیں ہوسکتی)۔ میرے پروردگار نے مجھے سیرت و کردار کے ایسے بلند اور حسین مقام پر پہنچا دیا ہے۔ (کیا تو مجھے اس مقام سے نیچے گرانا چاہتی ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا)۔ یہ تو کھلی ہوئی حدود فراموشی ہے۔ اور حدود فراموش انسان کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔

۲۴ لیکن وہ عورت اس بات کا تہیہ کر چکی تھی، اور اس نے ایسے حالات پیدا کر دیئے تھے کہ

رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾

اگر یوسفؑ (کی جگہ کوئی اور ہوتا جس) کے سامنے، اپنے پروردگار کی درخشندہ وتابندہ اخلاقی قدر نہ ہوتی، تو وہ بھی اس پر آمادہ ہوجاتا۔ اس اخلاقی قدر کے پیش نظر رہنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس بے حیائی کے کام سے مجتنب رہا اور برائی کا مرتکب نہ ہوا، اور یوں اس نے، اپنے حسن سیرت سے ثابت کردیا کہ وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہے۔

۲۵ یوسفؑ، دروازے کی طرف بھاگا کہ کسی طرح باہر نکل جائے، اور وہ عورت اس کے پیچھے بھاگی کہ اسے نکلنے نہ دے۔ عورت نے پیچھے سے یوسفؑ کا کرتہ پکڑ لیا لیکن یوسفؑ تیزی سے آگے بڑھ گیا اور اس کا کرتہ پیچھے سے پھٹ گیا۔

یوسفؑ نے لپک کر دروازہ کھولا تو کیا دیکھتا ہے کہ سامنے اس عورت کا خاوند کھڑا ہے۔ (اس عورت نے ایک سیکنڈ میں بات بنالی اور جھٹ سے اپنے خاوند سے کہا کہ) جو شخص تیری بیوی سے بدکاری کا ارادہ کرے، اس کی سزا کیا ہونی چاہیئے؟ کیا اس کی سزا یہ نہیں ہونی چاہیئے کہ اسے جیل خانہ بھجوا دیا جائے؟ یا اُسے کوئی اس سے بھی زیادہ الم انگیز سزا دی جائے!

۲۶ یوسفؑ نے کہا کہ (یہ جھوٹ بولتی ہے۔ واقعہ اس کے برعکس ہے۔ میں نے دست درازی نہیں کی۔ بلکہ) اس نے خود چاہا کہ مجھے، میری مرضی کے خلاف، اس فعل شنیع پر آمادہ کرلے۔ (میں تو اس سے پیچھا چھڑا کر بھاگا تھا)۔

۲۷ (بات آگے بڑھی تو) خود اس عورت کے خاندان میں سے ایک حق پسند نے یہ فیصلہ دیا کہ اگر یوسفؑ کا کرتہ آگے سے پھٹا ہے تو یہ عورت سچی ہے اور یوسفؑ جھوٹا۔ اور اگر کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو عورت جھوٹی اور یوسفؑ سچا ہے۔

۲۸ چنانچہ جب کرتے کو دیکھا تو وہ پیچھے سے پھٹا تھا۔ (اس سے واضح ہوگیا کہ یوسفؑ سچا ہے اور عورت جھوٹی)۔ اس پر اُس عورت کے خاوند نے (بیوی سے) کہا تم عورتیں بڑی مکار ہوتی ہو

يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا ۚ وَاسْتَغْفِرِي لِذَنْبِكِ ۖ إِنَّكِ كُنتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ ﴿٢٩﴾ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَن نَّفْسِهِ ۖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۖ إِنَّا لَنَرَاهَا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٣٠﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً وَآتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۖ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَٰذَا بَشَرًا إِنْ هَٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ﴿٣١﴾ قَالَتْ فَذَٰلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِيهِ ۖ وَلَقَدْ رَاوَدتُّهُ عَن نَّفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ ۖ وَلَئِن لَّمْ يَفْعَلْ مَا آمُرُهُ

تمہاری مکاریوں سے خدا کی پناہ! تمہاری چالیں کس قدر گہری اور تمہارے فریب کس قدر خطرناک ہوتے ہیں!

۲۹ بیوی سے یہ کہا۔ اور یوسفؑ سے کہا کہ (میاں صاحبزادے!) اس معاملہ سے درگذر کرو۔ (اس پر مٹی ڈالو۔ عورتیں ہوتی ہی ایسی ہیں۔ کیا کیا جائے)۔

پھر بیوی سے کہا کہ تم خطاکار ہو۔ یوسفؑ سے اپنے قصور کی معافی مانگو۔

۳۰ جب اس واقعہ کا چرچا ہوا تو شہر کی عورتوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں۔ انہوں نے کہا کہ عزیز کی بیوی نے اپنے غلام پر ڈورے ڈالنے شروع کئے ہیں۔ وہ اس کی محبت میں دیوانی ہو رہی ہے۔ لیکن اس کے لئے اس نے جو طریقہ اختیار کیا وہ غلط تھا (اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ اُس کا مقصد حاصل نہ ہوا۔ غلام بری الذمہ قرار پا گیا اور وہ مجرم ثابت ہو گئی۔ اسے یوں نہیں، یوں کرنا چاہئے تھا جس سے یا تو مقصد براری ہو جاتی اور یا غلام، مجرم قرار پا جاتا)۔

۳۱ جب عزیز کی بیوی نے ان کی تدبیر سنی (تو اس نے کہا کہ اسے بھی آزما دیکھنا چاہیئے۔ چنانچہ) اس نے انہیں (رازدارانہ طریق سے) کھانے پر بلایا۔ ان کے لئے مسندیں بچھا دی گئیں اور چھریاں (چمچے وغیرہ) سامنے رکھ دیئے گئے۔ پھر اس نے یوسفؑ کو بلایا۔ (چنانچہ انہوں نے وہ سب کچھ کر دیکھا جس کے لئے اس قدر اہتمام کیا گیا تھا۔ لیکن ان کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ اس پر وہ یوسفؑ کی پختگیٔ سیرت کی قائل ہو گئیں) اور کہنے لگیں کہ سبحان اللہ! یہ انسان نہیں، واقعی کوئی واجب التکریم فرشتہ ہے۔ (اب وہ اپنی تدبیر کے دوسرے حصّہ کی طرف آئیں ——— کہ اگر مقصد براری نہ ہو سکے تو یوسفؑ مجرم قرار پا جاتے۔ اسکے لئے انہوں نے) اپنے ہاتھ زخمی کر لئے۔ (یہ ان کی بہت بڑی چال تھی۔ $\frac{12}{5}$)۔

۳۲ (عزیز کی بیوی نے اپنی ان سہیلیوں سے کہا کہ کیوں؟ تم نے بھی آزما کر دیکھ لیا نا!)

لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُونًا مِّنَ الصّٰغِرِينَ ﴿٣٢﴾ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ ۖ وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ وَأَكُن مِّنَ الْجٰهِلِينَ ﴿٣٣﴾ فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٣٤﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُم مِّن بَعْدِ مَا رَأَوُا الْآيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهُ حَتّٰى حِينٍ ﴿٣٥﴾ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ ۖ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرٰنِي أَعْصِرُ خَمْرًا ۖ وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرٰنِي أَحْمِلُ

یہ ہے وہ "غلام" جس کے بارے میں تم مجھے طعنے دیتی تھیں (کہ مجھ سے اتنا بھی نہیں ہوسکا کہ ایک غلام کو رام کرلوں) میں نے اِسے' اِس کے ارادے سے پھیرنے کے لئے سب کچھ کر دیکھا' لیکن اس پر کچھ بھی اثر نہیں ہوا- اگر اب بھی اس نے میرا کہنا نہ مانا تو اسے ضرور قید کرا کر رہوں گی- اور اسے ذلیل و خوار ہونا پڑے گا- (اس لئے کہ اب' تمہاری اس تدبیر کی وجہ سے' اس کے خلاف جرم ثابت کرنے کے لئے محکم ثبوت موجود ہے —— کہ اس نے تم پر بھی ہاتھ ڈال دیا تھا اور اس کی مدافعت میں تمہارے ہاتھ زخمی ہوگئے)-

۳۳ (یوسفؑ اب اچھی طرح دیکھ چکا تھا کہ ان عورتوں کے ارادے کیا ہیں- چنانچہ اس نے فیصلہ کرلیا کہ وہ قید وبند کی مصیبتیں برداشت کرلے گا لیکن اپنی سیرت کو داغدار نہیں ہونے دے گا)- اس نے اپنے نشوونما دینے والے سے کہا کہ جس بات کی طرف مجھے یہ بلاتی ہیں' اس کے مقابلہ میں مجھے جیل جانا زیادہ پسند ہے- بارالہا! تو میری مدد کر اور مجھے توفیق عطا فرما کہ میں ثابت قدم رہوں- اسلئے کہ اگر ایسا نہ ہوا اور میں ان کے فریب میں آکر ان کی طرف مائل ہوگیا' تو یہ بڑی حق ناشناسی ہوگی-

۳۴ سو اس کے پروردگار نے اس کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا- چنانچہ ان کا جادو نہ چل سکا- اور وہ اسے اپنی طرف مائل کرنے میں ناکام رہیں- یقیناً اللہ سب کچھ سننے والا' جاننے والا ہے-

۳۵ (یوں ناکام رہنے کے بعد' ان عورتوں نے یوسفؑ کے خلاف جھوٹا مقدمہ کھڑا کردیا) ججوں نے' مختلف قرائن سے دیکھ لیا کہ یوسفؑ بے گناہ ہے لیکن (اس کے باوجود) انہوں نے اسی میں مصلحت سمجھی کہ یوسفؑ کو کچھ مدت کے لئے قید کی سزا دیدی جائے- (اس قسم کے معاشرہ میں' "اعلیٰ طبقہ" کی مصلحتیں کچھ ایسی ہی ہوتی ہیں! چنانچہ یوسفؑ کو داخل زنداں کردیا گیا)-

۳۶ یوسفؑ کے ساتھ' دو اور نوجوان بھی جیل خانہ میں آئے- (ایک دن) اُن میں سے ایک نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں شراب بنانے کے لئے انگور نچوڑ رہا ہوں- دوسرے نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ میں اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوں اور پرندے انہیں (نوچ نوچ کر)

فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ لَا یَاْتِیْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖۤ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِیْلِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ؕ اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَ اتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾ یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ

کھارہے ہیں۔ ہمیں بتاؤ کہ ان کا مطلب اور مآل کیا ہے' کیونکہ تم بڑے سمجھدار اور نیک آدمی دکھائی دیتے ہو۔

۳۷ (ایک مبلغ پیغاماتِ خداوندی کی طرح' جو اس مقصد کے لئے کسی موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتا' یوسفؑ نے سوچا کہ یہ نوجوان' اس وقت اُس کی بات سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہیں' لہٰذا' ان کے کان میں توحید کی آواز ڈال دینی چاہیئے)۔ چنانچہ اس نے ان سے کہا کہ میں تمہارے کھانے کے وقت سے پہلے تمہارے خوابوں کی تعبیر بتا دوں گا۔ (لیکن پہلے یہ تو سن لو کہ میں کون ہوں اور میرا پیغام کیا ہے)۔ میں جو کچھ کہتا ہوں اپنی طرف سے نہیں کہتا' بلکہ اس علم کی بنا پر کہتا ہوں جو مجھے میرے پروردگار کی طرف سے ملا ہے۔

سب سے پہلے یہ سُن لو کہ میں ان لوگوں کے مسلک پر نہیں ہوں جو نہ خدا کو مانتے ہیں اور نہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

۳۸ (تم نے ابراہیمؑ واسحٰقؑ و یعقوبؑ کا نام تو سنا ہوگا) میں انہی کی اولاد میں سے ہوں اور انہی کے مسلک کا پیرو ہوں۔ ہم اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں کرتے۔ اس حقیقت کا پا لینا (کہ اقتدارِ خداوندی میں کسی اور کو شریک نہیں کرنا چاہیئے) خدا کا بہت بڑا فضل ہے جو اس نے ہم پر اور دوسرے انسانوں پر (جو اس مسلک کے متبع ہیں) کیا ہے۔ لیکن بہت سے لوگ اُس کے اس فضلِ عظیم کی قدرشناسی نہیں کرتے۔

۳۹ (توحید کے اس نکتہ کو میں تمہیں ایک اور انداز سے سمجھاتا ہوں) ایک شخص صرف ایک آقا کا نوکر ہے —— اور وہ آقا بھی ایسا ہے جو ہر قسم کے اختیارات رکھتا ہے — اور دوسرا شخص بیک وقت بیس مالکوں کی نوکری کرتا ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ ان میں سے کس کی زندگی اچھی طرح سے گذرے گی؟ ظاہر ہے کہ اُس کی زندگی اچھی ہوگی جو ایک آقا کا ملازم ہے اور

مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾ یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًا وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَیُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیٰنِ ﴿۴۱﴾ وَ قَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ فَاَنْسٰىهُ الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ ﴿۴۲﴾ وَ قَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ

وہ اس کی تمام ضروریات پوری کرتا رہتا ہے۔

۴۰ بس یہی صورت ایک خدا کی اطاعت اختیار کرنے والوں کی' اور اُن کے مقابلہ میں' اُن کی ہے جو مختلف آقاؤں کو اپنا خدا مانیں۔ تم لوگ مختلف خداؤں کے سامنے جھکتے ہو۔ کبھی تم نے اس پر بھی غور کیا ہے کہ ان خداؤں کی حقیقت اور اصلیت کیا ہے؟ بس اتنی ہی کہ یہ محض چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء واجداد نے رکھ چھوڑے ہیں۔ ورنہ ان کی اپنی کوئی حقیقت اور پوزیشن نہیں۔ (تم سے کہا جاتا ہے کہ یہ خدا کے نمائندے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے) خدا نے ان کے لئے کوئی سند نہیں بھیجی (کہ اس نے انہیں اپنے اختیارات دے رکھے ہیں)۔ یاد رکھو! اختیارات واقتدارات کا واحد مالک خدا ہے۔ اس کے سوا حکومت کا حق کسی کو حاصل نہیں۔ اس کا فرمان یہ ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی محکومیت اور اطاعت اختیار نہ کی جائے۔ یہ ہے زندگی کا محکم اور استوار نقشہ۔ لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے۔

۴۱ (اس تبلیغ کے بعد یوسفؑ نے ان سے کہا کہ اب سنو اپنے خوابوں کی تعبیر) تم میں سے ایک (جس نے دیکھا ہے کہ وہ انگور نچوڑ رہا ہے) اپنے آقا کی ساقی گری کرے گا اور دوسرا سولی پر چڑھا دیا جائے گا جہاں سے پرندے اس کا سر نوچ نوچ کر کھائیں گے۔ تم نے جن خوابوں کے متعلق مجھ سے پوچھا ہے ان کی تعبیر یہ ہے۔ تعبیر کیا؟ بس یوں سمجھو کہ یہ قطعی فیصلہ ہے (میرا اندازہ یہی ہے ۱۲/۴۲)

۴۲ ان میں سے جس کے متعلق یوسفؑ کا اندازہ یہ تھا کہ وہ چھوٹ جائے گا' اس سے (یوسفؑ نے) کہا کہ تم جب اپنے آقا کے پاس جاؤ' تو اس سے ان باتوں کا ذکر ضرور کرنا جو میں نے تم سے کی ہیں۔ چنانچہ وہ قید سے رہا ہو گیا۔ لیکن شیطان نے اسے بھلا دیا کہ وہ ان باتوں کا ذکر اپنے آقا سے کرے۔ اس بات کو کئی برس ہو گئے اور یوسفؑ بدستور قید میں پڑا رہا۔

۴۳ ایک رات بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ سات موٹی گائیں ہیں جنہیں سات دبلی پتلی

عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾ يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾

گائیں نگل رہی ہیں - اور سات خوشے ہرے ہیں اور (سات) سوکھے ہوئے۔
اس نے اپنے درباریوں سے اپنا خواب بیان کیا اور ان سے کہا کہ اگر تم خوابوں کی تعبیر بتا سکتے ہو تو بتاؤ میرے خواب کی تعبیر کیا ہے؟

۴۴ انہوں نے کہا کہ یہ خواب نہیں - محض پریشاں خیالی ہے - اور اس قسم کی پریشاں خیالیوں کی تعبیر ہم نہیں جانتے۔

۴۵ اُن دو قیدیوں میں سے جس نے رہائی پائی تھی، اسے (اس خواب کے سلسلہ میں) مدت کے بعد یوسفؑ کی یاد آ گئی - اس نے کہا کہ مجھے قید خانے میں جانے دو - میں تمہیں اس خواب کی تعبیر بتا دوں گا۔

۴۶ چنانچہ وہ قید خانہ میں آیا اور یوسفؑ سے کہا کہ اے سچی تعبیریں بتلانے والے! ہمیں اس خواب کی تعبیر بتاؤ کہ سات موٹی گائیں ہیں جنہیں سات دبلی پتلی گائیں نگل رہی ہیں - اور سات سبز خوشے ہیں اور (سات) خشک - میں اس کی تعبیر کو ان لوگوں تک پہنچاؤں گا (جنہوں نے مجھے اس مقصد کے لئے یہاں بھیجا ہے)، وہ اس سے تمہاری قدر و قیمت پہچان لیں گے۔

۴۷ یوسفؑ نے اُس سے (ایک حرفِ شکایت کہے بغیر کہ تم نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا) کہا (کہ میں تمہیں اس خواب کی تعبیر بھی بتاتا ہوں اور وہ تدبیر بھی جس سے تمہارا ملک اس آنے والی تباہی سے بچ جائے گا - لو سنو)۔
تم لوگ سات سال تک، خوب محنت سے کھیتی باڑی کرو - اور جب فصل کاٹو تو سوائے اتنے غلے کے جو تمہارے کھانے کے کام آئے، باقی اناج بالوں کے اندر ہی رہنے دو (تاکہ وہ کیڑوں سے

ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تُحْصِنُونَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ ﴿۴۹﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ۚ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ ۚ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ﴿۵۰﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدتُّنَّ يُوسُفَ عَن نَّفْسِهِ ۚ قُلْنَ

محفوظ رہے)۔

۴۸ اس کے بعد سات سال ایسے آئیں گے جو (قحط سالی کی وجہ سے) سخت مصیبت کے ہوں گے۔ اس قحط سالی کے زمانے میں وہ سارا غلہ تمہارے کام آئے گا جسے تم نے ذخیرہ کر رکھا ہوگا۔ اس میں سے اتنا ضرور بچا رکھنا (جو بیج کے کام آئے)۔

۴۹ کیونکہ اس کے بعد جو سال آئے گا اس میں عام بارش ہوگی (اناج بھی بافراط پیدا ہوگا اور انگور بھی) جس کا عرق لوگ نچوڑیں گے۔

۵۰ (جب اس شخص نے یہ تعبیر اور تدبیر بادشاہ تک پہنچائی تو وہ دنگ رہ گیا۔ اور) اس نے کہا کہ اس قیدی کو میرے پاس لاؤ (جس نے یہ تعبیر اور تدبیر بتائی ہے)۔ جب بادشاہ کا قاصد یوسفؑ کے پاس آیا (اور اسے قید سے نکلنے کے لئے کہا۔ تو) یوسفؑ نے کہا (کہ میں اس طرح، ترحم خسروانہ کی بنا پر قید سے نہیں نکلنا چاہتا) تم اپنے آقا کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ (وہ پہلے میرے مقدمہ کی از سر نو تحقیق کرائے تاکہ) یہ واضح ہو جائے کہ عورتوں کے ہاتھ کاٹ لینے کا ماجرا کیا تھا۔ اور وہ کتنا بڑا فریب تھا جو مجھے پھنسانے کے لئے اختیار کیا گیا تھا۔ اس وقت تو اس حقیقت کا علم صرف میرے خدا کو ہے۔ (لیکن مقدمہ کی تحقیق کے بعد، اس کا علم عام ہو جائے گا کہ قصور کس کا تھا۔ اگر میں اس طرح بے گناہ ثابت ہو گیا تو پھر قید خانہ سے باہر آؤں گا)۔

۵۱ (چنانچہ بادشاہ نے اس مقدمہ کی خود تحقیق کی) اور ان عورتوں سے کہا کہ سچ سچ بتاؤ کہ جب تم نے یوسفؑ کو اس کے ارادے سے پھیرنا چاہا تھا، تو اس وقت کیا بات پیش آئی تھی؟

انہوں نے کہا حاشا للہ! ہم نے یوسفؑ میں کوئی برائی کی بات نہیں دیکھی تھی۔ (یہ بالکل بے گناہ تھا)۔

حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّىْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۲﴾

(یہ سن کر عزیز کی بیوی بھی لب کشائی پر مجبور ہوگئی اور اس نے جھکی ہوئی نگاہوں اور لرزتے ہوئے ہونٹوں کے ساتھ) کہا کہ اب جبکہ حقیقت اس طرح بے نقاب ہوگئی ہے تو مجھے اسکا اقرار کر لینا چاہیئے کہ وہ میں ہی تھی جس نے یوسفؑ کو پھسلانا چاہا تھا۔ بیشک یوسفؑ اپنے بیان میں بالکل سچا ہے۔

۵۲ (یوسفؑ نے کہا کہ میں نے اس مقدمہ کی از سرِ نو تحقیق پر اس لئے بھی زور دیا تھا کہ کہ میرے مربّی اور مہربان)، عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے، اس کی پیٹھ پیچھے، اس کی امانت میں خیانت نہیں کی تھی۔ اور یہ کہ خدا کا قانونِ مکافات، خیانت کرنے والوں کو کامیاب نہیں ہونے دیتا۔ (خیانت اس کی بیوی نے کی تھی۔ وہ خاسر و نامراد سامنے کھڑی ہے۔ میں امین تھا آخر الامر کامیابی میرے ہی حصے میں آئی)۔

تیرہواں پارہ

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ

رَبِّیۡ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ الۡمَلِکُ ائۡتُوۡنِیۡ بِہٖۤ اَسۡتَخۡلِصۡہُ لِنَفۡسِیۡ ۚ فَلَمَّا کَلَّمَہٗ قَالَ اِنَّکَ

الۡیَوۡمَ لَدَیۡنَا مَکِیۡنٌ اَمِیۡنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ اجۡعَلۡنِیۡ عَلٰی خَزَآئِنِ الۡاَرۡضِ ۚ اِنِّیۡ حَفِیۡظٌ عَلِیۡمٌ ﴿۵۵﴾ وَکَذٰلِکَ

۵۳ عزیز کی بیوی نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا کہ میں اپنے بے گناہ ہونے کا دعوٰے نہیں کرتی۔ میرے نفس نے مجھے بہکا دیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کے حیوانی جذبات اُسے برائی کے لئے اکساتے رہتے ہیں۔ اس سے وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے جس پر خدا رحم کرے۔ وہی، اس قسم کی لغزشوں سے محفوظ رکھنے والا اور مرحمت کرنے والا ہے۔

۵۴ بادشاہ نے (حقیقت حال سے باخبر ہونے کے بعد) کہا۔ یوسفؑ کو میرے پاس لاؤ۔ میں اسے، دوسروں سے ممتاز کر کے، خاص اپنے لئے مختص کر لینا چاہتا ہوں۔ (وہ میرا مشیر خاص ہوگا)۔ چنانچہ جب بادشاہ نے یوسفؑ سے بات چیت کی (تو اُس کے اور جوہر بھی اس پر نمایاں ہوگئے)۔ اس نے کہا کہ آج سے تم ہماری نگاہوں میں بڑی عزت و تمکین کے مالک قرار پا چکے ہو۔ تمہاری امانت و دیانت مسلّم ہے۔

۵۵ یوسفؑ نے بادشاہ سے کہا کہ (مملکتِ مصر کی خوشحالی کا راز اس کی زمین کے خزانوں میں مضمر ہے) تم ان خزانوں (زمین کی پیداوار اور معاشی معاملات) کو میری تحویل میں دیدو۔ میں ان کی حفاظت کروں گا۔ اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ یہ کس طرح کیا جاتا ہے۔

۵۶ اس طرح ہم نے یوسفؑ کو مملکت مصر میں صاحب اختیار بنا دیا ——— ایسا صاحب اختیار کہ وہ اس کے نظم و نسق کو جس طرح چاہتا چلاتا۔ ہم اپنے قانونِ مشیت کے مطابق لوگوں

مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ ۚ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ ۚ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَشَاءُ ۖ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿٥٧﴾ وَجَاءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ ﴿٥٨﴾ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُونِي بِأَخٍ لَكُمْ مِنْ أَبِيكُمْ ۚ أَلَا تَرَوْنَ أَنِّي أُوفِي الْكَيْلَ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ﴿٥٩﴾ فَإِنْ لَمْ تَأْتُونِي بِهِ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِي وَلَا تَقْرَبُونِ ﴿٦٠﴾ قَالُوا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ﴿٦١﴾

کو اپنی رحمتوں سے نوازتے ہیں۔ اور وہ قانونِ مشیت یہ ہے کہ جو شخص حسن کارانہ انداز سے زندگی بسر کرے، ہم اس کی محنت ضائع نہیں کرتے۔ اُسے اسکا اجر مل کر رہتا ہے۔

۵۷ حسنِ عمل کے ایسے خوشگوار نتائج اسی دنیا تک محدود نہیں رہتے۔ یہ آخرت کی زندگی میں بھی مسلسل ساتھ جاتے ہیں، اور وہاں ان کی کیفیت، اِس دنیا کی خوشگواریوں سے بھی زیادہ اچھی ہوتی ہے۔
جو لوگ بھی قوانینِ خداوندی کی صداقت پر یقین رکھیں اور تخریبی رَوش سے بچ کر، اُن کے مطابق زندگی بسر کریں، انہیں یہ سب کامرانیاں نصیب ہو جاتی ہیں۔

۵۸ (اس واقعہ پر کئی سال گزر گئے۔ اس کے بعد، ملک میں قحط پڑا تو دور و نزدیک کے لوگ غلہ لینے کے لئے دارالسلطنت میں آنے لگے۔ اس سلسلہ میں) یوسفؑ کے بھائی بھی آئے۔ یوسفؑ نے انہیں پہچان لیا، لیکن وہ اِسے نہ پہچان سکے۔ (اس لئے کہ یہ بات اُن کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی تھی کہ یوسفؑ اس مقام پر فائز ہوگا)۔

۵۹ جب یوسفؑ نے ان کے لئے غلہ وغیرہ لدوا دیا تو جاتے وقت اُن سے کہا کہ، اب کے جو آؤ، تو اپنے ساتھ اپنے اس بھائی کو بھی لیتے آنا (جس کے متعلق تم نے کہا ہے کہ وہ) باپ کی طرف سے تمہارا بھائی ہے۔ تم نے دیکھ لیا ہے کہ (میں کوئی مستبد حاکم نہیں جو کسی پر ظلم و زیادتی کروں گا)۔ میں ماپ تول بھی پورا دیتا ہوں اور باہر سے آنے والوں کی مہمان نوازی بھی کرتا ہوں۔ (اس لئے تمہارے باپ کو —— جس کے متعلق تم نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ وہ اُس بیٹے کو باہر بھیجنے پر آمادہ نہیں ہوگا —— اُسے یہاں بھیجنے میں کوئی خطرہ محسوس نہیں کرنا چاہیئے)۔

۶۰ اگر تم اُسے میرے پاس نہ لائے، تو نہ تمہیں غلہ مل سکے گا اور نہ ہی تم میرے قریب آسکو گے۔

۶۱ انہوں نے کہا کہ ہم پوری کوشش کریں گے کہ ہمارا باپ اپنے فیصلہ پر نظرِ ثانی کرے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ ہم اس باب میں کامیاب ہو جائیں گے (اور اپنے بھائی کو اپنے ساتھ لیکر

وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۶۳﴾ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ۭ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۠ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ۭ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ۭ هٰذِهٖ

حاضر خدمت ہوں گے)۔

۶۲ یوسفؑ نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ اِن لوگوں کی رقم، جس کے عوض انہوں نے غلہ خریدا ہے (میری طرف سے) ان کی بوریوں میں اس طرح رکھ دو کہ جب یہ گھر پہنچ کر اپنا سامان کھولیں تو (یہ رقم ان کے سامنے آجائے اور) یہ پہچان لیں کہ یہ انہی کی رقم ہے۔ اور اس طرح یہ دوبارہ غلہ لینے کے لئے آجائیں۔

۶۳ چنانچہ جب وہ لوٹ کر اپنے باپ کے پاس گئے تو انہوں نے (دیگر واقعات بیان کرنے کے بعد) کہا کہ ہم سے یہ کہا گیا ہے کہ تمہیں دوبارہ غلہ اُسی صورت میں مل سکے گا کہ تم اپنے بھائی کو بھی ساتھ لاؤ۔ (اگر ایسا نہ کیا تو، غلہ ملنا تو ایک طرف، تم میرے قریب تک نہیں پھٹک سکو گے)۔ لہٰذا آپ ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیں تا کہ ہم غلہ لاسکیں۔ اور ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس کی پوری پوری حفاظت کریں گے۔

۶۴ اس پر (یعقوبؑ نے) کہا کہ کیا میں اِس کے بارے میں بھی تم پر اُسی طرح اعتبار کرلوں جس طرح، اِس سے پہلے، اِس کے بھائی (یوسفؑ) کے بارے میں تم پر اعتبار کیا تھا؟ اس لئے (میں اسے تمہاری حفاظت میں نہیں دے سکتا)۔ یہ اللہ کی حفاظت میں ہی رہے گا کیونکہ وہی سب سے بہتر محافظ اور سامانِ رحمت مہیا کرنے والا ہے۔

۶۵ پھر جب انہوں نے اپنا سامان کھولا تو دیکھا کہ غلے کے ساتھ، ان کی رقم بھی واپس کردی گئی ہے۔ اِس پر اُنہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ ہمیں اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیئے کہ، ہمیں غلہ بھی مل جائے اور قیمت بھی لوٹا دی جائے! (اب آپ سوچئے کہ اگر ہم محض اس لئے غلہ لینے نہ جاسکے کہ آپ ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ نہیں بھیجنا چاہتے تو اس سے کس قدر نقصان ہوگا؟ لہٰذا ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم اسے اپنے ساتھ لے جائیں اور) اپنے گھرانے کے لئے غلہ لے آئیں۔ ہم اس کی پوری پوری حفاظت کریں گے (اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ ہم اس کے حصہ کا) ایک اونٹ کا

بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا ۖ وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ أَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ ۖ ذَٰلِكَ كَيْلٌ يَسِيرٌ ﴿٦٥﴾ قَالَ لَنْ أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتَّىٰ تُؤْتُونِ مَوْثِقًا مِّنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ إِلَّا أَن يُحَاطَ بِكُمْ ۖ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿٦٦﴾ وَقَالَ يَا بَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِن بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۖ وَمَا أُغْنِي عَنكُم مِّنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ ۖ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٦٧﴾ وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُم مَّا كَانَ يُغْنِي عَنْهُم مِّنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا ۚ

بوجھ اور بھی لا سکیں گے۔ جو غلہ ہم لائے ہیں وہ بہت تھوڑا ہے (یونہی ختم ہو جائے گا)۔

۶۶ باپ نے کہا کہ (اب جو تم مجھے اِس طرح مجبور کر رہے ہو تو میں اسے تمہارے ساتھ بھیج دیتا ہوں۔ لیکن اس شرط پر کہ) تم اللہ کو درمیان میں رکھ کر میرے ساتھ اقرار کرو کہ تم اسے میرے پاس ضرور واپس لے آؤ گے، بجز اس کے کہ تم خود ہی کہیں گھیر لئے جاؤ (اور اس طرح بالکل بے بس ہو جاؤ)۔ جب انہوں نے اس بات کا عہد دے دیا تو اُس نے کہا کہ ہم نے جو باہمی قول واقرار کیا ہے، اللہ اس پر نگہبان ہو۔

۶۷ جب وہ جانے لگے تو باپ نے اُن سے کہا کہ (دیکھو بیٹیا!) جب تم اس شہر میں جاؤ تو سب کے سب ایک ہی دروازہ سے شہر میں داخل نہ ہونا، الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا۔ (اکٹھے داخل ہوئے تو اجنبیوں کا ایک جتھ دیکھ کر، شہر والوں کی نظریں خواہ مخواہ تمہاری طرف اُٹھنے لگ جائیں گی۔ ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ یہ میرے دل میں یونہی ایک خیال سا آگیا ہے جس کی بنا میں نے یہ بات احتیاطاً تم سے کہہ دی ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھ لینا کہ، اس کے بعد تم ہر خطرہ سے مامون ہو جاؤ گے اور تمہیں کسی احتیاط اور انتظام کی ضرورت نہیں رہے گی)۔ میری یہ احتیاطی تدبیر تمہیں کسی چیز سے بے نیاز نہیں کر سکتی جو (وقت اور موقعہ کے لحاظ سے) قانونِ خداوندی کے مطابق کرنی چاہیئے۔ یاد رکھو! امن اور خطرہ۔ نفع اور نقصان۔ سب خدا کے قانون کے مطابق ہوتا ہی) اس کے سوا کسی اور کو اس کا اختیار نہیں۔ میرا بھروسہ بھی اُسی پر ہے (اور تمہیں بھی اُسی پر اعتماد کرنا چاہیئے —— اور ایک میں اور تم ہی کیا) ہر بھروسہ کرنے والے کو اس پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔

۶۸ چنانچہ ان بھائیوں کا قافلہ اسی طرح شہر میں داخل ہوا جس طرح باپ نے کہا تھا لیکن (جیسا کہ ذرا آگے چل کر سامنے آئے گا) یہ تدبیر اُس واقعہ کو روک نہیں سکتی تھی جو، قانونِ خداوندی

۸ ع ۱۱ ۲

وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾

کی رو سے یہاں پیش آنے والا تھا (اور جس کی رو سے' بن یامین کو یہاں روک لیا جانا تھا)۔ یہ تدبیری احتیاط محض ایک خیال کا نتیجہ تھی جو یعقوبؑ کے دل میں پیدا ہوا اور جس کی خلش کو اس نے اس طرح دور کر لیا۔ یہ خیال بھی علم و دانش پر مبنی تھا (یونہی توہم پرستی نہیں تھا) اس لئے کہ یعقوبؑ کو ہم نے علم و فراست عطا کر رکھی تھی ——— وہ علم و فراست جس سے اکثر لوگ محروم ہوتے ہیں۔

۶۹ جب یہ لوگ یوسفؑ کے پاس پہنچے تو اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس ٹھیرایا اور اسے بتا دیا کہ میں تیرا بھائی (یوسفؑ) ہوں۔ اور ساتھ ہی اس کی بھی تلقین کر دی کہ دوسرے بھائیوں نے میرے ساتھ جو کچھ کیا تھا' اس کی وجہ سے تم رنجیدہ خاطر نہ ہونا۔

۷۰ جب یوسفؑ نے ان کا (واپسی کا) سامان تیار کرا دیا' تو (ان بھائیوں میں سے ایک نے) شاہی کٹورا ابن یامین کی بوری میں رکھ دیا (کہ اگر پتہ نہ چلا تو کٹورا گھر پہنچ جائے گا اور پتہ چل گیا تو بن یامین بدنام ہوگا۔ جب' ان کی روانگی کے بعد' یوسفؑ کے آدمیوں نے دیکھا کہ کٹورا گم ہے تو ان میں سے) ایک پکارنے والے نے پکار کر' اے قافلہ والو! ٹھہرو۔ تم چور ہو (۱۲/۷۵ ; ۱۲/۸۲ ; ۱۲/۸۹)۔

۷۱ وہ یوسفؑ کے آدمیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ تمہارا کیا گم ہو گیا ہے (جو ہمیں چور ٹھہراتے ہو!)

۷۲ انہوں نے کہا کہ شاہی کٹورا گم ہو گیا ہے۔ جو شخص اسے ڈھونڈھ نکالے اُسے ایک بارِ شتر انعام ملے گا۔ (ان کارندوں کے سردار نے کہا) کہ اس کا میں ضامن ہوں (کہ یہ انعام ضرور ملے گا)۔

۷۳ یوسفؑ کے بھائیوں نے کہا کہ خدا شاہد ہے کہ ہم یہاں اس لئے نہیں آئے کہ کسی قسم کی شرارت پیدا کریں یا قانون شکنی کریں (ہم یہاں پہلے بھی آچکے ہیں۔ اس لئے) تم ہمارے متعلق جانتے ہو (کہ ہمارا اس قسم کا کوئی ارادہ نہیں ہوتا۔ یقین مانیئے)۔ ہم چور نہیں ہیں۔

۷۴ شاہی کارندوں نے کہا کہ اگر تم جھوٹے نکلے تو اس کی کیا سزا؟

قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَاَ بِاَوْعِیَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِیْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِیْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِیُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاهُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ﴿۷۶﴾ قَالُوْۤا اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا یُوْسُفُ فِیْ نَفْسِهٖ وَلَمْ یُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾

۷۵ (اُن میں سے جنہیں معلوم تھا کہ کٹورہ کس کی بوری میں ہے ۱۲/۷۰) کہا کہ جس کی بوری میں سے کٹورا نکلے، وہ اس کے بدلے میں دھر لیا جائے۔ ہم اپنے ہاں مجرموں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔

۷۶ تب شاہی کارندوں نے بوریوں کی تلاشی لینی شروع کی۔ پہلے اور بھائیوں کی بوریاں دیکھیں (تو ان میں کٹورا نہ ملا) آخر میں یوسفؑ کے بھائی کی بوری دیکھی تو اس میں سے کٹورا نکل آیا۔

(دیکھو! بات چلی کیسے تھی اور رُکی کہاں جاکر! اس سوتیلے بھائی نے بن یامین کی بوری میں کٹورا کس نیت سے رکھا تھا، لیکن اس کا یہ فعل 'یوسفؑ' کے لئے، 'بن یامین کو اپنے پاس روک لینے کا موجب بن گیا)۔ اس طرح ہم نے 'یوسفؑ کے لئے بن یامین کو روک لینے کی تدبیر پیدا کر دی' ورنہ 'شاہِ مصر کے قانون کے مطابق' وہ اپنے بھائی کو اپنے پاس نہیں روک سکتا تھا۔ اس کے لئے مشیت ہی کوئی تدبیر کر سکتی تھی (جس سے یوسفؑ کی دلی آرزو بھی پوری ہو جائے اور اُسے کوئی ایسی بات بھی نہ کرنی پڑے جس سے وہ اپنے مقامِ بلند سے گر جاتے) یوں ہم اپنے قانونِ مشیت کے مطابق بلندی مدارج عطا کر دیتے ہیں۔ یاد رکھو! خدا کا علم، ہر صاحبِ علم کی علمی سطح سے بلند ہوتا ہے۔

۷۷ اس پر یوسفؑ کے بھائیوں نے کہا کہ اگر اس نے چوری کی ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اس کا ایک اور بھائی تھا۔ اس نے بھی اسی طرح، پہلے چوری کی تھی۔ (لہٰذا، یہ بات ان کے ہاں عادۃً چلی آ رہی ہے)۔

(اُف! کس قدر زہریلا تھا یہ نشتر جو یوسفؑ کے دل کی گہرائیوں میں اتار گیا! جی میں تو آیا ہوگا کہ ان کا سارا کچا چٹھا کھول کر رکھ دے۔ لیکن ابھی اس کا وقت نہیں آیا تھا۔ اس لئے یوسفؑ نے) اس بات کو اپنے دل میں رکھا۔ اور صرف اتنا کہا کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو اس کا

قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا اسْتَيْــَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ۚ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِىْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِىْۤ اَبِىْۤ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِىْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾

یقینی علم توصرف خدا کو ہے' لیکن (اگر واقعہ یہی ہے جو تم بیان کر رہے ہو تو) تم شریف لوگ نظر نہیں آتے۔ (اس لئے کہ تم سوتیلے ہی سہی۔ ہو تو انہی چوروں کے بھائی! خاندان تو تمہارا بھی وہی ہے)۔

۷۸ انہوں نے کہا کہ اے عزیز مصر! اس (بن یامین) کا باپ بہت بوڑھا ہے (اور وہ اس سے بہت محبت کرتا ہے)۔ آپ اس کی جگہ ہم میں سے کسی کو رکھ لیجئے اور اسے چھوڑ دیجئے۔ ہم نے آپ کو بڑا ہی نیک انسان پایا ہے۔ آپ بڑے ہمدرد ہیں (اس لئے ہمیں امید ہے کہ آپ ہماری اس درخواست کو ضرور قبول کر لیں گے)۔

۷۹ یوسفؑ نے کہا کہ معاذ اللہ! بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم اس شخص کو تو چھوڑ دیں جس سے چوری کا مال برآمد ہوا ہے اور اس کی جگہ ایک بے گناہ کو پکڑ لیں۔ اگر ہم ایسا کریں تو یہ صریح ظلم ہوگا۔

۸۰ جب وہ یوسفؑ کی طرف سے مایوس ہو گئے (کہ وہ ان کی بات نہیں مانے گا) تو الگ بیٹھ کر مشورہ کرنے لگے۔ ان میں' سب سے بڑے بھائی نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ تمہارے باپ نے تم سے (بن یامین کے بارے میں) اللہ کو درمیان رکھ کر ایک محکم عہد لیا تھا۔ اور اس سے پہلے تم یوسفؑ کے معاملہ میں بھی بڑی زیادتی کر چکے ہو۔ اس لئے (کم از کم) میں تو یہیں رہوں گا (باپ کے سامنے ہرگز نہیں جاؤں گا) تاآنکہ خود باپ مجھے (وہاں آنے کی) اجازت دے۔ یا' اللہ میرے لئے کوئی اور فیصلہ کر دے۔ وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے۔

۸۱ تم باپ کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ تمہارے (لاڈلے) بیٹے نے (پرائے ملک میں) چوری کی ہے! (ہم نے بیشک تم سے اس کی نگرانی اور حفاظت کا عہد کیا تھا لیکن) ہم انہی امور میں اس کی نگرانی کر سکتے تھے جو ہمارے علم میں واقع ہوتے۔ اس قسم کی باتوں

وَسۡـَٔلِ الۡقَرۡيَةَ الَّتِىۡ كُنَّا فِيۡهَا وَالۡعِيۡرَ الَّتِىۡۤ اَقۡبَلۡنَا فِيۡهَا‌ ؕ وَاِنَّا لَصٰدِقُوۡنَ ﴿۸۲﴾ قَالَ بَلۡ سَوَّلَتۡ لَـكُمۡ اَنۡفُسُكُمۡ اَمۡرًا‌ ؕ فَصَبۡرٌ جَمِيۡلٌ‌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّاۡتِيَنِىۡ بِهِمۡ جَمِيۡعًا‌ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۸۳﴾ وَتَوَلّٰى عَنۡهُمۡ وَقَالَ يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوۡسُفَ وَابۡيَـضَّتۡ عَيۡنٰهُ مِنَ الۡحُـزۡنِ فَهُوَ كَظِيۡمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوۡا تَاللّٰهِ تَفۡتَؤُا تَذۡكُرُ يُوۡسُفَ حَتّٰى تَكُوۡنَ حَرَضًا اَوۡ تَكُوۡنَ مِنَ الۡهٰلِكِيۡنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اَشۡكُوۡا بَثِّىۡ وَحُزۡنِىۡۤ اِلَى اللّٰهِ وَاَعۡلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۶﴾

میں، جو اُس نے ہم سے چھپا کر کرنی شروع کر دیں، ہم اس کی کیا نگرانی کر سکتے تھے!

۸۲ آپ اُن بستی والوں سے پوچھ لیجئے جہاں یہ واقعہ ہوا ہے۔ یا اُن قافلہ والوں سے دریافت کر لیجئے جن کے ساتھ ہم آئے ہیں، کہ ہم سچ کہتے ہیں یا جھوٹ بولتے ہیں۔

۸۳ (چنانچہ اس مشورہ کے بعد وہ باپ کے پاس پہنچے۔ باپ نے جب یہ کچھ سنا تو) کہا کہ (نہیں؛ بن یامین کبھی چوری نہیں کر سکتا) یہ سارا قصہ تمہارا خود وضع کردہ ہے جیسے تمہارے دل نے تمہیں سمجھا دیا ہے۔ (ورنہ حقیقت کچھ اور ہے)۔ میں اس پر بھی (وہی کہونگا جو اس سے پہلے یوسفؑ کے معاملہ پر کہا تھا۔ $\frac{12}{18}$) کہ میرے لئے یہی بہتر ہے کہ میں صبر اور ہمت سے کام لوں (اور گھر کا شیرازہ بکھرنے نہ دوں)۔ مجھے امید ہے کہ ایک دن اللہ ان سب کو مجھ سے ملا دے گا— یعنی یوسفؑ۔ بن یامین اور وہ بڑا لڑکا جو وہاں رہ پڑا تھا —— اس لئے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے اور تمام معاملات کو حکمت اور تدبیر سے آخر تک پہنچانے والا ہے۔

۸۴ اس نے بیٹوں کی طرف سے رُخ پھیر لیا۔ اور (اس نئے زخم نے اس کے دل میں یوسفؑ کی یاد تازہ کر دی تو اس نے آہ بھر کر کہا) "ہائے! یوسفؑ کا دردِ فراق"۔ وہ اس صدمہ سے بیقرار رہتا تھا۔ اور شدتِ غم کی وجہ سے اس کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبائی رہتی تھیں۔

۸۵ (باپ کا یہ حال دیکھ کر بیٹے —— بجائے اس کے کہ اس سے غمخواری اور غم گساری کریں۔ اکثر کہتے کہ) آپ اس قصے کو چھوڑیں گے بھی، یا ہر وقت "یوسف۔ یوسف" پکارتے رہیں گے؛ اگر آپ یہی کچھ کرتے رہے تو، خدا شاہد ہے، آپ اس کے غم میں گھل گھل کر مر جائیں گے۔ اور اگر مریں گے نہیں تو از کار رفتہ ضرور ہو جائیں گے۔

۸۶ باپ، اس کے جواب میں کہتا کہ (میں تم لوگوں سے تو کچھ بھی نہیں کہتا)۔ میں تو اپنے غم و الم کا اظہار اپنے خدا کے سامنے کرتا ہوں۔ اس لئے کہ میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں

یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَاَخِیْهِ وَلَا تَایْــٴَـسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِؕ اِنَّهٗ لَا یَایْــٴَـسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ۝۸۷ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَیْهِ قَالُوْا یٰۤاَیُّهَا الْعَزِیْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَیْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَیْنَاؕ اِنَّ اللّٰهَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ۝۸۸ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِیُوْسُفَ وَاَخِیْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ۝۸۹ قَالُوْۤا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ یُوْسُفُؕ قَالَ اَنَا یُوْسُفُ وَهٰذَاۤ اَخِیْ٘ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَاؕ اِنَّهٗ مَنْ یَّتَّقِ وَیَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۝۹۰

جو تم نہیں جانتے۔ (اس لئے میری امیدوں کا سلسلہ منقطع نہیں ہوتا۔ مجھے یقین ہے کہ میرے بیٹے مجھ سے ایک دن ضرور ملیں گے۔ میں چاہتا یہ ہوں کہ اس انتظار کی مدت زیادہ طویل نہ ہو۔ لہٰذا)

۸۷ اے میرے بچو! تم ایک بار پھر جاؤ۔ یوسفؑ کا کچھ سراغ لگاؤ اور بن یامین کا حال احوال دریافت کرو۔ رحمتِ خداوندی کی نسیمِ جاں فزا سے کبھی مایوس نہ ہو۔ اس سے صرف وہ لوگ مایوس ہوتے ہیں جو اس کے اس قانون پر یقین نہیں رکھتے (کہ سعی و عمل اگر صحیح خطوط پر ہوں تو وہ کبھی بلانتیجہ نہیں رہتے)۔

۸۸ (چنانچہ وہ پھر مصر گئے اور یوسفؑ سے کہا کہ) اے عزیز! ہم پر اور ہمارے گھرانے پر بڑی سختی کے دن آگئے ہیں۔ (ہمارا منہ تو نہیں تھا کہ پھر آپ کے پاس آتے لیکن کیا کریں۔ ہم سخت مجبور اور لاچار ہو گئے ہیں۔ ہمارے پاس نہ غلہ رہا ہے' اور نہ ہی غلہ خریدنے کے لئے پوری رقم ہے۔ بس) یہ حقیر سی پونجی ہے جسے لے کر ہم آگئے ہیں (اسے قبول کر لیجئے اور معاملہ خرید و فروخت کا نہ سمجھئے۔ بلکہ) ہمیں بطور خیرات پورا غلہ دیدیجئے۔ اللہ خیرات کرنے والوں کو نیک بدلہ دیتا ہے۔

۸۹ (یہ سن کر یوسفؑ کا جی بھر آیا' اور اب مزید توقف کی ضرورت نہ سمجھی۔ ان سے) کہا "کیا تمہیں یاد ہے کہ تم نے' اپنی جہالت اور حماقت سے' یوسفؑ اور اس کے بھائی کے ساتھ (۱۲/۱۰) کیا کیا تھا؟"

۹۰ (اب جو انہوں نے غور سے دیکھا تو بات سمجھ گئے اور بے ساختہ پکار اٹھے کہ) ہیں! کیا تم یوسفؑ ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں! میں یوسفؑ ہوں اور یہ میرا بھائی' بن یامین ہے۔ (تم نے تو ہماری ہلاکت کے لئے اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی' لیکن) ہمارے خدا نے ہم پر بڑا اکرم کیا ——— اور حقیقت یہ ہے کہ جو شخص بھی غلط راہوں سے بچتا ہوا' صحیح روش پر گامزن رہتا ہے' اور اس راستے میں جس قدر مشکلات آئیں' پامردی سے ان کا مقابلہ کرتا ہے' تو

قَالُوْا تَاللّٰہِ لَقَدْ اٰثَرَکَ اللّٰہُ عَلَیْنَا وَاِنْ کُنَّا لَخٰطِئِیْنَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۹۲﴾ اِذْھَبُوْا بِقَمِیْصِیْ ھٰذَا فَاَلْقُوْہُ عَلٰی وَجْہِ اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْرًا وَاْتُوْنِیْ بِاَھْلِکُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِیْرُ قَالَ اَبُوْھُمْ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰہِ اِنَّکَ لَفِیْ ضَلٰلِکَ الْقَدِیْمِ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰىہُ عَلٰی وَجْہِہٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا قَالَ اَلَمْ

وہ اس قسم کی حسن کارانہ زندگی بسر کرنے والوں کی محنت کو کبھی رائگاں نہیں جانے دیتا۔

۹۱ (یہ سن کر ان کے سر شرم اور ندامت سے جھک گئے۔ اور) انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم! فی الواقعہ اللہ نے تمہیں ہم پر بڑی فضیلت دی ہے۔ اور ہم بڑے ہی خطاکار ہیں۔

۹۲ یوسفؑ نے کہا کہ جاؤ! اب میں تم پر کوئی سرزنش نہیں کرتا۔ تم نے جو کچھ میرے خلاف کیا میں اسے معاف کرتا ہوں۔ (لیکن اس سے، جو کچھ تم نے خود اپنی ذات کے خلاف کیا ہے، اسے کون معاف کر سکتا ہے؟ اس کی معافی کی تو ایک ہی شکل ہے کہ) تم پھر سے قوانین خداوندی کے مطابق زندگی بسر کرکے، خدا کی حفاظت میں آجاؤ۔ ان جرائم سے تمہاری ذات میں جو کمی واقع ہو گئی ہے، وہ اسے پورا کرکے، اس کی نشو و نما کر دے گا۔ وہ سب سے بہتر نشو و نما کرنے والا ہے۔

۹۳ اب تم یوں کرو کہ (واپس گھر جاؤ اور) یہ میری قمیص اپنے ساتھ لے جاؤ (جو میری وجاہت اور منصب کی محسوس نشانی ہے)۔ جب تم اسے اباجان کے سامنے پیش کرو گے تو وہ ساری بات سمجھ جائیں گے، اور جو کچھ تم کہو گے اس کا یقین کر لیں گے۔ پھر تم اپنے تمام اہلِ خاندان کو لے کر یہاں آجانا۔

۹۴ جب یوسفؑ کے بھائیوں کا قافلہ (مصر سے) روانہ ہوا تو یعقوبؑ نے لوگوں سے کہنا شروع کر دیا کہ، اگر تم لوگ یہ نہ سمجھو کہ بڑھاپے کی وجہ سے میری عقل ماری گئی ہے، تو مجھے یوسفؑ اور اس کی عظمت و اقتدار کی مہک آرہی ہے۔

۹۵ سننے والوں نے کہا کہ بخدا! تم ابھی تک اپنے اسی پرانے خبط میں مبتلا ہو (یوسفؑ کا نام و نشان تک بھی گم ہو چکا ہے اور تمہیں اس کی عظمت و اقتدار کی مہک آرہی ہے!)

۹۶ چنانچہ جب وہ قافلہ کنعان پہنچ گیا، اور خوش خبری دینے والے نے یوسفؑ کا کرتہ یعقوبؑ کے سامنے پیش کیا تو اسے یقین آگیا (کہ فی الواقعہ یوسفؑ زندہ بھی ہے اور اس قدر شان و شوکت کا مالک بھی)۔ اس نے لوگوں سے کہا کہ کیا میں تم سے نہیں کہا کرتا تھا کہ مجھے اللہ کی طرف سے وہ علم دیا گیا ہے جو تمہیں نہیں دیا گیا۔

أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾ قَالُوا يَا أَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ ﴿٩٧﴾
قَالَ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي ۖ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٩٨﴾ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ أَبَوَيْهِ
وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ إِن شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ ﴿٩٩﴾ وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا ۖ وَقَالَ
يَا أَبَتِ هَٰذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِن قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا ۖ وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ
وَجَاءَ بِكُم مِّنَ الْبَدْوِ مِن بَعْدِ أَن نَّزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي ۚ إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِّمَا يَشَاءُ ۚ
إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿١٠٠﴾

(یوسفؑ کا ایک کرتہ وہ تھا جس نے یعقوبؑ کی آنکھوں کے سامنے دنیا اندھیر کر دی تھی۔ اور ایک کرتہ یہ تھا جس سے اس کے دیدۂ و دل کی کائنات روشن اور تابناک ہو گئی)۔

۹۷ بیٹوں نے باپ سے کہا کہ ہم بڑے خطاوار ہیں۔ (ہم اس قابل تو نہیں کہ ہمیں معاف کیا جائے۔ لیکن ہماری پھر بھی آپ سے درخواست ہے کہ) آپ ہمارے لئے معافی طلب کر دیں۔

۹۸ یعقوبؑ نے کہا کہ میں تمہارے لئے اپنے ربّ سے سامانِ حفاظت طلب کروں گا۔ اس لئے کہ اس کے قانونِ مکافات میں (جرائم کے تائب ہو جانے والوں کے لئے) حفاظت و مرحمت کی گنجائش ہے۔

۹۹ جب وہ یوسفؑ کے پاس پہنچے تو اس نے اپنے والدین کو خاص اپنے پاس ٹھیرایا۔ اور باقی اہلِ خاندان سے بھی کہا کہ اب تم مصر میں انشاء اللہ آرام سے رہو گے۔ (یعنی چونکہ یہ سب کچھ خدا کے قانونِ مشیت کے مطابق ہو رہا ہے اس لئے تم آرام سے رہو گے۔ امن مشروط ہے قوانین خداوندی کے مطابق زندگی بسر کرنے سے)۔

۱۰۰ اس نے اپنے ماں باپ کو عزت و تکریم کی بلند مسندوں پر بٹھایا، اور تمام متعلقین اہل کار اور خدام، یوسفؑ کی وجہ سے ان کی تعظیم بجا لائے۔

اس وقت یوسفؑ نے کہا۔ ابا جان! یہ ہے میرے اس خواب کی تعبیر جو میں نے اتنا عرصہ پہلے دیکھا تھا۔ میرے نشوونما دینے والے نے خواب کو حقیقت بنا کر دکھا دیا۔ اس کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھے قید خانہ سے نکال کر (اس مقام بلند تک پہنچا دیا) اور مخالفت کی اس خلیج کو پاٹ کر جو شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان حائل کر دی تھی، آپ سب کو صحرا سے یہاں

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا تَسْـَٔــلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ

منتقل کردیا (کہ سب عزت اور آرام کی زندگی بسر کریں)۔ حقیقت یہ ہے کہ میرا نشوونما دینے والا اپنی اسکیموں کو بڑے ہی لطیف انداز سے بروئے کار لاتا اور تکمیل تک پہنچاتا ہے۔ اس کی ہر بات علم و حکمت پر مبنی ہوتی ہے۔

۱۰۱ (ان تمام گذشتہ واقعات کی یاد سے یوسفؑ کے دل میں تشکر و امتنان کے جذبات موجزن ہو گئے۔ اور اس نے بحضور رب العزت عرض کیا کہ) اے میرے نشوونما دینے والے! تیرا کتنا بڑا احسان ہے کہ تو نے مجھے اس قدر اختیارات و اقتدارات کا مالک بنا دیا۔ مجھے تدبیر امور اور عاقبت اندیشی کا علم و سلیقہ عطا فرما دیا۔

اے کائنات کے پیدا کرنے والے! تو ہی حال اور مستقبل — دنیا اور آخرت میں میرا کارساز و رفیق ہے۔ مجھے توفیق عطا فرما کہ میری ساری زندگی تیرے قوانین کی اطاعت میں گزرے اور میرا شمار ان خوش بخت لوگوں میں ہو جن کے سب کام سنور گئے ہوں!

۱۰۲ اے رسول! یہ وہ تاریخی سرگزشتیں ہیں جو تیرے علم میں نہیں تھیں، اور جنہیں ہم نے تمہیں وحی کے ذریعے بتایا ہے — تم برادرانِ یوسفؑ کے پاس کھڑے نہیں تھے جب وہ اپنی سازش پر متفق ہو گئے تھے اور وہ یوسفؑ کے خلاف خفیہ تدبیریں کر رہے تھے۔ (اس لئے تمہیں ان واقعات کا علم کیسے ہو سکتا تھا!)۔

۱۰۳ (تمہارے رسول ہونے کی یہ بھی ایک واضح شہادت ہے لیکن اس کے باوجود) بہت سے لوگ اس پر ایمان نہیں لائیں گے خواہ تم کتنا ہی کیوں نہ چاہو۔

۱۰۴ حالانکہ تو ان سے، اس کے معاوضے میں کچھ نہیں مانگتا۔ بلا مزد و معاوضہ ان کی بھلائی کے لئے اس قدر کوشش کر رہا ہے۔

(لیکن اس سے افسردہ خاطر ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ اس لئے کہ قرآن کا پیغام کچھ انہی لوگوں کے لئے تھوڑا ہے کہ یہ نہ مانیں گے تو اس کا مشن ناکام رہ جائے گا) یہ تو تمام نوع انسان کے لئے ضابطہ زندگی ہے (یہ نہیں قبول کریں گے تو کوئی دوسری قوم قبول کر لے گی)۔

۱۰۵ (قرآن کی تعلیم تو پھر بھی ایک نظری دعوت ہے جو حروف و الفاظ کی شکل میں ان کے

وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۚ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۭ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ

سامنے پیش کی جاتی ہے۔ ان کی تو یہ حالت ہے کہ) کائنات میں، قوانین خداوندی کی کارفرمائی کی کتنی کتنی بڑی محسوس شہادات ہیں، جن سے یہ منہ پھیرے گزر جاتے ہیں (اور غور و فکر سے کام نہیں لیتے)۔

۱۰۶ (ان میں کچھ تو ایسے ہیں کہ قوانین خداوندی سے یکسر انکار کرتے ہیں۔ اور) اکثر ایسے کہ وہ خدا کے قانون کو مانتے تو ہیں لیکن اس کے ساتھ اور قوتوں کو بھی صاحب اقتدار و اختیار تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس طرح مومن کہلانے کے باوجود مشرک کے مشرک رہتے ہیں۔

۱۰۷ کیا یہ لوگ اس سے بالکل مطمئن ہو چکے ہیں کہ خدا کے قانونِ مکافات کی رُو سے آنیوالی تباہیوں میں سے ان پر کوئی ایسی تباہی نہیں آئے گی جو ان پر ہر طرف سے چھا جائے! یا وہ آنیوالا انقلاب اس طرح اچانک آجائے کہ انہیں اس کے آنے کا احساس تک بھی نہ ہو۔

۱۰۸ ان سے کہو کہ میری راہ تو بالکل (صاف اور سیدھی) ہے۔ اور وہ یہ کہ میں تمہیں خدا کی طرف، دلائل و براہین کی رُو سے، علیٰ وجہ البصیرت، دعوت دیتا ہوں —— میں بھی ایسا کرتا ہوں اور جو میرے متبعین ہوں گے وہ بھی ایسا ہی کریں گے —— خدا اس سے بہت بلند ہے کہ (اسے کائنات کے چلانے کے لئے، اور قوتوں کی بھی ضرورت ہو)۔ اس لئے میں ان میں سے نہیں ہوں جو قانون خداوندی کو بھی تسلیم کریں اور اس کے ساتھ اور قوتوں کو بھی اختیار و اقتدار کی مالک سمجھیں۔ (اور یوں، مومن کہلاتے ہوئے، مشرک کے مشرک رہیں)۔

۱۰۹ (اور یہ جو ان کا اعتراض ہے کہ ایک انسان کس طرح سے رسول ہو سکتا ہے تو ان سے کہو کہ) مجھ سے پہلے بھی خدا نے کسی رسول کو نہیں بھیجا بجز اس کے کہ وہ وہاں کی بستی کے رہنے والوں میں سے ایک آدمی تھا (۱۶/۴۳ ؛ ۲۱/۷)۔

کیا یہ لوگ، (جو اس قسم کی کٹ حجتیاں کرتے ہیں) دنیا میں چلے پھرے نہیں جو دیکھ لیتے کہ ان لوگوں کا کیا انجام ہوا جنہوں نے ان سے پہلے (اسی قسم کی روش اختیار کی تھی)؟ اگر یہ لوگ

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۗ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ اتَّقَوْا ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٠٩﴾ حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّيَ مَن نَّشَاءُ ۖ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ﴿١١٠﴾ لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۗ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً

(آنکھیں کھول کر تاریخی شواہد کا مطالعہ کرتے اور) عقل و فکر سے کام لیتے' تو ان پر یہ حقیقت واضح ہو جاتی کہ (حق و باطل کی کشمکش میں) آخر الامر کامیابی اور تمکن انہی کو حاصل ہوا جو تخریبی کارروائیوں سے بچتے ہوئے' قوانینِ خداوندی کے مطابق زندگی بسر کرتے تھے۔ (لہٰذا' ان سے کہو کہ حق و باطل کا فیصلہ اس سے نہیں ہوتا کہ رسول' دوسرے انسانوں جیسا انسان ہوتا ہے یا' تمہارے تصور کے مطابق' مافوق البشر اس کا فیصلہ اس سے ہوتا ہے کہ جو قانون وہ پیش کرتا ہے اس کے مطابق زندگی بسر کرنے کا نتیجہ کیا ہوتا ہے' اور اس کی خلاف ورزی کے عواقب کیا؟ اس کی شہادت' تاریخی سرگزشتیں بھی بہم پہنچا سکتی ہیں)۔

۱۱۰ (لیکن' یہ تاریخی شہادتیں یہ بھی بتائیں گی کہ حق و باطل کی اس کشمکش کا فیصلہ یونہی جھٹ سے نہیں ہو جاتا۔ اس کے لئے بڑا لمبا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ چنانچہ اقوامِ سابقہ کے سلسلہ میں بعض اوقات یہ عرصہ اتنا لمبا ہو جاتا تھا کہ) رسول مایوس ہو جاتے تھے کہ اب یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ اور لوگ اپنے دل میں سمجھ لیتے تھے کہ انہیں تباہی اور بربادی کے جس عذاب سے ڈرایا جاتا ہے' وہ خالی دھمکیاں ہیں۔ تو اُس وقت' ہمارے رسولوں کی طرف ہماری نصرت آتی تھی۔ سو ہم' اپنے قانونِ مشیت کے مطابق' (رسول اور اس کی جماعت کو) تباہی سے محفوظ رکھتے تھے' اور مجرمین سے وہ عذاب ٹلا نہیں کرتا تھا۔

(سو جس طرح' اقوامِ سابقہ کے ساتھ ہوا' اسی طرح ان لوگوں کے ساتھ ہوگا)۔

۱۱۱ ہم اقوامِ سابقہ کے جو احوال و کوائف بیان کرتے ہیں' ان میں' ان لوگوں کے لئے سامانِ عبرت و موعظت ہے جو عقل و فکر سے کام لیں (اس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ) قرآن' کوئی من گھڑت کتاب نہیں۔ یہ ان تمام دعاوی کو سچ کر کے دکھا دے گا' جو اس سے پہلے' انبیائے سابقہ کی وساطت سے کئے گئے تھے۔ اس میں وہ تمام اصول و قوانین دیدیئے گئے ہیں جن کی' نوعِ انسان کو' صحیح زندگی بسر کرنے کے لئے ضرورت تھی۔ ان اصول و قوانین

لِقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿١١١﴾

کو اس طرح نکھار اور ابھار کر بیان کیا گیا ہے (کہ ان میں کسی قسم کا التباس نہیں رہا)۔
یہ وہ ضابطہ ہے جو ہر اس قوم کو، جو اس کی صداقت پر یقین رکھے سفرِ حیات میں راہ نمائی کا کام دے گا اور اس کے لئے سامان نشو و نما فراہم کرے گا۔
(یہ ہے تمام نوعِ انسان کے لئے خدا کی طرف سے آخری اور مکمل ضابطہ حیات)۔

سورۃ الرعد
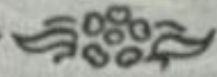
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٓمّٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ۭ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ① اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَي الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ② وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَ

---

۱ خدائے علیم و حکیم و رحیم کا ارشاد ہے کہ یہ 'کتابِ خداوندی (قرآن) کی آیات ہیں۔ یعنی اُس ضابطہ خداوندی کے قوانین' جو تیرے نشو و نما دینے والے کی طرف سے' تجھ پر بذریعہ وحی نازل کیا جاتا ہے' اور جو یکسر مبنی بر حقیقت ہے۔ لیکن اکثر لوگ' اس کے باوجود' اس کی صداقت پر ایمان نہیں لاتے۔

۲ یہ اُس خدا کی طرف سے ہے جس نے' اتنے بڑے بڑے اجرام فلکی کو' فضا کی بلندیوں میں معلق کر رکھا ہے۔ اور' جیسا کہ تم دیکھتے ہو' کوئی ستون انہیں تھامے ہوئے نہیں۔ (یہ صرف اس کا قانون کشش و جذب ہے جس کے سہارے یہ قائم ہیں)۔ اس لئے کہ کائنات کا مرکزی کنٹرول خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اسی طرح اس نے' سورج اور چاند' سب کو' اپنے قانون کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے۔ ان میں سے ہر ایک' ایک مدتِ معینہ کے لئے اپنے اپنے راستے پر چلا جا رہا ہے۔

جس خدا کا ہمہ گیر قانون' خارجی کائنات میں یوں تدبیرِ امور کرتا ہے' وہی خدا' اپنے اُس قانون کو' جس کے مطابق انسان کو زندگی بسر کرنی چاہیئے' کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تمہیں اس حقیقت کا یقین ہو جائے کہ تمہیں بھی اُسی کے قانون کا سامنا کرنا ہے۔ تم اس سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے۔

۳ تم غور کرو کہ اس کا قانون ربوبیت' کائنات میں کس طرح کار فرما ہے۔ اس نے'

اَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۳ وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَّنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۴ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۵

(زمین کے گول ہونے کے باوجود) اس کی سطح کو اس طرح پھیلا دیا ہے (کہ تم اس پر آسانی سے رہ سکو۔ اور اس میں پہاڑ بنا دیئے۔ اور اُن سے دریاؤں کا سلسلہ جاری کر دیا۔ اور اس میں' ہر ایک پھل کے جوڑے' دو دو قسم کے پیدا کر دیئے۔ اور (زمین کی گردش کا ایسا قاعدہ مقرر کر دیا کہ اس سے) رات کی تاریکی' دن کی روشنی کو ڈھانپ لیتی ہے۔ ان تمام امور میں' ان لوگوں کے لئے' جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں' ہمارے قانون کی ہمہ گیری کی' کتنی بڑی نشانیاں ہیں۔

۴ پھر اس پر بھی غور کرو کہ' زمین کے مختلف قطعات' ایک دوسرے سے ملحق ہوتے ہیں (لیکن ان میں) کسی میں انگور کے باغ ہیں' کسی میں کھیتیاں۔ کہیں کھجور کے درخت ہیں — ان میں سے بعض ایک ہی جڑ سے پھوٹ کر الگ الگ ہو جاتے ہیں' اور بعض الگ الگ جڑوں سے اگتے ہیں — یہ سب ایک ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں' لیکن' مختلف درختوں کے پھل' خوبیوں کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں (ایک میں ایک خوبی ہے تو دوسرے میں دوسری) اس طرح ایک کو دوسرے پر برتری حاصل ہوتی ہے۔

ان امور میں بھی ان لوگوں کے لئے جو عقل و فکر سے کام لیتے ہیں' ہمارے نظام ربوبیت کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔

۵ (خدا کے قانونِ تخلیق و نشو و نما کی اس قدر گوناگوں نشانیوں کے باوجود' اے مخاطب!) اگر تو کوئی تعجب انگیز بات سننا چاہے تو وہ' ان لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ "جب ہم گل سڑ کر مٹی ہو جائیں گے تو کیا' اس کے بعد' ہم ایک نئے انداز سے' پھر پیدا ہوں گے؟" حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ (جو سمجھتے ہیں کہ انسان کی زندگی بس اس طبیعی جسم کی زندگی ہے۔ اس سے آگے کچھ نہیں) خدا کے قانونِ تخلیق و ربوبیت سے انکار کرتے ہیں۔ (اس لئے کہ "ربوبیت" کے معنی ہی کسی شے کو اس کی تکمیل کے

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ۗ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۖ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٦﴾ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۗ إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ ۖ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿٧﴾

آخری نقطہ تک پہنچاناہیں۔ اور انسان کی تکمیل کا آخری نقطہ اس کی موت نہیں ہے)۔ ایسا کہنے والے وہ لوگ ہیں جو (جہالت اور تقلید کی) زنجیروں میں اس طرح جکڑے ہوئے ہیں کہ (ان کی نگاہ دور تک جا ہی نہیں سکتی۔ وہ وسعتِ نظر اور کشادگیٔ علم سے کام ہی نہیں لے سکتے۔ یہ لوگ زندگی کی وسعتوں سے انکار کرکے، کسی اور کا نقصان نہیں کرتے بلکہ اپنے مستقبل کی کھیتیوں کو اس طرح جلاکر راکھ کا ڈھیر بنا لیتے ہیں کہ ان میں نشو و نما کا امکان ہی نہیں رہتا۔

۶ (ان کی اِسی تنگ نظری کا نتیجہ ہے کہ یہ) بجائے اس کے کہ اس کا انتظار کریں کہ تمہاری جد و جہد کے حسین و خوشگوار نتائج سامنے آجائیں، تم سے مطالبہ کرتے ہیں کہ، جس تباہی کے متعلق تم ان سے کہتے ہو، وہ جلدی سے آجائے۔ انہیں اِسکا علم نہیں کہ، ان سے پہلے قوموں کی تباہی کی ایسی سرگذشتیں گزر چکی ہیں جو دنیا میں کہاوتیں بن گئی ہیں!

اس باب میں تیرے نشو و نما دینے والے کا قانون یہ ہے کہ، لوگوں کے ظلم اور زیادتی کے باوجود (عمل اور اس کے نتیجے میں مہلت کا وقفہ رکھا جائے تاکہ جو لوگ، اس دوران میں، غلط روش کو چھوڑکر، صحیح راستہ اختیار کرلیں، آنے والی تباہی سے ان کی حفاظت ہوجائے۔ (لیکن جو لوگ اس مہلت کے وقفے سے فائدہ نہیں اٹھاتے، وہ تباہ و برباد ہوجاتے ہیں)۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا کا قانونِ مکافات، اعمال کا پیچھا کرنے میں بڑا سخت گیر واقع ہوا ہے۔

۷ یہ لوگ جو اس ضابطہ قوانین کی صداقت کو تسلیم نہیں کرتے، درحقیقت "قانون" کی اہمیت کو نہیں سمجھتے۔ اسی لئے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ رسول کوئی محسوس معجزہ کیوں نہیں دکھاتا؟ حالانکہ تیرا کام صرف یہ ہے کہ تو انہیں، خدا کے اس قانون سے آگاہ کردے کہ اگر تم غلط روش پر قائم رہے تو اس کا نتیجہ تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔

پھر ایک بات اور بھی ہے۔ اگر تیری دعوت اسی قومِ مخاطب تک محدود ہوتی تو معاملہ کچھ مختلف ہوتا۔ لیکن تجھے تو ہر (موجودہ اور آنے والی) قوم کے لئے راہ نما بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اس لئے تیرا منصب یہی ہے کہ تو خدا کے عالمگیر، غیر متبدل، قوانین پیش کرے جو زمان و مکان کی حدود سے ماوراء ہوں اور جن پر غور و فکر سے ہر قوم راہ نمائی حاصل کرسکے۔

اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِمِقْدَارٍ ﴿۸﴾ عٰلِمُ الْغَیْبِ
وَالشَّہَادَۃِ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِ ﴿۹﴾ سَوَآءٌ مِّنْکُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَہَرَ بِہٖ وَمَنْ ہُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّیْلِ
وَسَارِبٌۢ بِالنَّہَارِ ﴿۱۰﴾ لَہٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ یَحْفَظُوْنَہٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا
یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَہٗ ۚ وَمَا لَہُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ مِنْ
وَّالٍ ﴿۱۱﴾

---

۸ (یہ جو اوپر کہا گیا ہے کہ عمل اور اس کے نتیجے میں ایک وقفہ ہوتا ہے تو اس کی بین مثال ان کے سامنے ہے کہ کس طرح، حمل قرار پانے سے، بچہ پیدا ہونے تک کا عرصہ ناگزیر ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ علم خداوندی کے مطابق ہوتا ہے جو جانتا ہے کہ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے' اور رحم کے اندر اس میں کون کونسی چیزیں کم ہوتی رہتی ہیں اور کون کون سی بڑھتی ہیں۔ نیز' کونسا بچہ تکمیل تک پہنچتا ہے اور کونسا ناتمام رہ جاتا ہے۔ یہ سب کچھ ان اندازوں کے مطابق ہوتا ہے جو خدا نے مقرر کر رکھے ہیں۔

۹ اُس خدا کے اندازوں کے مطابق جو جانتا ہے کہ کسی شے کی موجودہ حالت کیا ہے اور مستقبل میں وہ کن مراحل سے گزرنے والی ہے۔ (اس کے کون کون سے جوہر مشہود ہو چکے ہیں اور کون کون سے ہنوز پوشیدہ ہیں)۔ اس کا قانون' بڑی قوتوں کا مالک اور بلند ترین مقام پر متمکن ہے —— ایسے بلند ترین مقام پر کہ اُس تک کسی کا ہاتھ ہی نہیں پہنچ سکتا جو اُس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل کر سکے۔ وہ ہر ایک کی دسترس سے باہر ہے۔

۱۰ اُس کے قانون کی نگاہ اس قدر باریک بیں ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی بات کو چھپائے' یا اُسے ظاہر کر دے۔ یا کوئی شخص دن کی روشنی میں' کھلے بندوں' چلے یا رات کی تاریکی میں (اِدھر اُدھر کچھ کرتا پھرے)۔ اس کے نزدیک سب یکساں ہیں۔

۱۱ (اُس کے قانون مکافات کی کارفرمائی کے لئے) ہر انسان کے آگے اور پیچھے' ایسی قوتیں متعین ہیں جو اُس کے ہر عمل کا پیچھا کر کے' اُسے' اس کے نتیجہ تک پہنچاتی ہیں ($\frac{۸۲}{۱۲}$—۱۰)۔ اور یوں انسان کا ہر عمل محفوظ ہو جاتا (اور نتیجہ خیز ہو کر رہتا ہے۔ پھر' چونکہ قوم' افراد ہی کا مجموعہ ہوتی ہے' اس لئے یہی قانون' آگے بڑھ کر اقوام کو بھی محیط ہو جاتا ہے۔ اس قانون کا نتیجہ ہے کہ) خدا کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود اپنی حالت کو نہ بدلے (چنانچہ' جس طرح

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ۭ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾

یہ ایک محکم اصول ہے کہ زندگی کی جو خوشگواریاں کسی قوم کو حاصل ہوں وہ اس سے نہیں چھنتیں جب تک وہ اُن کی صلاحیت اپنے اندر رکھتی ہے - ۵۳/۸ - اسی طرح، یہ بھی ایک غیر متبدل قانون ہے کہ جب کسی قوم پر اس کے اعمال کے نتیجہ میں تباہی آتی ہے تو اسے کوئی نہیں روک سکتا' اور نہ ہی اُس قوم کا کوئی حامی و مددگار ہو سکتا ہے- ہاں' اگر وہ پھر قانونِ خداوندی کی طرف رجوع کرے تو وہ اسکی مدد کر سکتا ہے-

۱۲ (تباہیوں کی ایسی یاس انگیز حالت میں' قانونِ خداوندی کی طرف رجوع کرنے کی امید افزا کیفیت کا اندازہ کرنے کے لئے تم پھر کائنات میں غور کرو کہ ایک ہی حادثہ میں کس طرح' بیم و رجا' ملے جلے ساتھ آتے ہیں)- تم دیکھو کہ بجلی چمکتی ہے تو اس سے خوف و ہراس پیدا ہوتا ہے- لیکن اس کے ساتھ ہی' پانی سے بھرے ہوئے بادل اُمنڈے ہوئے چلے آتے ہیں جو تمہارے لئے نفع بخشیوں کے پیغامبر ہوتے ہیں-

۱۳ ان بادلوں کی گرج- بلکہ تمام کائناتی قوتیں- قانونِ خداوندی کی ہیبت سے لرزہ براندام' اپنے اپنے فرائض کی سرانجام دہی میں سرگرمِ عمل رہتی ہیں تاکہ اُس کی ربوبیت اس طرح نکھر کر سامنے آجائے کہ ہر دیکھنے والے کی زبان پر بے ساختہ کلماتِ تحسین آجائیں (۱/۱)- باقی رہی بجلیوں کی تباہ کاریاں' تو وہ اُس پر گرتی ہیں جو اُن کی زد میں اپنا آشیانہ بنا کر' خود تباہ ہونا چاہتا ہے- اور یہ کچھ خدا کے قانونِ مشیت کے مطابق ہوتا ہے-

یہ لوگ (اس قدر زندہ شہادتوں کے باوجود) قانونِ خداوندی کے بارے میں تجھ سے جھگڑا کرتے رہتے ہیں- (اور نہیں سمجھتے کہ خدا کا جو قانون' کائنات میں یہ کچھ کر رہا ہے' وہ) انسانی دنیا میں بھی کس قدر سختی سے مواخذہ کرنے والا ہے:

۱۴ (اس لئے جو قوم یہ چاہتی ہے کہ اس کی کوششیں' ٹھوس تعمیری نتائج پیدا کریں' اُسے' اُس کے قوانین کا اتباع کرنا چاہیئے- اس لئے کہ) ٹھوس' تعمیری نتائج پیدا کرنے والی ہر مانگ اُسی کے

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ⑮ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ⑯

قوانین سے وابستہ ہے۔ جو لوگ یہ چاہیں کہ اس کے قانون کو چھوڑ کر کسی اور کے قانون کی رُو سے تعمیری نتائج پیدا کرلیں' تو ان کی یہ آرزو اور کوشش اسی طرح رائیگاں جائے گی جس طرح اس شخص کی آرزو اور کوشش رائیگاں جاتی ہے جو دور سے' پانی کی طرف ہاتھ پھیلا کر سمجھے کہ پانی اس کے مُنہ تک خود بخود پہنچ جائے گا۔ حالانکہ اس طرح پانی اس کے ہونٹوں تک کبھی نہیں پہنچ سکتا (یہ چیز قانون خداوندی کے خلاف ہے)۔ لہٰذا اُس کے قانون سے انکار کرنے والوں کی آرزوئیں بارآور نہیں ہوسکتیں۔ ($\frac{۴}{۱۲۳}$)۔

۱۵ (یہ لوگ جو ہمارے قانون سے انکار کرتے ہیں' دیکھتے نہیں کہ) کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کوئی ہے طوعاً و کرہاً ہمارے قانون کے سامنے' سرِتسلیم خم کئے ہے[۱] ($\frac{۳}{۸۲}$ ؛ $\frac{۱۶}{۱۱}$) اگر یہ لوگ کائنات کی بڑی بڑی چیزوں کو دیکھنا نہیں چاہتے تو' کم از کم' اپنے جسم پر ہی غور کریں جو خدا کے قانونِ طبیعی کے تابع ہے۔ وہ دیکھیں کہ) ان کا سایہ کس طرح' صبح سے دوپہر تک' ایک سمت میں' اور دوپہر سے شام تک دوسری سمت میں رہتا ہے۔ (کیا انہیں اس پر اختیار ہے کہ وہ اس سایہ کی سمت کو بدل دیں؟ یہ لوگ یہاں تک تو مانیں گے کہ اس کے بدلنے پر انہیں اختیار نہیں۔ لیکن' اسے تسلیم نہیں کریں گے کہ خدا کا قانون' اُن کے سایہ سے آگے بڑھ کر' ان کی ذات پر' اور انسانی معاشرہ پر بھی نافذ ہوتا ہے)۔

۱۶ (اِن کی اسی ذہنیت کا نتیجہ ہے کہ) اگر تم اِن سے پوچھو کہ خارجی کائنات (زمین و آسمان) میں کس کا قانون کارفرما ہے' تو' جس طرح تم کہتے ہو' یہ بھی اسی طرح کہدیں گے کہ وہاں اللہ ہی کا قانون نافذ العمل ہے ($\frac{۲۳}{۸۴}$—۹۰ ؛ $\frac{۲۹}{۶۱}$—۶۳)۔ ان سے کہو کہ پھر تم' اپنی داخلی دنیا میں (اس کے قانون کو چھوڑ کر) دوسری قوتوں کو کیوں کارساز بناتے ہو' جن کی بےبسی کا

---

[۱] اس کی تشریح کے لئے ($\frac{۳۰}{۲۲}$) دیکھئے۔

أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ۚ وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۚ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۖ وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ ﴿١٧﴾

یہ عالم ہے کہ وہ (دوسروں کے لئے تو ایک طرف) خود اپنی ذات کے لئے بھی نفع اور نقصان کی قدرت نہیں رکھتیں —— تم جب خدا کو الٰہ السّمآء مانتے ہو' تو اُسے الٰہ الارض کیوں نہیں مانتے؟ (۶/۳ ؛ ۴۳/۸۴ ؛ ۲۱/۲۲ —— ۲۱/۲۱)۔

اِن دلائل کے بعد ان سے پوچھو کہ کیا اندھا اور دیکھنے والا' دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ یا کیا یہ ہو سکتا ہے کہ اندھیرا اور اجالا یکساں ہو جائے؟ (۱۱/۲۴ ؛ ۳۵/۱۹)

یا' ان سے پوچھو کہ انہوں نے جن ہستیوں کو خدا کی کارسازی میں شریک ٹھیرا رکھا ہے' کیا اُنہوں نے بھی' خدا کی مخلوق کی طرح' کوئی مخلوق پیدا کی ہے' اور ان دونوں کی مخلوق ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہے' جس سے یہ اس نتیجے پر پہنچ گئے ہیں کہ خدا یگانہ نہیں۔ اُس جیسے اور بھی ہیں۔

ان سے کہو کہ ان کا یہ خیال باطل ہے۔ ہر شے کا خالق صرف خدا ہے۔ وہ بے مثل اور یگانہ ہے اور تمام قوتوں کا واحد مالک' اور سب پر غالب۔

۱۷

(اب رہی یہ بات کہ اگر کائنات میں سب کچھ اُسی کا پیدا کردہ ہے تو پھر یہ کیا معاملہ ہے کہ یہاں صاف اور ستھرے پانی کے ساتھ خس و خاشاک بھی ہے اور خوشگواریوں کے ساتھ ناخوشگواریاں بھی۔ خیر کے ساتھ شر بھی ہے اور حق کے ساتھ باطل بھی؟ ان سے کہو کہ یہ اس لئے ہے کہ یہاں حق و باطل کی کشمکش کا قانون کارفرما ہے اور اسی کشمکش سے' کائنات اپنے ارتقائی منازل طے کرتی' آگے بڑھتی جاتی ہے۔ اسے مثال کے طور پر یوں سمجھو کہ) وہ بادلوں سے مینہ برساتا ہے تو ندی نالے' اپنے اپنے ظرف کے مطابق' بہ نکلتے ہیں۔ پانی کے بہاؤ سے' زمین کا میل کچیل' جھاگ بن کر' زمین کی سطح پر آجاتا ہے' تو سیلاب کی رَو اسے بہا کر لے جاتی ہے اور زمین صاف ستھری رہ جاتی ہے)۔

یا یوں سمجھو کہ جب کسی دھات کو آگ میں تپایا جاتا ہے تاکہ اس سے زیورات' یا دیگر ضروریات کی چیزیں بنائی جائیں' تو اس کا کھوٹ' جھاگ بن کر اوپر آجاتا ہے (اور خالص دھات نیچے رہ جاتی ہے)۔

اسی طرح کائنات میں' خدا کے قانونِ کشمکش کے مطابق' تعمیری قوتیں' تخریبی قوتوں

لِلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰی ۚ وَالَّذِیْنَ لَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰی ؕ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۹﴾ الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ لَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ ﴿۲۰﴾

سے ٹکراتی رہتی ہیں، تو تخریبی قوتیں، جھاگ کی طرح رائگاں چلی جاتی ہیں، اور جو کچھ نوعِ انسان کے لئے نفع بخش ہوتا ہے، وہ باقی رہ جاتا ہے۔ یہ ہے خدا کا قانون محو و ثبات (۱۳/۳۹ ؛ ۲۱/۱۸ ؛ ۴۲/۲۴)۔

۱۸ اس طرح خدا، مثالوں کے ذریعے بات واضح کر دیتا ہے، ان لوگوں کے لئے جو خدا کی دعوت پر نہایت حسن کارانہ انداز سے لبیک کہتے ہیں (تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ جس دعوت کو لے کر وہ اٹھے ہیں، اس میں کس طرح تخریبی قوتوں سے تصادم ہو گا اور بالآخر کس طرح حق کی کامیابی ہو گی)۔

باقی رہے وہ لوگ جو اس دعوت پر لبیک نہیں کہتے (بلکہ اس کی مخالفت کرتے ہیں، تو ان سے کہہ دو کہ قانونِ خداوندی کی رُو سے ان کی تباہی یقینی ہے۔ آج تو ان کے لئے موقعہ ہے کہ وہ اس دعوت کو تسلیم کر کے، اس تباہی سے بچ جائیں۔ لیکن اگر انہوں نے ایسا نہ کیا، اور ظہورِ نتائج کا وقت آ گیا، تو اُس وقت) اگر ایسا ہو کہ ان کے پاس تمام روئے زمین کی دولت ہو، اور اس کے ساتھ اتنی ہی دولت اور جمع ہو جائے، اور وہ چاہیں کہ اس تمام دولت کو دے کر، اس تباہی سے بچ جائیں۔ تو ایسا نہیں ہو سکے گا۔ اُس وقت ان کے اعمال کا حساب، ان کے حق میں بہت بُرا ہو گا، اور ان کا ٹھکانہ تباہیوں کا جہنم ہو گا —— اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

۱۹ ذرا سوچو کہ ایک شخص وہ ہے جو اس پر یقین رکھتا ہے کہ جو کچھ تیرے نشو و نما دینے والے کی طرف سے نازل ہوا ہے، وہ حق ہے، اور دوسرا وہ ہے جو اس حقیقت کی طرف سے بالکل اندھا ہے —— کیا یہ دونوں کبھی برابر ہو سکتے ہیں؟

لیکن ان مثالوں سے انہی لوگوں کے سامنے حقیقت آ سکتی ہے جو عقل و دانش سے کام لیں۔

۲۰ (وہ عقل و دانش نہیں جو جذبات کے تابع چلتی اور انفرادی مفاد پرستیوں کی راہیں دکھاتی

وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ ﴿٢١﴾ وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٢﴾ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ﴿٢٣﴾ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٤﴾ وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ

ہے۔ بلکہ) ان لوگوں کی عقل و دانش

(۱) جو اس عہد کو پورا کرتے ہیں جو انہوں نے اللہ سے کر رکھا ہے (۹/۱۱۱) اور اپنے اقرار کو کبھی نہیں توڑتے۔

۲۱ (۲) جو انسانیت کے ان ٹوٹے ہوئے رشتوں کو جوڑتے ہیں جن کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا تھا (۲/۲۷)۔ اس لئے کہ وہ ڈرتے ہیں کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو اسکا نتیجہ تباہی اور بربادی ہوگا۔

۲۲ (۳) جو اس مقصد عظیم کے حصول کے لئے جو اُن کے پروردگار نے اُن کے لئے متعین کر رکھا ہے، نہایت ثبات و استحکام سے سرگرمِ عمل رہتے ہیں اور نظامِ صلوٰۃ متشکل کرتے ہیں، اور جو سامانِ نشو و نما نہیں دیا جاتا ہے —— خواہ ان کی مضمر صلاحیتیں ہوں یا محسوس سامانِ زیست —— اسے، نوعِ انسان کی بہبود کے لئے، حسبِ ضرورت خفیہ یا اعلانیہ صرف کرتے ہیں۔ اور یوں معاشرہ کی ناہمواریوں کو اپنے حسنِ عمل سے دور کرتے ہیں (۱۱/۱۱۴ : ۲۸/۵۴)۔

۲۳ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے اِس گھر (دنیاوی زندگی) کا انجام نہایت اچھا ہے۔ یعنی جنتی معاشرہ جس میں وہ داخل ہوں گے —— وہ بھی اور ان کے ماں باپ۔ بیویاں اور اولاد بھی، بشرطیکہ ان کے اعمال صالح ہوں جن سے وہ اس زندگی کے اہل قرار پا چکے ہوں۔ اور ان پر چاروں طرف سے ملائکہ کا نزول ہوگا۔ (۴۱/۳۰)۔

۲۴ جو یہ خوش خبریاں لیتے ہوئے آئیں گے کہ تمہارے لئے ہر طرح کا امن اور سلامتی ہے۔ اس لئے کہ تم نے نہایت استقامت اور استقلال سے مشکلات کا مقابلہ کیا۔ سو، دیکھو کہ اس جدوجہد کے بعد، تمہاری زندگی کا انجام کیسا خوشگوار رہا۔

۲۵ ان کے برعکس، وہ لوگ ہیں جو اس عہد کو جو انہوں نے خدا کے ساتھ نہایت مضبوطی سے باندھا تھا، توڑ ڈالتے ہیں۔ اور انسانیت کے جن رشتوں کو جوڑنے کا اس نے حکم دیا تھا، انہیں

فِی الۡاَرۡضِ ۙ اُولٰٓئِکَ لَہُمُ اللَّعۡنَۃُ وَ لَہُمۡ سُوۡٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰہُ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یَقۡدِرُ ؕ وَ فَرِحُوۡا بِالۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ؕ وَ مَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا فِی الۡاٰخِرَۃِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ وَ یَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَوۡ لَاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡہِ اٰیَۃٌ مِّنۡ رَّبِّہٖ ؕ قُلۡ اِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنۡ یَّشَآءُ وَ یَہۡدِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ اَنَابَ ﴿۲۷﴾ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ تَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُہُمۡ بِذِکۡرِ اللّٰہِ ؕ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ﴿۲۸﴾

ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے ہیں (۱۳/۲۱ ؛ ۲/۲۷) اور اس طرح دنیا میں فساد اور ناہمواریاں برپا کرتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ زندگی کی خوشگواریوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اور ان کا انجام بڑا ہی خراب ہوتا ہے۔

۲۶ یاد رکھو! دنیا میں سامانِ معیشت خدا کے قانون کے مطابق ملتا ہے۔ جو فراواں لینا چاہے (اور اس کے لئے کوشش کرے تو اسے) فراواں مل جائے گا۔ جو نپا تلا لینا چاہے' اسے نپا تلا ملے گا۔ (یہ سب خدا کے قانونِ طبیعی کے مطابق ہوتا ہے۔ جو شخص' اس قانون کے مطابق' کھیتی میں یاد محنت کرتا ہے' اس کی فصل اچھی ہوتی ہے۔ ۱۷/۱۸—۲۱)۔ یہ جو ہم نے کہا ہے کہ جو لوگ انسانیت کے رشتوں کو منقطع کر دیتے ہیں' ان کا انجام خراب ہوتا ہے' تو یہ وہ لوگ ہیں جو سمجھتے ہیں کہ زندگی بس اسی دنیا کی ہے۔ اس کے بعد کچھ نہیں۔ لہذا) وہ اسی دنیا کے مفاد کو اپنا نصب العین قرار دے لیتے ہیں اور اس میں مگن رہتے ہیں' اور نہیں سمجھتے کہ اگر انسان کا مستقبل (اخروی زندگی) تاریک رہے' تو اس زندگی کی خوش حالی کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔ (۲/۲۰۰—۲۰۱)۔

۲۷ (اب پھر اسی اعتراض کی طرف آؤ جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ ۱۳/۷۔ یعنی) یہ لوگ جو اس ضابطہ خداوندی کی صداقت پر ایمان نہیں رکھتے' کہتے ہیں کہ اس رسول کو' اس کے نشوونما دینے والے کی طرف سے کوئی (محسوس) نشان (معجزہ) کیوں نہ ملا؟

ان سے کہدو کہ خدا کا قانون یہ ہے کہ غلط اور صحیح راستے پر چلنا انسان کے اختیار اور ارادے پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ لہذا' جو شخص غلط راستے پر چلنا چاہے گا' قانون خداوندی اسے غلط راستے پر چلنے دیگا۔ اسے اُس راستے سے موڑ کر زبردستی صحیح راستے کی طرف نہیں لائے گا۔ اور جو شخص صحیح راستے کی طرف رجوع کرے گا' اُسے' خدا کا قانون صحیح راستے پر چلنے دے گا۔ (یہی وجہ ہے کہ خدا کی طرف دعوت' علیٰ وجہ البصیرت پیش کی جاتی ہے تاکہ ہر شخص' اپنے دل کے پورے اطمینان سے اسے تسلیم کرے۔ اس پر کسی قسم کی زبردستی نہ ہو ——— نہ جسمانی اکراہ' نہ ذہنی)۔

۲۸ یہی وہ خدا کا قانون ہے جس سے ذہنی اور قلبی اطمینان حاصل ہو سکتا ہے۔ اور اس

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ۭ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ۭ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ۭ اَفَلَمْ يَايْــــَٔـسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ۭ

قسم کے اطمینان کے بغیر ایمان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایمان انہی کا ہے جو اس طرح' بطیب خاطر' قلب و دماغ کے پورے اطمینان کے بعد حقیقت کو تسلیم کریں۔

پھر سن لو کہ صحیح اطمینانِ قلب' خدا کے اس قانون کی رُو سے حاصل ہو سکتا ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ (یعنی انسان کے اختیار وارادے پر کسی قسم کا دباؤ نہ ہو اور وہ بطیب خاطر اعترافِ حقیقت کرے)۔

۲۹ جو لوگ اس طرح ایمان لائیں اور اس کے بعد خدا کے متعین کردہ پروگرام کے مطابق ایسے کام کریں جن سے ان کی ذات کی صلاحیتیں بیدار ہوں اور انسانیت کے بگڑے ہوئے کام سنور جائیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی خوشگواریاں ہیں اور نہایت حسین و متوازن مقامِ زیست (۱۳/۳)۔

۳۰ اے رسول! ہم نے تجھے اس قوم کی طرف اسی طرح رسول بنا کر بھیجا ہے' جس طرح ان سے پہلے بہت سی قوموں کی طرف رسول بھیجے تھے۔ مقصد یہ ہے کہ جو کچھ ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں' تو ان کے سامنے پیش کر دے۔ ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ یہ خدائے رحمٰن کو نہیں مانتے۔ تم' ان سے کہدو کہ وہ میرا نشوونما دینے والا ہے اور اس کے سوا کائنات میں کسی کا اختیار و اقتدار نہیں۔ میرا سارا بھروسہ اسی کے قوانین کی محکمیت اور نتیجہ خیزی پر ہے' اور اسی لئے میں' ہر معاملہ میں' اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

۳۱ (ان لوگوں کی طرف سے جو محسوس معجزات کا مطالبہ ہوتا ہے۔ (۱۳/۲۷) تو اس سے خود تمہاری جماعت کے بعض افراد کے دل میں یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ اگر ان کا مطالبہ پورا کر دیا جائے تو یہ سب ایمان لے آئیں۔ اور یہ بہت اچھا ہو۔ ان سے کہدو کہ) اگر کوئی ایسا قرآن بھی ہوتا جس سے پہاڑ چلنے لگ جاتے' اور زمین کی دور دراز مسافتیں' آنکھ جھپکنے میں طے ہو جاتیں' حتیٰ کہ اس سے' مردے بھی بولنے لگ جاتے (تو یہ لوگ پھر بھی ایمان نہ لاتے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾ أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۗ وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ قُلْ سَمُّوهُمْ ۚ أَمْ تُنَبِّئُونَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أَم بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ۗ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوا عَنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾

۴ ع ۱۰

۶/۷ ؛ ۶/۲۵ ؛ ۶/۱۱۲ ؛ ۱۵/۱۴—۱۵ ؛ ۱۶/۹۰—۹۳)- یہی وجہ ہے کہ خدا نے تمام امور کو اپنے (قوانین کے) تابع رکھا ہے —— اور اس باب میں قانون یہ ہے کہ جو ہدایت حاصل کرنا چاہے وہ عقل و فکر سے کام لے ۱۰/۱۰۰)-

کیا اب بھی تمہاری جماعت کے لوگ (مومنین) اس بات کو نہیں سمجھے کہ اگر لوگوں کو زبردستی مومن بنانا مقصود ہوتا تو خدا کے لئے یہ کچھ بھی مشکل نہ تھا (کہ وہ لوگوں کو پیدا ہی اس طرح کرتا کہ سب صحیح راستے پر چلتے- (لیکن اس نے عمداً ایسا نہیں کیا- اس نے اس بات کو انسان کے اختیار و ارادہ پر چھوڑا ہے- لہٰذا) جو لوگ اس دعوت سے انکار کر رہے ہیں، وہ سرکشی کی راہ اختیار کئے رہیں گے (اور اس کی مخالفت میں میدانِ جنگ تک میں اتر آئیں گے- جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) ان پر ان کی کرتوتوں کی وجہ سے آفتیں آتی رہیں گی اور یہ سلسلہ یہاں تک بڑھے گا کہ جنگ کی مصیبت خود ان کے گھر (مکہ) کے قریب نازل ہو جائے گی —— (یہ سلسلہ یونہی جاری رہے گا) تا آنکہ یہ کشمکش فیصلہ کن مرحلہ تک پہنچ جائے گی (اور انہیں آخری شکست ہو جائے گی)- ایسا ہو کر رہے گا کیونکہ خدا کا قانون اپنی نتیجہ خیزی میں اٹل ہے- اس کے وعدے پورے ہو کر رہتے ہیں-

۳۲ (یہ سب کچھ آہستہ آہستہ ہوگا- اور اس دوران میں، یہ لوگ تمہاری باتوں کا مذاق اڑاتے رہیں گے- لیکن تم اس سے دل برداشتہ نہ ہونا) اس قسم کا استہزاء تم سے پہلے رسولوں کے ساتھ بھی ہوتا رہا ہے- اُن لوگوں کو بھی، ہمارے قانونِ مکافات کے مطابق مہلت کا وقت ملتا رہا- لیکن جب وہ، اس پر بھی، اپنی غلط روش سے باز نہ آئے تو ان کی گرفت ہوئی- (اُس وقت انہیں معلوم ہوا کہ) اُن کے اعمال کے نتائج کس طرح ان کا پیچھا کر رہے تھے، اور ہماری عقوبت کیسی سخت ہوتی ہے-

۳۳ (ان سے کہو کہ ذرا اس پر غور کرو کہ) جس خدا کے قانونِ مکافات کی ہمہ گیری اور جزرسی کا یہ عالم ہے کہ وہ ہر فرد کے اعمال پر اس طرح نگاہ رکھتا ہے، کیا وہ (اپنی مدد کے لئے) ان کا محتاج

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اُكُلُهَا دَاۗىِٕمٌ وَّظِلُّهَا ۭ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ڰ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾

ہوسکتا ہے)، جنہیں یہ لوگ اسکا شریک ٹھہراتے ہیں؟ ان سے کہو کہ (خدا کے علم کی وسعتوں کے متعلق تو تمہیں بتا دیا گیا ہے۔ اب تم جن ہستیوں کو اس کا شریک قرار دیتے ہو ذرا) ان کے علم کی تفصیلات بھی بیان کرو تاکہ پتہ چلے کہ روئے زمین پر کونسی بات ایسی ہے جو خدا کے احاطۂ علم سے باہر رہ گئی ہے اور اس کی خبر تم' ان شرکاء کے ذریعے' خدا کو دینا چاہتے ہو ۔۔۔ اُن شرکاء کے ذریعے جو کچھ بھی نہیں جانتے!

یا کیا یہ بات ہے کہ تم نے ان امور کی گہرائیوں میں اتر کر کبھی غور نہیں کیا۔ محض سطحی طور پر (جو سنتے آئے' وہی دُھرا دیا)۔

(حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کے پاس' ان کے دعوے کی صداقت کی دلیل کوئی نہیں۔ یہ محض جذبات سے کام لیتے ہیں جن کی وجہ سے) انہیں اپنی تدابیر بڑی خوش آیند دکھائی دیتی ہیں۔ اور اسی سے یہ صحیح راستے کی طرف آنے سے رک گئے ہیں۔

خدا کا قانون یہ ہے کہ جو لوگ عقل و فکر سے کام نہ لیں اور اپنے جذبات کی رَو میں بہہ جائیں' وہ کبھی صحیح راستے کی طرف نہیں آسکتے۔ سو جو لوگ اس طرح غلط راستہ اختیار کرلیں انہیں کون صحیح راستہ دکھا سکتا ہے۔

۳۴ ان کی غلط رَوش کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان پر اس دنیا کی زندگی میں بھی تباہی آئے گی' اور آخرت کی تباہی اس سے بھی زیادہ جگر پاش ہوگی۔ انہیں خدا کے قانونِ مکافات کی گرفت سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا۔

۳۵ (ان کے برعکس' صحیح راستے پر چلنے والوں کے لئے جنت کی زندگی ہوگی) اُس جنت کی مثال یوں سمجھو کہ' ایک باغ ہے جس میں پانی کی ندیاں جاری ہیں۔ اس کی وجہ سے وہ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہتا ہے۔ اس کے پھل' وقتی نہیں' دائمی ہیں' اور اس کی آسائشیں پائدار۔ ($\frac{۱۴}{۲۵}$: $\frac{۴۷}{۱۵}$) اسی قسم کا مآلِ زندگی ہوگا ان لوگوں کا جو غلط رَوش سے بچ کر' قوانینِ خداوندی کی نگہداشت کریں گے۔ ان کے برعکس' جو لوگ ان قوانین سے انکار کریں گے' ان کا انجام تباہی اور بربادی ہوگا۔

وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَفْرَحُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمِنَ الْأَحْزَابِ مَن يُنكِرُ بَعْضَهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا أُشْرِكَ بِهِ ۚ إِلَيْهِ أَدْعُو وَإِلَيْهِ مَآبِ ﴿٣٦﴾ وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۚ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم بَعْدَ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا وَاقٍ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً ۚ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَن يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ﴿٣٨﴾

۵ ع ۱۱

۳۶ جن لوگوں کو ہم نے اس قسم کا ضابطۂ ہدایت دیا ہے (جس پر عمل پیرا ہونے کے نتائج ایسے خوشگوار ہیں) وہ ہر اس بات پر جو تیری طرف نازل کی جاتی ہے جشنِ مسرت مناتے ہیں۔ باقی رہیں دوسری جماعتیں، سو اُن میں ایسے لوگ بھی ہیں، جن پر اِس کے بعض احکام بہت ناگوار گزرتے ہیں۔ ان سے کہدو کہ (تمہیں خوش آئے یا ناگوار گزرے) مجھے تو اسی کا حکم دیا گیا ہے کہ میں صرف اللہ کی اطاعت اور محکومیت اختیار کروں۔ اور اُس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کروں۔ اسی مسلک کی طرف میں تمہیں دعوت دیتا ہوں اور اسی کی طرف خود بھی رجوع کرتا ہوں۔

۳۷ اور اسی مقصد کے لئے ہم نے اِس ضابطہ، قوانین کو نہایت واضح طور پر نازل کیا ہے۔ اے مخاطب! اگر تو، اِس علم و حقیقت کے پالینے کے بعد بھی، اِن، راہ گم کردہ لوگوں کے خیالات کا اتباع کرے تو یہ سمجھ لے کہ قانونِ خداوندی کے مقابلہ میں نہ تو تیرا کوئی دوست اور کارساز ہو سکتا ہے، اور نہ ہی اس کی گرفت سے تجھے کوئی بچا سکتا ہے۔

۳۸ (باقی رہا ان کا یہ اعتراض کہ انہی جیسا ایک انسان کس طرح رسول بنا دیا گیا، تو ان سے کہدو کہ) ہم نے تم سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیجے تھے۔ (وہ بھی تمہاری طرح انسان ہی تھے اور) ان کے بیوی بچے بھی تھے۔

(اس کے بعد ان کے اِس تقاضا کی طرف آؤ کہ جس تباہی کا تم بار بار ذکر کرتے ہو وہ آتی کیوں نہیں۔ تو اِن سے کہدو کہ) یہ بات کسی رسول کے اختیار میں نہیں ہوتی کہ وہ اس قسم کی کھلی نشانی کو جب جی چاہے اپنی مرضی کے مطابق لے آئے۔ یہ چیزیں، اللہ کے قانون کے مطابق، اپنے وقت پر ظہور میں آتی ہیں۔ اس کا قانون یہ ہے کہ ہر عمل اور اس کے نتیجے کے ظہور میں ایک وقفہ ہوتا ہے۔ اس وقفہ کو میعاد یا اجل کہتے ہیں۔ یہ اجل، ایک قانون کے مطابق متعین ہوتی ہے یعنی اس بات کے لئے قانون مقرر ہے کہ ایک عمل اپنے نتیجہ خیز ہونے میں کتنا وقت لیتا ہے۔

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ ۚۖ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۭ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ۭ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۭ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾

اسی طرح قوموں کی بھی اجل ہے۔ (۳۴/۷)

۳۹ جو قوم، نظریۂ زندگی یا نظامِ حیات، اس قابل نہیں ہوتا کہ باقی رہے، وہ خدا کے قانون کے مطابق، مٹا دیا جاتا ہے۔ اور جو اپنے آپ کو قانونِ خداوندی کے مطابق، محکم اور استوار ثابت کر دیتا ہے، اسے باقی رکھا جاتا ہے (۱۳/۱۷؛ ۴۲/۲۴)۔

یہ سب کچھ اُن اصولی قوانین کے مطابق ہوتا ہے، جو تخلیقِ کائنات کے ساتھ اللہ نے مقرر کئے تھے اور جن کے مطابق اسکا نظم و نسق چل رہا ہے۔

۴۰ جن باتوں کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ تو بہرحال ہو کر رہیں گی۔ ہو سکتا ہے کہ ان میں سے بعض باتیں تیرے سامنے وقوع پذیر ہو جائیں، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تو اس سے پہلے ہی وفات پا جائے۔ (لہٰذا اسکا خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ یہ نتائج کب برآمد ہوتے ہیں)۔ تیرا کام یہ ہے کہ تو اس ضابطۂ ہدایت کو لوگوں تک پہنچاتا جائے۔ یہ ہمارا کام ہے کہ دیکھیں کہ ہمارے قانون کے مطابق، نتائج کب ظہور میں آتے ہیں۔

۴۱ (یہ جو، ہر وقت، تقاضا کرتے رہتے ہیں کہ وہ نظامِ ربوبیت کب قائم ہو گا جس میں ان کی انفرادی مفاد پرستیاں ختم ہو جائیں گی تو) کیا انہیں یہ نظر نہیں آتا کہ ہم کس طرح زمین (وسائل پیداوار) کو، بڑے بڑے سرداروں کے ہاتھ سے چھین کر، ان کے مقبوضات کو کم کرتے چلے جاتے ہیں (۲۱/۴۴) — اسی طرح ایک دن ایسا آجائے گا جب ان کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں رہیگا۔ سب کچھ نوعِ انسان کے لئے عام ہو جائے گا (۴۱/۱۰)۔

یہ خدا کا فیصلہ ہے۔ اور خدا جو فیصلے کرتا ہے، دنیا میں کوئی طاقت ایسی نہیں جو ان فیصلوں کو ٹال سکے یا رد کر سکے۔ وہ محاسبہ کرنے میں بڑا تیز ہے۔

۴۲ ان سے پہلے بھی (مفاد پرست گروہوں نے) بڑی بڑی تدبیریں کر دیکھیں (کہ خدا کے فیصلے نافذ نہ ہونے پائیں، لیکن کسی کی کچھ پیش نہ گئی)، ان کی تدبیریں خدا کے قوانین کے مطابق ہی نتیجہ پیدا کرتی رہیں۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ۚ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ﴿٤٣﴾

حقیقت یہ ہے کہ کوئی شخص جو کچھ بھی کرے' خدا کو اس کا اچھی طرح علم ہوتا ہے۔ لہٰذا قوانین خداوندی سے انکار کرنے والوں کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ آخر الامر بازی کس کے ہاتھ میں رہتی ہے۔ اور کس کا انجام کیا ہوتا ہے؟

۴۳ یہ لوگ' جو قانونِ خداوندی سے انکار کرتے ہیں' کہتے ہیں کہ تو خدا کا پیغامبر نہیں۔ (اس لئے کہ تو اس تباہی کو جلدی نہیں لاتا جس کی دھمکیاں دیتا ہے) ان سے کہدو کہ (میں اس بات پر' تم سے' قطعاً جھگڑا نہیں کرنا چاہتا)۔ تمہارے اور میرے درمیان' جو فیصلہ قانونِ خداوندی کی رو سے ہوگا' وہ میری صداقت کی کافی شہادت ہوگا۔ یا اس شخص کی شہادت جو قانونِ خداوندی سے واقف ہو' (اور اس لئے سمجھ سکتا ہو کہ جو کچھ میں پیش کرتا ہوں وہ خدا کا قانون ہے یا میرا خود ساختہ!)۔

سورۃ ابراھیم
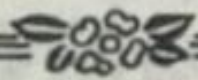
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الٓرٰ ۟ کِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰہُ اِلَیۡکَ لِتُخۡرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ۬ۙ بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ اِلٰی صِرَاطِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَمِیۡدِ ۙ﴿۱﴾ اللّٰہِ الَّذِیۡ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَ وَیۡلٌ لِّلۡکٰفِرِیۡنَ مِنۡ عَذَابٍ شَدِیۡدِۣ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیۡنَ یَسۡتَحِبُّوۡنَ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا عَلَی الۡاٰخِرَۃِ وَ یَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ یَبۡغُوۡنَہَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِکَ فِیۡ ضَلٰلٍۭ بَعِیۡدٍ ﴿۳﴾

---

۱ خدائے علیم و رحیم کا ارشاد ہے کہ یہ ضابطہ قوانین ہم نے تیری طرف اس لئے نازل کیا ہے کہ تو اس کے ذریعے نوعِ انسان کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے (۵/۱۴ ، ۳۳/۴۳) اور ان کے نشو و نما دینے والے کے قانون کے مطابق انہیں اس خدا کے تجویز کردہ راستے پر ڈال دے جو جلال و جمال اور حسن و قوت کا مالک ہے (۶۴/۱)۔

۲ وہ خدا کہ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے سب اُس کے متعین کردہ پروگرام کی تکمیل میں سرگرمِ عمل ہے۔ جو لوگ اس کی تجویز کردہ راہ پر چلنے سے انکار کرتے ہیں اُن کے لئے سخت تباہی اور بربادی ہے —— غلط راستے پر چلنے کا نتیجہ ایسا ہی ہوتا ہے۔

۳ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب اس طبیعی (حیوانی) زندگی اور سطح انسانیت کی (اُخروی) زندگی کے مفاد میں ٹکراؤ ہوتا ہے تو یہ طبیعی زندگی کے مفاد کو ترجیح دیتے ہیں اور لوگوں کو صحیح راستے کی طرف آنے سے روکتے ہیں (کیونکہ اس سے اِن کے مفاد پر زد پڑتی ہے) اور کوشش کرتے ہیں کہ اس سیدھی راہ میں (اپنے خود ساختہ مذہب و شریعت کی آڑ میں) کجی پیدا

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۖ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَن يَشَآءُ وَيَهْدِي
مَن يَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝٤ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسٰى بِاٰيٰتِنَآ أَنْ أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ
إِلَى النُّورِ ۙ وَذَكِّرْهُم بِأَيّٰىمِ اللّٰهِ ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝٥ وَإِذْ قَالَ مُوسٰى
لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ أَنجٰىكُم مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُونَ أَبْنَآءَكُمْ
وَيَسْتَحْيُونَ نِسَآءَكُمْ ۚ وَفِي ذٰلِكُم بَلَآءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ۝٦ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ

کردیں' اور اس طرح دین کو کچھ سے کچھ بنادیں۔
یہ ہیں وہ لوگ جو ایک بہت بڑی گمراہی کا شکار ہو رہے ہیں۔

۴ اور ہم نے جتنے رسول بھی بھیجے ہیں' وہ اپنی قوم کی زبان میں پیغام حق پہنچاتے تھے تاکہ وہ اس طرح' لوگوں پر' قوانین خداوندی کو بالکل واضح کردیں۔ (اس کے بعد' لوگوں کو اختیار دیا گیا کہ) جو چاہے' قانونِ خداوندی کے مطابق' سیدھی راہ اختیار کرلے اور جو چاہے غلط راستے پر چلتا رہے۔ اللہ کا قانون غلبہ اور حکمت پر مبنی ہے۔

۵ اسی نہج کے مطابق ہم نے موسیٰؑ کو' اپنے ضابطہ قوانین کے ساتھ' بھیجا کہ وہ بنی اسرائیل کو موت کی تاریکیوں سے نکال کر' زندگی کی روشنی میں لے آئے اور انہیں' ان تاریخی سرگزشتوں کی یاد دلائے جن میں نظامِ خداوندی کو غلبہ وتسلط حاصل ہوا تھا۔ ان سرگزشتوں میں اُن لوگوں کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں جو مستقل مزاجی اور ثابت قدمی سے کام لیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کی کوششیں بھرپور نتائج کی حامل ہوں۔

۶ جب موسٰےؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ تم' ان عنایاتِ خداوندی کو یاد رکھو کہ اس نے تمہیں کس طرح' فرعون کے پنجۂ استبداد سے نجات دلائی۔ وہ لوگ' تم پر' ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر' سخت عذاب لاتے تھے۔ ان میں بدترین عذاب یہ تھا کہ وہ تمہاری قوم کے معزز افراد کو ذلیل کیا کرتے تھے اور جو جوہرِ مردانگی سے عاری ہوتے تھے' انہیں معزز ومقرب بنایا کرتے تھے (۲/۴۹)۔ تمہارے نشوونما دینے والے نے' تمہیں اس مصیبت سے نجات دلاکر' تمہاری قومی زندگی میں بہت بڑی تبدیلی پیدا کردی۔ اور یہ اس کی طرف سے بہت بڑی نعمت تھی۔

۷ اور تمہارے نشوونما دینے والے نے تمہیں صاف صاف بتا دیا کہ اس عظیم انقلاب سے مقصد یہ ہے کہ تمہارے لئے یہ امکانات پیدا کردیئے جائیں کہ تم اپنی صلاحیتوں کی نشوونما کرسکو۔

وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۝ وَقَالَ مُوسَىٰ إِنْ تَكْفُرُوا أَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ ۛ وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۛ لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ ۚ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرَدُّوا أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوا إِنَّا كَفَرْنَا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ وَإِنَّا لَفِي شَكٍّ مِمَّا تَدْعُونَنَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ۝ قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ

اگر تم نے ایسا کرلیا' اور ان صلاحیتوں کو ہمارے پروگرام کے مطابق صحیح مصرف میں لائے' تو جو کچھ تمہیں حاصل ہوا ہے' اس میں اور اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا' اور جو کچھ ملا ہے اس کی قدر نہ کی' تو اس کا نتیجہ سخت تباہی اور بربادی ہوگا۔

۸ چنانچہ موسٰے نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے' ان سے کہدیا کہ اگر تم نے خدا کی اس بخشائش کی قدر نہ کی ——— اور صرف تم ہی نہیں' اگر ساری دنیا کے انسان بھی اس طرح ناسپاس گزاری کی راہ اختیار کرلیں' تو اس سے خدا کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ انسانوں کی اپنی ہی تباہی ہوگی۔ وہ تمہاری سپاس گزاری کا محتاج نہیں۔ پورا نظامِ کائنات' اس کے سزاوارِ حمد و ستائش ہونے کی زندہ شہادت ہے۔ (لہٰذا' وہ تم سے جن باتوں کا مطالبہ کرتا ہے' وہ تمہارے ہی فائدے کے لئے ہیں)۔

۹ (موسٰے نے ان سے یہ بھی کہا کہ) کیا تم نے یہ نہیں سنا کہ ان قوموں پر کیا بیتی تھی جو تم سے پہلے ہو گزری ہیں ——— قوم نوحؑ۔ قوم عاد۔ قوم ثمود۔ اور کئی قومیں جو اُن کے بعد آئیں' اور جن کے حالات کسی تاریخ میں محفوظ نہیں۔ صرف اللہ کو معلوم ہیں۔ ان کی طرف' ان کے پیغامبر واضح قوانین لے کر آئے۔ لیکن' ان لوگوں نے ان کی سخت مخالفت کی اور ہر ممکن کوشش کی کہ اُن کی آواز کو بلند نہ ہونے دیا جائے' ان کی بات آگے نہ بڑھنے پائے۔ انہوں نے ان رسولوں سے اعلانیہ کہدیا کہ جو پیغام تم لے کر آتے ہو' ہم اسے ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اور جس نظام کی طرف تم ہمیں دعوت دیتے ہو' ہمیں اُس کی صداقت اور کامیابی پر قطعاً یقین نہیں۔ ہمارے دلوں میں' اُس کے متعلق بڑے شکوک اور اضطرابات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

۱۰ اُن رسولوں نے اُن سے کہا کہ کیا تمہیں اُس خدا کے بارے میں شک ہو رہا ہے جس نے اس تمام کائناتِ پست و بلند کو پیدا کیا ہے؟ ——— جو نظام اُس خدا کا تجویز فرمودہ ہو' کیا تمہیں اس کی صداقت اور کامیابی کے متعلق شک ہے؟ وہ تمہیں اس نظام کی طرف' صرف اِس لئے

وَ الْاَرْضِ ؕ یَدْعُوْکُمْ لِیَغْفِرَ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَ یُؤَخِّرَکُمْ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ قَالُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا کَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۰﴾ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ وَ لٰکِنَّ اللّٰهَ یَمُنُّ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ مَا کَانَ لَنَاۤ اَنْ نَّاْتِیَکُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ عَلَی اللّٰهِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَ مَا لَنَاۤ اَلَّا نَتَوَکَّلَ عَلَی اللّٰهِ وَ قَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ

دعوت دیتا ہے کہ تمہارے لئے اس تباہی سے محفوظ رہنے کا سامان پیدا کر دے جو تمہارے جرائم کی وجہ سے تم پر آنے والی ہے۔ اور اس طرح تمہیں ایک مدتِ معینہ تک، زندگی کی کامرانیوں اور خوشگواریوں سے بہرہ یاب ہونے کا موقع عطا کر دے۔

اس کے جواب میں وہ کہتے کہ تم ہماری ہی طرح کے ایک انسان ہو (اس لئے تمہارا یہ دعویٰ غلط ہے کہ تمہیں خدا کی طرف سے وحی ملتی ہے)۔ تم چاہتے ہو کہ جن ہستیوں کی اطاعت وعبودیت ہمارے اسلاف نے اختیار کر رکھی تھی، ان سے ہمیں روک دو۔ (تاکہ ہم تمہارا مسلک اختیار کر لیں)۔

نیز انہوں نے کہا کہ تم ان دلائل اور تاریخی شہادات کو چھوڑو۔ تم جو کہتے ہو کہ تمہاری یہ دعوت ضرور غالب آئے گی، تو اسے غالب کر کے دکھاؤ ——— اس طرح غالب کر کے کہ اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہ رہے ——— (اس وقت ہم دیکھیں گے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے)۔

۱۱ اُن کے رسولوں نے ان سے کہا کہ یہ ٹھیک ہے کہ ہم تمہارے ہی جیسے انسان ہیں لیکن خدا، اپنے قانونِ مشیت کے مطابق، اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے، نبوت بطور موہبت عطا کر دیتا ہے۔ باقی رہا غلبہ و تسلط۔ سو وہ قانونِ خداوندی کے مطابق ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ (وہ کب حاصل ہوگا، یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے۔ لیکن اس کا ہمیں یقین ہے کہ وہ حاصل ضرور ہوگا۔ ہمیں قانونِ خداوندی کی محکمیت پر پورا پورا بھروسہ ہے۔ اور یہ صرف ہم پر ہی موقوف نہیں)، جو لوگ بھی قانونِ خداوندی کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں، انہیں اس کی محکمیت پر پورا پورا بھروسہ ہوتا ہے۔

۱۲ اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے کہ ہم اس کے قانون کی محکمیت پر اعتماد نہ کریں جبکہ اس نے زندگی کی مختلف راہوں کو ہمارے سامنے اس طرح واضح طور پر بے نقاب کر دیا ہے (کہ ہر حقیقت واشگاف ہو کر ہمارے سامنے آگئی ہے)۔ اس کے قانون کی محکمیت پر اعتماد ہی تو ہے جس کی

وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۚ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۭ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾

وجہ سے ہماری کیفیت یہ ہے کہ تم ہمیں جس قدر اذیتیں پہنچاؤ گے ہم انہیں خندہ پیشانی سے برداشت کریں گے اور ان سے ہمارا قدم کبھی نہیں ڈگمگائے گا۔

جب خدا کا قانون اس قدر محکم ہے تو ہر بھروسہ کرنے والے کو اس پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔

۱۳ اس پر اُن لوگوں نے، جو قوانین خداوندی سے انکار کرتے تھے، اپنے رسولوں سے کہا کہ (ہم زیادہ باتیں سننے کے لئے تیار نہیں)۔ یا تو (چپکے سے) ہمارا مسلک اختیار کر لو، ورنہ ہم تمہیں اپنی سرزمین سے باہر نکال دیں گے۔

اُنہوں نے انہیں یہ دھمکی دی۔ اور اُن کے نشوونما دینے والے نے انہیں بذریعہ وحی کہدیا کہ (گھبراؤ نہیں)۔ ہم ان ظلم و زیادتی کرنے والوں کو تباہ کر دیں گے۔

۱۴ اور ان کی تباہی کے بعد تمہیں ان کے ملک میں آباد کر دیں گے۔ (یہ کچھ اس لئے نہیں ہوگا کہ ہمیں تمہاری طرفداری مقصود ہے اور اِن سے 'یونہی' عداوت ہے۔ یہ سب ہمارے اٹل قانون کے مطابق ہوگا)، اور ہر اس قوم کے حق میں ایسا ہی ہوگا جو جانتی ہے کہ کائنات میں قانون خداوندی کا مقام کیا ہے اور اس قانون کے خلاف چلنے کا نتیجہ کیا — اور وہ اس نتیجہ سے خائف رہتی ہے۔

۱۵ چنانچہ وہ لوگ دلائل و براہین سے نہ مانے، اور انہوں نے چاہا کہ ایک فیصلہ کن بات سامنے آجائے، تو وہ آگئی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر سرکش اور باغی (جس نے قانونِ خداوندی کا مقابلہ کیا تھا) ناکام و نامراد رہا۔

۱۶ (اور یہ ناکامی اور نامرادی وقتی نہ تھی، بلکہ یہ) ایک مستقل عذاب تھا جو ان کے پیچھے لگ گیا۔ اُس ذلت کی زندگی میں انہیں کھانے پینے کو ملتا تھا، لیکن بجائے اس کے کہ اُس سے ان کی نشوونما ہوتی، وہ اُن کی انسانی صلاحیتوں کی نشوونما میں اُلٹا روک بن جاتا تھا (۴۷/۱۵)۔

۱۷ (انہیں اس ذلت کی زندگی کا احساس تھا، اس لئے) یہ سامانِ زیست ان کے حلق سے

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قَالُوْا

نیچے نہیں اترتا تھا۔ لیکن انہیں طوعًا و کرھًا اسے نگلنا پڑتا تھا۔ انہیں چاروں طرف موت کے سامان دکھائی دیتے تھے (اور وہ چاہتے بھی تھے کہ انہیں موت آجائے تاکہ اس عذاب سے چھٹکارا ہوجائے) لیکن انہیں موت بھی نہیں آتی تھی (۴۳/۷۷ ; ۱۴/۱۷) بلکہ موت آنے کے بجائے اس عذاب کی شدت اور بڑھ جاتی تھی —— (اُف ! ذلت اور محکومی کا عذاب بھی کس قدر الم انگیز اور جانگسل ہوتا ہے!)۔
یہ عذاب اِس دنیا کا تھا۔ اُخروی زندگی کا عذاب اس سے بھی زیادہ جانکاہ ہوگا۔

۱۸ (اور یہ چیز صِرف انہی کے ساتھ مخصوص نہیں) جو لوگ بھی قوانین خداوندی سے انکار کرکے غلط راستوں پر چل نکلتے ہیں (وہ کہیں ہوں، اور کسی زمانے میں ہوں ان کے اعمالِ زندگی کی مثال یوں سمجھو جیسے ہلکی سی راکھ ہو جس پر آندھی کے دن زور کا جھکڑ چلے اور وہ ساری راکھ اڑ کر کہیں کی کہیں چلی جائے، اور اس میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے (ان کے اعمال، کوئی ٹھوس تعمیری نتیجہ مرتّب نہیں کرتے، اس لئے وہ رائگاں جاتے ہیں)۔
غور کرو کہ انسان کی ناکام اور بے نتیجہ کوششوں کی، اس سے بری مثال، اور کیا ہوگی؟

۱۹ (یہ اس لئے کہ اِن کی زندگی کا نقشہ، کائناتی نقشہ کے یکسر خلاف ہے) کائناتی نظام پر غور کرنے سے یہ حقیقت واضح ہوجائے گی کہ وہاں ہر شے تعمیری نتیجہ مرتب کرتی ہے (اور جس چیز میں اس کی صلاحیت نہیں رہتی، وہ ختم ہوجاتی ہے اور اس کی جگہ ایسی چیز لے لیتی ہے جس میں اس قسم کی صلاحیت ہوتی ہے) لہذا، ان سے کہدو کہ اگر تمہارے اعمال تعمیری نتائج پیدا نہیں کریں گے تو تم کائناتی نقشہ میں فٹ نہیں بیٹھ سکو گے، اور خدا کا کائناتی قانون تمہیں نکال باہر پھینکے گا اور تمہاری جگہ ایک نئی مخلوق لے آئے گا (۴/۱۳۳ ; ۳۹/۹ ; ۱۴۶/۷ ; ۴۷/۳۸)۔

۲۰ اور ایسا کرنا خدا کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔

۲۱ (ابھی تو وہ انتظار کا وقفہ ہے جس میں آخری، فیصلہ کن، تصادم کی تیاری ہونی ہے۔

لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۲۱﴾ وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾

جب یہ وقفہ گزر جائے گا) اور سب قانونِ خداوندی کا سامنا کرنے کے لئے نکھر کر میدان میں آ جائیں گے، اور وہ وقت ہو گا جب (مضمر) چھپے ہوئے نتائج، محسوس (مشہود اور بارز) شکل میں سامنے آ جائیں گے، تو اس وقت، اس تباہی کو دیکھ کر، کمزور لوگ (یعنی عوام، جو لیڈروں کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں) اپنے لیڈروں سے کہیں گے کہ ہم تمہارے پیچھے چلا کرتے تھے، تو آج کیا تم ایسا نہیں کر دو گے کہ اس تباہی سے بچنے کی کوئی سبیل پیدا کر دو؟ وہ کہیں گے کہ اگر ہمیں اپنے بچاؤ کی کوئی صورت نظر آتی تو ہم تمہارے بچاؤ کی بھی کوئی شکل بتاتے۔ (لیکن اب تو حالت یہ ہے کہ ہمیں خود اپنے بچاؤ کی بھی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی، اس لئے تمہیں کیا بتائیں؟ اب تو وہ وقت آ چکا ہے کہ خواہ ہم اپنی روش پر بدستور چلتے جائیں، خواہ اسے چھوڑ دیں، نتیجہ یکساں ہے۔ اب اس تباہی سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں۔ (۳۳/۶۷ ; ۳۴/۳۲ ; ۳۷/۲۷–۲۹ ; ۳۸/۶۰ ; ۴۰/۴۷)۔

۲۲ اور جب اس تصادم کا آخری فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان (یعنی انفرادی مفاد پرستیوں کا باطل نظام، جس پر یہ لوگ چلے آ رہے تھے) کہے گا کہ ایک بات تم سے نظامِ خداوندی نے کہی تھی، سو وہ بات، حقیقت بن کر تمہارے سامنے آ گئی۔ اور ایک بات تم سے میں نے کہی تھی، تو واقعہ اس کے خلاف ہوا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ میرے پاس کوئی ایسی قوت نہیں تھی کہ میں تمہیں اپنے پیچھے زبردستی لگا لیتا۔ جو کچھ ہوا وہ صرف یہ ہے کہ، میں نے تمہیں آواز دی تو تم نے اس پر فوراً لبیک کہہ دیا، اور اس طرح میرے بلاوے کو قبول کر لیا۔ لہٰذا، تم مجھے الزام مت دو۔ خود اپنے آپ کو الزام دو۔ اب میں بھی چیخ و پکار کرتا ہوں (کہ میں گیا)، اور تم بھی چیخ و پکار کر رہے ہو (کہ تم تباہ ہوئے۔ سارا معاشرہ کہرام مچا رہا ہے۔ چھوٹے بڑے سب دھائی دے رہے ہیں۔ لیکن) نہ میں ہی تمہاری کچھ مدد کر سکتا ہوں۔ نہ تم ہی مجھے بچا سکتے ہو۔ تم نے، اس سے پہلے، جو یہ روش اختیار کر رکھی تھی کہ میرے قوانین و احکام کی اطاعت، قوانینِ خداوندی کی طرح کیا کرتے تھے، میں تمہاری اس روش سے بری الذمہ ہوں۔ (اُسے تم نے خود ہی اختیار کیا تھا)۔

وَ اُدْخِلَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾ اَلَمْ تَرَ كَیْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَیِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِیْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَ یَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَ مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِیْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِیْثَةِ اِجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَ یُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِیْنَ ۙ۫ وَ یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ ﴿۲۷﴾

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ بھی قوانین خداوندی سے سرکشی برتیں ان کے لئے الم انگیز تباہی ہوتی ہے۔

۲۳ ان کے برعکس جو لوگ قوانین خداوندی کی صداقت پر یقین رکھ کر اس کے تجویز کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہوں گے، انہیں شادکامیوں اور کامرانیوں کی جنت میں داخل کیا جائے گا جس کی بہاروں پر کبھی خزاں نہیں آئے گی۔ اور یہ سب کچھ خدا کے قانونِ ربوبیت کے مطابق ہوگا۔ اس (جنتی معاشرہ) میں، ہر ایک کی آرزو اور کوشش یہ ہوگی کہ وہ دوسرے کے لئے زیادہ سے زیادہ زندگی اور سلامتی کا سامان بہم پہنچائے۔

۲۴ ذرا غور کرو کہ ان ہر دو متضاد نظریاتِ حیات اور نظامہائے زندگی کو خدا کس طرح ایک مثال کے ذریعے واضح کرتا ہے۔ خوشگوار نظریۂ زندگی کی مثال ایک ایسے عمدہ، پھل دار، درخت کی سی ہے جس کی جڑیں (پاتال میں) محکم اور استوار ہوں اور اس کی شاخیں فضائے آسمانی میں جھولے جھول رہی ہوں۔ (یعنی اُسے معاشی زندگی میں مادی تمکن بھی حاصل ہو اور اسکے ساتھ ہی وہ بلند اخلاقی اقدار سے بھی ہمکنار ہو جن کا سرچشمہ مادی کائنات سے ماوراء ہے)۔

۲۵ وہ درخت، قانون خداوندی کے مطابق، ہر زمانے میں، ہر وقت، پھل دیئے جاتا ہے۔ اللہ اس طرح، تجریدی اور نظری حقائق کو، محسوس مثالوں کے ذریعے واضح کر دیتا ہے تاکہ لوگ انہیں اچھی طرح سمجھ جائیں۔

۲۶ اسکے برعکس، غلط نظریۂ زندگی اور نظامِ حیات کی مثال ایک ایسے نکمے درخت کی سی ہے جس کی کھوکھلی سی جڑ، زمین کے اوپر ہی اوپر ہو کہ اُسے جب جی چاہے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے۔ (جو غلط نظام، اخلاقی اقدارِ خداوندی سے ہمکنار نہیں ہوتا، اسے ثبات و قرار نصیب نہیں ہو سکتا)۔

۲۷ اس طرح اللہ، اس محکم نظریۂ زندگی کی رُو سے، ایمان والوں کی جماعت کو، ان کی دُنیا کی

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۗ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۗ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾

اور اُخروی، زندگی (دونوں) میں، ثبات اور تمکن عطا کر دیتا ہے۔ اور جو لوگ اس نظام سے سرکشی برتتے ہیں، ان کی کوششیں رائگاں چلی جاتی ہیں۔ یہ سب کچھ اس کے قانونِ مشیت کے مطابق ہوتا ہے۔

۲۸ (اب تم، اس قانونِ مشیت کو سامنے رکھ کر، اقوامِ عالم کی تاریخ پر نگاہ ڈالو اور) اُن رہنمایانِ قوم کی حالت پر غور کرو جنہیں اللہ نے زندگی کی خوشگواریاں اور فراوانیاں عطا کیں۔ لیکن اُنہوں نے اُن کی قدر نہ کی (ان کا غلط استعمال کیا)۔ اور اپنی ملت کے کارواں کو، ایسی منڈی میں لاکر ٹھیرا دیا جس میں ہر طرف کساد بازاری تھی۔ جہاں اِس جنس کاسد کا کوئی خریدار نہ تھا۔

۲۹ یعنی انہیں تباہی اور بربادی کے جہنم میں جھونک دیا۔ اور یہ کیسی بری جگہ تھی جہاں انہوں نے اس قافلہ کو اتارا!

۳۰ انہوں نے کیا یہ کہ (نام تو لیتے رہے قوانینِ خداوندی کا لیکن) اس کے ہم پایہ ٹھیراتے رہے غیر خداوندی قوانین کو، تاکہ اس طرح لوگوں کو، خدا کے تجویز کردہ راستے سے بہکا کر، دوسرے راستے پر ڈال دیں۔
تم اِن لوگوں سے کہدو کہ تم نے بھی ایسی ہی روش اختیار کر رکھی ہے۔ سو اس سے تھوڑے دنوں تک فائدے حاصل کر سکتے ہو۔ اس کے بعد، تمہارے لئے بھی تباہی اور بربادی ہے۔

۳۱ ان کے برعکس، تم میرے ان بندوں سے، جو میرے قوانین کی صداقت پر ایمان رکھتے ہیں۔ کہدو کہ (وہ اس سے نہ گھبرائیں کہ باطل کا نظام ہر طرف مسلط ہے اس لئے، اُس سے کس طرح نکلا جائے گا؟) وہ نظامِ صلوٰۃ کو قائم کرتے جائیں، اور ہم نے جو کچھ انہیں دے رکھا ہے —— وہ ان کی مضمر صلاحیتیں ہوں یا محسوس سامانِ زیست —— اُسے، حسبِ موقعہ و ضرورت، علانیہ اور پوشیدہ، اس بلند مقصد کیلئے صرف کرتے چلے جائیں۔ ابھی تو اس کا موقعہ ہے۔ اگر یہ وقت نکل گیا تو پھر مشکل ہو جائے گی۔ اس لئے کہ یہ جنس وہ نہیں جسے، جب جی چاہے، بازار سے خرید لیا جائے یا کسی دوست سے

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾

احساناً مانگ لیا جائے (اسے تو 'موقعہ پر' خونِ جگر سے حاصل کیا جاتا ہے ۲/۲۵۴)۔

۳۲ اس طرح انسانی دنیا میں وہ نظامِ ربوبیت قائم ہو جائے گا جس کے اسباب و ذرائع خارجی دنیا میں پہلے سے مہیا کر دیئے گئے ہیں۔ اس مقصد کے لئے خدا نے کائنات کی پستیوں اور بلندیوں کو پیدا کیا۔ وہ بادلوں سے مینہہ برساتا ہے جس کی آبیاری سے طرح طرح کے پھل پیدا ہوتے ہیں تاکہ وہ تمہارے لئے سامانِ زیست بنیں۔ اس نے تمہارے لئے کشتیوں (اور جہازوں) کو مسخر کر دیا تاکہ وہ 'اس کے قانون کے مطابق سمندروں میں چلتے رہیں۔ اور تمہارے لئے دریا بھی مسخر کر دیئے (تاکہ تم ان سے آبپاشی کا کام لو)۔

۳۳ اور اس نے تمہارے لئے چاند اور سورج کو بھی قوانین کی زنجیروں میں جکڑ دیا —— وہ ایک مقررہ قاعدے کے مطابق' برابر چلے جا رہے ہیں —— نیز' اس نے تمہارے لئے دن اور رات کو بھی مسخر کر دیا۔

۳۴ غرضیکہ اس طرح اس نے' (اپنے کائناتی قانون ربوبیت کے مطابق) تمہیں وہ سب کچھ دے دیا' جس کی تمہیں' اپنی نشو و نما کے لئے ضرورت ہے (۲۰/۵۰)۔ یہ سامانِ رزق اس قدر متنوع اور فراواں ہے کہ اگر تم اسے گننے لگو تو اس کا احاطہ نہ کر سکو۔

(یہ سامانِ رزق ہم نے' تمام انسانوں کی عالمگیر پرورش کے لئے دیا تھا لیکن انسانوں نے اسے اپنے قبضے میں لے کر' ایسی دست درازیاں شروع کر دیں کہ) ہر ایک' دوسرے کے حقوق چھیننے لگا اور جو کچھ کسی کے ہاتھ آیا' اسے دبا کر بیٹھ گیا۔

۳۵ (سرکش انسانوں کی ان دست درازیوں اور ناہمواریوں کی روک تھام کے لئے' ابراہیم نے' نظامِ خداوندی کی بنیاد رکھی اور اس کے لئے ایک مرکز قائم کیا۔ ۲/۱۲۵)۔ اور اس سلسلہ میں خدا سے دعا کی' کہ اے نوعِ انسان کو نشو و نما دینے والے! تو اس بستی کو (جسے میں تیرے نظام کا مرکز قرار دے رہا ہوں) ایسا بنا دے کہ یہ' سرکش اور مستبد قوتوں کے ستائے ہوئے انسانوں کے لئے' مقامِ امن بن جائے۔ اور مجھے' اور میری اولاد کو (جو اس مرکز کی محافظ ہو گی)، اسکی توفیق

رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ ۖ فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي ۖ وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣٦﴾ رَّبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ﴿٣٧﴾ رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ

عطا فرما کہ ہم ہراُس کام' اوراُس شے سے مجتنب رہیں جو تیرے قانون کی اطاعت کے راستے میں حائل ہو' اور ہمیں تجھ سے بیگانہ بنا دے۔

۳۶ اے میرے نشوونما دینے والے! ان غیر خدائی قوتوں اور جاذبیتوں نے' بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔ (اور یہ جو میں نے دعا کی ہے کہ میری اولاد کو صحیح راستے پر چلنے کی توفیق عطا ہو تو یہ اس لئے کہ اگر وہ تیرے راستے پر چلے گی تو اس نظام کے مرکز کی تولیت کی اہل رہے گی۔ اگر وہ اس راستے پر نہ چلے گی' تو محض میری اولاد ہونا' اسے اسکا اہل نہیں بنا سکے گا ($\frac{۲}{۱۲۴}$)۔ اس نظام میں "اپنے" اور "بیگانے" کا معیار ہی بدل جاتا ہے) میرا "اپنا" وہ ہوگا جو اُس مسلک کا اتباع کریگا جس پر میں چلتا ہوں۔ جو اُس سے سرکشی برتے گا (تو میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوگا' خواہ وہ میری اولاد میں سے ہی کیوں نہ ہو۔ $\frac{۶}{۱۱}$)۔ البتہ اس کی حفاظت اور پرورش کا انتظام' تیرے طبیعی قانون کے مطابق' اسی طرح ہوگا جس طرح دوسرے انسانوں کا انتظام ہوتا ہے۔ (کیونکہ تیرا طبیعی قانون' کافر و مومن' سب کے لئے یکساں ہے۔ $\frac{۱۱}{۱۵}$)۔

۳۷ اے ہمارے نشوونما دینے والے! میں نے (اس مقصد عظیم کے لئے) اپنی کچھ اولاد کو' تیرے واجب الاحترام گھر کے پاس لا کر بسا دیا (اسے "تیرا گھر" اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ تمام انفرادی نسبتوں سے بلند ہو کر' عالمگیر انسانیت کی مشترکہ جائے امن ہے)۔ یہ ایک ایسے مقام پر واقع ہے جہاں کھیتی کا نام و نشان تک نہیں۔

میں نے یہ سب اہتمام اس لئے کیا ہے کہ میری اولاد نظام صلوٰۃ کو قائم کرے — یعنی اس نظام کو جس میں تمام افراد تیرے قوانین کا اتباع کریں — سوائے ہمارے نشوونما دینے والے! تو ایسا کر دے کہ (ان تمام' بظاہر' نامساعد حالات کے باوجود) لوگوں کے دل ان کی طرف مائل ہو جائیں۔ نیز تو' ان کے لئے' زمین کی پیداوار سے سامان رزق فراہم کر دے ($\frac{۲}{۱۲۶}$) تاکہ (یہ معیشت کی طرف سے مطمئن ہو کر' اس مقصد کے حصول کے لئے' ایسے جذب و انہماک سے کام کریں کہ) ان کی کوششیں بھرپور نتائج کی حامل ہوں۔

۳۸ اے ہمارے پروردگار! جو کچھ ہمارے دلوں کے اندر ہے اور جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں' تجھ پر سب

مَا نُخْفِیْ وَمَا نُعْلِنُ ؕ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖۗ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ؕ اِنَّمَا یُؤَخِّرُهُمْ لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ مُهْطِعِیْنَ مُقْنِعِیْ رُءُوْسِهِمْ لَا یَرْتَدُّ اِلَیْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾

روشن ہے۔ (اور ایک ہم ہی پر کیا موقوف ہے) کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں کچھ بھی ایسا نہیں جو تجھ سے پوشیدہ ہو۔ (اس لئے تو یہ بھی جانتا ہے کہ جس نظام کی ابتدا اس چھوٹے سے پیمانے پر ہمارے ہاتھوں کرائی جارہی ہے اس کا مستقبل کیا ہونے والا ہے)۔

۳۹ (میں اس کے مستقبل کے متعلق بڑا پُرامید ہوں۔ اس لئے کہ یہ کچھ تو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں کہ حالات کی نامساعدت کے باوجود تیری عنایات سے وہ کچھ ہو جاتا ہے جس کی انسان کو عام طور پر توقع نہیں ہوسکتی۔ مثلاً) تو نے مجھے میری کبرسنی میں (جبکہ میں اولاد کی طرف سے مایوس ہو چکا تھا) اسماعیلؑ اور اسحقؑ جیسے بیٹے عطا کر دیئے جو تیری حمد و ستائش کے زندہ پیکر ہیں۔ لہٰذا مجھے پورا پورا یقین ہے کہ میرا خدا میری دعا کو ضرور شرفِ قبولیت عطا کرے گا۔

۴۰ اس دعا کو کہ وہ مجھے اور میری اولاد کو اس قابل بنا دے کہ ہمارے ہاتھوں نظامِ صلوٰۃ قائم ہو جائے —— اے ہمارے نشوونما دینے والے! تو میری اس آرزو کو ضرور پورا کر دے۔

۴۱ نیز میری یہ بھی دعا ہے کہ مجھ سے میرے ماں باپ سے اور دوسرے مومنین سے اگر کوئی چھوٹی موٹی کوتاہیاں ہو جائیں تو ظہورِ نتائج کے وقت ہم ان کے مضر اثرات سے محفوظ رہیں (۹/۱۱۴)۔

۴۲ (ان آرزوؤں اور التجاؤں کے ساتھ ابراہیمؑ نے اس نظام کی ابتدا کی تھی جس کی تکمیل کے لئے اے رسول! اب تم اٹھے ہو۔ اس لئے) تم یہ خیال نہ کرو کہ یہ ظالم اور سرکش لوگ جو کچھ کر رہے ہیں ہم اس سے بے خبر ہیں۔ (ہمارا قانونِ مکافات سب کچھ دیکھ رہا ہے) لیکن یہ وقفہ مہلت کا ہے۔ جب ظہورِ نتائج کا وقت آجائے گا اُس وقت تباہیوں کو اپنے سامنے بے نقاب دیکھ کر ان کی حالت یہ ہو جائے گی کہ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔ ان کے ڈھیلے باہر نکل آئیں گے۔

۴۳ افراتفری کا یہ عالم ہو گا کہ یہ اِدھر اُدھر دیکھے بغیر منہ اٹھائے بدحواس بھاگے چلے جائیں گے۔

وَاَنۡذِرِ النَّاسَ يَوۡمَ يَاۡتِيۡهِمُ الۡعَذَابُ فَيَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا رَبَّنَاۤ اَخِّرۡنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيۡبٍۙ نُّجِبۡ دَعۡوَتَكَ وَ نَتَّبِعِ الرُّسُلَ‌ؕ اَوَلَمۡ تَكُوۡنُوۡۤا اَقۡسَمۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ زَوَالٍۙ ﴿۴۴﴾ وَّسَكَنۡتُمۡ فِىۡ مَسٰكِنِ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ وَتَبَيَّنَ لَـكُمۡ كَيۡفَ فَعَلۡنَا بِهِمۡ وَضَرَبۡنَا لَـكُمُ الۡاَمۡثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدۡ مَكَرُوۡا مَكۡرَهُمۡ وَعِنۡدَ اللّٰهِ مَكۡرُهُمۡ ؕ وَاِنۡ كَانَ مَكۡرُهُمۡ لِتَزُوۡلَ مِنۡهُ الۡجِبَالُ ﴿۴۶﴾ فَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰهَ مُخۡلِفَ وَعۡدِهٖ رُسُلَهٗ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ‌ؕ ﴿۴۷﴾ يَوۡمَ تُبَدَّلُ الۡاَرۡضُ غَيۡرَ الۡاَرۡضِ وَالسَّمٰوٰتُ‌ وَبَرَزُوۡا لِلّٰهِ الۡوَاحِدِ الۡقَهَّارِ ﴿۴۸﴾

(سب ان کا ساتھ چھوڑ جائیں گے۔ حتیٰ کہ) ان کی نگاہ بھی کاشانۂ چشم میں لوٹ کر نہیں آئے گی۔ ا نکے دل امید سے خالی ہو جائیں گے۔ یاس انگیز جذبات ان پر بری طرح سے چھا جائیں گے۔

۴۴ اے رسول! تو ان مخالفین کو تباہی کے اس قسم کے ہولناک عذاب سے آگاہ کر دے۔ اُس وقت یہ سرکش اور مستبد لوگ خدا سے گڑگڑا کر التجا کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں تھوڑی سی مہلت دیدے۔ ہم تیری دعوت کو قبول کر لیں گے اور تیرے رسولوں کی پیروی کریں گے۔

ان سے کہا جائے گا کہ تم، اس سے پہلے، قسمیں اٹھا اٹھا کر کہا کرتے تھے کہ ہماری قوتوں کو زوال نہیں آسکتا۔ (اب دیکھو کہ زوال کسے کہتے ہیں اور وہ کیسے آیا کرتا ہے؟)۔

۴۵ تم اُن لوگوں کی بستیوں میں بسے تھے جنہوں نے اپنے آپ پر زیادتی کی تھی۔ ہم نے تمہیں اُن کے واقعات سے آگاہ کر دیا تھا تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ ہمارا قانونِ مکافات اِس قسم کے لوگوں سے کیا کیا کرتا ہے۔ نیز اور بھی طرح طرح کی مثالوں سے، تم پر حقیقت واضح کر دی تھی۔

۴۶ ہم نے تمہیں یہ بھی بتا دیا تھا کہ اُن لوگوں نے، نظامِ خداوندی کی مخالفت کے لئے طرح طرح کی چالیں چلیں —— ایسی چالیں کہ اُن سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہل جائیں —— لیکن، ہمارے قانونِ مکافات کے مقابلہ میں ان کی کوئی چال کارگر نہ ہو سکی۔

۴۷ لہٰذا، تم اس زعمِ باطل میں نہ رہو کہ خدا، اپنے پیغامبروں سے (جو اس انقلاب کی دعوت لے کر آتے ہیں) وعدہ خلافی کرے گا۔ (اس کی ہر بات پوری ہو کر رہے گی)، اس لئے کہ وہ بڑی قوتوں کا مالک ہے، اور اس کے قانونِ مکافات کی رُو سے، ہر غلط عمل کی سزا مل کر رہتی ہے۔ اس سے کوئی اِدھر اُدھر نہیں بھاگ سکتا۔

۴۸ (اے رسول! ان سے کہدو کہ میری اس دعوت سے ایسا انقلاب واقع ہوگا کہ) یہ زمین، ایک دوسری زمین بن جائے گی۔ آسمان، اور آسمان ہو جائے گا[1] —— یہ زمین و آسمان

---

[1] اگر ان الفاظ کے (مجازی نہیں بلکہ) حقیقی معانی لئے جائیں تو اس سے مفہوم وہ کائناتی (طبعی) انقلاب ہوگا (باقی صفحہ [illegible] پر دیکھئے

وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۝۴۹ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ۝۵۰ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۵۱ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۵۲

بدل جائیں گے۔ موجودہ معاشرہ کی جگہ ایک نیا معاشرہ وجود میں آجائے گا۔ اور تمام لوگ اُس خدا کے سامنے اُبھر اور نکھر کر آجائیں گے جس کے قانون کے سوا اور کسی کا قانون نہیں چل سکتا' اور جو بڑی قوتوں اور غلبہ کا مالک ہے۔

۴۹ اُس دن' تو ان مجرمین کو دیکھے گا (جو اِس وقت یوں سرکشی اختیار کر رہے ہیں) کہ یہ (جنگی قیدیوں کی شکل میں) زنجیروں میں جکڑے چلے جا رہے ہوں گے۔

۵۰ ان کی زرہیں' جو انہوں نے اپنی حفاظت کے لئے پہنی تھیں' تارکول کی طرح اِن کے جسم سے چمٹ کر' ان کے لئے وبالِ جان بن رہی ہوں گی۔ ان کے چہرے' جنگ کی آگ سے جھلسے ہوتے ہوں گے۔

۵۱ یہ سب اِس لئے ہوگا کہ خدا کے قانونِ مکافات کی رُو سے' ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ مل جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اُس کا قانون' اعمال کا محاسبہ کرنے میں ذرا بھی دیر نہیں لگاتا۔ وہ بہت تیز واقع ہوا ہے۔

۵۲ یہ تمام حقائق اور واقعات اس لئے بیان کئے گئے ہیں کہ

(۱) اِن کی روشنی میں' انسانیت اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ سکے۔

(۲) لوگ آگاہ ہوجائیں کہ غلط رَوِشِ زندگی کا نتیجہ کس قدر تباہ کن ہوتا ہے۔

(۳) وہ اِس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ کائنات میں اقتدار اور اختیار صرف خدا کا ہے۔ کسی اور کا نہیں۔ اور

(۴) صاحبانِ عقل و بصیرت' ان حقیقتوں کو' اپنے سامنے رکھیں جنہیں عام طور پر نظرانداز کر دیا جاتا ہے' اور ان سے عبرت حاصل کریں۔

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ ۵۷۷) جو کسی وقت آئیگا۔ اس کی کنہ و حقیقت کے متعلق ہم قبل از وقت کچھ نہیں کہہ سکتے۔ لیکن ہمارے نزدیک' اس سے مراد وہ انقلاب ہے جو نبی اکرمؐ کے ہاتھوں' اس معاشرہ میں رونما ہوا اور جس نے سب کچھ تہہ و بالا کر کے رکھ دیا تھا۔ اس اعتبار سے ہم نے اِن الفاظ کے مجازی معنی لئے ہیں۔

سُورَةُ الحِجْر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ①

① خدائے علیم و رحیم کا ارشاد ہے کہ یہ اُس ضابطۂ خداوندی، یعنی قرآن کریم کی آیات ہیں جو اپنے مطالب کو بڑے واضح انداز میں بیان کرتا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الٓرٰ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ①

[illegible]

چودھواں پارہ

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿۲﴾ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۵﴾ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۶﴾

---

۲ (اے رسول! اب یہ انقلاب اپنے فیصلہ کن مرحلہ پر پہنچ رہا ہے۔ اس کے بعد) یہ لوگ، جو اِسکی اِسطرح مخالفت کر رہے ہیں، اس حسرت میں رہیں گے کہ اے کاش! ہم بھی اسے تسلیم کر لیتے!

۳ (اِس وقت) تو انہیں، اِن کے حال پر چھوڑ دے، کہ یہ (زندگی کی حیوانی سطح پر ۴۷/۱۲) کھائیں، پئیں اور سامانِ زیست سے فائدہ اٹھائیں (اسلئے کہ ان کے نزدیک، زندگی کا مقصد ہی یہ ہے۔ یہ انہی مشاغل میں الجھے رہیں اور اس طرح) اِن کی لمبی چوڑی آرزوئیں (۱۰۲/۱) انہیں (زندگی کے بلند مقاصد سے) غافل رکھیں۔ وہ وقت دُور نہیں کہ انہیں، اپنی اس غلط رَوش کے انجام کا علم ہو جائے گا۔ (ابھی مہلت کا وقفہ ہے)۔

۴ اور (اِن سے پہلے بھی)، ہم نے کسی قوم کو، ان کی مہلت کا وقفہ پورا ہونے سے پہلے، تباہ نہیں کیا۔ یہ وقفہ، ہمارے قانونِ مکافات کے مطابق متعین ہوتا ہے۔ اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ (۱۳/۳۸)

۵ ہمارا یہ قانونِ مہلت اس قدر اٹل ہے کہ نہ کوئی قوم اس، وقفہ سے پہلے ہلاک ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس کے بعد زندہ رہ سکتی ہے۔ (غلط رَوش کے نتائج ٹھیک اپنے وقت پر ظہور میں آتے ہیں)۔

۶ (اِس وقت یہ لوگ خوابِ غفلت میں پڑے ہیں اور ان کے نشۂ قوت کی بدمستی کا یہ عالم ہے کہ

لَوْ مَا تَأْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۝ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ۝

یہ کہتے ہیں کہ "اے وہ جس پر یہ قرآن نازل ہو رہا ہے، تو پاگل ہے"۔

۷ "اور اگر تو اپنے دعوے میں سچا ہے تو ایسا کیوں نہیں کرتا کہ فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آئے؟"

۸ (اے کاش! یہ بات ان کی سمجھ میں آسکتی کہ) ہم ملائکہ کو یونہی نازل نہیں کیا کرتے۔ وہ اُس وقت نازل ہوا کرتے ہیں جب نتائج کے حقیقتِ ثابتہ بن کر سامنے آنے کا وقت آجائے۔ (وہی حق و باطل کی کشمکش کا آخری مرحلہ ہوتا ہے)۔ اُس کے بعد پھر کسی کو مہلت نہیں ملا کرتی۔

۹ اس قرآن کو ہم نے نازل کیا ہے (اس لئے اس کا ہر وعدہ سچا ہو کر رہے گا۔ اور چونکہ اسے تمام نوعِ انسان کے لئے، ہمیشہ کے لئے، ضابطہ ہدایت بن کر رہنا ہے، اس لئے اسے ہر طرح سے مکمل کر دیا گیا ہے۔ اس میں کسی ردوبدل کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔ ۶/۱۱۶)۔ اس لئے ہم خود اس کی حفاظت کریں گے۔ اسے دنیا کی کوئی طاقت مٹا نہیں سکے گی۔

۱۰ (اور تم کوئی نئے رسول نہیں ہو) ہم نے تم سے پہلے بھی مختلف گروہوں کی طرف رسول بھیجے تھے۔

۱۱ لیکن جو رسول بھی آیا، لوگوں نے اُس سے (اسی طرح) مذاق کیا (جس طرح یہ تم سے مذاق کرتے ہیں۔ لہذا تمہارے لئے گھبرانے کی کوئی بات نہیں)۔

۱۲ یہ، سب مجرمین کی مشترکہ نفسیاتی کیفیت ہے (کہ وہ، اپنی قوت کے نشے میں، دلائل و براہین کا جواب استہزاء و استخفاف سے دیتے ہیں)۔

۱۳ یہی کیفیت تمہاری قوم کی ہے۔ یہ بھی اس پر ایمان نہیں لائیں گے (اور جو کچھ پہلے لوگ کرتے رہے ہیں، وہی کچھ یہ بھی کریں گے)۔

۱۴ (یہ کہتے ہیں کہ اگر تو اپنے دعوٰے رسالت میں سچا ہے تو ہمارے سامنے فرشتے لے آ۔ یہ اِن کی محض کٹ حجتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ) اگر ہم ان کے سامنے، آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیں اور یہ اُس میں چڑھنے بھی لگ جائیں (تو بھی یہ ایمان نہ لائیں)۔

لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ زَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾

۱۵ اُس وقت یہ کہنے لگ جائیں کہ ہماری نگاہ بند کردی گئی ہے۔ یا ہم پر جادو کر دیا گیا ہے۔ (ایمان لانے کا طریقہ یہ ہے کہ قرآن پر غور و فکر کیا جائے۔ نہ یہ کہ اس قسم کی خارق عادات باتوں کا تقاضا کیا جائے)

۱۶ (باقی رہا ان کا یہ کہنا کہ اس قسم کی باتیں جو قرآن میں بیان ہوتی ہیں، ان کو کاہن اور نجومی علم النجوم ــ ستاروں کے علم ــ کی رو سے بھی بتا سکتے ہیں۔ تو ستاروں کی کیفیت یہ ہے کہ) ہم نے فضا کی بلندیوں میں اُبھرے ہوئے کرّے پھیلا رکھے ہیں، اور اُن سے روشنی منعکس ہوتی ہے تو وہ دیکھنے والوں کو بڑے خوشنما نظر آتے ہیں۔

۱۷ اور انہیں ہم نے ہر قسم کی تخریبی قوتوں سے محفوظ رکھا ہے۔ (اسی لئے تو یہ عظیم کارگہ کائنات، اس نظم وضبط اور حسن وخوبی سے چل رہا ہے۔ یہ ہے ستاروں کی حقیقت جن کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ ان کی گردش سے انسانی مقدرات اور واقعات کے متعلق پیش گوئیاں کی جا سکتی ہیں)۔

۱۸ (ان پیش گوئیوں کی بھی اس سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں کہ یہ) محض ان کی قیاس آرائیاں ہیں۔ (یہ قیاس آرائیاں اُس زمانے میں تو چل سکتی تھیں جب علم کی روشنی اس قدر عام نہ تھی۔ اب، قرآن کے بعد، ان کا دور ختم ہو گیا)۔ اب ہر قیاس وتخمین کے پیچھے علم ویقین کا ایک چمکتا ہوا شعلہ موجود ہے جو اُس کی حقیقت کو بے نقاب کر دیتا ہے۔ ($\frac{۵۲}{۳۸}$ ؛ $\frac{۳۷}{۸-۹}$ ؛ $\frac{۳۶}{۲۱۰-۲۱۲}$ ؛ $\frac{۶۷}{۵}$ ؛ $\frac{۶۲}{۸-۹}$)۔

۱۹ (حقیقت یہ ہے کہ یہ فضا، اور اس میں تیرنے والے کرّے، سب ہمارے نظام ربوبیت کے کل پرزے ہیں۔ بلندیوں کی طرف وہ کرّے، اور پستی کی طرف) زمین کا کرّہ، جسے (گول ہونے کے باوجود) ہم نے پھیلا رکھا ہے اور اس میں بڑے بڑے پہاڑ بنا دیئے ہیں (جن سے دیگر فوائد کے علاوہ زمین کی آبپاشی کے لئے واٹر ورکس کا کام لیا جاتا ہے۔ اس پانی کے ذریعے) ہم نے، زمین میں، نہایت عمدہ توازن اور تناسب سے، تمام چیزیں اُگائیں۔

۲۰ اور زمین کی اس پیداوار کو، تمہارے لئے وجہ معاش (روزی کا سامان) بنایا ــــ

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۫ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾ وَاَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَیْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِیْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْیٖ وَنُمِیْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِیْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ یَحْشُرُهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾

تمہارے لئے بھی' اور اس مخلوق کے لئے بھی جن کے لئے تم رزق مہیا نہیں کرتے۔

۲۱ ہمارے پاس (کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں) ان چیزوں کے بے بہا ذخیرے ہیں (جو تمہارے لئے سامان زیست بنتی ہیں) لیکن ہم انہیں' ایک معینہ انداز کے مطابق' باہر لاتے ہیں۔ (اِس معینہ اندازے کا دوسرا نام قانونِ فطرت ہے)۔

۲۲ اس مقصد کے لئے' ہم ہوائیں چلاتے ہیں جو پانی کے بخارات سے لدی ہوتی ہیں۔ (برعکس آندھیوں کے۔ ۵۱/۴۱)۔ پھر ہم' اِنہی' بادلوں سے مینہ برساتے ہیں۔ اور اس کا پانی تمہارے پینے کے کام آتا ہے۔ (یہ ذخائر ہمارے پاس رہتے ہیں) تمہارے پاس نہیں رہتے۔

۲۳ اور (ہر شے کو ہمارے قانون کے مطابق) زندگی ملتی ہے اور اسی کے مطابق اُس پر موت طاری ہوتی ہے۔

(ان تصریحات سے واضح ہے کہ کائنات میں جس قدر سامانِ زیست ہے' اس کے) مالک ہم ہیں۔ (تم مالک نہیں ہو کہ اسے سمیٹ کر بیٹھ جاؤ۔ ۴۸/۷۴ — ۵۶/۶۳)۔

۲۴ اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے کون (اپنی ہنرمندیوں اور چابک دستیوں کی بنا پر) آگے بڑھ جانے والے (اور اس طرح سامانِ معیشت کو اپنے قبضے میں لے لینے والے) ہیں۔ اور کون پیچھے رہ جانے والے ہیں۔

۲۵ (لیکن ہمارا نظامِ ربوبیت اس قسم کی تفریق و تقسیم کی اجازت نہیں دے سکتا) ہم اُن سب کو یک جا اکٹھا کر دیں گے۔ اور یہ ہمارے اس قانون کی رو سے ہوگا جو سرتاسر علم و حکمت پر مبنی ہے۔

۲۶ (یہی وہ حقیقت ہے جسے قصۂ آدم کے تمثیلی انداز میں' پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے اور جسے اب پھر دہرایا جاتا ہے)۔ یہ حقیقت ہے کہ انسان کی پیدائش کی ابتدا سیاہ کیچڑ سے ہوئی' جو سوکھ کر کھنکھنانے لگتا ہے۔ (یعنی وہ طین لازب جس سے زندگی کا اوّلیں جرثومہ

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ﴿۲۹﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰۤی اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾

وجود میں آیا (۲/۱۱ ، ۳/۲۰)-

۲۷ واضح رہے کہ انسانی تخلیق سے پہلے کرۂ ارض میں بے پناہ حرارت تھی- اس لئے ابتداءً یہاں ایسی مخلوق کی نمود ہوئی جس میں حرارت برداشت کرنے کی بڑی صلاحیت تھی- وہ مخلوق اب باقی نہیں رہی- انسان اسی کا جانشین ہے (۲/۳۰)-

۲۸ اور جب تیرے نشو و نما دینے والے نے کائناتی قوتوں سے کہا کہ میں سیاہ کیچڑ کی کھنکھنی مٹی سے انسان کی تخلیق کی ابتدا کرنے والا ہوں-

۲۹ سو جب ایسا ہو کہ وہ زندگی کی مختلف ارتقائی منازل طے کر کے، اس مقام تک پہنچ جائے جہاں اس میں ٹھیک ٹھیک تناسب اور توازن قائم ہو جائے، اور میں، اس میں، اپنی توانائی کا ایک شمہ ڈال دوں، اور یوں وہ صاحبِ اختیار و ارادہ، انسانی ذات کا حامل بشر بن جائے، تو تم اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا-

۳۰ چنانچہ اس پروگرام کے مطابق، تمام کائناتی قوتیں اس کے سامنے جھک گئیں- (یعنی انسان میں یہ صلاحیت رکھ دی گئی کہ وہ فطرت کی قوتوں کو مسخر کر سکے)-

۳۱ لیکن اس کے اپنے سرکش جذبات اس کے سامنے نہ جھکے- انہوں نے اس سے انکار کر دیا اور سرکشی اختیار کر لی (۲/۳۴)-

۳۲ خدا نے ابلیس (انسان کے سرکش جذبات) سے پوچھا کہ تم اس کے سامنے جھکنے والوں میں سے کیوں نہیں ہوئے؟ تم نے سرکشی کیوں اختیار کی؟

اس نے کہا کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں ایک ایسی مخلوق کے سامنے جھک جاؤں جسے سیاہ کیچڑ کی کھنکتی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے (یعنی انسان کی مادی تخلیق ایسی ہے کہ اسکے سرکش جذبات اس پر غالب رہتے ہیں- لیکن اسے جو "خدائی توانائی" کی جھلک — انسانی ذات — دیدی گئی ہے، اس سے یہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ اس کے جذبات اس پر غالب نہ آئیں)-

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿٣٤﴾ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ﴿٣٥﴾ قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿٣٦﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ﴿٣٧﴾ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٣٩﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾ قَالَ هَٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ﴿٤١﴾

---

۳۴ خدا نے کہا کہ تو اس حالت سے نکل جا- تو ہر قسم کی سعادت سے محروم ہو گیا- (اگر انسان اپنے جذبات سے مغلوب ہو جائے' اور انہیں قوانین خداوندی کے تابع نہ رکھے' تو وہ' زندگی کی سعادتوں سے محروم رہ جاتا ہے) (۱۵/۳۵)

۳۵ اور یہ محرومی انسان کے ساتھ مسلسل لگی رہتی ہے —— اس دنیا میں بھی' اور اسکے بعد کی زندگی میں بھی-

۳۶ اس نے کہا کہ مجھے انسان کی نشاۃِ ثانیہ تک مہلت دیدی جائے- (اُس دور تک کہ انسان کی ترقی کے راستے میں جس قدر موانع ہیں' یہ انہیں دور کر کے' صحیح انسانی آزادی حاصل کر لے- جب انسان' ان تمام موانع کو دور کر کے' وحیِ الٰہی کے مطابق' صحیح آزادی حاصل کر لے گا تو اُس وقت' اِس پر' اس کے تخریبی جذبات غالب نہیں آسکیں گے (۱۵/۷ ــــــ ۱۴)-

۳۷-۳۸ خدا نے کہا کہ ہاں! تجھے اُس وقت تک کے لئے مہلت دی جاتی ہے- یعنی ایک وقتِ معلوم تک کے لئے- ("وقتِ معلوم" اِس لئے کہ انسان کی صحیح آزادی کا دور جس میں وہ اپنے پست جذبات پر غلبہ حاصل کر لے' ایسا نہیں جس کا کسی کو علم ہی نہ ہو سکے- یہ کوئی رازِ درونِ پردہ نہیں —— اِس کا ہر ایک کو علم ہو گا —— اور ہوتا ہے)-

۳۹ اس نے کہا کہ اے میرے پروردگار! تو نے مجھے جو' اس طرح' زندگی کی سعادتوں سے محروم کر دیا' اور مجھ پر خوشگواریوں کی راہ مسدود کر دی ہے' تو میں بھی اب ایسا کروں گا کہ انسانوں کو' ان کی طبیعی زندگی کے مفاد و اسباب اس طرح خوشنما بنا کر دکھاؤں کہ وہ انہی میں الجھ کر رہ جائیں' اور انسانی زندگی کے بلند مقاصد کو یکسر نظر انداز کر دیں- (اور یوں' میری طرح' یہ بھی زندگی کی حقیقی سعادتوں سے محروم رہ جائیں)-

۴۰ ہاں! جو تیرے مخلص بندے ہوں گے' ان پر میرا زور نہیں چل سکے گا- (وہ اپنے آپ کو وحی کے تابع رکھیں گے' اس لئے سرکش جذبات ان پر غالب نہیں آسکیں گے)-

۴۱ خدا نے کہا کہ جس راہ پر یہ مخلص بندے چلیں گے' وہی' وہ توازن بدوش' راہ ہے جو

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ﴿۴۲﴾ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۴۳﴾ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ ﴿۴۴﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿۴۵﴾ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ ﴿۴۶﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ ﴿۴۷﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ ﴿۴۸﴾

انہیں سیدھی زندگی کی منزل مقصود تک پہنچا دے گی۔ یہی راہ میری طرف لانے والی ہے (۱۶/۹)۔

۴۲ میرے ان بندوں پر تیرا غلبہ نہیں ہو سکے گا تیرا غلبہ انہی پر ہو سکے گا جو اس متوازن راہ کو چھوڑ کر تیرے پیچھے لگ جائیں۔

۴۳ یقیناً ان سب کے لئے تباہی اور بربادی کا جہنم ہے — اور یہ وہاں پہنچ کر رہیں گے۔

۴۴ تباہی تو سب کے لئے ایک جیسی ہوگی، لیکن اس تک پہنچنے کے راستے مختلف ہوں گے۔ ان میں سے ہر گروہ کا الگ راستہ ہوگا جہاں سے وہ تباہی کے جہنم میں داخل ہوگا۔ (یعنی صراطِ مستقیم، جو جنت تک لیجاتی ہے ایک ہی ہے۔ لیکن جب اسے چھوڑ دیا جائے تو غلط راستے بے شمار ہوتے ہیں، اور مختلف لوگ، مختلف راستوں سے تباہی تک پہنچ جاتے ہیں — ٹھیک نشانے کا مقام ایک ہی ہوتا ہے، غلط نشانے کے مقامات لاتعداد ہو سکتے ہیں۔ ٹھیک جواب ایک ہی ہوتا ہے۔ غلط جوابات کا شمار نہیں ہو سکتا۔ خدا کا دین ایک ہی ہے۔ انسانوں کے خود ساختہ مذاہب بے شمار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دین میں فرقے نہیں ہو سکتے۔ (۳۰/۳۱ — ۳۰)۔

۴۵ ان کے برعکس متقین (زندگی کی تباہیوں سے بچ کر قوانین خداوندی کے مطابق چلنے والوں) کی منزل، سرسبز و شاداب باغات اور جاری چشمے ہوں گے۔

۴۶ اس جنتی معاشرہ میں (جو اس دنیا کی زندگی سے اُخروی زندگی تک مسلسل چلا جائے گا) وہ ہر تباہی سے مامون ہوں گے اور ان کی تمام صلاحیتوں کی پوری پوری نشوونما ہوتی جائے گی۔

۴۷ اس معاشرہ کے افراد کے دلوں میں (ایک دوسرے کی طرف سے جس قدر) گرہیں ہوں گی سب صاف ہو جائیں گی — بغض، کینہ، عداوت، فریب کی کوئی بات نہیں رہے گی۔ حتیٰ کہ کوئی راز ایسا نہیں ہوگا جسے وہ ایک دوسرے سے پوشیدہ رکھیں (۴۳/۷)۔ وہ، بھائیوں کی طرح، دل کھول کر ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر بیٹھیں گے۔

۴۸ وہاں انہیں، مشقت، تکان یا واماندگی چھو تک نہیں سکے گی۔ وہ ہر وقت تر و تازہ

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۹﴾ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿۵۰﴾ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓي اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّاۗلُّوْنَ ﴿۵۶﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾

اور ہشاش بشاش رہیں گے۔ نہ ہی وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔

۴۹ (اے رسول!) میرے بندوں کو یہ خبر سنا دو کہ میرے ہاں ان کے لئے ہر قسم کی حفاظت اور نشوونما کا سامان ہے۔

۵۰ لیکن جو لوگ میرے قوانین کی خلاف ورزی کر کے اپنے لئے سامانِ ہلاکت خرید لیں گے' ان کے لئے بڑی ہی الم انگیز تباہیاں ہوں گی۔

۵۱ الم انگیز تباہی کا یہ عذاب کس طرح آیا کرتا ہے' اس کے لئے انہیں (مثلاً) قوم لوط کی تباہی کا قصہ سناؤ جس کی ابتدا' ابراہیمؑ کے ہاں آنے والے مہمانوں سے ہوتی ہے۔ (۱۱/۶۹)۔

۵۲ وہ جب ابراہیمؑ کے ہاں آئے تو انہوں نے کہا کہ ہم تمہاری سلامتی کے خواہاں ہیں۔ اس نے کہا کہ (تم اجنبی لوگ ہو اس لئے) مجھے تم سے کچھ اندیشہ سا ہے۔

۵۳ انہوں نے کہا کہ اندیشہ اور خطرہ کی کوئی بات نہیں۔ ہم تمہیں ایک ایسے بیٹے کی خوش خبری دیتے ہیں جو صاحبِ علم ہوگا۔

۵۴ اس نے کہا کہ تم مجھے بیٹے کی خوشخبری دیتے ہو' حالانکہ میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں — تم مجھے اولاد کی خوشخبری کن قرائن کی رُو سے دیتے ہو؟ اب میرے ہاں اولاد کی کیا امید ہو سکتی ہے؟

۵۵ انہوں نے کہا کہ ہم تمہیں بالکل سچی خوشخبری دیتے ہیں۔ تم ناامید مت ہو۔

۵۶ ابراہیمؑ نے کہا کہ نہیں! میں خدا کی رحمت سے ناامید نہیں ہوں۔ اُس سے تو وہی ناامید ہوتے ہیں جو اُس کا راستہ چھوڑ کر غلط راستوں پر چل نکلیں۔ یا جنہیں صحیح راستہ نہ مل سکے۔ جو اس کی راہ پر چلیں' ان کے سامنے' اسکی رحمت کے عالمگیر نقشے ہوتے ہیں۔ لہذا' میں اسکی رحمت سے کیسے مایوس ہو سکتا ہوں؟ میں نے تو صرف یہ کہا تھا کہ عام قرائن کے لحاظ سے اب میرے ہاں اولاد کی امید نہیں ہو سکتی۔

۵۷ پھر اس نے کہا کہ یہ بتاؤ کہ تم جو بھیجے ہوئے آئے ہو' تو وہ کونسی مہم ہے جس کے لئے تم مامور ہو؟

قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا جَاۗءَ اٰلَ لُوْطِۨ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَاۗءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَجَاۗءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۷﴾

۵۸ انہوں نے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ یعنی قوم لوطؑ کی طرف۔

۵۹ وہ ساری قوم تباہ ہو جائے گی، بجز لوطؑ کی اپنی جماعت کے لوگوں کے۔ انہیں بچالیا جائے گا۔

۶۰ حتیٰ کہ لوطؑ کے اپنے گھرانے کے لوگوں میں سے، اس کی بیوی بھی تباہ ہو جائے گی۔ اس کے متعلق ہمارا اندازہ یہی ہے کہ وہ لوطؑ کے ساتھ نہیں جائے گی۔ قوم مخالف کے ساتھ پیچھے رہ جائے گی۔

۶۱ پھر جب وہ پیغامبر، قوم لوطؑ کے پاس آئے۔

۶۲ تو لوطؑ نے ان سے کہا کہ تم لوگ یہاں کے رہنے والے نہیں۔ اجنبی معلوم ہوتے ہو!

۶۳ انہوں نے کہا کہ یہ ٹھیک ہے کہ ہم یہاں کے رہنے والے نہیں۔ لیکن ہم وہ بات لے کر آئے ہیں جس کی بابت یہ لوگ تم سے جھگڑتے رہتے ہیں۔ (یعنی وہ تباہی جس سے تم انہیں آگاہ کیا کرتے ہو، اور یہ کہا کرتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو اسے لا کر دکھاؤ!)۔

۶۴ ہم اس تباہی کو ایک ٹھوس حقیقت بنا کر ان کے سامنے لانے کے لئے آئے ہیں۔ ہم بالکل سچ کہتے ہیں۔ ایسا ہو کر رہے گا۔

۶۵ سو تم اپنی جماعت کو لے کر، کچھ رات گئے یہاں سے نکل جاؤ۔ آگے آگے انہیں جانے دو، اور ان کے پیچھے پیچھے تم خود چلو (کہ خطرہ کے وقت، امام۔ لیڈر۔ کو سب کے بعد جانا چاہیئے)۔ اور یہاں سے یوں دامن فشاں اٹھو کہ پھر اس طرف مڑ کر بھی نہ دیکھو (۱۱/۸۱)۔ اور جس مقام کا تمہیں (خدا کی طرف سے) حکم دیا گیا ہے، وہاں چلے جاؤ۔

۶۶ اور ہم نے لوطؑ کو بذریعہ وحی بتا دیا کہ صبح ہوتے ہی اس قوم کی جڑیں کٹ جائیں گی۔

۶۷ ادھر یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ اُدھر جب بستی کے لوگوں کو ان نوواردوں کی اطلاع ملی تو

قَالَ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿٦٨﴾ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿٦٩﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٠﴾ قَالَ هٰۤؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٧١﴾ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿٧٢﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿٧٣﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿٧٤﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿٧٥﴾ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿٧٦﴾

وہ خوشیاں مناتے ہوئے، آپہنچے۔

۶۸ لوطؑ نے اُن سے کہا کہ یہ میرے مہمان ہیں۔ تم ان سے کوئی نازیبا حرکت کر کے مجھے رسوا نہ کرو۔

۶۹ تم قانونِ خداوندی کی نگہداشت کرو اور میری تذلیل کا باعث نہ بنو۔

۷۰ انہوں نے لوطؑ سے کہا کہ کیا ہم نے تم سے کہا نہیں تھا کہ تم دوسری قوموں کے لوگوں کو اپنے ہاں نہ ٹھیرایا کرو؟ (اب اگر تم وہی کچھ کرو جس سے ہم نے تمہیں روکا تھا تو اس کا خمیازہ بھگتو)۔

۷۱ اس پر لوطؑ نے ان سے کہا کہ (اگر کوئی اجنبی مرد ادھر آنکلے تو اس کے یہ معنی تھوڑے ہیں کہ تم اس پر پل پڑو!) یہ تمہاری عورتیں جو میرے لئے بمنزلہ میری اپنی بیٹیوں کے ہیں، موجود ہیں۔ (اپنی نفسانی خواہش کو ان سے پورا کرو)۔

۷۲ اس مقام پر ان فرستادگان نے لوطؑ سے کہا کہ (تم کن لوگوں کے ساتھ مغزماری کر رہے ہو؟) تمہاری زندگی کی قسم —— اور قسم اس دین کی جس پر تم ہو —— یہ لوگ تمہاری ایک نہیں سنیں گے۔ تم دیکھ نہیں رہے کہ یہ کس طرح اپنی بدمستیوں میں اندھے ہو رہے ہیں!

۷۳ قصہ مختصر۔ ان لوگوں کو، سورج نکلتے ہی ایک ہولناک زلزلے نے آپکڑا۔

۷۴ اور آتش فشاں پہاڑ سے ان پر مٹی کے پتھروں کی ایسی بارش ہوئی کہ ساری بستی تہ و بالا ہو گئی۔

۷۵ یقیناً اس واقعہ میں، ان لوگوں کے لئے عبرت کی بڑی نشانیاں ہیں جو فہم و فراست سے کام لے کر حقیقت تک پہنچنا چاہیں۔

۷۶ (قوم لوطؑ کی بستی کسی غیر معروف مقام میں نہیں تھی)۔ وہ اس راستے پر واقع تھی جہاں آمد و رفت کا سلسلہ اب تک قائم ہے۔ (اس لئے یہ لوگ، آتے جاتے، اُس کے کھنڈرات دیکھ سکتے ہیں)۔

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۷۷﴾ وَ اِنۡ کَانَ اَصۡحٰبُ الۡاَیۡکَۃِ لَظٰلِمِیۡنَ ﴿۷۸﴾ فَانۡتَقَمۡنَا مِنۡہُمۡ ۘ وَ اِنَّہُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۷۹﴾ وَ لَقَدۡ کَذَّبَ اَصۡحٰبُ الۡحِجۡرِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۸۰﴾ وَ اٰتَیۡنٰہُمۡ اٰیٰتِنَا فَکَانُوۡا عَنۡہَا مُعۡرِضِیۡنَ ﴿۸۱﴾ وَ کَانُوۡا یَنۡحِتُوۡنَ مِنَ الۡجِبَالِ بُیُوۡتًا اٰمِنِیۡنَ ﴿۸۲﴾ فَاَخَذَتۡہُمُ الصَّیۡحَۃُ مُصۡبِحِیۡنَ ﴿۸۳﴾ فَمَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُمۡ مَّا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ ﴿۸۴﴾ وَ مَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ مَا بَیۡنَہُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ ؕ وَ اِنَّ السَّاعَۃَ لَاٰتِیَۃٌ فَاصۡفَحِ الصَّفۡحَ الۡجَمِیۡلَ ﴿۸۵﴾

---

۷۷ یقیناً ان کھنڈرات میں ان لوگوں کے لئے حقیقت شناسی کی نشانیاں ہیں جو خدا کے قانونِ مکافات پر یقین رکھتے ہیں۔

۷۸ اور اسی طرح 'اصحاب الایکہ' (گھنے جنگل کے رہنے والے' یعنی قبیلہ مدین کے لوگ) بھی بڑے سرکش تھے۔

۷۹ سو ہم نے انہیں بھی' ان کی سرکشی کی سزا دی — اور یہ دونوں بستیاں (یعنی قوم لوطؑ او قومِ مدین کے شہر) عام شاہراہ پر واقع ہیں۔

۸۰ اور اصحاب الحجر' یعنی قوم ثمودؑ نے بھی اپنے رسولوں کے پیغام کی تکذیب کی۔

۸۱ انہیں ہم نے واضح قوانین دیئے تھے' لیکن وہ ان سے روگرداں رہے۔

۸۲ (وہ بڑی طاقتور قوم تھی)۔ وہ لوگ پہاڑوں کو تراش کر' اپنے مکان بناتے تھے تاکہ (ان قلعہ نما گھروں میں) محفوظ رہیں۔

۸۳ (لیکن ان کے یہ محفوظ قلعے بھی انہیں' خدا کے عذاب سے نہ بچا سکے) صبح ہوتے ہی' انہیں سخت ہولناک آواز کے ساتھ' عذاب نے آدبوچا۔

۸۴ اور جو کچھ انہوں نے اپنی کوششوں سے اپنے لئے بنا رکھا تھا' وہ اُن کے کسی کام نہ آیا۔

۸۵ (اے رسول! تم نے دیکھ لیا کہ اقوامِ سابقہ کو اُن کے غلط اعمال نے کس طرح تباہ کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ) یہ سلسلۂ کائنات (ارض و سما) پیدا ہی اس لئے کیا گیا ہے کہ یہ ٹھوس تعمیری نتائج مرتب کرتا رہے۔ (تخریبی قوتیں' کائنات کے پروگرام میں فٹ نہیں بیٹھ سکتیں' اس لئے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ لہٰذا' جو کچھ اُن اقوام کے ساتھ ہوا' وہی کچھ تمہاری مخاطب قوم کے ساتھ بھی ہو گا)۔ وہ فیصلہ کن انقلاب جس سے انہیں متنبہ کیا جاتا ہے' آ کر رہے گا۔ لہٰذا' تم ان سے الجھو نہیں۔ (تبلیغ حق کا جس قدر ضروری کام تھا' وہ ہو چکا)۔ اب

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿۸۷﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَقُلْ إِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۹﴾ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ﴿۹۱﴾

تم ان سے، نہایت خوش آیند طریق سے الگ ہوکر اپنے پروگرام کی تکمیل میں مصروف رہو۔ (۴۳/۱۰)

۸۶ یہ سب کچھ، تیرے اُس پروردگار کی طرف سے کہا جارہا ہے جس نے اس تمام سلسلۂ کائنات کو پیدا کیا ہے اور وہ جانتا ہے کہ کس قسم کی سعی و عمل کا انجام کیا ہونا ہے!

۸۷ ہم نے تمہیں اس تاریخ کے متعدد واقعات کا علم دیا ہے، جو اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ قرآنِ عظیم عطا کیا ہے (جو ان اصولوں کو اپنے اندر رکھتا ہے جن کے مطابق اقوام کی موت اور حیات کے فیصلے ہوتے ہیں) (۳۹/۲۲)۔

۸۸ (تاریخ کی ان سرگزشتوں، اور قرآن کے ان بنیادی حقائق کے بعد) تم طبیعی زندگی کے اُس سازوسامان کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھو جو ہم نے، ان میں سے مختلف طبقات کے لوگوں کو دے رکھا ہے۔ (اقوامِ سابقہ کو اِن سے کہیں زیادہ سازوسامانِ زیست حاصل تھا)۔ نہ ہی تم اپنے آپ کو اس غم میں گھلاتے رہو کہ یہ لوگ صحیح راستے کی طرف آکر، زندگی کی تباہیوں سے کیوں نہیں بچ جاتے! (نہ اقوامِ سابقہ نے اپنے پیغمبروں کی بات پر کان دھرا تھا۔ نہ یہ تمہاری بات سنیں گے)۔
تم اب (ان مخالفین کا خیال چھوڑ کر) اُن لوگوں کو، جو اس پیغام کی صداقت پر ایمان لے آئے ہیں، اپنے بازوؤں کے نیچے سمیٹتے جاؤ۔ (اور اس طرح مناسب تعلیم و تربیت سے، اپنی جماعتی تنظیم میں پختگی اور مرکزیت پیدا کرتے جاؤ۔ ۱۵/۹۴)۔

۸۹ اور فریق مخالف سے کہتے رہو کہ میں تمہیں، تمہاری غلط روش کے تباہ کن نتائج سے کھلے طور پر آگاہ کر رہا ہوں۔

۹۰ جن تباہیوں سے تو انہیں آگاہ کرتا ہے، ان کا کچھ اندازہ ان لوگوں کو ہو بھی چکا ہے۔

۹۱ یہ لوگ آپس میں قسمیں کھا کھا کر تمہاری مخالفت کرتے اور پھر جھوٹی قسموں سے تمہیں اپنی رفاقت کا یقین دلاتے تھے (۵/۵۳ ؛ ۹/۱۰۷ ؛ ۱۴/۴۴ ؛ ۱۶/۳۸ ؛ ۶۸/۱۰)۔ اور اپنا سارا زور یہ مشہور کرنے میں صرف کر دیتے تھے کہ قرآن، جھوٹ، افترا، سحر اور کہانت کے سوا کچھ نہیں۔ سو ہم نے انہیں طرح طرح کے مصائب و نوازل میں مبتلا کیا۔ (اور یہ تو ابھی ہلکے ہلکے جھٹکے تھے ـــــ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا ـــــ)۔

فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾
اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ
صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾

۹۲ ۹۳ تیرے رب کا قانونِ مکافات اس پر شاہد ہے کہ ان سب سے' ان کے اعمال کی باز پرس ہوگی۔ (اس قسم کی رَوش کا نتیجہ تباہی و بربادی کے سوا کچھ اور ہو نہیں سکتا)۔

۹۴ لہذا' اے رسول! تم ان کا خیال مت کرو' بلکہ (جیسا کہ تم سے کہا گیا ہے ۱۵/۹۹) اِن سے الگ ہٹ کر' اپنی جداگانہ تنظیم کرو' اور ان لوگوں سے اعراض برتو' جو خدا کے ساتھ اور قوتوں کو بھی شریک کرتے ہیں۔

۹۵ ۹۶ یہ لوگ' جو خدا کے اقتدار کے ساتھ اوروں کو بھی شریک کرتے ہیں' تمہاری ہنسی اڑا کر (بہت خوش ہوتے ہیں' کہ بڑا کارنمایاں سرانجام دے رہے ہیں!)۔ ہم تیری طرف سے' ان کے لئے کافی ہیں۔ (ہمارا قانونِ مکافات ان سے نپٹ لے گا اور) انہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ ان کے اس استہزاء کا انجام کیا ہے!

۹۷ ہمیں اس کا بھی علم ہے کہ یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں اس کا تمہارے قلبِ حساس پر بڑا اثر ہوتا ہے۔ اس سے تم کبیدہ خاطر ہو جاتے ہو۔

۹۸ (لیکن تم ان کی باتوں کی قطعاً پرواہ نہ کرو۔ یہ تو چاہتے ہی یہ ہیں کہ تمہیں ان باتوں میں الجھا کر' تمہاری قوتوں کو منفیانہ طور پر ضائع کر دیں)۔ تم اپنے پروگرام کی تکمیل میں ہمہ تن مصروف رہو تاکہ خدا کا نظام ربوبیت اس انداز سے متشکل ہو کر سامنے آجائے کہ وہ خدا کی حمد و ستائش کا زندہ پیکر بن جائے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ تم قوانینِ خداوندی کی کامل اطاعت کرتے جاؤ —— تم خود بھی ایسا کرو اور تمہاری جماعت بھی ایسا ہی کرے۔

۹۹ اور اس طرح اپنے نشو و نما دینے والے کی محکومیت پورے طور پر اختیار کر لو' تا آنکہ تمہارا یہ دعوے (کہ جس نظام کی طرف تم دعوت دیتے ہو' وہ نہایت خوشگوار نتائج کا حامل ہوگا' اور غلط نظام پر چلنے والوں کا انجام تباہی و بربادی ہوگا) پایۂ ثبوت تک پہنچ جائے اور ایک ٹھوس حقیقت کی شکل میں دنیا کے سامنے آجائے۔

سُورَۃُ النَّحل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰہِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡہُ ؕ سُبۡحٰنَہٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ① یُنَزِّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃَ بِالرُّوۡحِ مِنۡ اَمۡرِہٖ عَلٰی مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖۤ اَنۡ اَنۡذِرُوۡۤا اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوۡنِ ② خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ ؕ تَعٰلٰی عَمَّا

---

۱ (یہ مخالفین تقاضا کرتے ہیں کہ جس تباہی سے تم انہیں بار بار ڈراتے ہو اسے جلدی سے لے آؤ- ۲۹/۵۴- ان سے کہو کہ اس کے متعلق) خدا کا حکم آچکا ہے- اس کا ظہور عنقریب ہو جائے گا- تم اس کے لئے اس قدر جلدی کیوں مچاتے ہو- (وہ تمہارے لئے کونسی ایسی خوش بختی کی بات ہے جسے تم جلد حاصل کر لینا چاہتے ہو! تم اپنے ذہن میں خیال کئے بیٹھے ہو کہ جن قوتوں کو تم خدا کا ہمسر قرار دے رہے ہو، وہ اس فیصلہ خداوندی کو روک لینگی - یہ خیال باطل ہے)- خدا ان سے بلند و بالاتر ہے-

۲ وہ اپنے قانون مشیت کے مطابق، اپنے بندوں میں سے جس کی طرف مناسب سمجھتا ہے، ملائکہ کو وحی دے کر بھیجتا ہے، تاکہ اس (وحی) کے ذریعے لوگوں کو آگاہ کر دیا جائے کہ کائنات میں اختیار و اقتدار صرف خدا کا ہے- کسی اور کا نہیں- لہذا، تمہیں اسی کے قوانین کی نگہداشت کرنی چاہیئے-

۳ اس نے بلند و پست کائنات کو بطور ایک حقیقت[۱] کے، تعمیری نتائج مرتب کرنے کے لئے

---

[۱] قرآن کریم نے اس حقیقت کی بار بار وضاحت کی ہے کہ خدا نے کائنات کو بالحق پیدا کیا ہے- اس سے یہ بتلانا بھی مقصود ہے کہ
(باقی صفحہ ۵۹۴ پر)

يُشْرِكُونَ ﴿۳﴾ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ ﴿۴﴾ وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿۵﴾ وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ ﴿۶﴾ وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَىٰ بَلَدٍ لَمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿۷﴾

پیدا کیا ہے۔ (اور اس کا پورا کنٹرول اس کے ہاتھ میں ہے) جن قوتوں کے متعلق لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ خدا کی کارفرمائی میں شریک ہیں، خدا ان سے بہت بلند ہے۔ (وہ اپنے اقتدار کے لئے کسی کی مدد کا محتاج نہیں)۔

۴ (ذرا کائنات کے مختلف گوشوں پر غور کرو)۔ سب سے پہلے انسان ہی کو لو، جو قانونِ خداوندی کی مخالفت میں اچھل اچھل کر سامنے آتا ہے۔ اس کی پیدائش ایک قطرۂ آب سے ہوئی جو ممکنات کی اتنی بڑی دنیا اپنے اندر لئے تھا۔ (سوچو کہ اگر یہاں، خدا کے تعمیری قانونِ ربوبیت کے بجائے تخریبی قوتیں کارفرما ہوتیں، تو یہ قطرۂ آب کسی صورت میں بھی انسانی پیکر اختیار کر سکتا تھا؟)۔

۵ اس سے آگے بڑھو اور ان مویشیوں کو دیکھو جنہیں اس نے تمہارے فائدے کے لئے پیدا کیا ہے۔ ان میں تمہارے گرم لباس (کے لئے اون اور کھال) ہے۔ اس کے علاوہ کئی اور منفعت بخش چیزیں ہیں اور انہی میں ایسے جانور بھی ہیں جن کا گوشت تم کھاتے ہو۔

۶ (یہ تو اس کا افادی پہلو[1] ہے۔ اس کا دوسرا پہلو تحسین و جمال[2] کا ہے)۔ تم دیکھتے ہو کہ جب تم انہیں صبح (کی مرمریں روشنی اور شبنمی فضا میں) باہر جنگل میں چرانے کے لئے لے جاتے ہو۔ یا شام (کے شفق آگیں، سکوت افزا سمے میں) انہیں چرا کر واپس لاتے ہو، تو یہ مناظر، حسن و جمال کی کس قدر دلآویز کیفیتیں اپنے اندر لئے ہوتے ہیں۔

(کیا یہ کسی ایسے نظم و نسق کا نتیجہ ہو سکتا ہے جو تخریبی قوتوں کے بل بوتے پر چل رہا ہو؟)

۷ پھر دیکھو! یہی جانور (جو ایسے دل فریب مناظر کا موجب بنتے ہیں) تمہارے لئے باربرداری کا

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ ۵۹۳) کائنات ایک حقیقت (REALITY) ہے، خواب۔ وہم۔ سراب۔ مایا۔ فریب یا "حلقۂ دامِ خیال" نہیں۔ اس سے افلاطون کے قدیم تصور — کہ اشیائے کائنات محض پرچھائیاں ہیں — اور اس پر مبنی اس تمام فلسفہ کی تردید ہو جاتی ہے جس نے اس اڑھائی ہزار سال کے عرصہ میں، مشرق اور مغرب کی قریب قریب ہر قوم کو مختلف انداز سے متاثر کیا ہے اور کائنات کے متعلق منفیانہ ردِ عمل پیدا کر کے انسانی قوائے عملیہ کو شل کر کے رکھ دیا ہے۔

[1] UTILITARIAN ASPECT

[2] AESTHETIC OR APPRECIATIVE ASPECT.

وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً ۚ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٨﴾ وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ ۚ وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٩﴾ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۖ لَكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ ﴿١٠﴾

کام دیتے ہیں۔ یہ، تمہارا سامان اٹھا کر ایسے دور دراز شہروں میں لے جاتے ہیں کہ اگر تمہیں وہاں پیدل جانا پڑے (اور اس کے ساتھ ہی یہ بوجھ بھی اٹھانا پڑے) تو یہ سفر تمہارے لئے جانکاہ مشقتوں کا باعث بن جائے۔

غور کرو کہ تمہارے خدا کا نظام ربوبیّت (جو کائنات کی وسعتوں میں پھیلا ہوا ہے) کس قدر رافت و رحمت کے سامان اپنے اندر رکھتا ہے!

۸ پھر تم گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کو دیکھو کہ تم ان سے سواری کا کام بھی لیتے ہو اور اسکے ساتھ ہی وہ تمہارے لئے موجب زینت بھی ہیں۔ (تاکہ افادیت[۱] اور جمالیت[۲] کے دونوں گوشے معمور رہیں)۔ ان کے علاوہ، وہ اور بھی بہت سی چیزیں پیدا کرتا رہتا ہے جن کا تمہیں (ہنوز) علم نہیں۔

۹ تم دیکھتے ہو کہ یہ تمام جانور، کس طرح آنکھ بند کئے اس راستے پر چلے جاتے ہیں جس پر چلنے کے لئے انہیں پیدا کیا گیا ہے۔ ان کا اپنے جبلی تقاضوں کے مطابق، صحیح راستوں پر چلے جانا، خدا ہی کے قانونِ ہدایت کی رُو سے ہے، حالانکہ ان کے سامنے اور راستے بھی موجود ہوتے ہیں جو ان کی جبلی خِلقت سے دوسری طرف لے جاتے ہیں۔ لیکن وہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔

اسی طرح، اگر خدا چاہتا تو تمہیں بھی حیوانات کی طرح، مجبور پیدا کر دیتا، اور تم سب ان کی طرح، ایک مقررہ راستے پر چلے جاتے۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس نے تمہارے لئے ہدایت کا دوسرا طریق تجویز کیا ہے۔ (یعنی بذریعہ وحی و رسالت)۔

۱۰ (اب تم، اپنی اور حیوانات کی دنیا سے آگے بڑھ کر، خارجی کائنات کے دوسرے گوشوں پر غور کرو)۔ خدا وہ ہے جو (اپنے قانونِ طبیعی کے مطابق) بادلوں سے مینہ برساتا ہے جس میں سے کچھ تو تمہارے پینے کے کام آتا ہے اور کچھ زمین کو سیراب کرتا ہے جس سے جنگل پیدا ہوتے ہیں

---

[۱] UTILITARIAN ASPECT

[۲] AESTHETIC OR APPRECIATIVE ASPECT

يُنۢبِتُ لَكُمۡ بِهِ الزَّرۡعَ وَالزَّيۡتُوۡنَ وَالنَّخِيۡلَ وَ الۡاَعۡنَابَ وَمِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ
يَّتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۱۱﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوۡمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمۡرِهٖ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۲﴾ وَمَا ذَرَاَ لَكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ مُخۡتَلِفًا اَلۡوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ
يَّذَّكَّرُوۡنَ ﴿۱۳﴾ وَهُوَ الَّذِىۡ سَخَّرَ الۡبَحۡرَ لِتَاۡكُلُوۡا مِنۡهُ لَحۡمًا طَرِيًّا وَّتَسۡتَخۡرِجُوۡا مِنۡهُ حِلۡيَةً تَلۡبَسُوۡنَهَا ۚ
وَتَرَى الۡـفُلۡكَ مَوَاخِرَ فِيۡهِ وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۱۴﴾ وَاَلۡقٰى فِى الۡاَرۡضِ رَوَاسِىَ

جن میں تم اپنے مویشی چراتے ہو۔

۱۱ اسی پانی سے وہ تمہارے لئے کھیتیاں پیدا کرتا ہے۔ نیز زیتون، کھجور، انگور، اور دیگر طرح طرح کے پھلوں کے باغات۔ یقیناً اس تمام سلسلۂ تخلیق میں، غور و فکر کرنے والوں کے لئے، خدا کے نظامِ ربوبیت اور کائنات کے بالحق پیدا کئے جانے کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔

۱۲ اور اس نے رات اور دن۔ چاند اور سورج کو، تمہارے فائدے کے لئے، قانون کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے۔ اور اسی طرح ستارے بھی، اس کے قانون کی رو سے تمہارے لئے مسخر ہیں۔ ان امور میں بھی ان لوگوں کے لئے، جو عقل و فکر سے کام لیں، حقیقت تک پہنچنے کی نشانیاں ہیں۔

۱۳ اور اُس نے جو کچھ زمین میں تمہارے لئے پیدا کیا ہے، دیکھو! وہ کس قدر مختلف اقسام پر مشتمل ہے۔ اس میں بھی ان لوگوں کے لئے، جو قوانین خداوندی کو اپنے سامنے رکھتے ہیں منزل تک پہنچنے کا نشان ہے۔

۱۴ اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے سمندر (جیسی حدود ناآشنا اور مہیب قوت) کو قانون کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے کہ تم اس سے، تر و تازہ گوشت، اور زیورات (کے لئے موتی) نکالو جنہیں تم پہنتے ہو۔ اور تم دیکھو کہ جہاز کس طرح سینۂ بحر کو چیرتے ہوئے چلے جاتے ہیں تاکہ تم (ان کے ذریعے، دور دور تک) تلاشِ معاش کرو، اور تمہاری کوششیں بھرپور نتائج پیدا کر سکیں۔

۱۵ اور اس نے زمین کو ایسا بنا دیا ہے کہ تم اس پر آرام اور سکون سے بیٹھے رہو اور وہ تمہیں لے کر گھومتی رہے۔ اور اس میں پہاڑ پیدا کر دیئے (جو تمہارے لئے واٹر ورکس کا بھی کام دیتے ہیں اور طرح طرح کے دیگر فوائد اپنے اندر رکھتے ہیں)۔ اور دریا اور خشکی کے راستے بنا دیئے تاکہ تم (بآسانی)، اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ جایا کرو۔ (۲۱/۳۱ ؛ ۳۱/۱۰)۔

أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥﴾ وَعَلَامَاتٍ ۚ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ﴿١٦﴾ أَفَمَن يَخْلُقُ كَمَن لَّا يَخْلُقُ ۗ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿١٧﴾ وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٨﴾ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿١٩﴾ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿٢٠﴾ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٢١﴾ إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۚ فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُم مُّنكِرَةٌ وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ ﴿٢٢﴾

---

۱۶ اور اس نے ایسے ایسے نشانات پیدا کر دیئے ہیں (جن سے راستہ چلنے والے دن کے وقت اپنی منزل کا تعین کر سکتے ہیں۔ باقی رہا رات کی تاریکیوں میں نشانِ راہ) سو اس کے لئے روشن ستارے بنا دیئے (جو جگمگاتی قندیلوں کی طرح) نشاناتِ راہ بنتے چلے جاتے ہیں۔

۱۷ (کائنات کے اس نظامِ تخلیق و ربوبیت پر غور کرو' اور پھر سوچو کہ) کیا وہ جو یہ سب کچھ پیدا کر سکتا ہے' اُس کے برابر ہو سکتا ہے جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتا۔ کیا تم اتنی سی بات بھی نہیں سمجھ سکتے' اور اس سے حقیقت کو سامنے نہیں لا سکتے؟

۱۸ اور (ہم نے تو ابھی صرف چند چیزوں کا نام لیا ہے' ورنہ اس 'مائدہ' ربوبیت کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ) اگر تم خدا کی عطا کردہ نعمتوں کو گننا چاہو' تو وہ تمہارے حیطۂ شمار میں نہ آ سکیں۔ یہ نعمتیں دو قسم کی ہیں۔ کچھ وہ جو تخریبی قوتوں سے تمہاری حفاظت کرتی ہیں۔ اور دوسری وہ جو تمہارے لئے سامانِ نشوونما بہم پہنچاتی ہیں۔

۱۹ (ان حفاظتی اور نشوونما دینے والی نعمتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ تمہاری ذات کی صلاحیتیں بروئے مند ہوتی ہیں) وہ جانتا ہے کہ تمہاری کون کونسی صلاحیتیں نشوونما پا کر مشہود ہو چکی ہیں' اور کون کونسی ہنوز مضمر ہیں۔ تم سے کیا کچھ ظاہر ہوتا ہے اور کیا کچھ چھپا رہتا ہے۔

۲۰ (یہ ہے وہ خدائے بزرگ و برتر جو عالمِ انفس و آفاق کا خالق' رازق اور رب ہے)۔ یہ لوگ اُس کے سوا' جن قوتوں سے اپنی مانگ وابستہ کرتے' اور انہیں مدد کے لئے پکارتے ہیں' وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے۔ وہ تو خود مخلوق ہیں۔

۲۱ ان لوگوں کی یہ حالت ہے کہ زندہ انسانوں ہی سے نہیں' بلکہ مُردوں تک سے اپنی مرادیں مانگتے ہیں اور انہیں شریکِ خدائی سمجھتے ہیں — اُن مُردوں سے جنہیں' اور باتوں کا علم ہونا تو ایک طرف' خود اپنے متعلق اتنا بھی معلوم نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔

۲۲ (لہٰذا' اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لو کہ) کائنات میں ایک ہی ہستی ایسی ہے جسے

لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

تم پر اقتدار حاصل ہے۔ وہ خدا کی ذات ہے۔ ان دلائل و براہین کے باوجود، جو لوگ (محض مفادِ عاجلہ کو سامنے رکھتے ہیں اور) مستقبل کی زندگی پر ان کا ایمان نہیں، تو اسکی وجہ یہ ہے کہ اُن کی عقلِ خود بیں انہیں فریب کاریاں سکھاتی ہے اور اُسی کے بل بوتے پر وہ بڑا بنتے اور غرور اور سرکشی اختیار کرتے ہیں۔

۲۳ (لیکن یہ لوگ اس کا اقرار نہیں کریں گے کہ اُن کے اس نظام کو تسلیم نہ کرنے کی اصلی وجہ کیا ہے۔ مگر اللہ تو ان کے حال سے بے خبر نہیں) وہ جانتا ہے کہ ان کے دل میں کیا ہوتا ہے اور ظاہر کیا کرتے ہیں۔ جو لوگ اس طرح تکبّر اور سرکشی اختیار کریں، وہ خدا کی نگاہ میں پسندیدہ نہیں قرار پاسکتے۔

۲۴ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم ذرا اُس پر غور کرو جو تمہارے نشو و نما دینے والے نے نازل کیا ہے، تو ان کے دل میں تو وہ جذبات موجزن ہوتے ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، لیکن یہ صرف اتنا کہہ کر سر ہلا دیتے ہیں کہ، یہ اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ (اس سے زیادہ اس میں رکھا ہی کیا ہے!)۔

۲۵ (یہ کہہ کر، یہ لوگ خود بھی غلط روش پر اڑے رہتے ہیں۔ اور چونکہ معاشرہ میں انہیں ممتاز حیثیت حاصل ہے، اس لئے، ان کی دیکھا دیکھی، عوام بھی اسی روش پر چلے جاتے ہیں) یہ ہیں وہ لوگ جو ظہورِ نتائج کے وقت، اپنے اعمال کا پورا بوجھ بھی اپنی پیٹھ پر لادے ہوں گے، اور اُن لوگوں کے اعمال کے بوجھ کا کچھ حصہ بھی، جنہیں یہ اس طرح، بر بنائے جہالت، گمراہ کر رہے ہیں ($\frac{۲۹}{۱۲}$)۔ اُف! کس قدر بُرا ہے وہ بوجھ جسے یہ لوگ اپنے اوپر لادے جا رہے ہیں۔

۲۶ (جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں، کوئی نئی بات نہیں)۔ ان سے پہلی قوموں نے بھی اسی قسم کی ڈپلومیسی اختیار کی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قوانینِ خداوندی نے ان کے نظام کی عمارت کی بنیادوں تک کو ہلا دیا، اور اس کی چھتیں ان کے اوپر آ گریں۔ انہوں نے اپنی طرف سے ہر ممکن تدبیر کر رکھی تھی کہ ان کا نظام تباہ نہ ہو۔ لیکن ان پر تباہی اور بربادی کا عذاب، اُن راستوں سے آپہنچا جو ان کی عقل و شعور میں نہیں تھے۔

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۙ﴿۲۷﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۪ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۙ﴿۳۰﴾

---

۲۷ (جو کچھ اُن لوگوں کے ساتھ ہوا، وہی کچھ اِن لوگوں کے ساتھ ہونے والا ہے) ظہورِ نتائج کے وقت اِن کے حصے میں بھی ہر قسم کی رسوائیاں آئیں گی۔ اُس وقت اِن سے پوچھا جائے گا کہ تمہارے وہ اعیان و مددگار کہاں ہیں جنہیں تم، بزعم خویش، خدا کا شریک سمجھتے تھے ($\frac{6}{22}$) اور جن کے بل بوتے پر تم اُس کے نظام کی مخالفت کیا کرتے تھے۔

جو لوگ حقیقت کا علم رکھتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اُس وقت، ہر قسم کی رسوائیاں اُن لوگوں کے لئے ہوں گی جو اس نظامِ حق و صداقت کی مخالفت کرتے ہیں۔

۲۸ (یعنی اُن لوگوں کے لئے جو سمجھتے یہ ہیں کہ وہ دوسروں کے خلاف زیادتیاں کرتے ہیں حالانکہ وہ زیادتی خود ان کی اپنی ذات کے خلاف ہوتی ہے۔ وہ اسی رَوِش پر چلتے رہتے ہیں حتیٰ کہ موت کے فرشتے ان کے سامنے آ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اُسوقت یہ لوگ چِلّا اٹھیں گے کہ ہم بھی اس نظام کی تابعداری اختیار کرتے ہیں۔ اور کہیں گے کہ ہم کوئی خرابی کی بات نہیں کیا کرتے تھے۔

ان سے کہا جائے گا کہ تم غلط کہتے ہو۔ خدا کا قانونِ مکافات اچھی طرح جانتا ہے کہ تم کیا کچھ کرتے تھے۔

۲۹ اب تمہیں تباہی اور بربادی کے جہنم میں داخل ہونا پڑے گا اور اسی میں رہنا ہو گا۔ دیکھو! ذلت و خواری کی یہ زندگی ان لوگوں کے لئے کس قدر بری ہے جنہوں نے ناحق تکبر اور سرکشی اختیار کر رکھی تھی۔

۳۰ جن لوگوں نے قوانینِ خداوندی کے مطابق زندگی اختیار کر رکھی ہے (یعنی مومنین کی جماعت) اُن سے (یہ مخالفین) پوچھتے ہیں کہ جو کچھ تمہارے رب نے تمہاری طرف نازل کیا ہے، وہ ہے کیا؟ (اس کا ماحصل کیا ہے؟)۔ وہ اس کا جواب ایک لفظ میں دیتے ہیں۔ اور اسی ایک لفظ میں ساری

جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَہَا تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ لَہُمۡ فِیۡہَا مَا یَشَآءُوۡنَ ؕ کَذٰلِکَ یَجۡزِی اللّٰہُ الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۳۱﴾ الَّذِیۡنَ تَتَوَفّٰىہُمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ طَیِّبِیۡنَ ۙ یَقُوۡلُوۡنَ سَلٰمٌ عَلَیۡکُمُ ۙ ادۡخُلُوا الۡجَنَّۃَ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۳۲﴾ ہَلۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ تَاۡتِیَہُمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَوۡ یَاۡتِیَ اَمۡرُ رَبِّکَ ؕ کَذٰلِکَ فَعَلَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ؕ وَ مَا ظَلَمَہُمُ اللّٰہُ وَ لٰکِنۡ کَانُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ ﴿۳۳﴾ فَاَصَابَہُمۡ سَیِّاٰتُ مَا عَمِلُوۡا وَ حَاقَ بِہِمۡ مَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ ﴿۳۴﴾

تفصیلات سمٹ کر آجاتی ہیں)۔ وہ کہتے ہیں کہ اس سے حاصل ہوگا — خیر — یعنی نفع بخشی اور زندگی کے ہر پہلو میں بہتری۔ بالفاظِ دیگر اس کا ماحصل یہ ہے کہ جو لوگ اس کے مطابق حسن کارانہ انداز سے زندگی بسر کریں گے ان کے لئے اس دنیا کی زندگی میں بھی ہر طرح کی خوشگواریاں ہوں گی۔ اور مستقبل کی زندگی میں بھی ہر طرح کی بہتری۔ (۲۶/۱)۔

قوانین خداوندی کے مطابق زندگی بسر کرنے والوں کا گھر کتنا اچھا ہوگا!

۳۱ یعنی سدا بہار باغات کی خوشگواریاں جن کی شادابیوں میں کبھی فرق نہیں آئے گا۔ اس میں وہ جو کچھ چاہیں گے انہیں میسر ہوگا۔

خدا کا قانون مکافات، متقیوں کے حسنِ عمل کا اس طرح بدلہ دیا کرتا ہے۔

۳۲ یعنی ان لوگوں کے حسنِ عمل کا کہ (اُن کی زندگی تو ایک طرف) اُن کی موت بھی نہایت خوشگوار اور اطمینان بخش ہوتی ہے۔ ملائکہ انہیں امن و سلامتی کی خوش خبریاں دیتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ تم اپنے اعمال کے بدلے میں جنت میں رہو سہو۔

(غور کرو کہ ان دونوں گروہوں — یعنی قوانین خداوندی کا انکار کرنے والوں اور انکے مطابق چلنے والوں — کی زندگی، دنیا اور آخرت، دونوں میں کس قدر مختلف ہوگی!)۔

۳۳ یہ (مخالفین) اب اس کے سوا اور کس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ ملائکہ ان پر عذاب لے کر اتر آئیں۔ یا تیرے رب کا فیصلہ (ویسے ہی) ظہور میں آجائے۔ یہی کچھ وہ لوگ بھی کیا کرتے تھے جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ (چنانچہ جب ان کے اعمال کے ظہورِ نتائج کا وقت آگیا تو وہ تباہ و برباد ہو گئے)۔ اللہ نے ان پر ذرا بھی زیادتی نہیں کی (اللہ کسی پر بھی زیادتی نہیں کیا کرتا)۔ اُنہوں نے خود ہی اپنے آپ پر زیادتی کی تھی۔

۳۴ یعنی خود ان کے اعمال کے بُرے نتائج ان کے سامنے آگئے، اور جس تباہی سے آگاہ کرنے پر وہ مذاق اڑایا کرتے تھے، اُسی تباہی نے انہیں گھیر لیا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ نَّحْنُ وَ لَاۤ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝۳۵ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِيْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۳۶ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰی هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِیْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۳۷

۳۵ یہ لوگ جو خدا کے اقتدار و اختیار میں دوسروں کو بھی شریک کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ "اگر اللہ چاہتا تو ہم، اور ہمارے آباء و اجداد، خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کرتے۔ اور نہ ہی اس کے حکم کے بغیر کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔ (یہ تو ہم اس لئے کر رہے ہیں کہ خدا کو منظور ہی ایسا ہے۔ ہمیں ہمارا اختیار اور قصور کیا ہے؟ انسان مجبور ہے" ـــــ یہ بات کچھ انہی سے مخصوص نہیں)۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی اسی قسم کی روش اختیار کر رکھی تھی۔ (وہ بھی اپنی غلط روش کے جواز میں تقدیر کی آڑ لیا کرتے تھے) ($\frac{6}{149}$; $\frac{36}{47}$; $\frac{43}{20}$)۔

(اب سوچئے کہ جو لوگ اپنی گمراہی کا ذمہ دار خدا کو قرار دے دیں، انہیں کون راہ راست پر لا سکتا ہے؟) رسولوں کے ذمے تو اتنا ہی ہے کہ جو وحی انہیں دی جائے اسے واضح طور پر لوگوں تک پہنچا دیں۔

۳۶ ہم نے ہر قوم میں کسی نہ کسی رسول کو بھیجا کہ وہ ان سے کہدے کہ وہ صرف ایک خدا کے احکام کی اطاعت کریں اور ہر غیر خداوندی اقتدار کی محکومیت اور فرماں پذیری سے باز رہیں۔ سو ان میں سے بعض نے قانونِ خداوندی کے مطابق صحیح راستہ اختیار کر لیا، اور بعض نے اس سے انکار کیا تو گمراہی ان پر ثبت ہو گئی۔ ($\frac{15}{49}$)۔

سو تم مختلف ممالک میں جاؤ اور اقوامِ عالم کے تاریخی واقعات اور آثار پر غور کرو اور دیکھو کہ جن قوموں نے خدا کی طاقت اور قانون کو جھٹلایا تھا، ان کا انجام کیا ہوا؟

۳۷ (اے رسول! ہم جانتے ہیں کہ) تیری دلی آرزو ہے کہ یہ لوگ صحیح راستہ اختیار کر لیں (اور اس طرح تباہی سے بچ جائیں)۔ لیکن جو لوگ (اس اختیار کے مطابق جو انہیں خدا نے دیا ہے) غلط راستہ اختیار کر لیں، تو اللہ انہیں، زبردستی، سیدھی راہ پر نہیں چلایا کرتا۔ اور نہ ہی (قانونِ خداوندی کے خلاف) ان کا کوئی حامی و ناصر ہو سکتا ہے۔

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَاۤ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾

۳۸ اور یہ لوگ قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ جن قوموں پر (ایک دفعہ) مُردنی چھا جاتی ہے (اور ان کا شمار زندہ قوموں میں نہیں رہتا) وہ پھر نہیں اٹھ سکتیں۔ (اس لئے یہ جماعتِ مومنین، جو کمزور دل اور ناداروں پر مشتمل ہے، کبھی قوت حاصل نہیں کر سکتی۔ حقیقت یہ ہے کہ انہیں خدا کے قانون کا صحیح اندازہ نہیں) ان سے کہدو کہ یہ خدا کا وعدہ ہے جو حقیقت بن کر سامنے آجائے گا (اور اس کمزور سی جماعت کو ضرور غلبہ واقتدار حاصل ہوگا)۔ لیکن اکثر لوگ (ان کی موجودہ حالت کو دیکھ کر) نہیں جانتے کہ یہ کیسے ہوجائے گا!

۳۹ انہیں ضرور زندگی اور قوت عطا ہوگی، اور اس لئے عطا ہوگی کہ لوگ جن امور میں اِس وقت اختلاف کرتے ہیں، (کوئی کہتا ہے کہ یہ دعوت برحق ہے۔ کوئی کہتا ہے، باطل ہے) وہ ان کے سامنے کھل کر آجائیں۔ اور اس طرح، وہ لوگ جو اس دعوت سے انکار کرتے ہیں، جان لیں کہ وہ اپنے دعوے میں جھوٹے تھے۔

۴۰ (ہمارے قانون کی قوتوں کا یہ عالم ہے کہ) ہم جب کسی بات کا ارادہ کر لیتے ہیں (اور یوں ہمارے قانونِ مشیّت کی رُو سے طے پاجاتا ہے کہ اُسے یہ کچھ بننا ہے) تو ہم اسے کہدیتے ہیں کہ ہو جا۔ تو وہ (اپنے مختلف مدارج طے کرتی ہوئی) آخرالامر ظہور میں آجاتی ہے، اور ایسا ہو کر رہتا ہے۔

۴۱ (اس میں شبہ نہیں کہ اِس وقت جماعتِ مومنین کی کمزوری اپنی انتہا تک پہنچ چکی ہے۔ حتیٰ کہ انہیں اپنا گھر بار بھی چھوڑنا پڑا ہے۔ لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم اپنے اسی قانون کے مطابق جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے) ان لوگوں کو، جو ان مخالفین کے ظلم وتشدد سے تنگ آکر، اپنا گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہو رہے ہیں، اس دنیا میں بھی نہایت عمدہ ٹھکانہ دیں گے۔ اور مستقبل کا اجر اس سے بھی بڑا ہوگا۔ اے کاش! یہ لوگ (جو ان کی بظاہر کمزوری اور ناتوانی کا تمسخر اڑا رہے ہیں) خدا کے اس قانون سے باخبر ہوتے کہ

۴۲ جو لوگ اپنے پروگرام پر استقامت سے جمے رہتے ہیں اور اپنے نشوونما دینے والے کے

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِىٓ إِلَيْهِمْ ۚ فَسْـَٔلُوٓا۟ أَهْلَ ٱلذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۴۳﴾ بِٱلْبَيِّنَٰتِ وَٱلزُّبُرِ ۗ وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۴۴﴾ أَفَأَمِنَ ٱلَّذِينَ مَكَرُوا۟ ٱلسَّيِّـَٔاتِ أَن يَخْسِفَ ٱللَّهُ بِهِمُ ٱلْأَرْضَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ ٱلْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۴۵﴾ أَوْ يَأْخُذَهُمْ فِى تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُم بِمُعْجِزِينَ ﴿۴۶﴾ أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَىٰ تَخَوُّفٍ فَإِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۴۷﴾

قوانین کی محکمیت پر پورا پورا بھروسہ رکھتے ہیں (انہیں یہ کچھ مل کر رہتا ہے)۔

۴۳ (اب رہا ان کا یہ اعتراض کہ انہی جیسا ایک انسان کس طرح رسول بنا دیا گیا۔ سو) ہم نے تجھ سے پہلے بھی جتنے رسولوں کو بھیجا تو اسی طرح بھیجا کہ وہ آدمی تھے اور ان کی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے۔

ان سے کہو کہ اگر تمہیں خود اس کا علم نہ ہو تو ان اہلِ کتاب سے دریافت کر لو (کہ سابقہ رسول انسان تھے یا فرشتے تھے؟)۔

۴۴ ہم نے ان رسولوں کو واضح دلائل اور قوانین دے کر بھیجا تھا۔ اسی طرح ہم نے 'اے رسول! تیری طرف یہ ضابطہ قوانین بھیجا ہے تاکہ تو لوگوں پر اچھی طرح ظاہر کر دے کہ ان کے خدا نے ان کی طرف کیا نازل کیا ہے۔ اور اس طرح لوگ اس پر غور و فکر کریں۔

۴۵ یہ لوگ' جو تخریبی چالیں چلتے اور ناہمواریاں پیدا کرتے ہیں' کیا اس بات کی طرف سے بالکل مطمئن ہو چکے ہیں کہ ان کی قوتیں ماند پڑ جائیں' انہیں ملک میں ذلیل و خوار کر دیا جائے' یا ان پر کسی ایسے مقام سے تباہی آ جائے جو ان کے عقل و شعور میں بھی نہ ہو۔؟

۴۶ یا وہ انہیں ایسی حالت میں پکڑ لے جب یہ اپنی اسکیموں کو بروئے کار لانے کیلئے تگ و دو اور الٹ پھیر کر رہے ہوں؟ یاد رکھو! یہ لوگ خدا کے قانونِ مکافات کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔ نہ ہی اسے بے بس کر سکتے ہیں۔

۴۷ یا وہ' ان کی قوتوں کو آہستہ آہستہ کم کر کے انہیں بالآخر ختم کر دے۔ (۶/۴۵ ؛ ۷/۱۸۲) یہ اس لئے کہ خدا کے نظامِ ربوبیت کا تقاضا ہے کہ لوگ تخریبی قوتوں کے ظلم و استبداد سے محفوظ رہیں اور ان کی نشو و نما ہوتی چلی جائے۔ (اس مقصد کے پورا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ جو لوگ ظلم و ستم سے یوں باز نہ آئیں انہیں راستے سے ہٹا دیا جائے تاکہ انسانیت آگے بڑھ سکے۔ اور لوگوں کے لئے قانونِ خداوندی کی اطاعت کی راہیں صاف ہو جائیں)۔

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ يَتَفَيَّؤُا ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِّلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ ﴿٤٨﴾
وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِن دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٤٩﴾ يَخَافُونَ
رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴿٥٠﴾ وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَّخِذُوا إِلَٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۖ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ
فَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ ﴿٥١﴾

---

۴۸ (یعنی انسانی دنیا میں بھی وہی نقشہ پیدا ہو جائے جس کے مطابق خارجی کائنات کا نظم و نسق جاری ہے۔ نظامِ کائنات کے بڑے بڑے کل پرزوں کو چھوڑو) کیا انہوں نے کبھی اس پر بھی غور نہیں کیا کہ مختلف چیزوں کے سائے کس طرح دائیں بائیں ڈھلتے رہتے ہیں؟ (اور اس سے انسان کس یقین کے ساتھ وقت کا اندازہ کر لیتا ہے۔ یہ کس طرح ہوتا ہے؟ اس طرح کہ چاند' سورج' اور روشنی کے دیگر سرچشمے' اور وہ اشیاء جو ان کی روشنی کے سامنے آتی ہیں' سب) قوانین کے سامنے جھکی رہتی ہیں اور ان میں کوئی سرکشی نہیں برتتی۔

۴۹ (اور انہی چیزوں پر کیا منحصر ہے؟) کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے' سب اُس کے قوانین کے سامنے سجدہ ریز ہے —— خواہ وہ جاندار مخلوق ہو یا کائناتی قوتیں —— ان میں سے کسی کو بھی مجالِ سرتابی نہیں۔ وہ اِن قوانین کی اطاعت سے کبھی سرکشی اختیار نہیں کرتیں۔

۵۰ وہ قانونِ خداوندی کی ہمہ گیری اور محکمیت سے' جو ان پر مسلط ہے' اچھی طرح واقف ہیں (۲۴/۱۸) اور اس کی خلاف ورزی کے نتائج سے ہمیشہ خائف رہتی ہیں۔ اس لئے جس راستے پر انہیں لگایا گیا ہے' وہ سر جھکائے' اس پر چلتی رہتی ہیں۔ وہ خدا کے حکم کی سرتابی نہیں کرتیں۔

۵۱ (جس خدا کا ایسا محکم قانون' کائنات کی حدود فراموش پہنائیوں میں' اس نظم و ضبط سے کارفرما ہے) اُسی خدا نے انسانوں سے یہ کہا ہے کہ وہ اپنی دنیا میں بھی اُس کا قانون رائج کریں۔ یہ نہ کریں کہ خارجی کائنات میں تو خدا کا اقتدار و اختیار تسلیم کر لیں لیکن اپنی تمدنی اور عمرانی زندگی میں' اقتدار کسی اور کا تصور کر لیں (اور اسے انسانوں کے وضع کردہ قوانین کے تابع رکھیں)۔ انہیں اس حقیقت کا پورا پورا یقین ہونا چاہیئے کہ خارجی کائنات ہو یا انسانوں کی دنیا۔ سب میں اقتدار و اختیار صرف ایک خدا کا ہے۔ کسی اور کا نہیں۔ سو انہیں اُسی کے

وَلَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ؕ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَاۤ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾

قوانین کا اتباع کرنا چاہیئے، اور اُن کی خلاف ورزی کے تباہ کن عواقب سے ڈرنا چاہیئے۔ (۲۱/۲۱-۱۹ ؛ ۲۹/۶۱-۶۰ ؛ ۴۳/۸۴)۔

۵۲ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے سب اس کے مقرر کردہ پروگرام کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل ہے۔ لہذا، انسانوں کے لئے بھی ضروری ہے کہ اُس کے قوانین کی اطاعت کریں۔ اور التزاماً اور دواماً ایسا کریں۔

ان سے پوچھو کہ کیا ایسے واضح حقائق کے بعد بھی تم خدا کے علاوہ اوروں کے قوانین کے مطابق زندگی بسر کرو گے؟

۵۳ کیا تم نے کبھی اس پر بھی غور کیا ہے کہ (خارجی کائنات میں) تمہارے لئے زندگی کی جس قدر سہولتیں موجود ہیں۔ اور کسب و ہنر کی جس قدر صلاحیتیں تمہیں نصیب ہیں سب خدا کی عطا کردہ ہیں —— نہ بنیادی طور پر یہ تمہاری پیدا کردہ ہیں، نہ ہی تم انہیں کہیں سے خرید سکتے ہو چنانچہ جب ان میں سے کوئی سہولت چھنتی ہے اور تمہیں نقصان پہنچتا ہے، تو تمہاری نگاہوں کا رخ خدا ہی کی طرف ہوتا ہے اور اسی کے قانون کے مطابق تمہاری مصیبتوں کا ازالہ ہوتا ہے۔

۵۴ لیکن جب وہ مصیبت دور ہو جاتی ہے —— جب نقصانات کا پردہ تمہاری اجتماعی زندگی سے اُٹھ جاتا ہے —— تو تمہاری سوسائٹی کا ایک گروہ (جمہور نہیں بلکہ اس سوسائٹی کا ایک گروہ) اس باب میں، قانون خداوندی کے ساتھ اوروں کو بھی شریک کر لیتا ہے۔ (اور لوگوں سے کہتا ہے کہ یہ سب ان کی ہنرمندی سے ہوا ہے۔ ۲۸/۷۸)۔

۵۵ تاکہ جو کچھ قوانین خداوندی کی رُو سے ملا ہے، اسے دبا اور چھپا کر رکھیں —— عام نہ ہونے دیں۔ اور یوں خدا کی بخشائشوں کی ناسپاس گزاری کریں۔

ان سے کہدو کہ (تم اس رَوش کے مطابق کچھ دنوں کے لئے) ان سہولتوں سے فائدہ اٹھالو۔ اس کا نتیجہ بہت جلد تمہارے سامنے آجائے گا۔ (تمہارا یہ نظام دیر تک قائم نہیں رہ سکے گا۔ نظام وہی پائیدار ہو گا جس میں خدا کی نعمتیں، خدا کے بندوں کی ضروریات کے لئے عام اور کھلی رہیں۔ کوئی گروہ انہیں دبا کر نہ بیٹھ جائے ۱۳/۱۷)۔

وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۗ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَيَجْعَلُونَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَإِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾

۷ ع۰ ۱۳

۵۶ (اپنی اس روش کے جواز کے لئے یہ لوگ کرتے یہ ہیں کہ) جو کچھ ہم انہیں دیتے ہیں، اس میں سے ایک حصہ ان ہستیوں کے لئے الگ کر دیتے ہیں جنہیں حقیقت کا کچھ علم نہیں۔ (یعنی بطور نذر نیاز دیدیتے ہیں یا چڑھاوے چڑھا دیتے ہیں۔ اور مطمئن ہو جاتے ہیں کہ باقی سارا مال پاک وصاف اور حلال وطیب ہو گیا)۔ یہ سب ان کے خود ساختہ معتقدات ہیں جن کی بابت ان سے پوچھا جائے گا کہ ان کے پاس ان کی سند کیا تھی؟

۵۷ (انسان کے خود ساختہ معتقدات کی بھلی پوچھی!) ان کا تو یہ بھی عقیدہ ہے کہ خدا کی بیٹیاں ہیں! (قطع نظر اس کے کہ خدا کی اولاد کا عقیدہ کس قدر باطل ہے' یہ لوگ' اولاد میں سے بھی اس کیلئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں) اور اپنے لئے کچھ اور (یعنی بیٹے) چاہتے ہیں۔

۵۸ حالانکہ ان کی اپنی حالت یہ ہے کہ جب ان میں سے کسی کو یہ خبر ملتی ہے کہ اس کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے تو اس کے چہرے کی رنگت سیاہ ہو جاتی ہے اور وہ غم میں ڈوب جاتا ہے۔

۵۹ وہ بیٹی کی پیدائش کی خبر کو اس قدر معیوب سمجھتا ہے کہ لوگوں سے منہ چھپائے پھرتا ہے۔ —— اور سوچتا ہے کہ کیا بیٹی کو زندہ رکھ کر ہمیشہ کی ذلت برداشت کرے یا اسے زندہ دفن کر کے (اس ذلت سے نجات حاصل کر لے!)۔

اُف! کس قدر برا ہے یہ فیصلہ جو یہ لوگ اپنی معصوم بچیوں کے متعلق کرتے ہیں!!

۶۰ (یہ تو' توہم پرستی کی چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ) جو لوگ بھی مستقبل میں پیدا ہونے والی زندگی پر یقین نہیں رکھتے اور مفاد عاجلہ کے حصول ہی کو زندگی کا مقصود و منتہیٰ سمجھ لیتے ہیں' ان کی فکر و نظر اور سیرت و کردار کا سارے کا سارا ڈھانچہ بڑا ناہموار اور پست ہوتا ہے۔ اس کے برعکس' سیرت و کردار اور قلب و دماغ کے جو ڈھانچے' قانون خداوندی کے مطابق بنتے ہیں' وہ بڑے بلند ہوتے ہیں۔ یاد رکھو! قانون خداوندی' غلبہ اور حکمت' دونوں کو اپنے آغوش

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾

میں لئے ہے اور جو ڈھانچے اس قالب میں ڈھلتے ہیں ان میں یہ اور دیگر صفاتِ خداوندی، علیٰ حدِ بشریت منعکس ہوتی ہیں۔ (۳۰/۲)۔

۶۱ (یہ تخریبی اور تعمیری ڈھانچے یک لخت نمودار نہیں ہو جاتے۔ رفتہ رفتہ بنتے ہیں۔ اگر کائنات کے ارتقاء میں یہ تدریجی قانون کارفرما نہ ہوتا، اور) خدا کا قانونِ مکافات لوگوں کی زیادتی پر فوراً انکی گرفت کر لیا کرتا، تو صفحۂ ارض پر کوئی چلنے والا (انسان) نظر نہ آتا (۳۵/۴۵)۔ لیکن وہ ایسا نہیں کرتا، بلکہ انہیں مقررہ تاریخی منازل تک پہنچانے کے لئے ان کے انجام کو مؤخر کرتا جاتا ہے۔ اور جب وہ اپنی منزل تک پہنچ جاتے ہیں تو اس کے بعد نہ ایک ثانیہ کی دیر ہوتی ہے، نہ سویر۔ (ان کے اعمال کا آخری فیصلہ کن نتیجہ سامنے آجاتا ہے)۔

تم نے دیکھا کہ قانونِ خداوندی میں حکمت اور غلبہ کس طرح کارفرما رہتا ہے!

۶۲ غور کرو کہ یہ لوگ کس طرح خدا کے متعلق ایسے تصورات قائم کرتے ہیں جنہیں خود اپنے لئے بھی پسند نہیں کرتے۔ یہ زبان سے ہر جگہ یہی کہتے رہتے ہیں کہ ان کے لئے خوشگواریاں ہی خوشگواریاں ہیں، (حالانکہ، اندر سے، ان کے دل جانتے ہیں کہ یہ غلط ہے)۔

بہر حال ان کا انجام تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ یہ مصافِ زندگی میں پیچھے رہ جائیں گے۔ یہاں بھی، اور اس کے بعد کی زندگی میں بھی۔ (زندگی کے ارتقاء میں پیچھے رہ جانے والوں کا مقام جہنم ہے۔ جنتی آگے بڑھ جانے والے ہیں ۵۶/۱۰)۔

۶۳ اے رسول! خدا کا نظامِ ہدایت اس حقیقت پر شاہد ہے کہ ہم نے تجھ سے پہلی قوموں کی طرف بھی اپنے رسول بھیجے۔ لیکن اُن (غلط رو قوموں) کی مفاد پرستیوں نے اُن کے بُرے اعمال، ان کی نگاہوں میں خوشنما بنا کر دکھائے۔ وہی مفاد پرستیاں آج اِن لوگوں کے اعصاب پر سوار ہیں۔ وہی اِن کی ہمدم اور کارساز ہیں۔ سو جس طرح اقوامِ سابقہ کے ساتھ ہوا، اُسی طرح اِن کے ساتھ ہوگا۔ اِن کے لئے بھی بڑی الم انگیز تباہی ہوگی۔

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِىْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾

۶۴ اور ہم نے تیری طرف یہ ضابطۂ ہدایت (قرآن) بھیجا ہی اس لئے ہے کہ جن باتوں میں لوگ اختلاف کرتے ہیں، انہیں نمایاں کرکے دکھادے تاکہ باہمی اختلافات مٹنے کے بعد نوعِ انسانی اُمّتِ واحدہ بن سکے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ اس ضابطہ سے وہی لوگ راہ نمائی حاصل کرسکتے ہیں، اور یہ انہی کی نشوونما کا سامان بہم پہنچا سکتا ہے، جو اس کی صداقت پر یقین رکھیں۔

۶۵ (یہ ضابطۂ ہدایت، انسان کی انسانی زندگی کے لئے اسی طرح سامانِ نشوونما بہم پہنچاتا ہے جس طرح اس کی طبیعی زندگی کے لئے ہمارا کائناتی نظام، سامانِ زیست عطا کرتا ہے۔ اس کیلئے) خدا، اپنے قانون کے مطابق، بادلوں سے بارش برساتا ہے، تو اس سے زمینِ مردہ کو از سرِ نو زندگی مل جاتی ہے۔

یقیناً اس میں اُن لوگوں کے لئے حقیقت تک پہنچنے کی نشانی ہے جو حق کی آواز کو دل کے کانوں سے سنتے ہیں۔

۶۶ پھر تم مویشیوں پر غور کرو۔ معدے میں ان کی غذا ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔ اُدھر اِن کے جسم میں خون دورہ کر رہا ہوتا ہے۔ اس قسم کی اشیا میں سے، دودھ جیسی صاف اور ستھری چیز پیدا ہو جاتی ہے، جو پینے والوں کے لئے بڑی خوشگوار ہوتی ہے۔

اگر تم خدا کے اس نظامِ ربوبیت پر غور کرو تو اس سے بھی تمہارا ذہن ایک بلند حقیقت کی طرف منتقل ہو سکتا ہے۔ (۲۳/۲۱)۔

۶۷ اسی طرح تم کھجور اور انگور کے درختوں کے پھلوں کو دیکھو۔ تم ان سے نشہ آور عرق اور خوشگوار کھانے کی چیزیں بناتے ہو۔ اس میں بھی ان لوگوں کے لئے حقیقت تک پہنچنے کی نشانی ہے جو عقل و فکر سے کام لیں۔

۶۸ (یہ دیکھنا ہو کہ کائنات میں خدا کا قانونِ ہدایت کس طرح کارفرما ہے اور ہر شے

ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ﳜ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾ وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ

کس طرح، اس کی راہ نمائی میں محیر العقول کارنامے انجام دیتی ہے) تو شہد کی مکھی کو دیکھو۔ خدا نے جبلّی طور پر اس کے اندر یہ راہ نمائی رکھ دی ہے کہ وہ پہاڑوں میں، درختوں میں، اور ان ٹٹیوں میں جو اس غرض کے لئے بنائی جاتی ہیں، اپنا چھتہ بنائے۔

۶۹ پھر ہر طرح کے پھولوں اور پھلوں سے رس چوستی پھرے۔ اور نہایت فرماں پذیری اور اطاعت گزاری سے، اُس راستے پر چلتی جائے جو خدا کے قانونِ ربوبیت نے اُس کے لئے تجویز کیا ہے۔ (چنانچہ جب وہ قانونِ فطرت کا یوں اتباع کرتی ہے تو) اسکے اندر سے مختلف رنگوں کا رس (شہد) نکلتا ہے جس میں، لوگوں کے لئے (غذائیت کے علاوہ) شفا بھی ہوتی ہے۔

اس میں بھی اُن لوگوں کے لئے حقیقت تک پہنچنے کی نشانی ہے جو فکر و تدبر سے کام لیں۔ (وہ دیکھیں گے کہ ان مکھیوں کے نظام میں کس طرح ہر ایک مکھی اپنی اپنی استعداد کے مطابق سرگرمِ عمل رہتی ہے۔ اپنی محنت کے ماحصل کو، اپنے مشترکہ "بیت المال" میں جمع کر دیتی ہے، اور وہاں سے ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق، سامانِ نشو و نما ملتا رہتا ہے۔ یہی نظام اگر انسانی دنیا میں رائج کر لیا جائے تو اس سے ان بے شمار امراض سے شفا مل جائے جو انسانیت کو لاحق ہوتی ہیں۔ اس نظام کی روشنی میں ذرا اپنی حالت پر غور کرو)۔

۷۰ اللہ تمہیں پیدا کرتا ہے پھر تمہیں جوانی تک پہنچاتا ہے جس میں بھرپور توانائیاں حاصل ہوتی ہیں۔ پھر تم میں سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو جوانی کے بعد بڑھاپے کی عمر تک پہنچتے ہیں جس میں قویٰ مضمحل ہو جاتے ہیں اور ذہن میں بھی اس حد تک کمزوری آجاتی ہے کہ انسان سمجھ بوجھ رکھنے کے بعد پھر نادان ہو جاتا ہے۔ یہ سب کچھ خدا کے قانونِ طبیعی کے مطابق ہوتا ہے جس کے اندازے علم پر مبنی ہیں۔ (۲۲/۵)۔

۷۱ (انسانی عمر کے مختلف مدارج میں، کام کرنے اور کمانے کی استعداد مختلف ہوتی ہے۔ بچوں میں بالکل نہیں ہوتی اور بوڑھوں میں بہت کم رہ جاتی ہے۔ تو کیا ہمارے کائناتی

فَهُمْ فِيهِ سَوَآءٌ ۚ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُونَ ﴿۷۱﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ

مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ

يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾

نظامِ ربوبیّت' اور خود تمہارے عائلی نظام (گھریلو زندگی) میں یہ اصول کارفرما ہوتا ہے کہ سامانِ پرورش' کمائی کے مطابق ملے' یا یہ اصول کہ وہ سامان' ضرورت کے مطابق ملے؟ اگر یہ اصول کارفرما ہو کہ سامانِ زندگی' کمائی کی نسبت سے ملے' تو کوئی بچّہ زندہ ہی نہ رہ سکے' اور بوڑھوں کے بھی تم گلے گھونٹ دیا کرو! تم ایسا نہیں کرتے بلکہ اسکے برعکس' دوسرے اصول پر کاربند ہوتے ہو۔ لیکن ذرا اس پر غور کرو کہ جس اصول پر تم اپنی گھریلو زندگی میں کاربند ہوتے ہو' اسے' اپنی عام تمدنی اور معاشی زندگی میں کس طرح فراموش کر دیتے ہو۔ اس سے وہ معاشی ناہمواریاں پیدا ہوتی ہیں جن سے معاشرہ جہنمی بن جاتا ہے)۔

یہ حقیقت ہے کہ مختلف افراد میں' اکتسابِ رزق (کمانے کی) صلاحیتوں میں فرق ہوتا ہے۔ ایک کو ایک قسم کی صلاحیت زیادہ حاصل ہوتی ہے' دوسرے کو دوسری قسم کی صلاحیت۔ (یہ اس لئے کہ دنیا میں مختلف قسم کے کام ہوتے ہیں جن کے لئے مختلف قسم کی صلاحیتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ۴۳/۳۲)۔ جن لوگوں میں اکتسابِ رزق کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے وہ اپنی ساری کمائی اپنے لئے سمیٹ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ حالانکہ' ان کی ضروریات سے زیادہ جو کچھ ہے' وہ ان لوگوں کا حق ہے جن کی ضروریات ان کی کمائی سے پوری نہیں ہوتیں۔ (۷/۲۴)۔ سو یہ لوگ' اپنی فاضلہ دولت کو' ان لوگوں کو واپس کیوں نہیں دیدیتے جو ان کے زیرِ ہدایت کام کرتے ہیں اور جن کا یہ درحقیقت حق ہے' تاکہ اس طرح سب لوگ خدا کی عطا کردہ معاشی سہولتوں میں برابر کے شریک ہو سکیں۔ (۳۰/۲۸)۔

جو لوگ ایسا نہیں کرتے وہ درحقیقت اس سے انکار کرتے ہیں کہ ان کی زیادہ صلاحیت' انہیں خدا کی طرف سے بطور نعمت عطا ہوئی ہے (حالانکہ ان کی بنیادی صلاحیتیں اور سامانِ رزق' سب خدا کی طرف سے بطورِ نعمت عطا ہوتا ہے (۱۶/۵۳)۔ قارون کو بھی اسی قسم کا زعم تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ نظامِ سرمایہ داری کی بنیاد ہی اسی غلط نظریہ پر قائم ہے۔ ۲۸/۷۸ ؛ ۳۹/۴۹)۔

۷۲ (جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے' تم پھر غور کرو کہ تم اپنے گھر کے اندر کس اصول پر کاربند رہتے ہو؟) اللہ نے تم میں سے تمہارے جوڑے پیدا کر دیئے۔ اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لئے بیٹے پیدا کئے۔ پھر ایسے لوگ بھی ہیں جو گھر کے کام کاج میں تمہارے مددگار ہوتے ہیں۔ (تو تم ان

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰي شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۭ هَلْ

سب میں کھانے پینے کی چیزوں کی تقسیم کس طرح کرتے ہو؟ کیا اسی اصول کے مطابق نہیں کہ کمانے والے، پوری پوری محنت سے کماتے ہیں، اور پھر خاندان میں، ہر فرد کی ضرورت کے مطابق، رزق تقسیم ہو جاتا ہے۔ ہمارا نظامِ ربوبیت یہ چاہتا ہے کہ تم پوری کی پوری نوعِ انسانی کو ایک خاندان سمجھو اور جس طرح ایک خاندان میں تقسیمِ کار اور تقسیمِ رزق کرتے ہو، اسی طرح پوری انسانی برادری میں کرو)۔ لیکن لوگ کرتے یہ ہیں کہ انسانی معاشرہ میں، اس صحیح اور تعمیری نظریہ کے بجائے غلط اور تخریبی نظریہ کو اختیار کر لیتے ہیں، اور اس طرح خدا کی عطا کردہ نعمتوں کی ناسپاس گزاری کرتے ہیں۔

۷۳ (ظاہر ہے کہ جب سامانِ رزق اور انسانی صلاحیتیں، خدا کی عطا کردہ ہیں، تو رزق کی تقسیم بھی اسی کے متعین کردہ پروگرام کے مطابق ہونی چاہیئے)۔ لیکن لوگوں کی حالت یہ ہے کہ وہ، غیر خداوندی نظام و قوانین کی اطاعت اختیار کر لیتے ہیں، حالانکہ وہ قوتیں نہ تو کائنات میں سامانِ رزق پر کچھ کنٹرول رکھتی ہیں اور نہ ہی انہیں اس کی استطاعت ہے (کہ وہ کسی کو خاص صلاحیتیں عطا کر سکیں)۔

۷۴ سو تم اپنے غلط معاشی نظام کو، خدا کے متعلق اپنی خود ساختہ مثالوں (تصورات) کے ذریعے صحیح ثابت کرنے کی کوشش نہ کرو — (مثلاً یہ کہہ کر کہ اگر خدا کا منشاء یہی تھا کہ رزق میں سب انسان یکساں حقدار ہوں، تو اسے چاہیئے تھا کہ تمام انسانوں کو یکساں صلاحیتیں دیدیتا۔ الکتسابِ رزق کی استعداد میں اختلاف کے معنی یہ ہیں کہ استحقاقِ رزق میں اختلاف ہو۔ کوئی مفلس رہے کوئی تونگر ہو) — خدا کے متعلق اس قسم کے تصورات قائم نہ کرو۔ وہ جانتا ہے کہ اختلافِ استعداد کیوں رکھا گیا ہے اور استحقاقِ رزق میں، بقدرِ ضرورت کا اصول کیوں ضروری ہے۔ تم ان باتوں کی کنہ وحقیقت سے واقف نہیں ہو۔ اس لئے ان پر معترض ہوتے ہو۔

۷۵ (اگر تم صحیح مثالیں سننا چاہتے ہو تو سنو)۔ ایک شخص کسی کا غلام ہے۔ اور غلام بھی زرخرید۔ لہٰذا، وہ مجبورِ محض ہے۔ اسے کسی شے کا اختیار ہی نہیں۔ دوسرا وہ شخص ہے جسے ہم نے نہایت اچھی روزی دے رکھی ہے، اور وہ اسے، اپنے اختیار و ارادہ سے، ظاہر اور پوشیدہ، (بہت سا) زکوٰۃ عامہ

يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۷۷﴾

۱۰ ع ۱۶

کے لئے صرف کرتا ہے۔ کہو' یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟

(اب سوچو کہ اگر تمام انسانوں کو یکساں استعداد دیدی جاتی تو انسان مشین کے پرزوں کی طرح مجبور ہوتا۔ صاحبِ اختیار وارادہ نہ رہتا۔ یہ نظام انسان کے شایانِ شان نہ ہوتا۔ اس کے شرفِ انسانیت کا تقاضا تھا کہ ایسا نظام ہوتا کہ ہر شخص اپنی اپنی استعداد کے مطابق کام کرے۔ اور جو زیادہ کمائے' وہ بطیبِ خاطر' اپنے اختیار وارادہ سے' اپنی زائد کمائی سے دوسروں کی کمی کو پورا کرے۔ اور جس کی کمی کو پورا کرے وہ نہ اسے اپنے اوپر احسان سمجھے اور نہ ہی اس کی وجہ سے کام چور بنے۔ یہ ہے نظامِ خداوندی) جو ہر طرح کی حمد وستائش کا مستحق ہے' لیکن اکثر لوگ' جو سطح بینی یا مفاد پرستی سے کام لیتے ہیں' اس حقیقت کو نہیں سمجھتے۔

۷۶ یا مثلاً (خدا کی بیان کردہ یہ مثال کہ) دو آدمی ہیں۔ ایک ان میں سے ایسا ہے جو عقل و فکر سے عاری ہے کسی شے کا کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ خود اپنی ضروریات کے لئے بھی اپنے آقا پر بوجھ ہے۔ اس کا مالک اسے جہاں بھی بھیجے' وہ کبھی خیر کی خبر نہیں لاتا۔ (اس سے کوئی اچھی بات بن ہی نہیں پڑتی۔ وہ بے بس اور مجبور ہے۔ اس میں نہ کسی کو نقصان پہنچانے کی استعداد ہے' نہ نفع پہنچانے کی طاقت)۔ کیا یہ شخص' اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جو خود زندگی کے توازن بدوش' سیدھے راستے پر چلا جاتا ہے' اور ہر معاملہ کا فیصلہ' اپنے اختیار وارادہ سے' عدل کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر کرتا ہے؟ (یہ فرق ہے انسان کے مجبور اور صاحب اختیار وارادہ ہونے میں!)

۷۷ (اے رسول! تم ان حقائق کو ان لوگوں پر واضح کرتے جاؤ۔ اگر اس کے باوجود یہ نظامِ ربوبیت کی مخالفت کرتے ہیں' تو اس سے پریشان مت ہو۔ نہ ہی تم اس کی فکر کرو کہ وہ آنے والا انقلاب کب آئے گا) کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو تغیرات واقع ہوتے رہتے ہیں' وہ تمہاری نگاہوں سے پوشیدہ ہوتے ہیں' لیکن خدا انہیں خوب جانتا ہے (آنے والا انقلاب اس وقت ضمیرِ کائنات میں پہلو بدل رہا ہے۔ وہ بتدریج آگے بڑھ رہا ہے۔ جب وہ نمودار

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَاۤ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾

ہوگا تو یوں سمجھو) جیسے آنکھ کا جھپکنا- بلکہ اس سے بھی جلد تر- یقیناً خدا نے ہر شے کے پیمانے مقرر کر رکھے ہیں (انہی پیمانوں کو قوانین خداوندی کہا جاتا ہے- اور ہر شے ان پیمانوں کے مطابق ظہور میں آتی رہتی ہے-

۷۸ (تم خود اپنی حالت پر غور نہیں کرتے کہ تمہیں اپنی توانائیوں کی تکمیل تک پہنچنے میں کن کن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے)- تم شکمِ مادر سے دنیا میں آتے ہو تو اس حالت میں کہ تمہیں کسی بات کا کچھ علم نہیں ہوتا- وہ تمہیں سماعت و بصارت (ذرائع معلومات) اور پھر ان معلومات کی بنا پر نتائج اخذ کرنے کا ملکہ (قلب[۵۱]) عطا کرتا ہے تاکہ تم بتدریج اپنی ممکنات[۵۲] کو مشہود[۵۳] کر سکو-

۷۹ (یہ تو رہا قانونِ خداوندی کی تدریج کا پہلو- اس کی محکمیت کو سمجھنا چاہتے ہو تو) پرندوں کی حالت پر غور کرو- وہ کس طرح فضا کی پہنائیوں میں نہایت اطمینان و سکون سے اُڑتے رہتے ہیں ($\frac{۲۴}{۱۸}$)- قانونِ خداوندی کے سوا اور کونسی قوت ہے جو انہیں اس خلا میں اس طرح تھامے رکھ سکتی ہے؟ اس میں ان لوگوں کے لئے حقیقت تک پہنچنے کے نشانات ہیں جو قانونِ خداوندی کی محکمیت پر یقین رکھتے ہیں-

۸۰ (پھر تم دنیا میں اپنی معاشی سہولتوں پر غور کرو) خدا نے تمہارے گھروں کو تمہارے لئے رہنے کی جگہ بنایا- (یہ گھر تو ایک ہی جگہ قائم رہتے ہیں- ان کے ساتھ) مویشیوں کی کھال سے تمہارے لئے خیمے بنا دیئے (جنہیں تم جہاں چاہو لئے لئے پھرتے ہو)- تم کہیں ڈیرا جماؤ یا وہاں سے کوچ کرو، دونوں حالتوں میں یہ خیمے بڑے ہلکے پھلکے رہتے ہیں —— نہ لگانے میں دقت نہ اٹھانے میں دشواری —— پھر بھیڑ اور دنبے کی اون- اونٹ کی پشم اور بکری

[۵۱] MIND [۵۲] POTENTIALITIES [۵۳] ACTUALISED

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا

کے بالوں سے، تمہارے لئے کتنے ہی سامان اور ضرورت کی چیزیں بنادیں جو ایک وقت تک تمہارے کام آتی رہتی ہیں۔

۸۱ پھر اس نے تمہارے لئے، اپنے پیدا کردہ درختوں کے سائے بنادیئے (کہ جہاں نہ مکان ہو نہ خیمہ، تم ان کے نیچے دھوپ سے پناہ لے سکو)۔ نیز پہاڑوں میں تمہارے لئے چھپنے کی جگہیں بنادیں۔ اور تمہارے لئے کپڑے بنادیئے جو تمہیں گرمی سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اور آہنی لباس (زرہ بکتر) جو تمہیں ہتھیاروں کی زد سے بچاتا ہے۔

وہ اس طرح تمہیں، اپنی پوری پوری نعمتیں عطا کرتا رہتا ہے تاکہ تم اس کے قانونِ ربوبیت کے سامنے جھک جاؤ۔

۸۲ اے رسول! اگر یہ لوگ، اسقدر تبیانِ حقیقت کے بعد بھی، اس نظام سے روگردانی کریں، تو تیری ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے۔ تیرے ذمے اس پیغام کا الی تک پہنچا دینا ہے۔ (اس کے بعد تم اپنی جماعت کی تنظیم و تربیت میں لگ جاؤ۔ اسی سے انقلاب آئے گا۔ ۱۶/۱۲۵)۔

۸۳ یہ لوگ خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو پہچاننے کے بعد ان سے انکار کرتے ہیں۔ عقلِ خود بیں کی فریب کاریاں انہیں یہی سکھاتی ہیں۔ یہی کفر کا شیوہ ہے جسے ان میں سے اکثر لوگ اختیار کئے ہوئے ہیں (۱۶/۷۱)۔

۸۴ (انہیں اس کا احساس نہیں کہ ان کی یہ حالت اسی طرح رہنے والی نہیں۔ انقلاب کی فیصلہ کن گھڑی آنے والی ہے۔ (۱۶/۷۷)۔ اس انقلاب کے لئے، کہیں باہر سے لوگ نہیں آئیں گے) خود انکی مختلف پارٹیوں میں سے ایسے لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے جو اس نظامِ خداوندی کی صداقت کی شہادت دیں گے۔ (۱۶/۸۹ ؛ ۴/۴۱)۔ جو لوگ اس نظام سے سرکشی برت رہے ہیں، انہیں اس کی مزید اجازت نہیں دی جائے گی۔ اور وہ ہزار چاہیں گے کہ ذلت اور رسوائیوں کا عذاب ان سے ٹل جائے لیکن ایسا نہیں ہو سکے گا۔ (۴۱/۲۴)۔

۸۵ جب وہ عذاب ان لوگوں کے سامنے آجائے گا جو اس وقت یوں سرکشی برت رہے ہیں،

الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَإِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِنِ السَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾

۱۲ ع ۱۸

تو نہ اس عذاب میں کوئی تخفیف کی جائے گی اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی۔

۸۶ اور جب یہ لوگ، جو خدا کے ساتھ دوسروں کو بھی شریک کرتے ہیں، انہیں دیکھیں گے جنہیں یہ شریکِ حکمِ خداوندی قرار دیا کرتے تھے، تو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! یہ ہیں وہ جنہیں ہم، تیرے سوا پکارا کرتے تھے۔ تو وہ شرکاء ان کی بات لوٹا کر ان کے منہ پر دے ماریں گے اور کہیں گے کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ (ہم تمہاری کارستانیوں میں تمہارے شریک نہیں تھے)۔

۸۷ وہ لوگ اس دن، نظامِ خداوندی کے سامنے سپر انداز ہو جائیں گے۔ اور ان کی تمام خود ساختہ تدابیر درہم برہم ہو جائیں گی۔

۸۸ وہ لوگ جنہوں نے خود بھی نظامِ خداوندی کے ماننے سے انکار کیا۔ اور (اپنی مفاد پرستیوں اور خود ساختہ مذہب کی بنا پر) دوسروں کو بھی اس نظام میں شرکت سے روکتے رہے۔ ہم ان پر عذاب پر عذاب بڑھاتے جائیں گے۔ یہ اس لئے کہ وہ معاشرہ میں ناہمواریاں پیدا کیا کرتے تھے اور مفسدہ پردازیوں سے باز نہیں آیا کرتے تھے۔ (اس قسم کی روش کا نتیجہ یہی ہوتا ہے)۔

۸۹ (جس دن یہ انقلاب آئے گا تو) ہم ہر پارٹی کے اندر سے ان کے خلاف گواہ اٹھا کھڑا کریں گے۔ اور ان سب پر تمہیں گواہ لائیں گے۔ (۴/۴۱)۔ (تمہاری گواہی یہ ہوگی کہ تم نے ان تک ہمارا وہ پیغام پہنچا دیا تھا جسے)، ہم نے تیری طرف اس کتاب میں نازل کیا تھا، جو تمام امور کو ابھار اور نکھار کر پیش کر دیتی ہے، اور جو، ان لوگوں کے لئے جو اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کریں، انسانیت کی صحیح منزل کی طرف راہ نمائی، حال کی زندگی کے لئے

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَائِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٩٠﴾ وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدتُّمْ وَلَا تَنقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿٩١﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِن بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَن تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۚ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٩٢﴾

سامانِ نشوونما' اور مستقبل کے لئے خوشخبری کا سامان ہے۔

۹۰ جو کچھ ہم نے اس کتاب میں کہا ہے اس کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ تم :-

(۱) ہر ایک سے عدل کرو۔ یعنی ہر ایک کا پورا پورا حق دو۔

(۲) جس میں کسی وجہ سے کوئی کمی رہ جائے' اس کمی کو پورا کرو' خواہ اسکے لئے اُسکے حق سے زیادہ دینا پڑے۔ اور اس طرح معاشرہ کے توازن کو قائم رکھو۔

(۳) اس "عدل واحسان" کی ابتدا اپنے قریبیوں ——— اہل خاندان اور آس پاس کے لوگوں ——— سے کرو' اور پھر اس کا سلسلہ عالمگیر کرتے چلے جاؤ۔

(۴) بخل سے ہمیشہ بچو۔ یعنی یہ نہ کرو کہ سب کچھ اپنی ذات کے لئے سمیٹ کر بیٹھ جاؤ۔

(۵) خدا نے تمہارے لئے جو حدود مقرر کر دی ہیں' ان سے کبھی تجاوز نہ کرو۔ کسی حالت میں بھی قانون شکنی نہ کرو۔

یہ اخلاقی اقدار اس لئے بیان کئے گئے ہیں کہ تم انسانی زندگی کے بلند مقصد کو ہمیشہ سامنے رکھو' اور زندگی کو محض طبیعی (حیوانی) زندگی نہ سمجھ لو۔

۹۱ نیز

(۶) جب تم خدا کے ساتھ عہد کر لو (بالخصوص وہ بنیادی عہد جس کا ذکر ۹/۱۱۱ میں کیا گیا ہے) تو اپنے عہد کو پورا کرو۔

(۷) اور اپنے قول و اقرار پختہ کر لینے کے بعد انہیں مت توڑو' درآنحالیکہ تم اس پر خدا کو ضامن قرار دے چکے ہو۔ یاد رکھو! جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اسکا علم ہوتا ہے۔

۹۲ اور دیکھو! تمہاری حالت کہیں اس عورت کی سی نہ ہو جائے جس نے بڑی محنت سے

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾

سوت کاتا اور اس کے بعد خود اپنے ہاتھوں، اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

تم اپنے معاہدات اور قول و اقرار کو (جو امن و سلامتی کے موجب اور ضامن ہونے چاہئیں) اُلٹا باہمی مکر و فساد کا موجب بنا لیتے ہو۔ اور یہ سب اس لئے کرتے ہو تاکہ تم میں سے ایک پارٹی دوسری پارٹی سے آگے بڑھ جائے۔ یعنی مال و دولت اور جھوٹی عزت اور قوت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے لئے، تم عہد و پیمان کی بھی پروا نہیں کرتے (۸/۵۶)۔ اللہ تمہارے اس قسم کے ارادوں کو ظاہر کرتا رہتا ہے (تاکہ تم اس سے نصیحت حاصل کرو)۔ یاد رکھو! جن امور میں تم ایک دوسرے سے اختلاف کرتے ہو، جب ظہورِ نتائج کا وقت آئے گا، تو وہ سب اُبھر کر سامنے آجائیں گے۔

۹۳ (تمہارے دل میں بار بار یہ خیال ابھرتا ہے کہ اگر اللہ کو ایسا ہی منظور تھا تو اس نے تمام انسانوں کو ایک جیسا کیوں نہ بنا دیا، اور سب کو ایک ہی راستہ پر کیوں نہ چلا دیا۔ یہ ٹھیک ہے کہ) اگر وہ چاہتا تو اپنے قانونِ کائنات کے مطابق، تم سب کو ایک جیسا بنا دیتا۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس نے تمہیں صحیح راستہ دکھا دیا۔ اور اس کا فیصلہ تم پر چھوڑ دیا کہ چاہے اُسے اختیار کر لو اور چاہے اُسے چھوڑ کر، غلط راستے پر چل نکلو (۱۸/۲۹)۔ اور یہ اس لئے کیا گیا ہے کہ تم اپنے ہر عمل کے لئے ذمہ دار ٹھیرو۔

۹۴ اس لئے (اس بات کو پھر دہرایا جاتا ہے کہ) تم اپنے معاہدات اور قول اقرار کو باہمی مکر و فساد کا موجب مت بناؤ۔ یاد رکھو! اگر تم نے ایسا کیا تو تمہارے قدم، جم جانے کے بعد، پھر اکھڑ جائیں گے۔ اور تم پر مصیبت آجائے گی۔ اس لئے کہ تم نے اپنے آپ کو، خدا کے تجویز کردہ راستہ پر چلنے سے، روک لیا۔ اس سے تم پر سخت تباہی کا عذاب آجائے گا۔ (جس معاشرہ میں، عہد و پیمان کو اہمیت نہ دی جائے اسے نہ استقلال نصیب ہو سکتا ہے نہ امن)۔

۹۵ اسی طرح جو معاہدہ تم نے خدا کے ساتھ کیا ہے (۹/۱۱۱) اُسے تھوڑے سے، ذاتی مفاد کی خاطر مت بیچ ڈالو۔ اگر تمہیں حقیقت کا علم ہو تو تم جان لو کہ جو کچھ تمہیں اس معاہدہ کے بدلے میں

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ

(نظامِ خداوندی کی طرف سے) ملنے والا ہے، وہ اس طرح حاصل کردہ مفاد کے مقابلہ میں کہیں بہتر ہے۔

۹۶ تم جو کچھ بھی اپنے ذاتی مفاد کے لئے حاصل کرو، (وہ بظاہر کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو ضرور) ختم ہو کر رہے گا۔ لیکن جو کچھ نظامِ خداوندی کی رُو سے ملے گا، وہ باقی رہے گا۔ کبھی ختم نہیں ہو گا (۳۸/۵۴)۔ لیکن یہ ملے گا اُنہی کو جو اُس نظام کے قیام میں ثابت قدم رہیں گے اور حسن کارانہ انداز سے اپنے پروگرام پر عمل پیرا ہوں گے۔

۹۷ یاد رکھو! اس باب میں ہمارا قانون یہ ہے کہ تم میں سے جو بھی، نظامِ خداوندی کی صداقت پر یقین رکھ کر، ایسے کام کرے گا جو اس کی ذات اور معاشرہ کو سنوار دیں، تو ہم اسے نہایت خوشگوار زندگی بسر کرائیں گے۔ یہ نتیجہ ہو گا ان کے اعمال کا جو ان سے حسن کارانہ انداز سے ظہور میں آئیں۔

۹۸ جب تم قرآنی پروگرام پر عمل درآمد شروع کرو گے، (تو لوگوں کی ذاتی مفاد پرستیاں اور سرکش قوتیں اس کی سخت مخالفت کریں گی) اُس وقت ضرورت ہو گی کہ تم (اور زیادہ شدت کے ساتھ) قوانینِ خداوندی سے وابستہ رہ کر، تخریبی عناصر کی مضرت رسانیوں سے سامانِ حفاظت طلب کرو۔

۹۹ یاد رکھو! یہ تخریبی قوتیں (خواہ انسان کے اپنے اندر کی ہوں یا خارجی) اُن لوگوں پر کبھی غلبہ نہیں پا سکتیں جو قوانینِ خداوندی کی صداقت پر یقین، اور ان کی محکمیت پر پورا پورا بھروسہ رکھیں۔

۱۰۰ اِن کا غلبہ و تسلّط اُنہی لوگوں پر ہوتا ہے جو انہیں اپنا رفیق اور کارساز بناتے ہیں، یا ان پر جو قوانینِ خداوندی کے ساتھ، دیگر قوانین کو بھی شریک کر لیتے، اور ان کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔ خالص قوانینِ خداوندی کے تابع رہنے والوں پر تخریبی قوتیں کبھی غلبہ

يَتَوَلَّوْنَهٗ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَ اِذَا بَدَّلْنَاۤ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾

نہیں پاسکتیں۔

۱۰۱ (جب ہم غیر خداوندی قوانین کا ذکر کرتے ہیں' تو یہ اہلِ کتاب کہتے ہیں کہ اگر قرآن کے احکام من جانب اللہ ہیں' تو ان میں سے بعض' ان احکام سے مختلف کیوں ہیں جو خدا نے اس سے پہلے اُن کی طرف بھیجے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو احکام ان کی طرف بھیجے گئے تھے' اُن میں سے اکثر تو ایسے ہیں جن میں انہوں نے تحریف کر رکھی ہے' یا انکے پاس اپنی اصلی شکل میں رہے ہی نہیں ۔ اور بعض ایسے ہیں جو انہیں محض ہنگامی طور پر دیئے گئے تھے)۔ اب ان کی جگہ' ان سے بہتر احکامِ مستقل طور پر دیئے گئے ہیں۔ یہی ہے وہ مقام جہاں یہ کہتے ہیں کہ یہ احکام من جانب اللہ نہیں۔ اس رسول کے خود وضع کردہ ہیں۔ حالانکہ خدا اچھی طرح جانتا ہے کہ کس وقت کس قسم کے احکام دینے چاہئیں۔ اور یہ لوگ اس کا علم نہیں رکھتے۔ ($\frac{۲}{۱۰۶}$)۔

۱۰۲ ان سے کہدو کہ اس قرآن کو روح القدس ($\frac{۲}{۹۷}$ ؛ $\frac{۲۶}{۱۹۳}$) تیرے نشو و نما دینے والے کی طرف سے' بطور حقیقتِ ثابتہ لے کر اترا ہے' تاکہ اس سے ایمان والوں کے دلوں کو مضبوط رکھا جائے' اور جو لوگ اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کریں' ان کی' صحیح منزل کی طرف راہ نمائی کرے' اور انہیں مستقبل کی خوشگواریوں کی خوش خبری دے۔

۱۰۳ ہمیں اس کا بھی علم ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس (رسول) کو کوئی آدمی آکر یہ باتیں سکھا جاتا ہے (اور یہ انہیں وحی کہہ کر لوگوں کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ ایسا کہتے وقت یہ لوگ اور تو اور' اتنا بھی نہیں سوچتے کہ) جس آدمی کی طرف یہ اسے منسوب کرتے ہیں اس کی زبان بڑی غیر فصیح ہے اور یہ قرآن' نہایت واضح' صاف اور نکھری ہوئی عربی زبان میں ہے (یعنی علاوہ اس کے کہ قرآن کے حقائق کسی انسان کے وضع کردہ نہیں ہو سکتے' اس کا اندازِ بیان بھی نہایت بلند ہے)۔

۱۰۴ حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے پہلے ہی سے فیصلہ کر لیا ہو کہ انہوں نے قوانینِ خداوندی

اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

کو ماننا ہی نہیں' انہیں صحیح راستے کی طرف راہ نمائی کیسے مل سکتی ہے؟ ان کے لئے المناک تباہی کا عذاب ہے۔ (۲/۴)

۱۰۵ جو لوگ قوانینِ خداوندی کی صداقت پر ایمان نہیں لاتے (اُن کے انکار کی اصل وجہ تو یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے ضد، تعصب، مفاد پرستی کی وجہ سے صحیح راستہ اختیار نہیں کرنا چاہتے' لیکن کھلے بندوں اسکے اعتراف و اظہار کی جرأت نہیں رکھتے اسلئے) وہ جھوٹی باتیں وضع کرتے رہتے ہیں' اور اس طرح دوسروں کو جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں' حالانکہ جھوٹے وہ خود ہوتے ہیں۔

۱۰۶ یہ تو وہ ہیں جو سرے سے ایمان لاتے ہی نہیں۔ اب رہا وہ شخص جو ایمان لانے کے بعد' قانونِ خداوندی کا منکر ہو جائے' بایں نمط کہ وہ اس کفر و انکار کے لئے اپنا دل کھول دے۔ تو یہی لوگ ہیں جن پر' خدا کے قانونِ مکافات کی رُو سے' ایسی تباہی آتی ہے کہ ان کا سب کچھ راکھ کا ڈھیر ہو کر رہ جاتا ہے —— مگر ہاں! جس شخص سے جبرًا' کفر کا کوئی کام کرالیا جائے' درآنحالیکہ اس کا دل اندر سے ایمان پر مطمئن ہو' تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔

۱۰۷ ایمان لے آنے کے بعد کفر کی راہ وہ لوگ اختیار کرتے ہیں جو طبیعی زندگی کے مفادِ عاجلہ کو' مستقبل کی زندگی کے مفاد پر ترجیح دیتے ہیں۔ (یعنی جب تک یہ کیفیت رہتی ہے کہ طبیعی زندگی کے مفاد اور مستقل اقدار میں تصادم نہیں ہوتا' وہ مومن رہتے ہیں۔ لیکن جب ان میں ٹکراؤ ہو جائے' تو ایمان کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ مفادِ عاجلہ کو مستقل قدر پر قربان کر دیا جائے۔ لیکن وہ مفادِ عاجلہ کو چھوڑنا نہیں چاہتے اس لئے ایمان کو چھوڑ دیتے ہیں —— انسان جب بھی کسی مستقل قدر کے مقابلہ میں مفادِ طبیعی کو ترجیح دے گا' مستقل قدر پر اس کا ایمان نہیں رہے گا)۔ جو لوگ اس طرح مستقل اقدار سے انکار کرنا شروع کر دیں' انہیں زندگی کی صحیح منزل کی طرف راہ نمائی کس طرح مل سکتی ہے۔؟

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿١٠٨﴾ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿١٠٩﴾ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِن بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ جَاهَدُوا وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١١٠﴾ يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَن نَّفْسِهَا وَتُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١١١﴾ وَضَرَبَ اللَّهُ

۱۰۸ یہ وہ لوگ ہیں جن پر جذبات اس طرح غالب آجاتے ہیں کہ ان میں سننے، دیکھنے اور سمجھنے سوچنے کی صلاحیت ہی باقی نہیں رہتی۔ اور یوں وہ، اپنے نفع نقصان سے بے خبر ہو کر، (اندھا دھند سطحی جذبات کی رو میں بہے چلے جاتے ہیں)۔

۱۰۹ (انہیں مفاد عاجلہ تو بے شک حاصل ہو جاتے ہیں لیکن) مستقبل کی خوشگواریوں میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ وہاں انہیں نقصان ہی نقصان رہتا ہے۔

۱۱۰ جن لوگوں کا دل ایمان پر مطمئن ہو، ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ انہیں سخت تکالیف پہنچائی جائیں تو بھی ان کا قدم نہیں ڈگمگاتا۔ حتیٰ کہ جب ان کے ایمان اور وطن تک میں تصادم ہو جائے، تو وہ، وطن کو خیر باد کہہ دیتے ہیں اور ایمان کو نہیں چھوڑتے، اور اس طرح کسی ایسے مقام کی طرف ہجرت کر جاتے ہیں، جو ان کے ایمان کے تقاضوں کے لئے زیادہ سازگار ہو۔ وہاں وہ، نظامِ خداوندی کے قیام کے لئے مسلسل کوشش کرتے رہتے ہیں اور ہر مشکل کا مقابلہ نہایت پامردی اور استقامت سے کرتے ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں، اس قدر مشکلات اور مصائب کے بعد، نظامِ خداوندی کی طرف سے، حفاظت اور نشو و نما کا سامان عطا ہوتا ہے۔

۱۱۱ (یہ جو اوپر کہا گیا ہے کہ غلط روش پر چلنے والوں کا انجام تباہی ہوگا۔ ۱۶/۱۰۹) یہ اُس وقت ہوگا جب اعمال کے نتائج بے نقاب ہو کر سامنے آجائیں گے۔ انہیں دیکھ کر ہر غلط رَو خود اپنے آپ سے جھگڑنا شروع کر دے گا۔ وہ اپنی ذات کو مطعون کرے گا کہ میں نے یہ کچھ کیوں کیا؟ لیکن اُس وقت، اس طعنِ خویش سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اس وقت اعمال کے نتائج پورے کے پورے سامنے آجائیں گے۔ اور جو کچھ کسی کے ساتھ ہوگا، اس کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہوگا۔ کسی پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔

۱۱۲ قوموں پر اس قسم کی تباہیاں کیوں، اور کب، آتی ہیں، اسے ایک مثال سے سمجھو۔

مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ

ایک بستی تھی جسے خارجی خطرات سے امن اور داخلی کشمکش سے اطمینان حاصل تھا۔ اس کی طرف ہر سمت سے سامانِ رزق کھنچا چلا آتا تھا۔ اس کے رہنے والے بڑے خوش حال اور فارغ البال تھے۔ لیکن انہوں نے خدا کی ان بخششوں کی ناقدر شناسی کی۔ (بڑے بڑے لوگوں نے انہیں اپنے لئے سمیٹنا اور چھپانا شروع کر دیا)۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان پر بھوک اور خوف کا عذاب طاری ہو گیا۔ فارغ البالی کی جگہ انہیں فاقے آنے لگے اور ان کا امن خطرات سے بدل گیا۔ یہ سب کچھ ان کے اپنے ہاتھوں کا لایا ہوا تھا۔ خدا نے اپنی بخشائشیں نہیں روک لی تھیں، لیکن، انہوں نے اپنے لئے جو غلط نظام قائم کیا، یہ اس کا نتیجہ تھا۔ (۶/۴۴)۔

۱۱۳ ان کے پاس، خود انہی میں سے، خدا کا ایک پیغامبر آیا (اور اس نے انہیں بتایا کہ یہ اُن کے خودساختہ غلط نظام کا نتیجہ ہے۔ اگر وہ اس نظام کو، قوانین خداوندی کے مطابق متشکل کر لیں، تو پھر وہی آسائشیں حاصل ہو جائیں گی)۔ لیکن انہوں نے اُسے جھٹلایا، اور سرکشی برتی۔ اُن کے اس ظلم و سرکشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی تباہی اور بڑھ گئی۔

۱۱۴ لہٰذا (اے مخاطبین! تم اس مثال سے عبرت حاصل کرو، اور) جو سامانِ رزق اللہ نے تمہیں دیا ہے، اسے، اُس کے مقرر کردہ طریقہ کے مطابق، خوشگوار اور پاکیزہ انداز سے کھاؤ پیو۔ اور یوں خدا کی بخشائشوں کی سپاس گزاری کا ثبوت دو۔ لیکن یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ تم، اپنے ذاتی جذبات اور انفرادی مفاد سے قطع نظر کر کے، قوانین خداوندی کی محکومیت اختیار کرو۔

۱۱۵ یاد رکھو! کھانے پینے کی چیزوں میں سے یہ چار حرام ہیں —— مُردار (بہتا ہوا ۶/۱۴۴) لہو۔ خنزیر کا گوشت اور جو کچھ خدا کے سوا کسی اور کے نام سے منسوب کیا جائے۔ لیکن جو شخص (بھوک سے) مجبور ہو جائے (تو اسے ان چیزوں کے کھا لینے کی بھی اجازت ہے بشرطیکہ) اس کی نیت قانون شکنی اور حدود فراموشی کی نہ ہو۔ ایسی صورت میں خدا کا قانون، اسے اُن مضر اثرات سے

الْخِنْزِيْرِ وَ مَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ؕ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۪ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَ عَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾

۱۵ ع ۲۱

محفوظ رکھے گا جو ان چیزوں کے استعمال سے نفسِ انسانی پر پڑتے ہیں اور جن سے اس کی ذات کی نشوونما رک جاتی ہے۔

۱۱۶ اور دیکھو! ایسا نہ کرو کہ تمہاری زبان پر جو جھوٹی بات آجائے اسے بے دھڑک بیان کر دیا کرو اور یونہی کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور وہ حرام۔ (حلال و حرام کے تعین کا اختیار صرف خدا کو ہے اور اس نے اپنی کتاب میں اس کی وضاحت کر دی ہے۔ اس کے بعد اپنی طرف سے حلال او حرام کی فہرستیں مرتب کرنا) خدا کے خلاف افترا پردازی ہے۔ اور جو لوگ خدا کے خلاف افترا کرتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

۱۱۷ وہ ایسی باتوں سے تھوڑا سا فائدہ ضرور حاصل کر لیتے ہیں، لیکن آخر الامر ان کے لئے بڑی ہی دردناک سزا ہوتی ہے۔

۱۱۸ اور ہم نے یہودیوں پر وہ کچھ حرام قرار دیا تھا جس کا ذکر پہلے آچکا ہے (۶/۱۴۷)۔ (وہ احکام، ان احکام کے مقابلہ میں سخت تھے لیکن) اُن پر ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی تھی۔ انہوں نے خود اپنے آپ پر زیادتی کی تھی جس کے نتیجے میں ان پر ایسی کڑی پابندیاں عائد کی گئی تھیں۔

۱۱۹ (یہ اس لئے ہوا تھا کہ انہوں نے قانون شکنی کو اپنا شیوہ بنا لیا تھا۔ اور جو ایسا کرے اسے اس کی سزا ملنی لازمی ہے)۔ ہاں، البتہ، جو لوگ نادانی سے کوئی حماقت کر بیٹھیں، اور اس کے بعد (اس کا احساس ہونے پر) فوراً پچھلے پاؤں لوٹ کر وہاں آجائیں جہاں سے ان کا قدم غلط سمت کی طرف اٹھ گیا تھا، اور یوں اپنی اصلاح کر لیں۔ تو اس کے بعد، تیرے خدا کا قانونِ ربوبیت انہیں ان مضر اثرات سے بھی محفوظ رکھے گا جو اس غلط قدم اٹھانے کی وجہ سے پیدا ہو گئے تھے

اِنَّ اِبۡرٰهِيۡمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيۡفًا ؕ وَلَمۡ يَكُ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِّاَنۡعُمِهٖ ؕ اِجۡتَبٰهُ وَهَدٰٮهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيۡنٰهُ فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ؕ ﴿۱۲۲﴾ ثُمَّ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۱۲۳﴾ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبۡتُ عَلَى الَّذِيۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحۡكُمُ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فِيۡمَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۱۲۴﴾ اُدۡعُ اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ

اور ان کی نشوونما کو بھی بدستور جاری رکھے گا۔

۱۲۰ شکرِ نعمت کی وہ روش (جس کا ذکر ۱۶/۱۱۴ میں آچکا ہے) ابراہیمؑ نے اختیار کی تھی۔ (اس مقصدِ عظیم کے حصول کے لئے اس نے کعبہ کی تعمیر کی تھی ۲/۱۲۴—۱۲۶ ؛ ۱۴/۳۵—۳۷)۔ ابراہیمؑ یوں تو ایک فرد تھا، لیکن اپنی جامع شخصیت کی بناپر، پوری کی پوری قوم تھا جو قوانینِ خداوندی کے سامنے جھکی ہو، اور ہر غیرِ خداوندی قوت سے منہ موڑ کر، اپنی تمام توجہات، اسی مقصدِ عظیم پر مرکوز رکھے۔

۱۲۱ نعمائے خداوندی کی یہی شکر گزاری تھی جس کی بناپر، خدا نے اسے، (نظامِ خداوندی کے مرکز کی تاسیس کے لئے،) منتخب کیا تھا اور اس کی راہ نمائی زندگی کی سیدھی اور توازن بدوش راہ کی طرف کی تھی۔

۱۲۲ اور اُسے، اِس دنیا میں بھی ہر طرح کی خوشگواریاں عطا کی تھیں۔ اور آخرت کی زندگی میں بھی اس کا شمار ان لوگوں میں ہو گا جن کی صلاحیتیں نشوونما پا چکی ہوں، اور جن کے سب کام سنور گئے ہوں۔

۱۲۳ (اے رسول! یہی وجہ ہے کہ،) ہم نے تیری طرف یہ وحی کی ہے کہ تم، ہر طرف سے صرفِ نظر کر کے، خالص مسلکِ ابراہیمیؑ کا اتباع کرو (۱۲۵/۲)۔ اس لئے کہ (جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے) اس نے خالص قوانینِ خداوندی کی محکومیت اختیار کی تھی۔ اس میں کسی اور کو شریک نہیں کیا تھا۔

۱۲۴ (یہ یہودی دعوےٰ تو یہی کرتے ہیں کہ یہ ملتِ ابراہیمیؑ کے متبع ہیں لیکن) انہوں نے اُس میں سخت اختلافات پیدا کر دیئے تھے (اور قوانینِ خداوندی سے سرکشی اختیار کر رکھی تھی جس کی وجہ سے ان پر) سبت کا عذاب آیا تھا (۲/۶۵ ؛ ۴/۴۷ ؛ ۴/۱۵۴ ؛ ۷/۱۶۳)۔ تیرا نشوونما دینے والا، ان امور کا جن میں یہ اختلاف کرتے ہیں، اُس وقت فیصلہ کرے گا جب ظہورِ نتائج کا وقت آئیگا۔

۱۲۵ (تم اِس وقت ان سے الجھو نہیں بلکہ) اپنے خدا کے راستے کی طرف، حکمت اور موعظتِ حسنہ

عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۭ وَلَىِٕنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾

(۱۶ ع ۲۲)

کے ساتھ دعوت دیتے چلے جاؤ — یعنی قوانین خداوندی کی غرض وغایت اور اخلاقی اقدار کے منشاء ومقصود کو سامنے رکھتے ہوئے — اور اختلافی امور میں ان کے ساتھ نہایت حسن کارانہ انداز سے بات چیت کرو۔ تیرا پروردگار خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹک گیا ہے اور کون سیدھے راستے پر چل رہا ہے۔

۱۲۶ اور اگر تمہیں ان کا پیچھا کرنا پڑے تو اسی حد تک پیچھا کرو جس حد تک انہوں نے تمہارا پیچھا کیا تھا۔ (پاداش عمل میں، اس سے آگے نہ بڑھو)۔ اور اگر تم ان کے پیچھے جانے کے بجائے اپنے مقام پر جمے رہو، تو اس روش کا انجام زیادہ اچھا ہوگا۔

۱۲۷ لہذا، بہتر یہی ہے کہ تم اپنے پروگرام پر استقامت سے جمے رہو — اور یہ قوانین خداوندی کی تائید ہی سے ہو سکے گا — اور ان کی تباہی کے احساس سے افسردہ خاطر نہ ہو (کہ جو لوگ کسی طرح مانیں ہی نہیں، وہ تباہی سے کس طرح بچ سکتے ہیں)۔ نہ ہی ان کی خفیہ سازشوں کی وجہ سے دل گرفتہ ہو۔

۱۲۸ اس لئے کہ خدا کی تائید ونصرت ہمیشہ ان لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے جو غلط راستے کی تباہیوں سے بچنا چاہیں، اور اس کے بتائے ہوئے راستہ پر حسن کارانہ انداز سے چلتے جائیں۔

ھٰذا پارہ
تیلیسواں

سُورۃ بنی اسرآءیل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ

الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ﴿۱﴾ وَ

اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ وَ جَعَلۡنٰہُ ہُدًی لِّبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اَلَّا تَتَّخِذُوۡا مِنۡ دُوۡنِیۡ وَکِیۡلًا ﴿۲﴾

---

۱ (مخالفین کی جن ریشہ دوانیوں کی طرف پیچھے اشارہ کیا گیا ہے (۱۶/۱۲۷) اُن میں آخری اسکیم یہ تھی کہ رسولؐ کو چپکے سے قتل کر دیا جائے. لیکن) خدا کی اسکیمیں اتنی بلند و برتر ہیں کہ وہ اِن کے قیاس و گمان میں بھی نہیں آسکتیں۔ چنانچہ وہ' اپنی اسکیم کے مطابق' اپنے بندے کو' راتوں رات' بیت الحرام (مکّہ) سے نکال کر (مدینہ کی) کشادہ سرزمین کی طرف لے گیا' تاکہ اس' دُور دراز مقام میں جاکر' نظامِ خداوندی کی تشکیل کرے۔ ہم نے اُس مقام' اور اُس کے گرد و پیش کو بڑا بابرکت بنایا ہے۔ اُس کی فضا' اِس آسمانی انقلاب کے لئے بڑی سازگار ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا ہے کہ خدا اب' اُن باتوں کو آشکارا کردے جن کا وعدہ' اتنے عرصہ سے کیا جاتا رہا ہے۔ (۲۰/۲۳)۔ یقیناً وہ سب کچھ دیکھنے' سننے والا ہے۔ اس لئے اُس کا ہر فیصلہ' علم و حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔

۲ (آسمانی دعوتِ انقلاب کے سلسلہ میں ہجرت کوئی نئی چیز نہیں۔ ایسا واقعہ' قریب قریب ہر رسول کو پیش آیا ہے۔ اور موسیٰؑ کا اپنی قوم کو لے کر مصر سے نکل جانا تو ایسا مشہور واقعہ ہے جس کی تفاصیل تک کا سب کو علم ہے۔ اُسی نوعیت کی یہ ہجرت بھی ہے)۔ ہم نے موسیٰؑ کو بھی' اِسی طرح ضابطۂ ہدایت عطا کیا تھا' اور اُسے بنی اسرائیل کے لئے قندیلِ راہ بنایا تھا' اور اُن سے کہہ دیا تھا

ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ③ وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا ④ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ ۚ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا ⑤ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَاكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا ⑥ إِنْ أَحْسَنتُمْ

کہ وہ اُس ضابطہ کے علاوہ اور کسی کو اپنا کارساز نہ سمجھیں۔ اور اُس پر پورا پورا بھروسہ رکھیں۔

۳ اِس بات پر یقین پیدا کرانے کے لئے کہ خدا کی تدابیر امن اور حفاظت کی ضامن ہوتی ہیں، ہم نے اُن سے کہا تھا کہ تم اُن لوگوں کی نسل میں سے ہو جنہیں ہم نے، نوحؑ کے ساتھ کشتی میں سوار کرا کر طوفان سے نجات دلائی تھی۔ نوحؑ ہمارا بڑا سپاس گزار بندہ تھا۔ (اس لئے اگر تم بھی اُسی طرح سپاس گزاری اختیار کرو گے تو تمہیں بھی قومِ فرعون کے عذاب سے نجات مل جائے گی۔ ہجرت سے یہی مقصود تھا)۔

۴ اِس کے ساتھ ہی ہم نے، بنی اسرائیل کو تورات میں یہ بھی بتا دیا تھا کہ (تم فرعون کے عذاب سے نجات حاصل کرنے کے بعد قوانینِ خداوندی کی خلاف ورزی کرو گے اور) ملک میں، دو مرتبہ بڑی تباہی مچاؤ گے اور شدید سرکشی اختیار کرو گے۔ (اِس کا نتیجہ خود تمہارے لئے تباہی اور بربادی ہوگا)۔

۵ چنانچہ جب، ان دو مواقع میں سے (بخت نصر کے حملہ کے وقت) پہلا موقعہ آیا، تو (اے بنی اسرائیل!) ہم نے تمہارے خلاف ایسے لوگ اٹھا کھڑے کئے جو بڑے طاقتور اور سخت گیر تھے۔ وہ تمہاری بستیوں کے اندر جا گھسے اور انہوں نے تمہیں ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر پکڑا۔ اور خدا کے قانونِ مکافات نے جو کچھ کہا تھا، وہ یوں پورا ہو کر رہا۔

۶ (تم نے اس سے عبرت پکڑی، تو) ہم نے حالات کو اِس طرح پلٹا دیا کہ فضا، تمہارے لئے سازگار اور تمہارے دشمنوں کے خلاف ہو گئی (ذوالقرنین نے بابلیوں کو شکست دی اور تمہیں پھر سے تمہارے ملک میں آباد کرایا)۔ اِس طرح ہم نے، مال و دولت کی فراوانی اور اولاد کی کثرت سے تمہاری مدد کی، اور بار دیگر، تمہارا جتھہ بہت بھاری ہو گیا۔ تم پھر ایک عظیم قوم بن گئے۔

۷ اِس طرح، تم نے دیکھ لیا کہ جب تم نے، قوانینِ خداوندی کے مطابق، حسن کارانہ انداز سے

اَحۡسَنۡتُمۡ لِاَنۡفُسِكُمۡ ۟ وَاِنۡ اَسَاۡتُمۡ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ لِيَسُوۡٓءٗا وُجُوۡهَكُمۡ وَلِيَدۡخُلُوا الۡمَسۡجِدَ كَمَا دَخَلُوۡهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوۡا مَا عَلَوۡا تَتۡبِيۡرًا ۝ عَسٰى رَبُّكُمۡ اَنۡ يَّرۡحَمَكُمۡ ۚ وَاِنۡ عُدۡتُّمۡ عُدۡنَا ۘ وَجَعَلۡنَا جَهَنَّمَ لِلۡكٰفِرِيۡنَ حَصِيۡرًا ۝۸ اِنَّ هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ يَهۡدِىۡ لِلَّتِىۡ هِىَ اَقۡوَمُ وَيُبَشِّرُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ الَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمۡ اَجۡرًا كَبِيۡرًا ۝۹ وَّاَنَّ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ اَعۡتَدۡنَا لَهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ۝۱۰

زندگی بسر کی تو تمہاری حالت کس قدر خوشگوار ہوگئی۔ اور جب تم نے اس کے خلاف ناہمواریوں کی راہ اختیار کرلی تو اس کا وبال بھی تمہارے اپنے ہی اوپر پڑا۔ (یہ ہے ہمارا قانونِ مکافاتِ عمل)۔

پھر جب دوسرا موقعہ آیا (تو ہم نے 'ٹائٹس' کی زیرِ سرکردگی 'رومیوں' کو تمہارے خلاف اٹھا کھڑا کیا) تاکہ وہ تمہیں ذلیل و خوار کریں اور ہیکل میں اس طرح جا گھسیں جس طرح پہلی مرتبہ (بابلی) وہاں جا گھسے تھے۔ اور جو کچھ ان کے قابو آئے اسے تہس نہس کرکے رکھ دیں۔ (۱۷/۱۰۴)۔

۸ (تمہاری وہ ذلت کی زندگی اس وقت تک چلی آرہی ہے۔ لیکن اگر تم اب بھی باز آجاؤ اور ہمارے رسول کی معیت میں — جو اب تمہارے پاس 'مدینہ میں' آگیا ہے — سیدھی راہ اختیار کرلو۔ (۷/۱۵۷۔ تو) تمہارا نشوونما دینے والا، تمہیں پھر سامانِ نشوونما عطا کردے گا۔ لیکن اگر تم نے اس کے ساتھ بھی وہی کچھ کیا جو کچھ تم اپنے انبیاء کے ساتھ کیا کرتے تھے، تو پھر تمہیں ویسی ہی سزا ملے گی جیسی پہلے (دو بار) مل چکی ہے۔ تم دیکھ چکے ہو کہ ہم نے کس طرح جہنم کو ان لوگوں کیلئے، جو صحیح روش پر چلنے سے انکار کرتے ہیں، روک کا مقام بنا رکھا ہے۔ (یعنی ان کی آگے بڑھنے کی صلاحیتیں ختم ہوجاتی ہیں اور وہ وہیں کے وہیں رکے رہ جاتے ہیں۔ یہی قوموں کی تباہی ہے)۔

۹ (اب یہ صحیح روش قرآن کی راہ نمائی ہی میں مل سکتی ہے۔ اس لئے کہ) قرآن، کاروانِ انسانیت کو 'سفرِ زندگی میں' وہ راہ دکھاتا ہے جس سے زیادہ توازن بدوش اور سیدھی راہ اور کوئی نہیں۔ اور ان لوگوں کو، جو اس کی صداقتوں کو تسلیم کرلیتے ہیں، اور اس کے متعین کردہ پروگرام پر عمل پیرا ہوجاتے ہیں، خوشخبری دیتا ہے کہ انہیں، ان کے حسنِ عمل کا بہت بڑا اجر ملے گا۔

۱۰ اور یہ کہ، جو لوگ مستقبل کی زندگی پر یقین نہیں رکھتے (اور اسی طبیعی زندگی کو منتہیٰ سمجھتے ہیں، ان کی غلط روش کے نتیجے میں) ان کے لئے دردناک تباہی کا عذاب ہے۔

وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهُ بِالْخَيْرِ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا ﴿۱۱﴾ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ آيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيلًا ﴿۱۲﴾ وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهُ فِي عُنُقِهِ ۚ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰهُ مَنْشُورًا ﴿۱۳﴾

۱۱ (مستقبل کی زندگی سے انکار اور صرف دنیا کی طبیعی زندگی کو مآل سمجھنے کا نتیجہ یہ ہے کہ) انسان کا نصب العین، مفادِ عاجلہ کا حصول رہ جاتا ہے۔ وہ انہیں جلدی جلدی سمیٹنے کی فکر کرتا ہے (۲۱/۲)۔ حرص و ہوس سے اُس کی نگاہوں پر اس قدر دبیز پردے پڑ جاتے ہیں کہ وہ اپنے حقیقی نفع و نقصان کا بھی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ وہ خیر اور شر میں تمیز نہیں کر سکتا۔ وہ نقصان رساں باتوں کو بھی اِسی طرح دعوت دیتا ہے جس طرح منفعت بخش امور کو۔

۱۲ (یہ بات وحیِ خداوندی بتاتی ہے کہ خیر اور شر کسے کہتے ہیں؛ اِن کا باہمی تعلق کیا ہے؛ اور ان کی کشمکش میں، خیر (نفع رسانی کی تعمیری) قوتیں، کس طرح شر کی تخریبی قوتوں پر غالب آتی ہیں۔ مثال کے طور پر) دن اور رات کو دیکھو۔ یہ بظاہر ایک دوسرے کی ضد نظر آتے ہیں، لیکن درحقیقت ایک ہی نظام کے دو پہلو ہیں۔ رات کی تاریکی، (زمین کی گردش سے) مٹ جاتی ہے تو دن اپنی تابانیوں کے ساتھ نمودار ہو جاتا ہے، تاکہ تم، اپنے نشو و نما دینے والے کے قانون کے مطابق، تلاشِ معاش کر سکو۔ نیز تم (دن اور رات کے اختلاف سے) برسوں کی گنتی کر سکو۔ اور اس سے ہر طرح کا حساب رکھ سکو۔ (۶/۹ ؛ ۱۰/۵)۔

اِس طرح ہم نے، کائنات میں ہر شے کو، ایک دوسرے سے الگ الگ رکھ چھوڑا ہے۔ (لیکن اس کے باوجود، وہ ایک عظیم مشینری کے کل پرزے ہونے کی بنا پر، باہمد گر پیوست بھی ہیں)۔

۱۳ (خیر و شر کی کشمکش خود انسانی زندگی میں بھی سرگرم عمل رہتی ہے)۔ اور اِسی سے ہر فرد کا اعمال نامہ مرتب ہو کر اس کی گردن میں لٹکا رہتا ہے، جس کے نتائج بدلنے پر اُسے کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ جب تک اُن نتائج کے ظہور کا وقت نہیں آتا، وہ اعمال نامہ گویا لپٹا رہتا ہے۔ جب نتائج کے ظاہر ہونے کا وقت آ جاتا ہے، تو وہی، لپٹا ہوا اعمال نامہ ایک کھلی کتاب کی شکل میں سامنے آ جاتا ہے۔

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ؕ﴿۱۴﴾ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ وَاِذَاۤ اَرَدْنَاۤ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾

---

۱۴ اور انسان سے کہا جاتا ہے کہ لو! اپنا نامۂ اعمال خود پڑھ لو — تمہارا حساب کرنے کے لئے باہر سے کسی محاسب کے بلانے کی ضرورت نہیں۔ خود تمہاری اپنی ذات' تمہارے خلاف' محاسبہ کرنے کے لئے کافی ہے۔

۱۵ (یہ اعمالنامے کیا ہیں؟ اس حقیقت کی زندہ شہادت کہ) جو شخص سیدھی راہ پر چلتا ہے' اُس کی نفع بخشیاں خود اُس کی اپنی ذات کے لئے ہوتی ہیں۔ اور جو غلط راستہ اختیار کرتا ہے اُس کے نقصانات اُسی کو برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ یہاں' کوئی بوجھ اٹھانے والا' کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔ (اس کے لئے ضروری ہے کہ غلط اور صحیح راستہ' انسان کے سامنے' واضح طور پر رکھ دیا جائے۔ سلسلۂ ہدایتِ آسمانی سے مقصد یہی ہے)۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے کبھی ایسا نہیں کیا کہ کسی قوم کی طرف اپنا پیغامبر نہ بھیجیں (جو انہیں غلط اور صحیح میں امتیاز کر کے بتادے) اور اُس پر تباہی لے آئیں۔ (سلسلۂ نبوت کے ختم ہو جانے کے بعد اب یہی مقصد قرآن کی رُو سے پورا ہوگا)۔

۱۶ قوموں کی تباہی کے لئے خدا کا قانون یہ ہے کہ جب وہ آرام پسند' محنت کئے بغیر زیادہ سے زیادہ مال و دولت حاصل کرنے کی خواہشمند' عیش پرست اور سرمایہ دارانہ ذہنیت کی حامل ہو جاتی ہیں' اور اس طرح' اُس صحیح راستے کو چھوڑ کر جو اُن کے سامنے واضح طور پر آچکا ہوتا ہے' غلط راستوں کو اختیار کر لیتی ہیں' تو' وہ تباہی کی مستوجب ہو جاتی ہیں' اور پھر اُنہیں' اس طرح ہلاک کر دیا جاتا ہے (کہ اُن کا نام و نشان تک باقی نہیں رہتا)۔

۱۷ تاریخ عالم کو سامنے لاؤ اور دیکھو کہ نوح کے بعد' کتنی قومیں تھیں جنہیں ہم نے اسی طرح' (اپنے قانونِ مکافات کے مطابق) تباہ کر دیا۔ تیرا نشو و نما دینے والا' اپنے بندوں کے

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾

جرائم سے اچھی طرح باخبر رہتا ہے۔ وہ سب کچھ دیکھتا ہے۔ کسی کا کوئی عمل اس کی نگاہوں سے اوجھل نہیں رہ سکتا۔

۱۸ (اس سے تمہارے دل میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ جب خدا کا قانونِ مکافات اس قدر محکم گیر ہے، تو پھر وہ قومیں، جو نہ مستقل اقدار کو تسلیم کرتی ہیں اور نہ ہی مستقبل کی زندگی پر ایمان رکھتی ہیں، وہ مادی ترقی کس طرح کرتی جاتی ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ) ہمارا قانون یہ ہے کہ جو کوئی، اس دنیا میں، طبیعی مفادِ عاجلہ چاہتا ہے —— اور اس کے لئے طبیعی قوانین کے مطابق کوشش کرتا ہے —— ہم اسے اپنے قانونِ مشیت کے مطابق، جسے ہم نے اپنے اختیار وارادہ سے ایسا بنایا ہے، مادی مفاد دیدیتے ہیں۔ (جو کسان ہمارے قوانینِ طبیعی کے مطابق، محنت کر کے فصل بوتا ہے، اسے اس کی محنت کا پھل مل جاتا ہے۔ اس میں کافر و مومن کی کوئی تمیز نہیں ہوتی۔ لیکن اس کے بعد) مستقبل کی زندگی میں، اس قوم کے لئے، تباہی کا جہنم ہوتا ہے جس میں وہ بدحال اور دھتکاری ہوئی داخل ہوجاتی ہے (۲/۲۰۰؛ ۱۱/۱۵—۱۶)۔

۱۹ اس کے برعکس، جو قوم (مفادِ عاجلہ کے ساتھ ساتھ ۲/۲۰۱) مستقبل کی خوشگواریاں بھی چاہتی ہے، اور اس کے لئے ایسی کوشش کرتی ہے، جیسا کوشش کرنے کا حق ہے۔ اور مستقل اقدار پر یقینِ کامل رکھتی ہے۔ تو یہ لوگ ہیں جن کی کوششیں، حال اور مستقبل دونوں میں، بھرپور نتائج کی حامل ہوتی ہیں۔

۲۰ ہم اس طرح دونوں گروہوں کو (یعنی صرف مفادِ عاجلہ طلب کرنے والوں، اور مفادِ عاجلہ کے ساتھ مستقبل کی خوشگواریاں چاہنے والوں کو)، اپنے طبیعی قوانین کی رو سے، ان کی کوششوں کے مطابق، آگے بڑھاتے چلے جاتے ہیں، اور تیرے نشوونما دینے والے کا عطا فرمودہ، سامانِ رزق ان سب کے لئے یکساں طور پر کھلا رہتا ہے۔ اس کے راستے میں، کسی کے لئے بند نہیں لگائے جاتے۔ (جو چیز قانونِ طبیعی کے مطابق حاصل ہوتی ہے، وہ ہر اس شخص کو حاصل ہوسکتی ہے جو اس قانون کے مطابق، اس کے حصول کے لئے کوشش کرتا ہے۔ زندگی کی اس دوڑ میں، کافر و مومن، دونوں کے لئے یکساں طور پر میدان کھلا رہتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ کافر کو،

اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾

اُس کی کوشش کے باوجود، پکڑ کر پیچھے دھکیل دیا جائے، اور مومن کو، خواہ وہ کوشش نہ ہی کرے آگے بڑھا دیا جائے۔ ۲۲؍۴)۔

۲۱ یہی وہ اٹل قانون ہے جس کی رُو سے، تم دیکھتے ہو کہ، حصولِ معاش میں کس طرح ایک قوم، اپنی سعی و عمل کے مطابق، دوسری قوم پر فوقیت حاصل کر لیتی ہے۔ ان میں، جہاں جا کر فرق پڑتا ہے وہ مستقبل کی خوشگواریاں ہیں —— یعنی، اس دنیا میں بھی انجام کار کونسا نظامِ زندگی، خوشگوار نتائج کا حامل ہوتا ہے۔ اور اس سے بعد کی زندگی میں بھی کون آگے بڑھتا ہے۔ اس کے لئے، قانونِ طبیعی سے الگ، ایک اور قانون مقرر ہے، جو وحی کے ذریعے ملتا ہے۔ جس قوم کو یوں، مستقبل کی خوشگواریاں حاصل ہو جائیں، اُسی کے درجات بلند ہیں، اور اُسی کو دوسروں پر فوقیت حاصل ہے۔ درجات کی بلندی اور فوقیت کا معیار یہ ہے کہ اُس قوم کا حال بھی خوشگوار ہو اور مستقبل بھی درخشندہ۔

۲۲ اس کے لئے ضروری ہے کہ تم صرف ایک خدا کے اقتدار و قانون کو تسلیم کرو۔ اُس کے ساتھ، کسی اور کے اقتدار کو شامل نہ کرو —— (یہ نہ کرو کہ طبیعی زندگی میں تو قوانینِ خداوندی (قوانینِ فطرت) کے مطابق چلو، اور تمدنی زندگی کو، اپنے خود ساختہ قوانین کے تابع رکھو۔ نہ ہی یہ کہ قوانینِ خداوندی کو صرف اخلاقیات تک محدود رکھو اور طبیعی زندگی کے قوانین کو نظر انداز کر کے عملِ رہبانیت اختیار کر لو)۔ ان دونوں صورتوں میں نتیجہ یہ ہو گا کہ تم مصافِ زندگی میں، دھتکارے ہوئے انسانوں کی طرح، ذلت و خواری کے ساتھ، دوسروں سے پیچھے رہ جاؤ گے۔

۲۳ اسی مقصد کے پیشِ نظر تیرے نشو و نما دینے والے نے، مستقل اقدار کا مکمل ضابطہ بذریعۂ وحی دیدیا ہے، جس کی بڑی بڑی شقیں آیندہ آیات میں بیان کی جاتی ہیں۔ ان اقدار کا اصل الاصول اور نقطۂ ماسکہ یہ ہے کہ تم، قوانینِ خداوندی کے علاوہ، کسی کی اطاعت نہ کرو۔ اُس کے سوا کسی کو اپنا حاکم تسلیم نہ کرو۔ محکومیت صرف اُس کے قوانین کی اختیار کرو۔

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾

اس اصل الاصول کی روشنی میں دنیا میں 'نظامِ ربوبیت' — یعنی نوعِ انسان کی عالمگیر پرورش کا نظام — قائم کرو۔ اور اس کی ابتدا' اپنے گھر کی زندگی سے کرو۔ اس نظام کی بنیاد یہ ہے کہ جس شخص میں' کسی وجہ سے' کوئی کمی واقع ہو جائے' اُس کی کمی کو پورا کر دیا جائے۔ اس کے لئے' تم اپنے ماں باپ کو دیکھو۔ وہ جوان تھے' اور کام کاج کے قابل' تو اپنے علاوہ' تمہاری پرورش بھی کرتے تھے۔ اب وہ بوڑھے ہو چکے ہیں' اور کمانے کے قابل نہیں رہے' تو تمہارا فرض ہے کہ ان کی اس کمی کو پورا کرو۔

بڑھاپے میں قویٰ کمزور ہو جاتے ہیں اور انسان بچوں کی سی باتیں کرنے لگ جاتا ہے (۳۶ / ۶۸)۔ لہٰذا اگر تمہارا باپ یا ماں یا دونوں بوڑھے ہو جائیں' تو انہیں حقارت آمیز باتیں مت کہو۔ نہ ہی اُن سے سختی اور درشتی سے کلام کرو۔ اُن سے ادب اور عزت سے بات کرو اور کشادہ نگہی سے پیش آؤ۔

۲۴ اُن کی پرورش کے لئے' اُنہیں اپنے بازوؤں کے نیچے سمٹائے رکھو (جس طرح اُنہوں نے بچپن میں' تمہیں اپنے بازوؤں کے نیچے سمٹائے رکھا تھا) اور اُن کے حق میں ہمیشہ یہ آرزو کرو کہ جس طرح انہوں نے بچپن میں تمہاری پرورش کی تھی' تمہارا رب' تمہارے ہاتھوں' اُسی طرح' اُن کی پرورش کا انتظام کرائے۔ (بچوں کی پرورش تو حیوانات بھی کرتے ہیں۔ لیکن بوڑھے والدین کی پرورش صرف انسان کا خاصہ ہے۔ اسی لئے اس کی تاکید کی گئی ہے)۔

۲۵ تمہارا نشوونما دینے والا خوب جانتا ہے کہ تمہارے دل میں کیا ہوتا ہے۔ (تم بوڑھے والدین کی بچپن کی سی باتوں سے زِچ پڑ جاتے ہو' اور اس طرح' تمہارے دل میں' اُن کے لئے تعظیم کا جذبہ نہیں رہتا۔ لیکن) اگر تم اپنی صلاحیتوں کو نشوونما دیتے رہو' اور اپنے سامنے نصب العین یہ رکھو کہ تم نے ہر ایک کے بگڑے ہوئے کام سنوارنے ہیں' تو تم میں سہار اور برداشت کا مادہ پیدا ہو جائیگا۔ یہ ہے وہ طریقہ جس سے ہر اُس شخص کو خدا کی طرف سے سامانِ حفاظت مل جاتا ہے جو اپنی ذات کی حفاظت اور نشوونما کے لئے اُس کی طرف رجوع کرے۔ (لہٰذا' ماں باپ کی خدمت' خود تمہاری اپنی ذات کی نشوونما کا ذریعہ بن جاتی ہے)۔

۲۶ (اسی بنیادی اصول کو اب آگے بڑھاتے جاؤ) جو لوگ تمہارے قریبی (رشتہ دار) ہیں۔

اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ وَ اِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّیْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَ لَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا ﴿۳۰﴾

یا جن کا چلتا ہوا کاروبار کسی وجہ سے رک گیا ہے۔ یا جو مسافر زادِ راہ کے بغیر رہ گیا ہے۔ اُن سب کا تم پر حق ہے۔ ان کے حقوق بھی ادا کرو۔

لیکن مال کو بے جا صرف مت کرو اور اس اصول کو ہمیشہ پیش نظر رکھو کہ مال ملت کی کھیتی کے لئے بیج کے مانند ہے۔ اگر بیج برمحل بویا گیا تو ایک ایک دانے سے سات سات سو دانے پیدا ہوں گے (۲/۲۶۱)۔ اور اگر اُسے بے محل بکھیر دیا تو کھیتی کا اُگنا تو ایک طرف بیج بھی ضائع چلا جائے گا۔

۲۷ اس طرح مال کو ضائع کرنے والے شیطان کے بھائی بند ہیں۔ اور شیطان اُسے کہتے ہیں جو خدا کے عطا کردہ سامانِ نشوونما کو تباہ و برباد کر کے اُس کی نعمتوں کی ناسپاس گزاری کرے۔

۲۸ (اور اگر کبھی ایسا ہو کہ ان حقداروں میں سے کوئی ضرورتمند تمہارے پاس اُس وقت آئے جب تمہارے پاس انہیں دینے کے لئے کچھ نہ ہو)۔ اور تم اپنے پروردگار کے ہاں سے سامانِ رزق کی طلب و جستجو کر رہے ہو اور ہنوز متوقع مال کے انتظار میں ہو اور یوں تم اُن سے منہ پھیرنے پر مجبور ہو جاؤ۔ تو اُنہیں نرمی سے بات سمجھا دو۔ (سختی سے نہ جھڑکو)۔

۲۹ اپنے ذاتی اخراجات کے سلسلہ میں بھی اس اصول کو سامنے رکھو کہ نہ تو تم اپنے ہاتھ کو اتنا سکیڑ لو کہ وہ تمہاری گردن کے ساتھ بندھ جائے اور نہ اُسے بالکل کھلا چھوڑ دو۔ پہلی صورت (بخل) میں تم پر ہر طرف سے لعنت ملامت ہوگی۔ اور دوسری صورت میں تم خود درماندہ ہو کر بیٹھ جاؤ گے۔

۳۰ (اور اکتسابِ رزق کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرو۔ اس لئے کہ) تمہارے نشوونما دینے والے کا قانون یہ ہے کہ جو چاہتا ہے کہ اُسے کھلا رزق ملے اسے کھلا رزق ملتا ہے۔ اور جو نپا تلا لینا چاہے اسے نپا تلا ملتا ہے۔ وہ ہر ایک کی سعی و عمل سے باخبر ہے اور ہر ایک کی طلب و جستجو پر نگاہ رکھتا ہے۔ (اس کے ہاں اصول یہ ہے کہ انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کیلئے

وَلَا تَقْتُلُوٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْـًٔا كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّى الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾

وہ کوشش کرے (۵۳/۳۹)۔

۳۱ اور دیکھو! اس خدشہ سے کہ تم غریب ہو جاؤ گے، اپنی اولاد کو علم و تربیت سے محروم نہ رکھو۔ تمہارے اور تمہاری اولاد کے رزق کی ذمہ داری، نظامِ خداوندی پر ہے۔ (اِس نظام کے قیام کا ایک بنیادی مقصد یہ بھی ہے کہ یہ، ہر فرد کو، اُس کی ضروریاتِ زندگی کی ضمانت دے، اور اِس طرح انسان کو معاش کی طرف سے مطمئن کر کے اُسے بلند مقاصدِ انسانیت کے لئے فارغ کر دے ۹/۱۱۱ ؛ ۲۰/۱۱۸)۔ یاد رکھو! اولاد کو علم و تربیت سے محروم رکھنا بہت بڑی غلطی ہے۔ (اور اُسے مار ڈالنا اتنا بڑا جرم جس کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا)۔

۳۲ اور زنا کے پاس تک بھی نہ پھٹکو۔ (اِس کے مبادیات تک سے بھی بچو)۔ یاد رکھو! یہ ایسی حدود شکنی ہے جس سے معاشرہ میں فحاشی پھیل جاتی ہے اور چاروں طرف سے برائیوں کے راستے کھل جاتے ہیں۔

۳۳ (تحفظِ عصمت کے بعد، تحفّظِ جان کی طرف آؤ۔ اِس کے لئے یہ بنیادی اصول یاد رکھو کہ) جس جان کا مارنا اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ (اُسے واجب الاحترام قرار دیا ہے۔ یعنی بے گناہ کا قتل۔ ۵/۳۲) اسے قتل مت کرو، بجز اس کے کہ ایسا کرنا قانونِ عدل کا تقاضا ہو۔ (۲/۱۷۸)۔ جو شخص ظلم سے، ناحق مارا جائے (تو قاتل یہ نہ سمجھ لے کہ مقتول کے وارثوں کا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں، اس لئے کون مجھ سے باز پرس کر سکتا ہے) مقتول کے وارثوں کے لئے، ہم نے 'نظام خداوندی (اسلامی معاشرہ) کو صاحب غلبہ و اختیار بنایا ہے۔ اس لئے یہ نظام، خود مقتول کے وارثوں کا پشت پناہ بنے گا۔ لیکن معاشرہ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جرم کی سزا، قانون کی حدود کے اندر رہتے ہوئے دے۔ اُن سے تجاوز نہ کرے (۶/۱۵۲ ؛ ۴۲/۴۰)۔

۳۴ (جان اور عصمت کے تحفظ کے بعد، مال کی حفاظت کا سوال سامنے آتا ہے۔ اس کے لئے

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝۳۵ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْــــُٔـوْلًا ۝۳۶ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝۳۷

یہ اصول پیش نظر رکھو کہ) جو شخص معاشرہ میں تنہا (اور کمزور) رہ جائے۔ جو یتیم ہو جائے۔ اس کے مال کے قریب تک بھی نہ جاؤ۔ بجز اس صورت کے جو اس کے انتظام کے لئے ضروری ہو۔ (۶/۱۵۳)۔ جب یتیم جوان ہو جائیں (اور اُن میں عقل و فکر کی پختگی آجائے۔ (۴/۶)۔ تو ان کی امانت ان کے حوالے کر دو)۔

اگلا اصول یہ ہے کہ اپنا عہد ہمیشہ پورا کرو۔ یاد رکھو! ایفائے عہد کے بارے میں تم سے ضرور باز پرس ہوگی۔

۳۵ اور جب تم کسی چیز کو ماپو تو ماپ کو پورا کرو۔ اور جب تو لو تو ہمیشہ درست ترازو سے تولو۔ (ڈنڈی مار لینے سے تھوڑا سا بے جا فائدہ تو ضرور ہوتا ہے۔ لیکن یاد رکھو!) صحیح منفعت، ماپ تول کے پورا رکھنے ہی سے ہوتی ہے، اور لین دین کی یہی شکل ہے جو آلِ کار معاشرہ کے توازن کو قائم رکھ سکتی ہے۔

(ماپ تول کے پورا رکھنے سے مراد یہ ہے کہ اپنا معاشی نظام، عدل و مساوات کے اصولوں پر استوار کرو۔ نہ کسی سے، واجب سے زیادہ لو۔ نہ کسی کو اس کی محنت سے کم دو۔ (۸۳/۱-۳)۔

۳۶ اور یاد رکھو! جس بات کا تمہیں ذاتی طور پر علم نہ ہو (جس کی خود تحقیق نہ کرلو)۔ اُس کے پیچھے مت لگو۔ (ذاتی تحقیق کے معنی یہ ہیں کہ) تم اپنی سماعت و بصارت (حواس) کے ذریعے معلومات حاصل کرو، اور پھر ان معلومات کی بنا پر اپنے ذہن سے فیصلہ کرو، اور اس طرح صحیح نتیجہ پر پہنچو۔ اِن میں سے اگر ایک کڑی بھی گم ہو گئی، تو تمہاری تحقیق ناقص رہ جائے گی۔ سوچو کہ اس باب میں تم پر کتنی بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ (اس لئے کہ خدا نے تمہیں صاحبِ اختیار و ارادہ بنایا ہے، مجبور مشین نہیں بنایا۔ اور اس اختیار کے استعمال کے لئے، ذرائع علم و تحقیق عطا کر دیئے ہیں۔ اِن سے کام نہ لینے والا اپنی ذمہ داری سے جی چراتا ہے)۔

۳۷ اور (باہمی معاملات کی طرح، اپنی رفتار و گفتار میں بھی اوچھا پن پیدا نہ ہونے دو۔ اس لئے کہ ان باتوں کا اثر بھی انسانی سیرت پر پڑتا ہے۔ مثلاً) تم یوں اکڑ کر نہ چلو جس سے ایسا معلوم ہو گویا تم زمین میں شگاف کر دینا چاہتے ہو، یا تن کر پہاڑوں کی لمبان تک

كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾

پہنچ جانا چاہتے ہو- ایسا تو تم کر نہیں سکو گے البتہ اس سے تمہارا اسفلہ پن ظاہر ہو جائے گا- لہذا فتنا میں میانہ روی اختیار کرو- (۳/۱۹)- (اکڑنا وہی ہے جو مفاد عامہ کے کام کئے بغیر بڑا بننے کی ناکام کوشش کرتا ہے- ۳/۱۸۷ ؛ ۴/۷۵)-

۳۸ یہ تمام اخلاقی عیوب' جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے' قانونِ خداوندی کی رُو سے بُرے ناپسندیدہ ہیں- ان کا تمہاری ذات پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے-

۳۹ یہ وہ پُر از حکمت امور (اخلاقی اقدار) ہیں جو تیرے نشوونما دینے والے کی طرف سے' تجھ پر وحی کئے گئے ہیں- (۲/۲۶۹)-

تمہارے لئے زندگی کا بنیادی اصول یہ ہے کہ تم خدا کے سوا کسی کی حاکمیت کو تسلیم نہ کرو- اطاعت اسی کے احکام وقوانین کی کرو- اُس کے ساتھ' کوئی اور صاحبِ اقتدار ہستی شریک نہ کرو- اگر تم ایسا کرو گے (یعنی خدا کے علاوہ کسی اور کو صاحبِ اقتدار تسلیم کر لو گے) تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تم (شرفِ انسانیت سے گر جاؤ گے اور) طرح طرح کی ملامتوں کے ساتھ' دھتکارے ہوئے' جہنم کی تباہیوں میں جا گرو گے-

۴۰ (یہی دین کا اصل الاصول ہے- یعنی یہ کہ کائنات میں اختیار واقتدار' صرف خدا کا ہے- اور کسی کا نہیں- اور یہی بات ان توہم پرست' جہلا کی سمجھ میں نہیں آتی- ان کا عقیدہ یہ ہے کہ بہت سے دیوی دیوتا' ہیں جو خدا کے اقتدار میں شریک ہیں- نیز خدا کی اولاد بھی ہے جو اُس کے کاروبار میں اس کا ہاتھ بٹاتی ہے؛ اور فرشتے اس کی بیٹیاں ہیں- اِن سے پوچھو کہ) کیا تمہارے رب نے بیٹوں کو تو تمہارے لئے مخصوص کر رکھا ہے اور اپنے لئے فرشتوں کو بیٹیاں بنا لیا ہے! یہ کتنی بڑی سخت بات ہے جسے تم یونہی بلا سوچے سمجھے زبان پر لے آتے ہو؟ (۱۶/۵۷)

۴۱ اور ہم نے قرآن میں' تبیانِ حقیقت کے لئے' مختلف پیرائے اختیار کئے ہیں' اور اس کے متنوع گوشوں کو' پھرا پھرا کر سامنے لاتے ہیں' تاکہ حقائق بالکل واضح ہو جائیں- لیکن (جن لوگوں نے تہیہ کر لیا ہو کہ ہم نے اس کی مخالفت ہی کرنی ہے' اُن پر اس سے کچھ اثر نہیں ہوتا- بلکہ اس سے' ان کی نفرت اور بڑھ جاتی ہے-

۴۲ اِن سے کہو کہ (جن چیزوں کے متعلق تم خیال کرتے ہو کہ انہیں خدائی میں اختیار واقتدار

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴۳﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۚ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۗ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾ وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۗ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾

حاصل ہے) اگر اُنہیں واقعی اختیار و اقتدار حاصل ہوتا تو یہ قوتیں اُس خدا کے خلاف جسے کائنات پر مرکزی کنٹرول حاصل ہے مقابلے کی راہیں نکال لیتیں (اور جب کنٹرول بٹ جاتا تو کائنات میں فساد برپا ہو جاتا۔ (۲۱/۲۲) حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ نظامِ کائنات میں کہیں فساد اور خلفشار نہیں۔ (۶۷/۳-۵)۔

۴۳ اس سے واضح ہے کہ جو کچھ یہ لوگ خدا کے متعلق کہتے ہیں، خدا اس سے بلند ہے — بہت بلند اور ہر قسم کے غلبہ و اقتدار کا مالک۔ کائنات میں کبریائی صرف اس کے لئے ہے۔

۴۴ کائنات کی پستیاں اور بلندیاں اور جو کوئی ان کے اندر ہے سب خدا کے مقرر کردہ پروگرام کی تکمیل کے لئے سرگرمِ عمل ہیں۔ یہاں کوئی شے ایسی نہیں جو اُس پروگرام کی تکمیل کے لئے سرگرداں نہ ہو جس کے نتائج خدا کی حمد و ستائش کے زندہ پیکر بنکر سامنے آجاتے ہیں۔ لیکن تم نہیں سمجھتے کہ وہ کس طرح اپنے مفوضہ فرائض کی سرانجام دہی میں سرگرمِ عمل ہیں۔ اسلئے کہ ہنوز تمہارے علمِ کائنات کی سطح بہت نیچی ہے۔ جب تمہیں اِس کا علم حاصل ہو جائے گا تو تم خود اس کا اعتراف کرلو گے کہ ان میں سے کسی میں بھی الٰہ بننے کی قدرت نہیں۔ خدا اپنی تحمل آمیز قوتوں کے ساتھ، نہایت محکم انداز سے، نظمِ کائنات کو اپنے کنٹرول میں رکھے ہوئے ہے اور اس کی ہر طرح سے حفاظت کئے جا رہا ہے تاکہ اس میں کہیں فساد اور خلفشار رونما نہ ہونے پائے۔

۴۵ جو لوگ قرآن کے متعلق پہلے ہی اپنے دل میں جذبات نفرت لے کر آتے ہیں (۱۷/۴۱)؛ اور مستقبل کی زندگی پر ان کا ایمان نہیں ہوتا، اُن کی حالت یہ ہوتی ہے کہ جب تو اُن کے سامنے قرآن پیش کرتا ہے، تو تمہارے اور اُن لوگوں کے درمیان ایک ایسا (نفسیاتی) پردہ حائل ہو جاتا ہے جو عام نگاہوں سے دیکھا نہیں جا سکتا۔

۴۶ اور اُن کے دلوں پر ایسے غلاف چڑھ جاتے ہیں جن کی وجہ سے، اُن کی سمجھ بوجھ کچھ کام نہیں دیتی۔ اور اُن کے کانوں میں ایسے ڈاٹ لگ جاتے ہیں (جس سے سچی بات اُن کے

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَسْتَمِعُوْنَ بِہٖۤ اِذْ یَسْتَمِعُوْنَ اِلَیْكَ وَ اِذْ هُمْ نَجْوٰۤى اِذْ یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾ اُنْظُرْ كَیْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا ﴿۴۸﴾ وَ قَالُوْۤا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِیْدًا ﴿۴۹﴾ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِیْدًا ﴿۵۰﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا یَكْبُرُ فِیْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَیَقُوْلُوْنَ مَنْ یُّعِیْدُنَا ؕ قُلِ الَّذِیْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَیُنْغِضُوْنَ اِلَیْكَ رُءُوْسَهُمْ وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ؕ قُلْ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنَ قَرِیْبًا ﴿۵۱﴾

دل تک پہنچ ہی نہیں پاتی — نفرت کے جذبات' انسان کو' اس طرح اندھے اور بہرے بنا دیتے ہیں) — انہی جذباتِ نفرت کا نتیجہ ہے کہ جب تو قرآن میں صرف خدائے واحد کا ذکر کرتا ہے' اور اسکے ساتھ ان کے باطل معبودوں اور پیشواؤں کو نہیں ملاتا' تو یہ منہ پھیر کر چل دیتے ہیں۔ (۳۹/۴۵ ؛ ۴۰/۱۲)۔

۴۷ (جب یہ لوگ تمہاری مجلسوں میں آکر بیٹھتے ہیں' اور بظاہر ایسا نظر آتا ہے کہ) یہ تیری باتوں کو بڑے غور سے سن رہے ہیں' تو جیسا کچھ یہ فی الحقیقت سن رہے ہوتے ہیں' ہم اُسے خوب جانتے ہیں۔ (۷/۱۹۸ ؛ ۱/۴۲ ؛ ۴۷/۱۶)۔ اس کے بعد یہ اپنے ہم نواؤں سے جاکر ملتے ہیں اور اُن سے خفیہ مشورے کرتے ہیں۔ اور مومنین سے' نہایت طعن آمیز انداز سے کہتے ہیں کہ تم ایک ایسے آدمی کے پیچھے لگ رہے ہو جس پر کسی نے جادو کر رکھا ہے (اور وہ بہکی بہکی باتیں کرتا ہے)۔

۴۸ اے رسول! دیکھو' یہ لوگ تمہارے متعلق کس قسم کی باتیں کرتے ہیں؟ ان کا یہی تعصّب ہے' جس کی وجہ سے یہ ایسی گمراہی میں پڑ چکے ہیں کہ اب سیدھی راہ پا نہیں سکتے۔ (جس کی آنکھوں پر نفرت اور تعصّب کی پٹی بندھی ہو' اسے سیدھی راہ نظر کیسے آسکتی ہے؟)۔

۴۹ (یہ لوگ' تمہاری جن باتوں کو بہکی بہکی قرار دیتے ہیں' ان میں ایک یہ بھی ہے جو) یہ کہتے ہیں کہ جب ہم (مرنے کے بعد) ہڈیاں رہ جائیں گے' اور گل سڑ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا' اُس کے بعد بھی ہم ازسرِ نو پیدا کر کے اٹھائے جائیں گے؟ (۱۷/۹۸)۔

۵۰ ان سے کہو کہ تم (مرنے کے بعد' ہڈیاں اور چورا ہی نہیں) پتھر بن جاؤ۔ لوہا بن جاؤ۔

۵۱ یا کوئی اور ایسی چیز بن جاؤ جس کا زندہ ہونا' تمہارے نزدیک' ناممکن ہو (تم کچھ ہی بن جاؤ۔ تم ضرور دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے)۔ اِس پر یہ کہیں گے کہ وہ کون ہے جو ہمیں دوبارہ زندہ کرے گا؟ اِن سے کہو کہ وہی خدا جس نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا (جبکہ تمہاری ہڈیاں اور چورا تک بھی نہیں تھا)۔

يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٥٢﴾ وَقُل لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنزَغُ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا ﴿٥٣﴾ رَّبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ ۖ إِن يَشَأْ يَرْحَمْكُمْ أَوْ إِن يَشَأْ يُعَذِّبْكُمْ ۚ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ﴿٥٤﴾ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ ۖ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا ﴿٥٥﴾

(جس طرح مُردوں کو نئی زندگی مل سکتی ہے' اُسی طرح' اِس دنیا میں بھی' اُن جماعتوں کو حیاتِ تازہ مل سکتی ہے جن کے متعلق تم سمجھتے ہو کہ اُن کا دوبارہ اٹھنا ناممکنات میں سے ہے)
یہ سُن کر یہ لوگ تیرے سامنے سر مٹکانے لگ جائیں گے اور کہیں گے کہ ایسا کب ہو گا؟
اِن سے کہو کہ عجب نہیں کہ اس کا وقت قریب ہی ہو۔

۵۲ جس دن وہ تمہیں بلائے گا اور تم (سرکشی اور مخالفت کے بجائے) اس کی حمد و ستائش کے مجسمے بنے' اُس کی دعوت پر لبیک کہو گے۔ اور تمہیں خیال گزرے گا کہ جو وقت تم نے اِس سے پہلے گزارا ہے' وہ کچھ زیادہ نہیں تھا۔ بہت تھوڑا سا تھا۔

۵۳ (اے رسول!) تم ان لوگوں سے' جو میری اطاعت قبول کر چکے ہیں' کہو کہ تم جو بات بھی کرو' ایسی کرو جس میں حسن اور خوبصورتی ہو۔ جو نہایت متوازن اور ٹھیک ٹھیک ہو۔ خدا کی راہ سے بہکانے والی قوتیں ہمیشہ اس کوشش میں رہتی ہیں کہ تم میں بگاڑ اور فساد پیدا ہو جائے۔ (سو تم اُن سے محتاط رہنا)۔ یہ تخریبی قوتیں' انسان کی کھلی ہوئی دشمن ہیں (اگرچہ یہ' سامنے' بڑے ہمدردانہ لباس میں آتی ہیں)۔

۵۴ تمہارا نشو و نما دینے والا تمہارے تمام حالات سے باخبر ہے۔ اگر تم اُس کے قوانین کے مطابق چلو گے' تو وہ تمہاری بالیدگی کا سامان مہیا کر دے گا۔ اگر اُن کے خلاف جاؤ گے' تو تم پر تباہی آجائے گی۔

اے رسول! (یہ سب کچھ سمجھا دینے کے بعد' یہ بات ان پر چھوڑ دو کہ یہ اپنے لئے کونسا راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں)۔ ہم نے تمہیں اِن پر پاسبان بنا کر نہیں بھیجا (کہ تو انہیں زبردستی صحیح راستے پر چلائے' یا اِن کی رَوش کی' بابت تم سے باز پرس ہو)۔

۵۵ (یہ کچھ اِنہی کے متعلق نہیں) اِس کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کوئی بھی ہے' تیرا نشو و نما دینے والا' اُن سب کے حالات سے باخبر ہے۔ (یہ ہمارے اِسی علم کی بنا پر تھا کہ' ہم نے'

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ﴿۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿۵۷﴾ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾

مختلف قوموں کے حالات اور کوائف کے مطابق' اُن کی طرف اپنے رسول بھیجے۔ وہ بحیثیت رسول سب ایک جیسے تھے' لیکن' ان کی تعلیم کے دائرۂ اثر و نفوذ کے اعتبار سے) ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت حاصل رہی ہے (۲/۲۵۳)۔ انہی میں داؤدؑ جیسا نبی بھی تھا' جسے ہم نے کتاب بھی دی۔ (اور اس کے ساتھ ایسی عظیم مملکت جس کی مثال اُس دور میں نہیں ملتی ——— نبی ہونے کے اعتبار سے تو وہ بھی دیگر انبیاء کی طرح تھا' لیکن جب ایسی وسیع و عریض مملکت میں نظامِ خداوندی رائج ہو تو اس کی فضیلت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے)۔

۵۶ اِن سے کہو کہ تم جن ہستیوں کو' اپنے خیال میں خدا کے سوا صاحبِ اقتدار سمجھتے ہو' ذرا انہیں پکار کر دیکھو تو سہی۔ تم دیکھو گے کہ اُن میں نہ تو اِس کی طاقت ہے کہ وہ کسی ایسی مصیبت کو (جو ہمارے قانون کے مطابق) تم پر آ رہی ہو' تم سے ہٹا دیں۔ اور نہ اس کی مقدرت کہ تمہارے حالات بدل دیں۔

۵۷ جن ہستیوں کو یہ لوگ' صاحبِ اقتدار سمجھ کر' اپنی مدد کے لئے پکارتے ہیں' اُن کی اپنی حالت یہ ہے کہ ان میں سے جنہیں یہ سب سے زیادہ مقرّب خیال کرتے ہیں' وہ بھی ہمیشہ اس طلب اور خواہش میں رہتے ہیں کہ انہیں خدا کے ہاں اچھا مرتبہ اور درجہ مل جائے (۵/۳۵)۔ وہ' اس کی طرف سے' سامانِ نشو و نما کے متوقع' اور اُس کے قوانین کی خلاف ورزی کے تباہ کن نتائج سے خائف رہتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ وہ تباہیاں ایسی ہیں جن سے بچنا نہایت ضروری ہے۔

۵۸ (یہ لوگ اپنے غلط نظامِ زندگی پر نازاں ہیں' اور سمجھتے ہیں کہ یہ بڑا مستحکم اور پائیدار ہے اور اِسے کوئی تباہ نہیں کر سکتا۔ اِن سے کہدو کہ غلط نظام کبھی پائیدار نہیں ہو سکتا) کوئی قوم ایسی نہیں کہ وہ غلط نظام کی حامل ہو' اور وہ' اِسی دنیا میں' تباہ' یا سخت عذاب میں مبتلا نہ ہو جائے۔ یہ سب کچھ ہمارے قانونِ مکافات کے ضابطہ میں درج ہے۔ (اور وہ قانون اٹل ہے)۔

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ۭ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ﮤ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ۭ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ۭ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﮥ

٥٩ (ان لوگوں کا مطالبہ ہے کہ اگر ان پر تباہی آنے والی ہے تو اس کی کوئی محسوس نشانی ان کے سامنے آنی چاہیئے۔ ان سے کہو کہ ہمارے لئے اس قسم کی نشانیاں بھیجنا کچھ مشکل نہیں۔ ہم اقوامِ سابقہ کی طرف ایسی نشانیاں بھیجا کرتے تھے جو ان کے لئے ظہورِ عذاب کی خبر بن جائیں۔ مثلاً ہم نے قوم ثمود کی طرف اونٹنی کو اسی قسم کی نشانی بنا کر بھیجا۔ (یعنی اُن سے کہدیا کہ اگر انہوں نے اس اونٹنی کو اس کی باری پر پانی نہ پینے دیا تو یہ اس امر کی نشانی ہوگا کہ وہ قانونِ خداوندی کی پاسداری نہیں کرنا چاہتے)۔ بجائے اس کے کہ وہ اس سے ڈر جاتے اور اپنی روش میں تبدیلی کر لیتے، انہوں نے اُلٹا اُسے مار ڈالا۔ (اس قسم کی نشانیوں کے ساتھ جو کچھ اقوامِ سابقہ نے کیا، وہی کچھ یہ لوگ کرتے۔ اس لئے انہیں اس سے کیا فائدہ ہوتا؟ ان سے کہو کہ جو کچھ ان سے کہا جاتا ہے وہ اس پر عقل و بصیرت سے غور کریں اور خود فیصلہ کریں کہ ان کی غلط روش کا نتیجہ فلاح و کامرانی ہوگا یا ہلاکت اور بربادی؟)۔

٦٠ (اگر یہ غور و فکر سے کام لینے والے ہوتے تو ان کے سامنے کتنی باتیں ایسی آچکی تھیں جن سے یہ اس نتیجہ تک پہنچ سکتے تھے کہ ان کی روش کا انجام کیا ہونے والا ہے۔ مثلاً) ہم نے تجھے بتایا کہ ہمارا قانونِ مکافات، ان لوگوں کو گھیر کر تباہی کی طرف لئے چلا آرہا ہے۔ (اگر یہ اس پر غور کرتے تو قرائن و شواہد سے صاف پتہ چل جاتا کہ یہ بات درست ہے۔ لیکن انہوں نے اس پر کان ہی نہ دھرا)۔ پھر تم نے اپنا خواب بیان کیا کہ (تم فاتح و منصور مکہ میں داخل ہوگے۔ $\frac{48}{27}$)۔ تو اس کا بھی انہوں نے مذاق اڑا دیا (حالانکہ یہ اگر سوچتے تو بآسانی اس نتیجہ تک پہنچ جاتے کہ حالات جس انداز سے بدل رہے ہیں، اور واقعات کا رُخ جس سمت کو ہے، وہ اس حقیقت کا سراغ دے رہے ہیں کہ اس خواب کا سچ ہو جانا چنداں بعید نہیں)۔ اسی طرح ہم نے قرآن میں، شجرۃ الزقوم کی مثال سے سمجھایا تھا کہ یہ لوگ جو اپنے آپ کو اس قدر معزز سمجھ رہے ہیں کس طرح ذلیل و خوار ہوں گے۔ $\frac{37}{62}$ ؛ $\frac{44}{43}$ – $\frac{44}{49}$)۔

ہم انہیں اس طرح ان پر آنے والی تباہی سے متنبہ اور خائف کرتے چلے آئے تھے لیکن اس سے یہ اور زیادہ سرکش اور بیباک ہوتے چلے گئے۔

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿۶۱﴾ قَالَ اَرَءَيْتَكَ
هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ
تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ
عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا
غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾

---

۶۱ (ان کی یہ سرکشی اور بیباکی' اُنہی مفاد پرستانہ جذبات کا نتیجہ تھی جو انسان کے ساتھ شروع سے لگے چلے آرہے ہیں' اور اُس کے صحیح راستے کی طرف آنے میں حائل ہوتے ہیں۔ ان کا تفصیلی ذکر' قصۂ آدم کے تمثیلی انداز میں پہلے بھی کیا جا چکا ہے۔ ۲/۳۰-۳۹۔ لیکن یاد دہانی کے طور پر اسے پھر دہرایا جاتا ہے۔ اور اس کا آغاز اُس موقعہ سے کیا جاتا ہے) جب ہم نے کائناتی قوتوں سے کہا کہ تم آدم کے سامنے جھک جاؤ تو وہ اُس کے سامنے جھک گئیں' لیکن ابلیس نے ایسا نہ کیا۔ اُس نے کہا کہ کیا میں ایسے انسان کی اطاعت اختیار کرلوں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ (یعنی جس میں مادی جاذبیتوں کی طرف میلان کا عنصر اس قدر غالب ہے۔ ۷/۱۱-۱۴ ؛ ۱۵/۲۶-۴۱)۔

۶۲ (اس پر' جب ابلیس سے کہا گیا کہ تو سعادتوں سے محروم رہ جائے گا تو اُس نے کہا کہ) اگر تیرا یہی فیصلہ ہے کہ اس حقیر سی مخلوق کو مجھ پر فضیلت دی جائے' تو مجھے یوم القیامت تک مہلت دے۔ پھر دیکھ کہ میں اس کی نسل کے ساتھ' بجز معدودے چند' کیا کرتا ہوں؟ میں کس طرح ان کی تھوتھنی کو رسّی سے باندھ کر' جدھر چاہے لئے لئے پھرتا ہوں۔

۶۳ اس پر خدا نے کہا کہ جاؤ! ان میں سے جو کوئی تیرے پیچھے چلے گا تو' تم سب کی کشتِ حیات جھلس کر رہ جائے گی ——— اور یہی تمہارے اعمال کا ٹھیک ٹھیک بدلہ ہے۔

۶۴ (ہم جانتے ہیں کہ تم انہیں صحیح راستے سے بہکانے کے لئے کیا کیا حربے استعمال کرو گے)۔ اِن میں سے بعض کو تو تم' خالی پراپیگنڈے کے زور سے' گڑبڑا کر' اُن کے مقام سے ہٹا دو گے۔ (جو اس طرح خائف نہ ہوں گے) تم اُن پر اپنے بڑے بڑے لشکر لے کر چڑھ دوڑو گے ——— ایسے لشکر جن میں سوار اور پیادے سب شامل ہوں گے ——— بعض مقامات پر تم انہیں مالی امداد دینا شروع کر دو گے اور انہیں کاروبار میں اپنا شریک کر لو گے' اور اس طرح اقتصادی تغلب سے انہیں اپنا ہمنوا بنا لو گے۔ بعض جگہ ایسی تعلیم گاہیں کھول دو گے جن سے' ان کی آنے والی نسلیں

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ ۚ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا ﴿٦٥﴾ رَّبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴿٦٦﴾ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَن تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنسَانُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾ أَفَأَمِنتُمْ أَن يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ﴿٦٨﴾

خود بخود تمہارے رنگ میں رنگی جائیں۔ تم ان سے بڑے بڑے وعدے کرو گے، حالانکہ تمہارے وعدے سب فریب پر مبنی ہوں گے۔ (اور یہ تمہارا فریب کھا جائیں گے)۔

۶۵ (تمہارے یہ حربے بڑے مؤثر اور تمہاری چالیں بڑی کارگر ہوں گی۔ بایں ہمہ) جو لوگ میرے قوانین کے مطابق چلیں گے، اُن پر تیرا کوئی زور نہیں چل سکے گا۔ تمہاری تمام چالوں کے مقابلہ میں خدا کا نظام ربوبیت اُن کی کارسازی کے لئے کافی ہوگا۔ یہ اُس پر بھروسہ کریں گے، تو وہ انہیں کبھی دغا نہیں دے گا۔ ($\frac{15}{42 - 40}$)۔

۶۶ (خدا کا قانون کس قدر بھروسے کے قابل ہے، اس کا مشاہدہ تم، طبیعی دنیا میں ہر روز کرتے ہو۔ مثلاً) تم دیکھتے ہو کہ بڑی بڑی کشتیاں، اتنا سامان لاد کر، کس طرح سمندر میں تیرتی چلی جاتی ہیں تاکہ تم، اِن کے ذریعے، تلاشِ رزق کر سکو۔ اُس کا یہ قانون (کس قدر بھروسے کے قابل — اور) تمہارے لئے موجب رحمت ہے۔؟

۶۷ (جب تمہاری کشتی، امن و عافیت سے چلی جاتی ہے تو تم اور سینکڑوں قسم کے خیالات دِل میں لاتے ہو لیکن اس طرف توجہ دینے کی ضرورت تک محسوس نہیں کرتے کہ یہ سب کچھ قانون خداوندی کے مطابق ہو رہا ہے۔ مگر) جب وہ کشتی کسی مصیبت میں گھر جاتی ہے تو اُس وقت صرف وہی تدابیر کارگر ہو سکتی ہیں جو قانون خداوندی کے مطابق اختیار کی جائیں۔ اُس کے خلاف کسی ایسی قوت کی تدبیر جسے تم حالتِ امن میں پکارتے تھے، کارساز نہیں ہو سکتی۔ اُس کے بعد جب تم صحیح و سلامت خشکی پر اُتر جاتے ہو، تو پھر اس حقیقت سے رُوگردانی کر لیتے ہو (کہ امن و عافیت قوانین خداوندی کے مطابق زندگی بسر کرنے ہی سے مل سکتے ہیں) حقیقت یہ ہے کہ انسان (اگر وحی خداوندی کو چھوڑ کر، صرف اپنے جذبات و خیالات کے تابع چلے تو) بڑا ناسپاس گزار ہوتا ہے۔

۶۸ تم دریا سے بعافیت نکل کر خشکی پر آجاتے ہو تو سمجھ لیتے ہو کہ تم قوانین خداوندی کی

اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ یُّعِیْدَكُمْ فِیْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَیُرْسِلَ عَلَیْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّیْحِ فَیُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَیْنَا بِهٖ تَبِیْعًا ﴿۶۹﴾ وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْۤ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا ﴿۷۰﴾ یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ فَمَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ یَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَ لَا یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا ﴿۷۱﴾

زد سے باہر نکل آئے حالانکہ اُس کے قوانین ساری کائنات کو محیط ہیں اور جو، جس جگہ بھی اُنکی خلاف ورزی کرتا ہے، وہیں پکڑا جاتا ہے)۔ وہ خشکی کے قطعے پر بھی تمہیں اسی طرح تباہ کرسکتا ہے جس طرح پانی کے اندر۔ اگر وہاں پانی کا طوفان وجہِ ہلاکت بن سکتا تھا تو یہاں آندھی اور جھکڑ کا بھیجا و تمہاری بربادی کا سامان پیدا کرسکتا ہے، جس سے تمہیں کوئی بچانے والا نہیں مل سکتا۔

۶۹ یا تم یہ سمجھتے ہو کہ سمندر کے طوفان سے ایک دفعہ بچ نکلنے پر تم ہمیشہ کے لئے محفوظ اور مامون ہوگئے ہو؟ یہ غلط ہے۔ کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ جب تم بحری سفر کے لئے نکلو تو وہ تم پر سخت ہوا کا طوفان بھیج دے، جو تمہاری کشتی کو توڑ پھوڑ کر رکھ دے، اور تمہیں سمندر میں غرق کردے، اِس لئے کہ تم نے اُس کے قانون کی کسی شق کو نظرانداز کر دیا تھا —— اسی کا نام قانونِ خداوندی کی ناسپاس گزاری اور انکار ہے —— اُس وقت کوئی ایسی قوت نہیں ہوسکتی جو اُس قانون کے خلاف تمہارے مقدمے کی پیروی کرسکے، یا ہم سے باز پرس کرسکے۔

۷۰ (یہ طبیعی قوتیں جو کائنات میں کارفرما ہیں، بڑی ہیبت اور زبردست واقع ہوئی ہیں، لیکن) ہم نے انسان کو ان سب پر برتری عطا کی ہے۔ ہم نے تمام فرزندانِ آدم کو واجب التکریم بنایا ہے۔ (اور انہیں قوانینِ طبیعی کا وہ علم دیا ہے جس کی بنا پر وہ) خشکی اور تری کی تمام قوتوں کو مسخر کرسکتے ہیں۔ اور اس طرح، اپنے لئے، نہایت خوشگوار سامانِ زیست حاصل کرلیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے انسان کو اپنی اکثر مخلوق پر فضیلت اور برتری عطا کی ہے۔

۷۱ (لیکن نہ تو انسان محض اس کے طبیعی جسم سے عبارت ہے، اور نہ ہی اُس کی جولانیوں اور کامرانیوں کا میدان صرف طبیعی کائنات ہے۔ حیوانی زندگی کے علاوہ، اس کی "انسانی زندگی" بھی ہے جو اُس کے اعمال کے مطابق مرتب ہوتی ہے۔ $\frac{15}{14}$)۔ اعمال کے نتائج کے

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۲﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿۷۳﴾ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ

ظہور کے وقت، تمام انسانوں کو ان کے اعمالنامہ کے ساتھ بلایا جاتا ہے۔ جس کا اعمالنامہ اُس کے دائیں ہاتھ میں ہوتا ہے (کہ یہ یمن وسعادت کا نشان ہے) تو یہ لوگ اُسے (خوشی خوشی) پڑھتے ہیں، اور اُس میں اپنے تمام اعمال کا پورا پورا بدلہ موجود پاتے ہیں۔ اس میں ذرہ بھر بھی کمی نہیں ہوتی۔

۷۲ (اس سے یہ نہ سمجھ لیجئے کہ انسانی اعمال کے نتائج صرف اگلی زندگی میں ہی سامنے آتے ہیں۔ نہیں۔ اعمال کے نتائج اسی زندگی میں بھی سامنے آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ حسن عمل کا نتیجہ اِس دُنیا کی خوشگواریاں بھی ہیں۔ یہی وہ محسوس معیار ہے جس سے دیکھا جاسکتا ہے کہ کسی قوم کے اعمال، قوانین خداوندی کے مطابق ہیں یا نہیں۔ اگر اُسے عزت اور عروج حاصل ہے تو اُس کے اعمال اُن قوانین کے مطابق ہیں۔ اگر وہ ذلت وخواری کی زندگی بسر کر رہی ہے، تو وہ ان کی خلاف ورزی کر رہی ہے۔ یہ اصول یاد رکھو کہ) جو کوئی اِس دنیا میں اندھا ہے، وہ آخرت میں بھی اندھا ہی ہوگا، اور راستہ سے یک قلم بھٹکا ہوا۔ (اسلئے کہ زندگی تو ایک جوئے رواں ہے $\frac{20}{124}$)۔

۷۳ (چونکہ ان لوگوں کو خدائے واحد کی اطاعت سخت ناگوار گزرتی ہے۔ $\frac{17}{46}$)۔ اس لئے انہوں نے اس بات کا تہیہ کر لیا تھا کہ کسی نہ کسی طرح تجھے وحی کے راستے سے ہٹا کر اِس پر آمادہ کر لیں کہ تو اِن سے مفاہمت کر لے، اور اِن کی رعایت سے کوئی بات اپنی طرف سے بنا کر اُسے بطور وحیٔ خداوندی پیش کر دے۔ انہوں نے یہ طے کر لیا تھا کہ اگر تو اس پر آمادہ ہو جائے تو یہ تیرے دوست بن جائیں۔

۷۴ اور (اس میں شبہ نہیں کہ ان کی چالیں اس قدر گہری تھیں کہ) اگر وحی کی صداقت پر یقین کامل نے تیرے قدم نہ جما دیئے ہوتے، (اور تو بھی، اُنکی طرح، صرف مصلحتِ وقت کو سامنے رکھتا)، تو ہوسکتا تھا کہ تو اِن کی طرف کچھ نہ کچھ میلان کر لیتا ($\frac{10}{15}$ ؛ $\frac{11}{113}$ ؛ $\frac{68}{9}$)۔

۷۵ اگر (بفرضِ محال) ایسا ہو جاتا تو پھر ہم تجھے اس زندگی میں بھی دوہرا عذاب چکھاتے اور موت (کے بعد کی زندگی) کا بھی دوہرا عذاب۔ اور تجھے ہمارے مقابلہ میں کوئی یار و مددگار نہ ملتا۔ (اس لئے کہ، تیری لغزش، صرف تمہیں ہی تباہ نہ کرتی، پوری انسانیت کی تباہی کا موجب بن جاتی)۔

۷۶ (اور مدینہ کے یہود وغیرہ نے) اِس کا بھی تہیہ کر لیا تھا کہ تجھے اتنا تنگ کیا جائے کہ تو

مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۷۶﴾ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿۷۷﴾ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ وَقُلْ رَّبِّ

اس سرزمین کو بھی چھوڑ کر چلا جائے۔ اگر یہ ایسا کر دیتے تو تیرے بعد پھر انہیں بھی کچھ زیادہ مہلت نہ ملتی۔ (ان کی تباہی بہت جلد آجاتی)۔

۷۷ (بہرحال، جو کچھ تمہارے ساتھ ہو رہا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں۔ تجھ سے پہلے بھی ہم نے جتنے رسول بھیجے، انہیں لوگوں نے اسی طرح تنگ کیا۔ اور) ان کے بارے میں ہمارا یہ دستور رہا (کہ جب ان کی سرکشی انتہا تک پہنچ گئی اور اُن کی اصلاح کا کوئی امکان نہ رہا۔ تو وہ قوم تباہ ہو گئی)۔ وہی دستور یہاں بھی کارفرما ہوگا۔ ہمارے قوانین اور دستور اٹل ہوتے ہیں۔ تو ان میں کبھی تبدیلی نہیں پائے گا۔

۷۸ (لیکن یہ کچھ از خود نہیں ہو جائے گا۔ اس کے لئے تمہیں مسلسل جدوجہد کرنی ہوگی۔ تمہارا پروگرام یہ ہونا چاہیئے کہ) علی الصبح، طلوع آفتاب سے پہلے، قرآنی حقائق پر غور و تدبر کیا جائے اور دیکھا جائے کہ معاملات پیش نظر کے متعلق وہاں سے کیا راہ نمائی ملتی ہے —— علی الصبح، اس لئے کہ فجر کے سکوت افزا سمے میں، انسان کے خیالات میں اس قدر یکسوئی ہوتی ہے کہ اس سے قرآنی حقائق، محسوس و مشہود شکل میں سامنے آسکتے ہیں اور دل ان کی صداقت کی بے اختیار گواہی دے دیتا ہے —— اس کے بعد طلوع آفتاب سے لے کر ابتدائے شب کی تاریکی (یعنی صبح سے شام) تک اس پروگرام پر مسلسل عمل پیرا رہا جائے۔ اس مقصد کے لئے ایسے اجتماعات بھی منعقد کئے جائیں جن میں باہمی مشاورت سے، معاملات طے کئے جائیں (۴۲/۳۸)۔

۷۹ اور اگر حالات کا تقاضا اس سے بھی زیادہ کا ہو، تو تم رات کے کچھ حصے میں بھی، اس مقصد کے لئے، جاگتے رہو، اور معاملات پر مزید غور و فکر کرو۔ یہ اضافہ خصوصیت سے تمہارے لئے ہے (اس لئے کہ میر کارواں کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ اگرچہ عند الضرورت، دیگر افراد امت بھی اس میں شریک کئے جا سکتے ہیں: (۷۳/۲-۳)۔

اگر تم نے اس نظام کے قیام کے لئے اس طرح جدوجہد کی، تو وہ وقت دور نہیں کہ تو اُس مقام بلند پر فائز ہو جائے کہ دنیا، بلاساختہ، پکار اٹھے کہ خدا کے نظام ربوبیت کی طرف دعوت دینے والے کا مقام فی الواقعہ ایسا ہی قابل حمد و ستائش ہونا چاہیئے۔

اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا ﴿۸۰﴾ وَقُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَہَقَ الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ کَانَ زَہُوۡقًا ﴿۸۱﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ مَا ہُوَ شِفَآءٌ وَّرَحۡمَۃٌ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۙ وَلَا یَزِیۡدُ الظّٰلِمِیۡنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَاۤ اَنۡعَمۡنَا عَلَی الۡاِنۡسَانِ اَعۡرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِہٖ ۚ وَاِذَا مَسَّہُ الشَّرُّ کَانَ یَـُٔوۡسًا ﴿۸۳﴾

۸۰ (اِس پروگرام کے مطابق' مخالف قوتوں کے ساتھ کشمکش میں) تیری مانگ یہ ہونی چاہیئے کہ تیرا قدم آگے بڑھے تو صدق وعدل کو لئے ہوئے بڑھے۔ اور جہاں سے تیرا قدم پیچھے ہٹے' تو بھی صدق وعدل کے ساتھ پیچھے ہٹے ——— فتح ہو یا شکست' صدق وعدل کا دامن تیرے ہاتھ سے کسی وقت بھی چھوٹنے نہ پائے ——— اور تو جس مقام' اور جس حال میں بھی ہو' تجھے قوانین خداوندی کی رُو سے تائید وغلبہ حاصل ہو۔

یہ تمہاری پیہم آرزو اور مستقل تمنا ہونی چاہیئے!

۸۱ (تو اِس پروگرام پر عمل پیرا ہو جا' اور اس کے بعد مخالفین سے للکار کر کہدے کہ) اب نظامِ حق وصداقت کا دور آگیا' اور باطل کی تخریبی قوتوں کا زمانہ ختم ہو گیا۔ اس لئے کہ تخریبی قوتیں صرف اُس وقت تک باقی رہتی ہیں جب تک حق وصداقت کی تعمیری قوتیں برسرِ عمل آئیں۔ اُن کی موجودگی میں تخریبی قوتیں ٹھہر ہی نہیں سکتیں۔

۸۲ یہ سب کچھ' اُس قرآن کی رُو سے ہو گا جس کی تعلیم' جماعتِ مومنین کے دل کے تمام روگ مٹا دے گی۔ اُن کی نفسیاتی کمزوریاں اور داخلی کشمکش دور ہو جائے گی' اور' مثبت طور پر اُن کی صلاحیتوں کی نہایت عمدگی سے نشو ونما ہو جائے گی۔ اِن کے برعکس' جو لوگ اس سے سرکشی برت رہے ہیں' اور ظلم واستبداد کی راہ اختیار کئے ہیں' اُن کے سامانِ ہلاکت میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ (جس طرح طلوعِ سحر' شب کی تاریکی کے لئے موجب ہلاکت ہوتی ہے' اسی طرح صدق وعدل پر مبنی نظامِ خداوندی کے قیام سے' ظلم واستبداد کی قوتوں کی تباہی ہوتی ہے)۔

۸۳ (لیکن یہ بات اُن لوگوں کی سمجھ میں نہیں آسکتی جن کا مقصود صرف طبیعی زندگی کی مفاد پرستیاں ہیں' اور جنہیں' اِس وقت' دولت وثروت کی فراوانیاں حاصل ہیں) جس انسان کا مقصد زندگی ہی یہ ہو' اُس کی حالت یہ ہوتی ہے کہ جب اس کے پاس بخشائش خداوندی (سامانِ رزق) کی فراوانی ہو' تو وہ حق سے اعراض برتتا اور صحیح راستے سے روگردانی کرتا ہے۔ اور جب

قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ

اُس پر مصیبت آتی ہے (اور وہ مال و دولت اُس سے چھن جاتا ہے) تو چونکہ اُس کے سامنے اس سے بلند مقصد ہی کوئی نہیں ہوتا اس لئے) اس پر مایوسیاں چھا جاتی ہیں۔ (۴۱/۵۱)۔

۸۴ (یہ جو اوپر کہا گیا ہے کہ اسی قرآن کے مطابق ایک جماعت پر کامرانیوں کی راہیں کشادہ ہوتی ہیں اور دوسری جماعت پر تباہیاں آتی ہیں' تو اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ اُن کے ساتھ یہ کچھ ان کی "تقدیر" کی رُو سے ہوتا ہے جس پر انہیں کوئی اختیار نہیں۔ بالکل نہیں۔ خدا نے' انسانی سعی و عمل کے لئے ایک میدان تجویز کر دیا ہے اور اُس میں' ہر انسان کو صاحب اختیار و ارادہ بنا کر چھوڑ دیا ہے۔ مومن' اس کھلے میدان میں' سوائے ان حدود کے جو قوانین خداوندی نے متعین کر دی ہیں اور کوئی پابندی اپنے اوپر عائد نہیں کرتا۔ لیکن' دوسرے لوگ اپنے پاؤں کو' ہزار قسم کے خود ساختہ بندھنوں سے باندھ لیتے ہیں۔ (۷/۱۵۷)۔ اب ظاہر ہے کہ ہر شخص اس حد تک ہی قدم اٹھا سکتا ہے جہاں تک اس کی زنجیر پا اجازت دے۔ (اس طرح' اس جہان سعی و عمل میں مومن آگے بڑھ جاتے ہیں کیونکہ اُن کے پاؤں بندھے ہوئے نہیں ہوتے۔ اور منکرین پیچھے رہ جاتے ہیں' کہ وہ اپنی خود ساختہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ یوں ہر انسان' اپنے اختیار کے دائرے کے اندر اپنے اپنے ڈھنگ پر کام کرتا اور اس میں اپنی آخری حد تک چلا جاتا ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ ہر ایک کا عمل صحیح اور حق پر ہوتا ہے)۔ اس کا علم خدا کو ہوتا ہے کہ' ان میں سے کون' زندگی کی سب سے زیادہ سیدھی راہ پر چل رہا ہے (اور وہ اُس پر کہاں تک چلا جائے گا۔ خدا کو علم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ جو لوگ قوانین خداوندی کے مطابق چلتے ہیں' وہ زندگی کی سیدھی راہ پر ہوتے ہیں)۔

۸۵ یہ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ وحی کی حقیقت و ماہیت کیا ہے؟ ان سے کہدو کہ وحی کا تعلق خدا کے "امر" سے ہے' محسوس کائنات سے نہیں۔ اور چونکہ تمہارا علم صرف محسوس کائنات تک محدود ہے' اس لئے تم' عالم امر سے متعلق حقائق کی ماہیت کو نہیں سمجھ سکتے۔ (اس کے معنی یہ ہیں کہ نبی کے علاوہ کوئی اس بات کو نہیں سمجھ سکتا کہ وحی کیسے نازل ہوتی ہے اور اس کی کنہ و حقیقت کیا ہے۔ لیکن وحی کی رُو سے دی ہوئی تعلیم —— قرآن —— کو ہر ایک سمجھ سکتا ہے)۔

۸۶ (اس حقیقت کا ثبوت —— کہ وحی کا سرچشمہ محسوس کائنات سے ماوراء ہے —— یہ ہے کہ وحی' خود نبی کے ذہن کی پیدا کردہ نہیں ہوتی۔ نہ ہی اُسے اِس پر کوئی قدرت و اختیار ہوتا ہے۔ چنانچہ) جو کچھ ہم نے اِس رسول کی طرف نازل کیا ہے' اگر ہم اُسے سلب کر لیں' تو کوئی قوت ایسی

ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۝۸۶ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۝۸۷ قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓي اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝۸۸ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۡ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝۸۹ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝۹۰ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۝۹۱

نہیں جو اس کے خلاف ہم پر کوئی دعویٰ کر سکے یا ہم سے باز پرس کر سکے۔ (یہ الگ بات ہے کہ ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ اس وحی میں سے کوئی بات بھی سلب نہ کی جائے بلکہ اُسے محفوظ رکھا جائے ۶/۱۱۶ ; ۱۵/۹ ; ۸۷/۶-۷)۔

۸۷ یہ خدا کی رحمت و ربوبیت کا ایک گوشہ ہے جس سے وحی ملتی ہے۔ اور تجھ پر (اے رسولؐ!) خدا کا بہت بڑا فضل ہے جو اُس نے تجھے اِس موہبتِ کبریٰ کے لئے منتخب کیا ہے۔ یہ کسی کی محنت یا کسب و ہنر سے نہیں مل سکتی۔ (۲/۱۰۵ ; ۶/۱۲۵ ; ۱۴/۱۱)۔

۸۸ اور اس کے من جانب اللہ ہونے کا سب سے بڑا ثبوت تو یہ ہے کہ اگر ساری دنیا کے انسان ـــــ حضری اور بدوی سب کے سب ـــــ مل کر بھی کوشش کریں کہ اس قرآن جیسا قرآن بنالیں، تو وہ ایسا نہیں کر سکیں گے، خواہ وہ ایک دوسرے کے کتنے ہی مددگار کیوں نہ بن جائیں۔ (۲/۲۳ ; ۱۰/۳۸ ; ۱۱/۱۳)۔

۸۹ (جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے، تم وحی کی کنہ و حقیقت کو تو نہیں پا سکتے لیکن اس کے بیان کردہ حقائق کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہو۔ اس کے لئے ہم نے انداز یہ اختیار کیا ہے کہ) ہم مختلف امور کو لوٹا لوٹا کر بیان کرتے ہیں۔ ان کے متنوع گوشے بار بار سامنے لاتے ہیں۔ لیکن، اس کے باوجود اکثر لوگوں کی حالت یہ ہے کہ وہ ضد اور تعصب کی بنا پر، بلا سوچے سمجھے اس سے انکار کئے چلے جاتے ہیں۔ (۱۷/۴۱)۔

۹۰ یہ لوگ (بجائے اس کے کہ قرآن کی تعلیم پر غور و فکر کریں، اور علم و بصیرت کی رُو سے اسے سمجھنے کی کوشش کریں) اپنے اس طفلانہ مطالبہ پر زور دیئے جاتے ہیں (۱۷/۵۹) کہ ہم اُس وقت تک تیری بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں گے جب تک تو اس قسم کے معجزات نہ دکھا دے۔ مثلاً تو اشارہ کرے اور زمین سے ایک چشمہ پھوٹ بہے۔

۹۱ یا تیرے پاس کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ ہو اور تیرے حکم سے ان میں پانی کی ندیاں جاری ہو جائیں۔

اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ

---

۹۲ یا جیسا کہ تو اکثر ہمیں عذاب خداوندی سے ڈرایا کرتا ہے، تو آسمان کو ہم پر ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرا دے (اور اس طرح ہم پر ناگہانی آفت ٹوٹ پڑے ۲۶/۱۸۷)۔

یا تو، خود خدا اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لا کھڑا کر دے۔ (۶/۳۵)۔

۹۳ یا تیرے لئے، ایک سونے کا محل تیار ہو جائے۔ یا تو (ہمارے دیکھتے دیکھتے) آسمان پر چڑھ جائے —— اور صرف آسمان پر چڑھ ہی نہ جائے۔ کیونکہ محض اتنی بات سے ہم تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے۔ بلکہ —— وہاں سے ایک لکھی لکھائی کتاب، ہم پر اتار دے، جسے ہم پڑھ کر دیکھ لیں (کہ اُسے واقعی خدا نے لکھا ہے۔

اے پیغمبرؐ! ان سے کہدو کہ میرا نشو و نما دینے والا اس سے بہت بلند ہے (کہ وہ، تمہارے ایمان لانے کے لئے اس قسم کی باتیں کر دکھائے۔ باقی رہا میں خود۔ تو میں نے کبھی خدائی کا دعوےٰ نہیں کیا)۔ میں تو، تمہارے جیسا، ایک انسان ہوں، اس فرق کے ساتھ کہ میں تم تک خدا کا پیغام پہنچاتا ہوں۔

۹۴ (ہم جانتے ہیں کہ جب تو ان سے کہے گا کہ میں تمہارے جیسا ایک انسان ہوں، اور میرا فریضہ یہ ہے کہ میں خدا کا پیغام تم تک پہنچا دوں، تو یہ تم پر ایمان نہیں لائیں گے۔ اس لئے کہ ذہنِ انسانی کے طفلانہ پن نے اسے ہمیشہ اس مغالطہ میں رکھا ہے کہ خدا کے رسول کو، انسانوں سے الگ کوئی اعجوبہ سی مخلوق، ہونا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ) جب کبھی لوگوں کے پاس ہماری راہ نمائی آئی تو ان کے، اُس راہ نمائی کے قبول کرنے کے راستے میں ہمیشہ یہ بات حائل رہی کہ ہدایت لانیوالا دوسرے انسانوں جیسا انسان کیوں ہے؟ (فرشتہ کیوں نہیں!)۔

۹۵ اِن سے کہو کہ (انسانوں کو رسول بنا کر اس لئے بھیجا جاتا ہے کہ دنیا میں انسان بستے ہیں)۔ اگر ایسا ہوتا کہ زمین میں فرشتے چلتے پھرتے، اور سکونت پذیر ہوتے، تو ہم ان کے لئے آسمان سے، فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے۔ (۴۳/۶۰)۔

۹۶ ان سے کہدو کہ (وحی اور رسالت کے متعلق میں نے کافی تفصیل سے بات سمجھا دی ہے۔

شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ﴿٩٦﴾ وَمَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِهِ ۖ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا ۖ مَّأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ﴿٩٧﴾ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُم بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ﴿٩٨﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَن يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ أَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيهِ فَأَبَى الظَّالِمُونَ إِلَّا كُفُورًا ﴿٩٩﴾

اگراس کے باوجود، تم میری وحی پر ایمان نہیں لاتے، تو میرا تم پر کوئی زور نہیں)۔ میرے اور تمہارے درمیان، آخری فیصلہ خدا کی نگرانی میں ہوگا۔ اس لئے کہ وہ تمام بندوں کے اعمال سے باخبر ہے اور ان پر نگاہ رکھتا ہے۔

۹۷ لیکن اس حقیقت کو یاد رکھو کہ صحیح راستے پر وہی انسان ہوتا ہے جو خدا کی دی ہوئی راہ نمائی کے مطابق چلتا ہے۔ جو شخص اس راستے کو چھوڑ دیتا ہے، اُس کا دنیا میں کوئی کارساز نہیں ہو سکتا —— اگر کارساز ہو سکتا ہے تو خدا ہی ہو سکتا ہے (جس کی راہ نمائی کو اس نے چھوڑا تھا)۔ اور ہم انہیں قیامت کے دن اوندھے منہ اٹھائیں گے —— اس دنیا میں بھی ذلیل و خوار، اور اسکے بعد کی زندگی میں بھی —— اندھے، گونگے، بہرے۔ عقل و فکر سے عاری۔ ان کا آخری ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ جب کبھی اس کی آگ بجھنے کو ہوگی تو ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔ (یعنی ان کے عذاب میں تخفیف نہیں ہوگی)۔

۹۸ یہ اس لئے کہ انہوں نے ہمارے قوانین کی صداقت سے انکار کر کے (اپنے لئے غلط راستہ تجویز کر لیا تھا جس کا نتیجہ تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں تھا۔ اِن کا خیال یہ تھا کہ اگر ہم ایسا انتظام کر لیں کہ معاشرہ کی گرفت سے بچے رہیں، تو ہم سے بازپرس کرنے والا کوئی نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ تھی جو) یہ کہا کرتے تھے کہ جب ہم (مرنے کے بعد) ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ جائیں گے اور ہمارا جسم ریزہ ریزہ ہو جائے گا، تو کیا ہم پھر از سرِ نو پیدا کر کے، اٹھائے جائیں گے؟ (۴۹/۱۷)۔

۹۹ کیا ایسا کہنے والے، اس پر غور نہیں کرتے کہ جس خدا نے اس تمام سلسلۂ کائنات کو پیدا کیا (درآنحالیکہ پہلے کچھ بھی نہ تھا) کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ اِن (لوگوں)، کی، اس زندگی کی مثل، اور زندگی پیدا کر دے۔ اِس مقصد کے لئے اُس نے موجودہ طبیعی زندگی کی ایک مدت مقرر کر رکھی ہے جس (کے بعد، اُس حیاتِ نو کی نمود کے بارے) میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں۔

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾

وہ ایک حقیقتِ ثابتہ ہے۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ جن لوگوں نے ہمارے قوانین سے سرکشی برتنے کی ٹھان رکھی ہے، وہ انکار کے سوا کچھ جانتے ہی نہیں۔

۱۰۰ (مستقبل کی زندگی سے انکار، اور اسی دنیا کی زندگی کو منتہائے نگاہ سمجھ لینے کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ لوگ، مال و دولت کو صرف اپنے لئے سمیٹ کر رکھتے ہیں، اسے ربوبیتِ عامہ کے لئے کھلا نہیں رکھتے۔ جب اِن سے کہئے تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو ہماری ضروریات کے لئے بمشکل اکتفا کر سکے گا۔ اگر اسے دوسروں کو دیدیں، اور یہ ختم ہو جائے تو بوقتِ ضرورت ہم کیا کریں)۔ اِن سے کہو کہ (بات یہ نہیں۔ یہ صرف ذہنیت کا فرق ہے۔ اس ذہنیت سے تمہاری حالت یہ ہو چکی ہے کہ) اگر تمہارے پاس خدا کی نعمتوں کے لامحدود خزانے بھی ہوتے تو تم اُنہیں باندھ باندھ کر رکھتے کہ کہیں خرچ نہ ہو جائیں۔ اس لئے کہ (محض طبیعی زندگی کو منتہیٰ سمجھنے والا) انسان بڑا تنگ نظر اور بخیل ہوتا ہے۔ (یہ توحیات کی جاودانی کا تصوّر ہے جو انسان کی نگاہوں میں وسعت اور دل میں کشادہ پیدا کرتا ہے)۔

۱۰۱ (یہ ذہنیتوں کا فرق ہی تو ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ، تمہاری اس قدر مخالفت کر رہے ہیں۔ ان سے کہو کہ اگر یہ سمجھنا چاہتے ہو کہ تمہاری اس مخالفت کا نتیجہ کیا ہوگا، تو اس کے لئے اقوامِ سابقہ کی سرگزشتوں پر نگاہ ڈالو۔ بالخصوص فرعون اور موسٰیؑ کی کشمکش پر جس کا ذکر پہلے بھی کئی بار آچکا ہے)۔ ہم نے موسٰیؑ کو (قومِ فرعون کی آخری تباہی سے پہلے) نو کھلی کھلی نشانیاں دی تھیں۔ (اگر یہ لوگ اس کی تصدیق کرنا چاہتے ہیں تو اِن سے کہو کہ یہ) بنی اسرائیل سے دریافت کر لیں۔ (۱۳۳ — ۱۳۰/۷ ؛ ۲۷/۱۲)۔

۱۰۲ جب موسٰیؑ قومِ فرعون کی طرف آیا تو، فرعون نے سب کچھ سننے کے بعد اُس سے کہا کہ (تم جو کہتے ہو کہ تم خدا کی طرف سے رسول ہو تو اس باب میں، یا تو تمہیں خود دھوکا لگ گیا ہے۔ یا تم دوسروں کو دھوکا دیتے ہو۔ موسٰیؑ نے اس سے کہا کہ تو (یقیناً اپنے دل میں اس حقیقت کو پا چکا ہے کہ) یہ روشن دلائل

فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿۱۰۴﴾ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۱۰۵﴾

یہ قوانین وضوابط، جنہیں میں نے تمہارے سامنے پیش کیا ہے، مجھ پر خدائے ارض وسموٰت کے علاوہ اور کسی نے نازل نہیں کئے۔ (تم میرے متعلق کہتے ہو کہ مجھے کہیں دھوکا لگ گیا ہے) لیکن میں دیکھتا ہوں کہ دھوکے میں تم خود مبتلا ہو کہ تباہی تمہارے سر پر منڈلا رہی ہے، تم اس میں چاروں طرف سے گھر چکے ہو، (اور وہ تمہیں نظر نہیں آتی)۔

۱۰۳ (اس پر فرعون نے ملوکیت کے انہی حربوں سے کام لیا جو مستبد حکمرانوں کے ہاں بکثرت استعمال میں لائے جاتے ہیں)۔ مقصد اُس کا یہ تھا کہ اِس طرح، قوم بنی اسرائیل کو ایسا گڑبڑا دے کہ اُن کے پاؤں اُکھڑ جائیں اور ان کے لئے وہاں جینا محال ہو جائے۔ لیکن (اس کا انجام یہ ہوا کہ) ہم نے اُسے، اور اس کے ساتھیوں کو، غرق کر دیا۔

۱۰۴ اور اس کے بعد، بنی اسرائیل سے کہا کہ تم (فلسطین کی) سرزمین میں، نہایت اطمینان سے رہو سہو۔ (اس کے بعد دو مرتبہ تمہاری سخت بربادی ہو گی)۔ دوسری مرتبہ کی تباہی ایسی عالمگیر ہو گی کہ تمہیں ہر طرف سے گھیر گھیر کر، اکٹھا کر کے، ہلاک کیا جائے گا۔ (۱۷/۷-۴)۔

(اس کے ساتھ ہی انہیں یہ بھی کہہ دیا گیا تھا کہ، اِس تباہی کے بعد، تمہیں پھر باز آفرینی کا موقع دیا جائے گا، جب ہمارا آخری رسول آئے گا۔ اگر تم اُس پر ایمان لے آئے، تو تمہیں پھر حیاتِ نو مل جائے گی۔ ۷/۱۵۶)۔

۱۰۵ اُسی وعدے کے مطابق، اب اس قرآن کو ہم نے حق کے ساتھ نازل کیا ہے۔ اور یہ حق کے ساتھ تم تک پہنچا ہے۔ یعنی جو قرآن لوگوں تک پہنچا ہے وہ وہی ہے جسے خدا نے حق کے ساتھ نازل کیا تھا۔ اس قرآن کے لانے والے رسول کا فریضہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کو بتا دے کہ، اُس کے مطابق چلنے سے زندگی کی کس قدر خوشگواریاں نصیب ہوں گی اور اُس کی خلاف ورزی کرنے سے کیسی تباہیاں آئیں گی۔

لہٰذا، بنی اسرائیل کے لئے باز آفرینی کا ایک اور موقع ہے۔ اگر وہ اس قرآن کو بطور ضابطۂ حیات تسلیم کر لیں گے تو اُن سے ذلت اور رسوائی کا عذاب ختم ہو جائے گا۔

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۱۰﴾

---

۱۰۶ چونکہ نزولِ قرآن سے مقصد یہ تھا کہ لوگ اس پر اچھی طرح غور و فکر کے بعد فیصلہ کریں کہ وہ اسے تسلیم کرتے ہیں یا نہیں، اس لئے ہم نے اسے (تمام کا تمام یک لخت نازل نہیں کر دیا بلکہ) تھوڑا تھوڑا کر کے، بتدریج نازل کیا ہے۔ اور اس کے حقائق کو الگ الگ کر کے نکھار کر بیان کر دیا ہے۔ جب ایسی واضح کتاب کو لوگوں کے سامنے بتدریج پیش کیا جائے گا (تو جو لوگ حق کے متلاشی ہیں انہیں حقیقت تک پہنچنے میں آسانی ہو جائے گی)۔

۱۰۷ اے رسول! تم ان لوگوں سے کہدو کہ تم اس کتاب کو مانو یا (اپنی ضد اور تعصب کی بنا پر) اس سے انکار کر دو۔ (اس سے اس کتاب کی صداقت میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ یہ کتاب درحقیقت علم و بصیرت کی رو سے سمجھی جا سکتی ہے۔ لہٰذا) جن لوگوں کے پاس پہلے سے علم ہے، جب اسے اُن کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو وہ اس کی عظمت کو پہچان لیتے ہیں اور اس کے سامنے جھک جاتے ہیں۔

۱۰۸ اور پکار اٹھتے ہیں کہ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ ہمارے نشو و نما دینے والے کے تمام وعدے پورے ہو کر رہیں گے۔

۱۰۹ اس کی عظمت و صداقت، اُن کے دلوں پر اس طرح چھا جاتی ہے کہ وہ سجدوں میں گر جاتے ہیں۔ اُن کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں اور اُن کے قلب کا جھکاؤ اور زیادہ ہو جاتا ہے۔

۱۱۰ اے رسول! تم اِن سے کہہ دو کہ (تم اپنی نگاہ حقیقت پر رکھو۔ لفظی نزاع میں نہ پڑو)۔ تم خدا کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر (اس سے اصل حقیقت میں کچھ فرق نہیں آتا)۔ اُسے اُسکے ذاتی یا صفاتی ناموں میں سے جس نام سے بھی پکارو ٹھیک ہے۔ یہ سب اُسی ذات کے حسن و زیبائی کے مختلف گوشے ہیں۔ ایک ہی حقیقت کے مختلف پہلو ہیں۔ (سوال یہ نہیں کہ خدا کو کس نام سے پکارا جائے۔ سوال یہ ہے کہ کس قسم کے خدا کو مانا جائے۔ خدا پر صحیح ایمان کے معنی یہ ہیں کہ اُس کی اُن تمام صفات کو مانا جائے جن سے اُس نے قرآن میں اپنا تعارف کرایا ہے۔ اگر ان میں سے

وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ﴿۱۱۱﴾

کسی ایک صفت کو مانا جائے اور دوسری کا انکار کر دیا جائے ـــــ جیسے عیسائیت اُس کی صرف صفتِ رحم کو مانتی ہے' صفتِ عدل (قانونِ مکافاتِ عمل) کو تسلیم نہیں کرتی ـــــ تو اُسے خدا پر ایمان نہیں کہا جائے گا ـــــ

اور صلوٰۃ میں نہ تو اس کی ضرورت ہے کہ اُسے چلّا چلّا کر پکارا جائے۔ اور نہ ہی بالکل خاموشی سے بلکہ ان دونوں کی درمیانی راہ اختیار کرنی چاہیئے۔

۱۱۱ (خدا کا جو منزّہ تصور قرآن پیش کرتا ہے' وہی خدا کا حقیقی تصور ہے۔ اس تصور کی رُو سے)

(۱) یہ بھی غلط ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہے۔

(۲) یہ بھی غلط ہے کہ اُس کے اقتدار و اختیار میں کوئی اُس کا شریک ہے۔

(۳) اور یہ بھی غلط ہے کہ اسے' اپنی کمزوری کی وجہ سے' کسی مددگار کی ضرورت ہے۔

وہ خدا' بلا شریک و سہیم' تمام قوتوں کا واحد مالک ہے۔ خدا کا یہی وہ تصور ہے جو درخورِ حمد و ستائش ہے۔ تمہاری زندگی کا مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ اُس کے نظام اور قوانین کو' تمام دیگر نظامہائے حیات اور قوانینِ زندگی پر غالب کیا جائے اور یوں انسانوں کی دنیا میں بھی' اُس کی کبریائی کا تختِ اجلال اسی طرح بچھ جائے جس طرح وہ خارجی کائنات میں بچھا ہوا ہے۔ (۹/۳۳ ؛ ۴۲/۳)۔

سُوْرَةُ الْكَهْفِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝۱ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَ یُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝۲ مَّاكِثِیْنَ فِیْهِ اَبَدًا ۝۳ وَّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝۴ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآىِٕهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ

(۱) کائنات کا ہر حسین نقشہ اور تعمیری پروگرام، اس ذاتِ خداوندی کی حمد و ستائش کا زندہ پیکر ہے جس نے (اسی مقصد کی تکمیل کے لئے) اپنے بندے پر یہ ضابطۂ قوانین نازل کیا ہے — وہ ضابطۂ قوانین جس میں کسی قسم کا پیچ و خم نہیں۔

(۲) جو نہایت سیدھی، واضح اور متوازن بات کہتا ہے۔ مقصد اس سے یہ ہے کہ یہ اُن لوگوں کو جو اس کی صداقت سے انکار کریں، اُن کی غلط رَوش کے ہلاکت انگیز نتائج سے آگاہ کر دے، اور جو اِس کے مطابق زندگی بسر کریں، اُنہیں، ان کے صلاحیت بخش اعمال کے خوشگوار نتائج کی بشارت دیدے۔

(۳) وہ خوشگوار نتائج جن سے وہ ہمیشہ متمتع ہوتے رہیں گے۔ (۱۴/۲۵)

(۴) غلط رَوش پر چلنے والوں میں، خصوصیت سے، وہ لوگ شامل ہیں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا کا ایک بیٹا بھی ہے۔ (حالانکہ یہ تصوّر یکسر باطل اور مبنی بر جہالت ہے ۱۴/۱۱۱)۔

(۵) اس عقیدہ کی سند میں، نہ ان کے پاس کوئی علمی برہان ہے اور نہ ہی ان کے آباؤ اجداد کے پاس تھی، جنہوں نے اس عقیدے کی ابتدا کی تھی۔ یہ لوگ سوچتے ہی نہیں کہ یہ

اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝۵ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝۶ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝۷ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝۸ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝۹ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ

کیسی سخت بات ہے جسے یہ یونہی' بلا سوچے سمجھے' منہ سے نکال دیتے ہیں۔ یہ عقیدہ سرتاسر جھوٹ ہے۔

۶ (اے رسول! ہم جانتے ہیں کہ تو اپنے سینہ میں ایسا دردمند دل رکھتا ہے کہ) اگر یہ لوگ ایسی واضح حقیقت پر بھی ایمان نہ لائے تو' تو' ان پر آنے والی تباہی کے غم میں اپنی جان گھلا لیگا۔

۷ (یہ لوگ' جن کا تذکرہ اس وقت پیش نظر ہے' عیسائی ہیں۔ ان کی غلط رَوِش صرف اتنی قدر نہیں کہ انہوں نے خدا کی اولاد کا عقیدہ وضع کر رکھا ہے۔ ان کی عملی زندگی کی تباہ کن رَوِش یہ ہے کہ انہوں نے' دین خداوندی کی جگہ' جو یکسر انقلاب آفریں نظریۂ حیات تھا' خانقاہیت کو اپنا مسلک قرار دے لیا۔ ($\frac{۵۷}{۲۷}$)۔ جب دینِ خداوندی خانقاہیت میں بدل جاتا ہے تو اس تبدیلی کا نتیجہ کیا ہوتا ہے' اسے ایک مثال سے سمجھئے)۔ روئے زمین پر جو کچھ بھی ہے اُسے ہم نے' زمین' اور اس پر رہنے والوں کیلئے وجہ زینت بنایا ہے' تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ اس کے استعمال میں' کون اعتدال اور توازن کی راہ اختیار کرتا ہے' جو فی الحقیقت زندگی کی حسن کارانہ راہ ہے۔ ($\frac{۱۸}{۳۰-۳۱}$ ؛ $\frac{۱۸}{۴۶}$ ؛ $\frac{۶۷}{۲}$)۔

۸ جس زمین پر کاشت کا سلسلہ جاری نہ رکھا جائے' اُس کے متعلق ہمارا قانون یہ ہے کہ وہ کچھ عرصہ کے بعد چٹیل میدان بن جاتی ہے جس میں دھول اڑتی ہے اور پیداوار کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ (خانقاہیت میں یہی ہوتا ہے۔ اس میں انسانی زندگی کی تمام صلاحیتیں خشک ہو جاتی ہیں۔ باقی رہا یہ کہ خدا کا دین' جو انقلاب آفریں دعوت کا نام ہے' کس طرح خانقاہیت میں تبدیل ہو جاتا ہے' اِس کے لئے ہم اُس واقعہ کو سامنے لاتے ہیں جو قصّہ "اصحاب کہف" کے نام سے مشہور ہے)۔

۹ اے مخاطب! کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ وہ لوگ جنہیں "اَصْحٰبُ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ" کہہ کر پکارا جاتا ہے ——— یعنی اُس غار والے لوگ جو بطرہ (پٹرا) میں واقع تھی ——— کوئی خارقِ عادت مخلوق یا اچنبے کی چیز تھے؟ (ایسا نہیں تھا۔ بات کچھ اور تھی' جسے بعد میں' لوگوں نے' چیستان بنا دیا اور اُس نے اسی طرح شہرت پکڑ لی)۔

۱۰ ہوا یہ تھا کہ کچھ نوجوان تھے (جو دین کے اصولوں پر معاشرہ میں انقلاب پیدا کرنا چاہتے تھے۔ ($\frac{۱۸}{۱۳}$)۔ ان کی سخت مخالفت ہوئی' اور حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ وہ ملک چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ) انہوں نے' پہاڑوں کے اندر' ایک بہت بڑے غار میں جا کر پناہ لی۔ (تاکہ وہاں' اپنے

رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ﴿۱۰﴾ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ﴿۱۱﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَىُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ﴿۱۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ﴿۱۳﴾ وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰـهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾ هٰٓؤُلَاۗءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ۭ فَمَنْ

مقصد کے حصول کے لئے تیاری کریں۔ اِس کے لئے' انہوں نے ہم سے التجا کی کہ) اے ہمارے پروردگار! تو ایسا انتظام کر دے کہ ہمیں تیری طرف سے سامانِ زندگی بھی بہم پہنچتا رہے' اور ہم نے جس بات کا ارادہ کیا ہے' اسے کامیاب بنانے کے اسباب و ذرائع بھی میسر آجائیں۔

۱۱ چنانچہ' وہ اُس غار میں کئی برس تک اِس طرح رہے کہ وہ باہر کی دنیا سے منقطع تھے۔

۱۲ (ایک مدت کے بعد' جب اُن کی تیاری ہو گئی تو) ہم نے انہیں اٹھا کھڑا کیا اور باہر نکالا تاکہ معلوم ہو جائے کہ' اس مدت میں' جبکہ وہ غار میں پناہ گزیں تھے' اُن کی جماعت' اور اُن کی مخالف پارٹی میں سے کس نے' اس فرصت کے موقع سے اچھی طرح فائدہ اٹھا کر (تیاری کی ہے)۔

۱۳ (آگے بڑھنے سے پیشتر' اس حقیقت کو ایک بار پھر سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کے متعلق عوام میں طرح طرح کی باتیں مشہور ہو چکی ہیں۔ لیکن) ہم تمہیں' اِن کی بابت ٹھیک ٹھیک بات بتاتے ہیں۔ یہ چند نوجوان تھے جو اپنے نشوونما دینے والے کی طرف سے متعین کردہ نظام کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا چکے تھے' اور اُس کے قیام کی راہیں' اُن پر' بہت دُور تک کھل چکی تھیں۔

۱۴ چنانچہ' جب وہ اِس انقلابی مقصد کو لے کر اٹھے ہیں تو ہم نے' اُن کے دلوں کو مضبوط کر دیا' اور انہوں نے اعلان کر دیا کہ ان کے معاشرہ میں' اس خدا کا نظام قائم ہو گا جس کا نظام' کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں' ہر جگہ مسلط ہے۔ ہم اُس کے سوا کسی اور کا اقتدار اور قانون ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو یہ بات ہمیں حق کی راہ سے بہت دُور لے جائے گی۔

۱۵ (اس وقت' ہماری) قوم کے لوگوں کی حالت یہ ہے کہ' انہوں نے' خدا کے علاوہ' اور بہت سی قوتوں کا اقتدار تسلیم کر رکھا ہے' (اور کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ کچھ خود خدا کے حکم کے مطابق کیا ہے)۔ حالانکہ' ان کے پاس' ان قوتوں کے اقتدار و اختیار کی کوئی سند (اتھارٹی) نہیں۔ یہ خدا پر یکسر کذب اور افترا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ' اس سے زیادہ حدود فراموش اور کون ہو سکتا ہے

أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ﴿١٥﴾ وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأْوُوا إِلَى الْكَهْفِ يَنشُرْ لَكُمْ رَبُّكُم مِّن رَّحْمَتِهِ وَيُهَيِّئْ لَكُم مِّنْ أَمْرِكُم مِّرْفَقًا ﴿١٦﴾ وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَت تَّزَاوَرُ عَن كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَت تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ ۗ مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿١٧﴾ وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ ۚ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ

جو خدا پر اس طرح افترا باندھے؟

۱۶ (اُن کا یہ اعلان کرنا تھا کہ اُن پر چاروں طرف سے مخالفت کا ہجوم امنڈ آیا۔ چنانچہ اُنہوں نے باہمی مشورہ کیا اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ) جب تم نے اپنی قوم سے الگ مسلک اختیار کر لیا ہے، اور اُس (قوم) نے اللہ کو چھوڑ کر، جن ہستیوں کے اقتدار کو اختیار کر رکھا ہے، تم اُن سے بھی کنارہ کش ہو چکے ہو (تو تمہارا) ان کے اندر رہنا ٹھیک نہیں۔ سر دست ہمیں یہاں سے چلے جانا چاہیئے)۔ اور فلاں غار میں پناہ لے لینی چاہیئے۔ (اور وہاں خفیہ طور پر اپنی تیاریاں جاری رکھنی چاہئیں)۔ خدا کا قانونِ ربوبیت (جسے متمکن کرنے کے لئے تم نے یہ آواز اٹھائی ہے) ایسا انتظام کر دے گا کہ تمہاری ضروریاتِ زندگی کی چیزوں کو وہاں تک پھیلا دے، اور تمہارے مقصد کی تکمیل کے لئے جس ساز و سامان کی ضرورت ہے، اُسے بھی سہل الحصول بنا دے۔

۱۷ اُنہوں نے جس غار میں جاکر پناہ لی تھی، وہ اس طرح واقع ہوئی تھی کہ جب سورج نکلے تو تم دیکھو کہ وہ اُس غار کے دہانہ سے دائیں جانب کو پھر جاتا ہے، اور جب وہ غروب ہو تو اُس کے دہانے سے بائیں طرف کتراتا ہوا نکل جاتا ہے۔ (یعنی سورج کی شعاعیں اُس غار کے اندر دن کے کسی حصے میں بھی نہیں پہنچتی تھیں۔ وہ شمالاً جنوباً واقع تھی)۔ اُس غار کا دھانہ تو تنگ تھا لیکن اُس کے اندر، بہت کشادہ جگہ تھی (جو اُن کی جماعت کے لئے کافی تھی)۔ یہ انتظام خدا کی نشانیوں میں سے تھا (جو اُنہیں میسر آگیا تھا) اور خدا ہی نے اُن کی راہ نمائی اس طرف کر دی تھی — حقیقت یہ ہے کہ منزلِ مقصود تک وہی پہنچ سکتا ہے جسے خدا کی راہ نمائی میسر آجائے۔ جسے یہ راہ نمائی نصیب نہ ہو، اُس کا نہ کوئی رفیق ہو سکتا ہے، نہ راستہ بتانے والا۔

۱۸ وہ (دشمنوں کی مخالفت کی وجہ سے، اپنی حفاظت کے بارے میں اس قدر محتاط تھے کہ وہ) نیند کے وقت بھی اس سے غافل نہیں رہتے تھے، بلکہ اِس طرح، چاق و چوبند سوتے تھے جس سے دیکھنے والوں کو یہ محسوس ہو کہ وہ جاگ رہے ہیں۔ مزید احتیاط کی غرض سے، وہ ہماری

الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۸﴾ وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۚ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۚ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ﴿۱۹﴾ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ

دی ہوئی بصیرت کے مطابق' غار میں اپنی پوزیشن بھی بدلتے رہتے تھے —— کبھی غار کے دائیں جانب ہو جاتے' کبھی بائیں جانب —— اور اُن کا کتا' غار کے دہانے پر' اپنے دونوں بازو پھیلا' راستہ روکے' بیٹھا رہتا تھا۔ (تاکہ انہیں خطرہ سے آگاہ کر دے)۔ غرضیکہ' انہوں نے وہاں کچھ ایسی شکل پیدا کر رکھی تھی کہ اگر کسی شخص کو پتہ بھی چل جائے کہ وہاں کوئی رہتا ہے تو اُس کے دل پر خوف طاری ہو جائے' اور وہ اندر جانے کی جرأت نہ کر سکے' بلکہ اُلٹے پاؤں بھاگ کھڑا ہو (کہ نہ جانے غار کے اندر کون ہیں!)۔

۱۹ (بہر حال' وہ اس طرح اُس غار میں رہے' اور آہستہ آہستہ' اپنی تیاری کرتے رہے۔ اس کے بعد جب ہم نے سمجھ لیا کہ اُن کے باہر آنے کا وقت آ گیا ہے تو) ہم نے انہیں' اس مقصد کے حصول کے لئے اٹھا کھڑا کیا۔ (وہ غار کی زندگی میں اس قدر منہمک' اور باہر کی دُنیا سے اس طرح منقطع رہے کہ اُنہیں یاد تک نہ تھا کہ اُنہوں نے وہاں کتنا عرصہ گزارا ہے۔ چنانچہ) وہ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ وہ' اُس حالت میں کتنا عرصہ رہے ہوں گے؟ کوئی کہتا اتنی مدت۔ کوئی کہتا نہیں' اُس مدت کا صرف اتنا عرصہ۔ بہر حال' انہوں نے کہا کہ اس بحث سے کیا حاصل کہ ہم نے اس حالت میں کتنا عرصہ گزارا ہے۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ہم یہاں کتنے عرصہ سے ہیں۔ ہم' اس بات کو اس مقصد کے لئے ہی تو جاننا چاہتے ہیں کہ معلوم ہو جائے کہ اب باہر کے حالات کیسے ہیں۔ اس کا سیدھا طریقہ یہ ہے کہ) اپنے میں سے ایک آدمی کو' یہ سکہ دے کر' شہر کی طرف بھیجو۔ وہ وہاں دیکھے کہ کس دکان سے اچھا کھانا ملتا ہے۔ وہ وہاں سے کھانا خرید لے' لیکن اس میں' ایسی باریک بینی سے کام لے کہ تمہارے متعلق کسی کو پتہ نہ چلنے پائے۔ (اس طرح وہ باہر کے حالات سے واقف ہو جائے گا)۔

۲۰ انہوں نے کہا کہ اِس احتیاط کی اس لئے سخت ضرورت ہے کہ اگر لوگوں نے ہماری خبر پالی' تو وہ چھوڑنے والے نہیں۔ وہ یا تو ہمیں سنگسار کر دیں گے اور یا مجبور کر دیں گے کہ ہم

اَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ﴿٢٠﴾ وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا رَبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا ﴿٢١﴾ سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِنْهُمْ أَحَدًا ﴿٢٢﴾

پھر انہی کا مسلک اختیار کرلیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو ہمارا سارا کیا کرایا خاک میں مل جائے گا۔ تمہیں کبھی کامیابی کا منہ دیکھنا نصیب نہیں ہوگا۔

(اس نے جا کر دیکھا تو اس دوران میں حالات بدل چکے تھے۔ اُن کے ہم خیال لوگ تقویت پکڑ چکے تھے۔ چنانچہ اب ان کے باہر نکلنے کا وقت آچکا تھا۔ سو اس کے لئے)

۲۱ ہم نے ایسی صورت پیدا کر دی کہ لوگ ان کے حال سے مطلع ہو گئے۔ (اور انہیں معلوم ہو گیا کہ اُن کے گم گشتہ لیڈر زندہ ہیں)۔ اور خدا نے جو وعدہ کیا تھا (وہ اُن کے ہاتھوں) پورا ہوگا۔ اور وہ انقلاب جس کے لئے انہوں نے آواز بلند کی تھی، بلاشک و شبہ آکر رہے گا۔

(چنانچہ اُن کی پارٹی کامیاب ہو گئی اور وہ اپنے اس عظیم کارنامہ کی وجہ سے مقبولِ خلائق ہو گئے۔ ان کی وفات کے بعد) لوگوں میں، اس باب میں اختلاف ہوا (کہ اُن کی یادگار کس شکل میں قائم کی جائے)۔ کسی نے کہا کہ اُن کی قبروں پر کوئی بہت بڑی عمارت بنانی چاہیئے کیونکہ اُن کا پروردگار اچھی طرح جانتا ہے (کہ وہ اس عظیم المرتبت یادگار کے مستحق ہیں)۔ جس فریق کو اس بحث و نزاع میں کامیابی ہوئی اُس نے فیصلہ کیا کہ اُن کی قبروں پر ایک عبادتگاہ بنادی جائے۔ (اِس طرح، اُن مجاہدین کی قبریں بعد میں سجدہ گاہِ انام بن گئیں، اور اُن کا غارِ مقدس خانقاہ میں تبدیل ہو گیا۔ اب لوگ یہ تو بھول چکے ہیں کہ اُس انقلابی گروہ نے کیا کارنامے سرانجام دیئے تھے۔ انہیں "روحانی بزرگ" سمجھ کر اُن کے مزاروں پر منتیں مانی جاتی ہیں، اور اُن کے متولی، لوگوں کو، خانقاہیت کے طور طریق سکھاتے ہیں۔ اب لوگ، بجائے اس کے کہ اُنکی انقلابی کوششوں کے تذکرے زندہ کریں، اس قسم کی فرعی باتوں میں اُلجھے رہتے ہیں کہ مثلاً اُن کی تعداد کتنی تھی)۔

۲۲ کوئی کہے گا کہ وہ تین تھے، چوتھا اُن کا کتا تھا۔ دوسرے کہیں گے کہ نہیں! وہ پانچ

وَ لَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ وَ قُلْ عَسٰۤى اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾ وَ لَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَ ازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿۲۵﴾

تھے، چھٹا اُن کا کتا تھا —— یعنی بغیر کسی سند یا علم کے یہ لوگ یونہی قیاس آرائیاں کرتے رہتے ہیں —— کوئی اور اٹھیں گے تو وہ اپنی یہ "تحقیق" پیش کریں گے کہ وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا۔ (کوئی کہدے گا کہ تم لوگ اِس بحث میں مت پڑو)۔ صرف اتنا کہو کہ ان کی گنتی شمار خدا ہی جانتا ہے۔ اس لئے کہ ان کے اصلی حالات چند لوگوں کو معلوم تھے (اور اُن میں سے اب کوئی بھی باقی نہیں)۔

اے مخاطب! تم اِن تفاصیل کے متعلق، کسی سے جھگڑا مت کرو۔ جتنی بات (قرآن کی رُو سے) واضح ہو چکی ہے، وہیں تک رہو۔ اور اِس معاملہ میں، اِن لوگوں سے تحقیق، تفتیش بھی نہ کرو (کیونکہ ان میں سے کسی کو حقیقت کا علم نہیں)۔

۲۳ (یہ غیب کے علم کی باتیں ہیں۔ انہیں خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ غیب کے سلسلہ میں، انسان کی یہ حالت ہے کہ، کسی دوسرے کے متعلق تو ایک طرف) وہ خود اپنے متعلق بھی یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ میں کل ضرور ایسا کروں گا۔

۲۴ انسان جس کام کا ارادہ کرتا ہے، اگر اُس کے لئے، وہ تمام اسباب و ذرائع جمع ہو جائیں جو اُس کی کامیابی کے لئے، از روئے قوانین خداوندی ضروری ہیں، تو پھر وہ ارادہ پورا ہو سکتا ہے۔ اس لئے ارادہ کرنے کے بعد انسان کی توجہ اُن اسباب و ذرائع کے مہیا کرنے پر مرکوز ہونی چاہیئے۔ اگر اس سلسلہ کی کوئی کڑی بھول جائے، اور اس طرح، اُس میں کامیابی نہ ہو سکے تو ہمت ہار کر نہیں بیٹھ جانا چاہیئے بلکہ یہ سوچنا چاہیئے کہ وہ کونسی وجہ ہے جس سے اس مقصد میں کامیابی نہیں ہو رہی، یا تاخیر ہو رہی ہے۔ اگر یوں، متعلقہ قوانین کی کڑیوں کو ایک ایک کر کے سامنے لایا جائے، تو منزلِ مقصود تک پہنچنے کا قریب تر راستہ سامنے آ سکتا ہے۔

لہذا، یقینی طور پر یہی کہنا چاہیئے کہ مقصد پیش نظر کے حصول کے لئے، قانونِ خداوندی کی رُو سے، جن اسباب و علل کی ضرورت ہے، اگر وہ مہیا ہو گئے، تو پھر یہ کام ہو جائے گا۔

۲۵ (یہ ضمنی بات تھی۔ ہم کہہ یہ رہے تھے کہ لوگ، بلا علم و دلیل، اس قسم کی قیاس آرائیاں کرتے رہتے ہیں کہ اصحاب کہف کی تعداد کتنی تھی)۔ یا یہ کہ وہ غار میں کتنا عرصہ رہے۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ وہاں تین سو سال تک رہے۔ (کوئی زیادہ محقق بنتا ہے تو کہتا ہے کہ تین سو نہیں بلکہ تین سو نو سال تک رہے۔

قُلِ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۡ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ڕ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۷﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾

---

۲۶ (اے رسول! جب تم یہ واقعہ ان لوگوں سے بیان کرو گے' تو یہ' اسی قسم کے سوالات تم سے بھی کریں گے)۔ تم' جواب میں کہہ دینا کہ میرا خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ وہاں کتنا عرصہ رہے۔ کائنات میں غیب کا علم اُسی کو ہے۔ وہی سب سے بہتر دیکھنے والا اور سننے والا ہے۔ (تم اس پر زور دینا کہ اس قصہ کے بیان کرنے سے میرا ایک مقصد تو اس حقیقت کی وضاحت تھی کہ) غار والی جماعت نے قانونِ خداوندی پر بھروسہ کیا' اور نتائج نے بتا دیا کہ اُس قانون نے ان کی کس طرح سرپرستی کی۔ محکم سرپرستی' قانونِ خداوندی کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔ دوسرے یہ بتانا مقصود تھا کہ خدا کے نظام میں یہ بات نہیں چل سکتی کہ تم اُس کے قانون کے ساتھ' کسی اور کے قانون کو بھی شامل کر لو۔ اُس کے قانون کے ساتھ' کسی اور کے قانون کو شریک نہیں کیا جا سکتا۔ (یہی اُن نوجوانوں کی دعوت تھی جس کی اس قدر مخالفت ہوئی۔ لیکن وہ اپنے دعوے پر استقامت سے جمے رہے' تو آخر الامر کامیابی انہی کو ہوئی)۔

۲۷ (توحید کی یہی وہ تعلیم تھی جو تمام انبیائے سابقہ کو' بذریعہ وحی' دی جاتی رہی۔ اور اُسی کو اب' اے رسول! تیری طرف وحی کیا گیا ہے۔ اس لئے) جو کچھ تجھے' اس کتاب خداوندی (قرآن) میں بذریعہ وحی دیا جاتا ہے ($\frac{۶}{۱۹}$)' تو اسے لوگوں کے سامنے پیش کرتا جا۔ یہ خدا کے غیر متبدل' ابدی قوانین ہیں جنہیں کوئی بدل نہیں سکتا۔ $\frac{۶}{۱۱۶}$)۔ (ان سے کہدو کہ اگر تم قوانین خداوندی کے علمبردار بن کر کھڑے ہو جاؤ گے' تو جس طرح وہ' غار میں پناہ لینے والے نوجوانوں کا پشت پناہ بن گیا تھا' اُسی طرح تمہارا بھی کارساز بن جائے گا۔ لیکن اگر تم نے اُس کے قوانین کو چھوڑ دیا تو) تمہیں دنیا میں کہیں پناہ نہیں مل سکے گی' بجز اس کے کہ تم پھر انہی قوانین کی پناہ میں آ جاؤ۔

۲۸ (دوسری بات' جو اصحاب کہف کے واقعہ سے سامنے آتی ہے' یہ ہے کہ کامیابی کے لئے استقامت اور جماعت کے ساتھ رابطہ استوار لازمی شرط ہے۔ اس لئے) اے رسول! تو بھی اپنے ان رفقاء کے ساتھ' جو صبح' شام (ہر وقت) نظامِ خداوندی کی دعوت کو عام کرنے میں

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۗ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ ۗ بِئْسَ الشَّرَابُ ۗ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى

لگے رہتے ہیں' اور اپنی تمام توجہات کو اسی مقصد پر مرکوز رکھتے ہیں' اس پروگرام پر استقامت کے ساتھ جمارہ۔ (۶/۵۲ ؛ ۶۴ ـــ ۸/۶۲ ؛ ۳۰ ـــ ۸۹/۲۹)۔ ایسا کبھی نہیں ہونا چاہیئے کہ تو' دنیاوی مفاد عاجلہ کی کشش و جاذبیت کے پیچھے لگ کر' ان لوگوں سے اپنی نگاہیں پھیر لے۔ (یہ مخالفین' تمہیں' ان رفقاء سے برگشتہ کرنے کی بڑی کوشش کریں گے) سو تم کسی ایسے شخص کی بات پر کان نہ دھرنا جس کے دل پر' ہمارے قوانین کی طرف سے' پردے پڑ چکے ہوں' اور وہ اپنے جذبات کے پیچھے لگ رہا ہو۔ ایسے شخص کا معاملہ حد سے گزر چکا ہوتا ہے۔

۲۹ تم ان لوگوں سے کہدو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے' یہ ضابطۂ حق و صداقت آگیا ہے۔ اب جس کا جی چاہے اِس پر ایمان لے آئے' اور جس کا جی چاہے اِس سے انکار کر دے۔ لیکن وہ اتنا سمجھ لے کہ' اِن قوانین سے انکار کر کے' دوسری راہیں اختیار کرنے والوں کا انجام' تباہی کا وہ عذاب ہے جو انہیں چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے: جب وہ اس عذاب کی تلخی اور شدت کے خلاف فریاد کریں گے تو' اُس مصیبت کو کم کرنے والی کوئی چیز اُنہیں نصیب نہ ہوگی۔ بلکہ وہی سامان جو' مساعد حالات میں' موجبِ ... ہوتا ہے' ان کے لئے وجہِ ہلاکت بن جائے گا۔ وہی سونا چاندی' جس کے بل بوتے پر یہ نظام خداوندی کی مخالفت کرتے تھے' یوں سمجھئے کہ اُسے پگھلا کر اُن کے حلق میں انڈیلا جائے گا۔ (۹/۳۵ ـــ ۳۴)۔ کس قدر ہلاکت انگیز ہوگا یہ تلخابہ' اور کس قدر تکلیف دہ ثابت ہوگا وہ سہارا جسے وہ اپنے لئے وجہِ آسائش سمجھا کرتے تھے؟

۳۰ اِن کے برعکس' جو لوگ' اِس ضابطہ خداوندی کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالیں گے' اور اِس کے متعین کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہوں گے' تو اُن کے حسنِ عمل کا اجر کبھی ضائع نہیں ہوگا۔

۳۱ اُن کی قیامگاہ ایسے باغات میں ہوگی جن کی بہاریں خزاں ناآشنا ہیں۔ اُن کے معاشرہ میں مستقل خوش حالیاں اور فارغ البالیاں رہیں گی۔ (سروری اور سرداری کے جس قدر گراں بہا

الۡاَرَآئِكِ ؕ نِعۡمَ الثَّوَابُ ؕ وَ حَسُنَتۡ مُرۡتَفَقًا ﴿۳۱﴾ وَاضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلًا رَّجُلَيۡنِ جَعَلۡنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيۡنِ مِنۡ اَعۡنَابٍ وَّحَفَفۡنٰهُمَا بِنَخۡلٍ وَّجَعَلۡنَا بَيۡنَهُمَا زَرۡعًا ﴿۳۲﴾ كِلۡتَا الۡجَـنَّتَيۡنِ اٰتَتۡ اُكُلَهَا وَلَمۡ تَظۡلِمۡ مِّنۡهُ شَيۡـًٔـا ۙ وَّفَجَّرۡنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَنَا اَكۡثَرُ مِنۡكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ ۚ قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنۡ تَبِيۡدَ هٰذِهٖۤ اَبَدًا ۙ ﴿۳۵﴾ وَّمَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنۡ رُّدِدۡتُّ اِلٰى رَبِّىۡ لَاَجِدَنَّ خَيۡرًا مِّنۡهَا مُنۡقَلَبًا ﴿۳۶﴾

اسباب تمہارے ذہن میں آسکتے ہیں، انہیں سب میسّر ہوں گے مثلاً) سونے کے کنگن — جو سرداری کے امتیازی نشانات ہیں — دبیز اور باریک ریشمی ملبوسات — جو اعلیٰ ترین معیارِ زیست کی خصوصیات ہیں — بلند و بالا نشستوں پر تکیہ لگائے — جو شاہانہ نشست کا نقشہ ہے — انہیں یہ سب کچھ میسّر ہوگا۔

کس قدر خوشگوار ہوگا ان کی محنتوں کا یہ معاوضہ، اور کیسی حسین ہوں گی یہ آسائشیں جوان کے لئے مزید ارتقاء (اوپر اٹھنے) کا توازن بدوش سہارا بنیں گی۔

۳۲ (زندگی کے اِن دونوں نقشوں کو اور واضح طور پر سمجھانے کے لئے) ان سے یہ مثال بیان کرو کہ دو آدمی تھے۔ ان میں سے ایک کے پاس انگوروں کے دو باغ تھے جن کے گرداگرد کھجوروں کے پیڑ تھے۔ اور ان کے درمیان ہری بھری کھیتی اُگ رہی تھی۔

۳۳ یہ دونوں باغ کثرت سے پھل دیتے تھے اور ان کی پیداوار میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوتی تھی۔ اِن میں، آبپاشی کے لئے آبِ رواں موجود تھا۔

۳۴ اس سے یہ شخص، کافی مالدار ہوگیا۔ ایک دن اُس نے، باتوں باتوں میں، اپنے دوست سے کہا کہ دیکھو! میں، تمہارے مقابلہ میں، کتنا زیادہ مالدار ہوں۔ اور میرا جتھا کتنا بڑا طاقتور ہے۔

۳۵ وہ یہ باتیں کرتا، اپنے باغ میں داخل ہوا — اُن خیالات میں بدمست جو اس کی تباہی کا باعث بن رہے تھے — (اُس کا دوست اُس سے کہا کرتا تھا کہ اسے اپنی دولت پر اس طرح بے جا غرور نہیں کرنا چاہیئے۔ اُسے قوانینِ خداوندی کے تابع رکھنا چاہیئے، ورنہ وہ ایک دن تباہ ہوجائیگی۔ اُس نے جب اس بات کو دہرایا تو) اس نے کہا کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا کہ یہ باغات اور کھیتیاں برباد ہوجائیں۔

۳۶ (تمہاری یہ باتیں سب واہمہ ہیں) میں نہیں سمجھتا کہ وہ انقلاب کی گھڑی (قیامت)

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۳۸﴾ وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾ فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاۗءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿۴۰﴾

جس سے تو مجھے ڈراتا رہتا ہے' کبھی آئے گی۔ (پھر مذاق سے کہنے لگا کہ) اگر ایسا ہو بھی گیا اور مجھے اپنے پروردگار کے حضور جانا پڑا' تو مجھے وہاں اس سے بہتر ٹھکانہ ملے گا۔ (دولتمند یہاں بھی عیش کرتے ہیں۔ اور وہ خدا کے ہاں بھی مزے میں رہیں گے)۔

۳۷ اس کے دوست نے' جو اُس سے باتیں کر رہا تھا' کہا کہ کیا تو اُس خدا کے قانونِ مکافات سے انکار کرتا ہے جس نے تیری پیدائش کا آغاز مٹی سے کیا۔ پھر اُسے نطفہ سے آگے بڑھایا۔ پھر مختلف عناصر میں اعتدال پیدا کر کے' تجھے انسانی شکل میں نمودار کر دیا۔ (کیا' اس کے بعد بھی' تم سمجھ رہے ہو کہ تمہیں جو کچھ حاصل ہے' تمہاری اپنی ہنرمندی کی بنا پر ہے۔ ۲۸/۴۹)۔ اس میں خدا کی موہبت کا کچھ دخل نہیں؛ سوچو کہ تمہاری یہ تمام صلاحیت اور استعداد تمہیں ملی کہاں سے ہے؟ اور اس پر بھی غور کرو کہ تمہارے باغات کی پیدائش میں تمہاری محنت کا کتنا دخل ہے اور بخشائشِ خداوندی کا کتنا حصہ؟ ۵۶/۶۳ - ۷۳)۔

۳۸ (تم ان حقائق سے انکار کر سکتے ہو' تو کرو۔ میں تو اس پر ایمان رکھتا ہوں کہ) انسان کو تمام سامانِ نشو و نما' خدا کے قانونِ ربوبیّت کی رو سے ملتا ہے۔ اس لئے اُسے' اُس کے قانونِ ربوبیت میں کسی اور کو شریک نہیں کرنا چاہیئے۔ کم از کم' میں تو ایسا نہیں کر سکتا۔

۳۹ تجھے چاہیئے کہ تو جب بھی اپنے باغات میں آئے (اور ان کے پھلوں اور کھیتیوں کو دیکھے) تو کہے کہ یہ سب کچھ خدا کے قانونِ مشیّت کے ماتحت ہو رہا ہے۔ اُس کے سوا اور کسی میں یہ قوت اور اقتدار نہیں کہ ان چیزوں کو پیدا کر سکے۔

۴۰ (باقی رہا یہ کہ اس وقت) مجھے' تمہارے مقابلہ میں' مال اور اولاد کم حاصل ہے (تو تجھے اس پر مغرور نہیں ہونا چاہیئے) کیا عجب کہ میرا پروردگار مجھے' تیرے باغ سے بہتر باغ دیدے۔ اور تیرے باغ پر کوئی ایسی ناگہانی آفت آ پڑے (مثلاً آندھی۔ جھکڑ۔ پالا۔ ٹڈی دل وغیرہ) جس سے اس کی سرسبزی او شادابی سب ختم ہو جائے۔

اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿٤١﴾ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿٤٢﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿٤٣﴾ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿٤٤﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿٤٥﴾

۴۱ یا (مثلاً) تمہارے (چشموں کا) پانی اس قدر نیچے اُتر جائے کہ تم کسی طرح اُس تک پہنچ ہی سکو۔ (۶۷/۲۰)۔

۴۲ (چنانچہ یہی ہوا کہ) اس کا مال و دولت تباہی کے گھیرے میں آگیا اور وہ کفِ افسوس مَل مَلکر کہنے لگا کہ میں نے ان باغات اور کھیتوں پر کس قدر روپیہ صرف کیا تھا۔ (وہ سب برباد گیا) اور باغات کی حالت یہ ہوگئی کہ ان کی ٹٹیاں گر کر زمین کے برابر ہوگئیں۔

اب وہ کہتا تھا کہ اے کاش! میں اپنے نشو و نما دینے والے کے قانونِ ربوبیت کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرتا!

۴۳ (مال تو یوں گیا۔ اور) جن جتھوں پر اسے ناز تھا' وہ بھی' خدا کے قانون مکافات کے مقابلہ میں اُس کے کسی کام نہ آسکے۔ اور نہ ہی وہ خود' اپنی قوت سے' اس بربادی سے بچ سکا۔

۴۴ اس مثال سے مقصود یہ بتانا تھا کہ کائنات میں سارا اقتدار و اختیار صرف خدا کے لئے ہے۔ اُس کے قانون کے مطابق زندگی بسر کی جائے تو اُس کا معاوضہ بہت اچھا ملتا ہے' اور اِس روش کا انجام بڑا عمدہ ہوتا ہے۔

۴۵ (اُس شخص کا انجام ایسا کیوں ہوا؟ اس لئے کہ اس نے اپنی نگاہ صرف مفاد عاجلہ پر رکھی۔ اِس طبیعی زندگی کو منتہیٰ سمجھ لیا' اور اُن قوانین خداوندی کو نظر انداز کر دیا جن سے دنیا اور آخرت دونوں سنورتے ہیں)۔ اس قسم کی روش اختیار کرنے والوں کی زندگی کی مثال یوں سمجھو کہ ہم نے بادلوں سے مینہ برسایا۔ وہ زمین میں پیوست ہوا' تو زمین کی روئیدگی' اُس کے ساتھ مل کر' بڑھی پھولی۔ (اور یوں محسوس ہونے لگا جیسے اب یہ ہمیشہ ایسی ہی رہے گی۔ پھر کیا ہوا؟ یہ کہ) سب کچھ سوکھ کر' چورا چورا ہوگیا' اور اُسے ہوا کے جھونکوں نے اڑا کر ادھر اُدھر بکھیر دیا۔

اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَ تَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿۴۷﴾ وَ عُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۫ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾

یہ سب قانون خداوندی کے مطابق ہوتا ہے جس پر اُسے پورا پورا کنٹرول ہے۔ (کسان نے صرف کھیتی کے اُگ آنے کو کافی سمجھا' اور اس کے بعد قانون خداوندی کے مطابق کھیتی کی نگہداشت نہ کی تو اس کا انجام یہ ہوا۔ اس مثال کے مطابق یہ سمجھو کہ انسان اگر صرف قوانینِ طبیعی کے مطابق چلے' اور خدا نے' انسانی دنیا کے متعلق جو راہ نمائی' وحی کے ذریعے دی ہے' اُسے نظرانداز کر دے' تو اُسے طبیعی قوانین کے مطابق عمل کرنے کا نتیجہ تو مل جائے گا' لیکن اُس کی انسانی زندگی تباہ و برباد ہو جائے گی)۔

۴۶ اس سے تم' یہ نہ سمجھ لینا کہ طبیعی زندگی اور دنیاوی زیب و زینت کی چیزیں ایسی ہیں جن سے انسان نفرت کرے۔ بالکل نہیں۔ دولت۔ اولاد' سب حیاتِ ارضی کی زیبائش کی چیزیں ہیں جنہیں خدا نے حرام قرار نہیں دیا (۷/۳۲)۔ مطلب صرف یہ ہے کہ انہی چیزوں کو مقصود و منتہیٰ نہ سمجھ لیا جائے۔ یہ سب تغیر پذیر چیزیں ہیں۔ ناقابلِ تغیر' اور باقی رہنے والی' وہ متاعِ حیات ہے جس سے خدا کے قوانینِ ربوبیت کے مطابق انسانی صلاحیتوں کی نشوونما ہوتی ہے (۱۹/۴۷)۔ یہی وہ گراں بہا متاع ہے جس سے انسان کو اپنی بہترین توقعات وابستہ رکھنی چاہئیں۔

۴۷ (یہ حقیقت اُس دور میں محسوس طور پر سامنے آجائے گی) جب بڑے بڑے دولتمند اور صاحبِ اقتدار لوگوں کو' ان کے مقامات سے ہلا دیا جائے گا (۲۰/۱۰۵)' اور جن کمزور اور ناتواں لوگوں کو' انہوں نے اِس وقت پاؤں تلے روند رکھا ہے وہ ابھر کر اوپر آجائیں گے۔ اور (یوں انسانوں کی خودساختہ تفریق کو مٹا کر' تکریمِ آدم کے معیار کے مطابق) اِن سب کو ایک ہی جگہ اکٹھا کر دیا جائے گا۔ اِن میں سے کسی کو بھی (اُس کی موجودہ حالت میں) نہیں چھوڑا جائے گا۔

۴۸ اُس وقت' یہ سب خدا کے نظامِ ربوبیت میں' ایک ہی صف میں کھڑے ہو جائیں گے۔ اور معاشرہ کی وہی کیفیت ہو جائے گی جس طرح انسانی تخلیق کے پہلے دور میں تھی۔ لیکن جس میں بعد میں اختلافات پیدا کر دیئے گئے (۲/۲۱۳ ؛ ۱۰/۱۹)۔

یہ لوگ اس زعمِ باطل میں ہیں کہ ان سے جو کچھ زبانِ وحی سے' کہا جاتا ہے' وہ وقوع

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۗ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۗ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۗ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ﴿۵۰﴾ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ

میں نہیں آئے گا۔ (ان سے کہدو کہ ایسا ہو کر رہے گا)۔

۴۹ اُس دور میں، وحی کی رو سے دیا ہوا ضابطۂ قوانین نافذ العمل ہوگا، جس کے اصول و احکام کو دیکھ کر، وہ لوگ سخت لرزاں و ترساں ہوں گے جو دوسروں کے حقوق کو غصب کر لینے کے عادی تھے۔ وہ پکار اٹھیں گے کہ یہ کس قسم کا ضابطۂ قوانین ہے جو چھوٹی اور بڑی ہر بات کو محیط ہے، اور انسانی زندگی کا کوئی عمل ایسا نہیں جو اس کی زد سے باہر رہ سکے؟ پھر اس کی رو سے قائم کردہ نظام ایسا ہے کہ جو کچھ کوئی کرتا ہے، وہ سامنے آجاتا ہے۔ اور ہر بات کا فیصلہ عین مطابق عدل ہوتا ہے۔ کسی پر کسی قسم کی زیادتی نہیں ہوتی —— ایسا دور، اور ایسا نظام، فی الواقعہ مجرمین کے لئے خوف اور ہراس کا موجب ہوتا ہے۔

۵۰ (انسانی معاشرہ کے جس پہلے دور کی طرف اشارہ کیا گیا ہے (۱۸/۴۸) - وہ دور ہے جسے "قصّۂ آدم" میں جنتی زندگی سے تعبیر کیا گیا ہے اور جو مختصراً یوں ہے کہ) ہم نے کائنات کی تمام قوتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم کے سامنے جھک جائیں۔ چنانچہ وہ جھک گئیں۔ لیکن اُس کے حیوانی سطح کے جذبات نے اس سے سرکشی اختیار کرلی۔ یہ غیر مرئی (آنکھوں سے نظر نہ آسکنے والے جذباتی) محرکات، انسان کو خدا کے مقرر کردہ راستے سے بہکا کر دوسری طرف لے جاتے ہیں۔

غلط معاشرہ میں ہوتا یہ ہے کہ لوگ، مستقل اقدار کو چھوڑ کر، جن سے معاشرہ جنتی خوشگواریوں کا حامل بنتا ہے، اپنی اپنی مفاد پرستیوں کے پیچھے ہو لیتے ہیں، اور اس طرح معاشرہ کو جہنم میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اب تم خود ہی سوچو کہ یہ تبدیلی کیسی بری تبدیلی ہے۔ وحی یہی بتانے کے لئے آتی ہے کہ یہ روش نوعِ انسانی کی دشمن ہے۔ اسے اختیار نہ کیا جائے۔ (۲/۳۸ — ۳۰)۔

۵۱ (خدا کے تجویز کردہ راستے کو چھوڑنے کا نتیجہ ہے کہ انسان خدا کے ساتھ اور ہستیوں کو بھی خدا کا ہمسر قرار دے لیتا ہے۔ حالانکہ اس عقیدہ کے باطل ہونے کی سب سے پہلی دلیل یہ ہے کہ یہ

لَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۖ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ﴿٥١﴾ وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿٥٢﴾ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿٥٣﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿٥٤﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَاۗءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ

تمام ہستیاں مخلوق ہیں اور کائنات کی تخلیق کے بعد وجود میں آئی ہیں۔ لہٰذا، جو چیزیں خود مخلوق ہوں وہ خالق کے کاروبار میں شریک کیسے ہو سکتی ہیں؛ نہ ہی خدا ایسا کمزور تھا کہ اسے، انہیں اپنا دست و بازو بنانے کی ضرورت پڑ جاتی۔ یہ سب ذہنِ انسانی کی تراشیدہ ہستیاں ہیں جن کا مصرف، اس کے سوا، کچھ نہیں کہ لوگ، ان کی وجہ سے غلط راستوں پر چل نکلیں۔

۵۲ جس دن خدا، اِن (باطل معبودوں کے پرستاروں) سے کہے گا کہ جنہیں تم بزعمِ خویش میرا شریک قرار دیتے تھے انہیں پکارو۔ وہ اُنہیں پکاریں گے، لیکن، وہ ان کی پکار کا جواب نہیں دیں گے۔ اس طرح ان کے باہمی تعلقات، جو ان پرستاروں کے لئے وجہ ہلاکت تھے، منقطع ہو جائیں گے۔

۵۳ لیکن اُس وقت تعلقات کے منقطع ہو جانے سے کیا فائدہ ہوگا؟ اُس وقت خدا کے قانونِ مکافات کی رُو سے، تباہی کی آگ، ان کی آنکھوں کے سامنے بھڑک رہی ہوگی، اور ہر قرینہ سے انہیں معلوم ہوگا کہ وہ اِس میں گرنے والے ہیں۔ وہ اُس وقت، اس تباہی سے بچ نکلنے کی کوئی راہ نہیں پائیں گے۔

۵۴ دیکھو! ہم کس طرح، اِس قرآن میں، لوگوں کی ہدایت کے لئے، ہر قسم کی مثالیں لوٹا لوٹا کر بیان کرتے ہیں، تاکہ بات، ہر گوشے اور ہر پہلو سے، صاف اور واضح ہو جائے۔ لیکن اس کے باوجود، انسان کی حالت یہ ہے کہ (بجائے اس کے کہ بات واضح ہو جانے کے بعد، اُسے تسلیم کرلے) یہ اکثر جھگڑے نکالتا رہتا ہے۔

۵۵ ذرا سوچو کہ جب اِن لوگوں کے پاس، ہدایت، اس وضاحت سے آگئی، تو پھر وہ کونسی بات تھی جو انہیں اس سے روکتی کہ وہ اِس کی صداقت کو تسلیم کریں اور اپنے پروردگار کے قانون کی اِطاعت سے اپنے لئے سامانِ حفاظت طلب کریں! یہ بات، اس کے سوا کیا تھی کہ اِن کے ساتھ بھی وہی معاملہ پیش آئے جو اقوامِ سابقہ کے ساتھ پیش آتا رہا ہے، یہانتک

الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ
لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ ۖ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَمَا أُنْذِرُوا هُزُوًا ﴿۵۶﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا
وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ ۚ إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۖ وَإِنْ تَدْعُهُمْ إِلَى
الْهُدَىٰ فَلَنْ يَهْتَدُوا إِذًا أَبَدًا ﴿۵۷﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ ۖ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ
الْعَذَابَ ۚ بَلْ لَهُمْ مَوْعِدٌ لَنْ يَجِدُوا مِنْ دُونِهِ مَوْئِلًا ﴿۵۸﴾

کہ ہمارا عذاب ان کے سامنے آکر کھڑا ہو جائے۔

۵۶ ہم تو اپنے پیغمبروں کو اس لئے بھیجتے ہیں کہ وہ لوگوں کو صحیح روشِ زندگی کے خوشگوار نتائج کی خوشخبری دیں اور غلط رَوش کے تباہ کن عواقب سے آگاہ کریں۔ لیکن جو لوگ، ہمارے قانونِ مکافات سے انکار کرتے ہیں، وہ، ہمارے رسولوں کے ساتھ باطل کے حربوں سے جھگڑتے ہیں، تاکہ وہ، اس طرح، حق (سچائی) کو اس کے مقام سے پھسلا کر بیکار کر دیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے نہ کبھی ہمارے قوانین پر سنجیدگی سے غور کیا ہے، اور نہ ہی ان تباہ کن نتائج پر جو ان کی خلاف ورزی سے پیدا ہوتے ہیں اور جن سے انہیں متنبہ کیا جاتا ہے۔ یہ انہیں ہنسی مذاق ہی سمجھتے ہیں۔

۵۷ تم سوچو کہ اُس سے بڑھ کر اپنے آپ پر ظلم کرنے والا اور کون ہوگا کہ اُس کے نشو و نما دینے والے کے قوانین کو اُس کے سامنے لایا جائے اور وہ اُن سے اعراض برتے (پہلو تہی کرے) اور اسے قطعاً بھول جائے کہ اُس کے تمام اعمال کے نتائج، اُس کے سامنے آنے والے ہیں۔ ایسے لوگوں کی اِس رَوشِ پیہم کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُن کے دِل پر پردے پڑ جاتے ہیں جن سے، ان میں سمجھنے سوچنے کی صلاحیت ہی نہیں رہتی۔ اور، اُن کے کانوں میں ایسی گرانی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ حق و صداقت کی کوئی بات سُن ہی نہیں سکتے۔

جن لوگوں کی حالت یہ ہو جائے، وہ صحیح راستہ کبھی اختیار نہیں کر سکتے، خواہ تو انہیں اس کی طرف لاکھ بلائے۔

۵۸ جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں (اور جو حالت ان کی ہو چکی ہے)، اُس کا تقاضا تو یہ ہے کہ ان کی فوراً گرفت ہو جائے، اور اِن پر تباہی کا عذاب مسلط ہو جائے۔ لیکن، خدا کے قانونِ مکافات میں، مہلت کی شق بھی رکھ دی گئی ہے تاکہ جو لوگ، اِس دوران میں، اپنی اصلاح

وَتِلْكَ الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِم مَّوْعِدًا ﴿٥٩﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿٦١﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِن سَفَرِنَا هَٰذَا نَصَبًا ﴿٦٢﴾

کرنا چاہیں' انہیں اس تباہی سے حفاظت کا سامان مل جائے اور ان کی انسانی صلاحیتوں کی نشوونما کا انتظام ہو جائے۔ لیکن جب یہ مہلت کا وقفہ ختم ہو جاتا ہے تو پھر انہیں کہیں پناہ نہیں مل سکتی — خدا کے مقابلہ میں پناہ دے کون سکتا ہے؟

۵۹ (یہ ہے وہ سنت الاولین' یعنی ہمارا وہ اٹل قانون جو شروع سے اسی طرح چلا آرہا ہے' اور جس کے مطابق) ہم نے اُن بستیوں کو ہلاک کر دیا جنہوں نے ظلم پر کمر باندھ رکھی تھی۔ اسی قانون کے مطابق' تمہارے مخالفین کی بھی تباہی ہوگی۔ لیکن مہلت کا وقفہ پورا ہو جانے کے بعد۔

۶۰ (عمل' اور اُس کے نتیجے کے ظہور کا درمیانی عرصہ بڑا صبر آزما' اور اکثر لوگوں کے لئے' دھوکا کھانے کا موجب بن جاتا ہے۔ عقل عجلت پسند' فوری نتیجہ دیکھنا چاہتی ہے۔ وحی کی نگاہ مآل کار پر ہوتی ہے۔ وحی جب ایسے حقائق بیان کرتی ہے جو اُس وقت کی عام عقلی اور علمی سطح سے بلند ہوتے ہیں تو عقل اُس پر معترض ہو جاتی ہے' اور اتنا انتظار نہیں کرتی کہ زمانہ ذرا اور آگے بڑھ جائے اور علمی تحقیقات کی وسعت کی بنا پر' وحی کے پیش کردہ حقائق بے نقاب ہو کر سامنے آجائیں۔ اس حقیقت کو اُس واقعہ سے سمجھنا چاہیئے جو موسیٰؑ کو زمانہ قبل از نبوت میں پیش آیا تھا جب وہ تلاش حقیقت میں مضطرب و بیقرار پھرتا تھا' (۹۳/۲۸)۔ یہ واقعہ' عقل کی بیتابی اور وحی کی صبر طلبی کی عمدہ مثال ہے)۔

موسیٰؑ' اپنے ایک نوجوان رفیق کے ساتھ' مصروفِ جادہ پیمائی تھا۔ (سفر لمبا تھا۔ اُس کا رفیق اُکتا گیا۔ لیکن) موسیٰؑ نے کہا کہ نہیں تو بدستور چلتا جاؤں گا' جب تک اُس مقام تک نہ جا پہنچوں جہاں دونوں دریا ملتے ہیں' خواہ اس میں' مجھے کتنا ہی وقت کیوں نہ لگ جائے۔

۶۱ پھر جب وہ اُس مقام پر پہنچے جہاں دونوں دریا ملتے تھے' تو ستانے' اور چڑھتے پانی سے حفاظت کے لئے' دریا کے کنارے ایک چٹان پر ٹھہر گئے' (۶۳/۱۸)۔ پھر جب اُٹھ کر روانہ ہوئے' تو انہیں اُس مچھلی کا خیال نہ رہا جسے اُنہوں نے اپنے ساتھ بطور توشہ رکھ لیا تھا (مچھلی ہنوز زندہ تھی' اس لئے' اُس نے سرکتے سرکتے پتھروں کے اندر سے) دریا تک پہنچنے کا راستہ نکال لیا' اور اس طرح پانی میں جا پہنچی۔

۶۲ جب وہ اُس مقام سے آگے بڑھ گئے تو موسیٰؑ نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آج کے سفر نے

قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰىنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۴﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿۶۶﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۶۷﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿۶۸﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿۶۹﴾

ہمیں بہت تھکا دیا۔ لاؤ' ناشتہ کرلیں۔

۶۳ اس نے کہا کہ (ناشتہ کس چیز کا کریں ؟) جب ہم نے دریا کے کنارے چڑھتے ہوئے پانی سے بچنے کے لئے چٹان پر پناہ لی تھی' تو مجھے مچھلی کا خیال نہ رہا' اور وہ (سرکتے سرکتے) پانی میں چلی گئی۔ تعجب ہے کہ میں آپ سے اس کا ذکر کرنا بھول گیا۔ اب' اِس کے سوا اور کیا کہا جائے کہ شیطان نے یہ بات میرے ذہن سے نکال دی۔

۶۴ موسٰیؑ نے کہا کہ (اب مجھے خیال پڑتا ہے کہ) ہم جس مقام کی تلاش میں ہیں' وہ وہیں کہیں تھا۔ ہم غلطی سے آگے نکل آئے ہیں۔ سو وہ دونوں' پچھلے پاؤں' لوٹے۔

۶۵ وہاں اُنہیں' ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ مل گیا جسے ہم نے' اپنے ہاں سے' سامانِ رحمت یعنی' (وحی کا) علم عطا کر رکھا تھا۔

۶۶ جب وہ جانے لگا تو موسٰیؑ نے اُس سے کہا کہ' اگر آپ اجازت دیں' تو میں بھی آپ کے ساتھ چلوں بشرطیکہ آپ اس پر آمادہ ہوں کہ' اُس علم میں سے' جو آپ کو اس خوبی کے ساتھ دیا گیا ہے' مجھے بھی کچھ عطا فرمادیں۔

۶۷ اس نے کہا کہ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن میں' اس تھوڑے سے وقت میں' جو کچھ دیکھ سکا ہوں اس سے میں نے تمہاری طبیعت کا اندازہ لگایا ہے کہ) تم ضبط اور تحمل سے میرا ساتھ نہیں دے سکو گے۔

۶۸ (میرا اندازہ یہ ہے کہ) جب تم کوئی ایسی بات دیکھو گے جو تمہاری سمجھ سے باہر ہوگی' تو تم ضبط نہیں کر سکو گے (اور اس پر اعتراض کرنا شروع کر دو گے)۔

۶۹ موسٰیؑ نے کہا کہ (نہیں! مجھے تو حصولِ علم کی طلب ہے' اس لئے) آپ دیکھیں گے کہ میں انشاءاللہ ضبط سے کام لوں گا' اور کسی بات میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔

قَالَ فَاِنِ اتَّبَعۡتَنِیۡ فَلَا تَسۡـَٔلۡنِیۡ عَنۡ شَیۡءٍ حَتّٰۤی اُحۡدِثَ لَکَ مِنۡہُ ذِکۡرًا ﴿۷۰﴾ فَانۡطَلَقَا ٝ حَتّٰۤی اِذَا رَکِبَا فِی السَّفِیۡنَۃِ خَرَقَہَا ؕ قَالَ اَخَرَقۡتَہَا لِتُغۡرِقَ اَہۡلَہَا ۚ لَقَدۡ جِئۡتَ شَیۡئًا اِمۡرًا ﴿۷۱﴾ قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ اِنَّکَ لَنۡ تَسۡتَطِیۡعَ مَعِیَ صَبۡرًا ﴿۷۲﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذۡنِیۡ بِمَا نَسِیۡتُ وَ لَا تُرۡہِقۡنِیۡ مِنۡ اَمۡرِیۡ عُسۡرًا ﴿۷۳﴾ فَانۡطَلَقَا ٝ حَتّٰۤی اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا فَقَتَلَہٗ ۙ قَالَ اَقَتَلۡتَ نَفۡسًا زَکِیَّۃًۢ بِغَیۡرِ نَفۡسٍ ؕ لَقَدۡ جِئۡتَ شَیۡئًا نُّکۡرًا ﴿۷۴﴾

---

۷۰ اس نے کہا کہ اگر تمہیں میرے ساتھ چلنا ہے تو ایک بات کا خیال رکھنا کہ جب تک میں خود تم سے بات نہ چھیڑوں، تم مجھ سے کچھ نہ پوچھنا۔

۷۱ چنانچہ، اس قول و اقرار کے بعد وہ دونوں چل پڑے۔ آگے جاکر وہ ایک کشتی میں سوار ہوئے تو موسیٰؑ کے ساتھی نے کشتی میں شگاف کر دیا۔ موسیٰؑ نے اُس سے جھٹ سے کہا کہ یہ آپ نے کیا کر دیا؟ آپ نے کشتی میں شگاف کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مسافر غرق ہو جائیں گے۔ آپ نے یہ بڑا خطرناک کام کیا ہے!

۷۲ اس نے موسیٰؑ سے کہا کہ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ ضبط سے کام نہیں لے سکو گے؟

۷۳ موسیٰؑ نے کہا کہ مجھ سے بھول ہو گئی۔ اس (بھول) پر مجھ سے مؤاخذہ نہ کیجیے (بڑے لوگوں کو) بھول چوک پر سختی نہیں کرنی چاہیے۔

۷۴ چنانچہ وہ پھر آگے چل نکلے۔ یہاں تک (کہ ایک بستی کے قریب پہنچے تو وہاں) انہیں ایک نوجوان لڑکا ملا جسے، موسیٰؑ کے ساتھی نے قتل کر دیا۔ اس پر پھر موسیٰؑ بے اختیار بول اٹھا کہ، یہ آپ نے کیا کیا؟ ایک پلے پلو سے لڑکے کو یونہی قتل کر دیا۔ اگر اس نے کسی کو قتل کیا ہوتا، اور اس جرم کی پاداش میں اسے قتل کر دیا جاتا، تو اور بات تھی۔ کسی کو بلا جرم قتل کر دینا تو بہت بُری بات ہے۔

سولہواں پارہ

قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكَ اِنَّكَ لَنۡ تَسۡتَطِيۡعَ مَعِىَ صَبۡرًا ﴿۷۵﴾ قَالَ اِنۡ سَاَلۡتُكَ عَنۡ شَىۡءٍۢ بَعۡدَهَا فَلَا تُصٰحِبۡنِىۡ‌ ۚ قَدۡ بَلَغۡتَ مِنۡ لَّدُنِّىۡ عُذۡرًا‏ ﴿۷۶﴾ فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَاۤ اَتَيَاۤ اَهۡلَ قَرۡيَةِ اۨسۡتَطۡعَمَاۤ اَهۡلَهَا فَاَبَوۡا اَنۡ يُّضَيِّفُوۡهُمَا فَوَجَدَا فِيۡهَا جِدَارًا يُّرِيۡدُ اَنۡ يَّنۡقَضَّ فَاَقَامَهٗ‌ ؕ قَالَ لَوۡ شِئۡتَ لَـتَّخَذۡتَ عَلَيۡهِ اَجۡرًا‏ ﴿۷۷﴾ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنِكَ‌ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاۡوِيۡلِ مَا لَمۡ تَسۡتَطِعْ عَّلَيۡهِ

۷۵ اس نے موسیٰؑ سے کہا کہ کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم سے ضبط نہیں ہو سکے گا؟

۷۶ موسیٰؑ نے کہا کہ (اب کے معاف کر دیجئے)۔ اگر اس کے بعد میں آپ سے کوئی سوال کروں تو بیشک مجھے اپنے ساتھ نہ رکھئے گا۔ اس صورت میں مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہوگی

۷۷ چنانچہ وہ دونوں پھر آگے چل پڑے' یہاں تک کہ وہ ایک بستی میں پہنچے۔ انہوں نے بستی والوں سے کہا کہ ہمارے کھانے کا انتظام کر دو' تو انہوں نے اس سے صاف انکار کر دیا (بستی والوں نے تو اُن سے یہ سلوک کیا لیکن' انہوں نے دیکھا کہ وہاں ایک بوسیدہ دیوار ہے جو گرا چاہتی ہے۔ یہ دیکھ کر موسیٰؑ کے ساتھی نے (اُس کی مرمت شروع کر دی اور) اُسے از سر نو کھڑا کر دیا۔ اس پر موسیٰؑ سے پھر نہ رہا گیا اور وہ بول اٹھا کہ (بستی والوں نے ہم سے وہ سلوک کیا اور آپ نے مفت میں ان کی دیوار بنا دی! میں کم از کم اتنا تو ضرور کہوں گا کہ) اگر آپ چاہتے تو اُن سے اس کا معاوضہ لے سکتے تھے۔

۷۸ اس پر موسیٰؑ کے ساتھی نے کہا کہ (بس اب انتہا ہو گئی۔ اب ہم اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ اب) ہماری علیحدگی کا وقت آ گیا۔ (بالخصوص اس لئے کہ' تم نے جو کچھ پہلے پوچھا تھا' وہ ازرہِ استعجاب تھا۔ اب تمہارا اعتراض یہ ہے کہ میں نے بلا اُجرت کام کیوں کیا۔ یعنی تمہارا اعتراض یہ نہیں کہ اس دیوار کو کیوں بنایا۔ اعتراض یہ ہے کہ اس کا معاوضہ کیوں نہیں لیا۔ یہی مقام ہے جہاں عقل خود بیں' اور

صَبْرًا ﴿۷۸﴾ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿۷۹﴾ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ﴿۸۰﴾ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ﴿۸۱﴾ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۭ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۸۲﴾ؕ

۱۰ ع ۱۳ ۱

عقل جہاں بین کے راستے الگ الگ ہوجاتے ہیں)۔ اب تم جاؤ۔ لیکن جانے سے پہلے میں تمہیں بتادینا چاہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے کیا تھا اور جس پر تم سے ضبط نہیں ہوسکا تھا' ان باتوں کی اصل و حقیقت کیا تھی۔ (اس سے تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ وحی کی کوئی بات ایسی نہیں ہوتی جو معقول وجہ پر مبنی نہ ہو۔ سطح بیں انسان حقیقت کے وانشگاف ہونے کا انتظار نہیں کرتا اور جھٹ سے اعتراض کردیتا ہے)۔

۷۹ سب سے پہلے کشتی کا معاملہ لو۔ وہ چند غریب آدمیوں کی کشتی تھی جو بچارے' دریا میں محنت مزدوری کرکے اپنا پیٹ پال رہے تھے۔ وہ جس طرف کشتی لئے جارہے تھے' اُدھر ایک بادشاہ ہے (بڑا ظالم)۔ وہ جس کی (اچھی) کشتی دیکھتا ہے' اُسے زبردستی چھین لیتا ہے۔ میں نے چاہا کہ انکی کشتی کو عیب دار بنادوں (تاکہ وہ اسے ناقص دیکھ کر ہاتھ نہ ڈالے)۔

۸۰ باقی رہا لڑکے کا معاملہ۔ سو اسکے ماں باپ بڑے نیک اور امن پسند تھے' لیکن یہ لڑکا بڑا سرکش' باغی اور قانون شکن تھا۔ مجھے ڈر تھا کہ اُس کے ماں باپ' اُس کے جرائم کی وجہ سے مفت میں لپیٹ میں نہ آجائیں۔

۸۱ (میں نے اُسے قتل کرکے' لوگوں کو اُس کی فساد انگیزیوں سے محفوظ کردیا' اور اُس کے ماں باپ کو' ناحق لپیٹ میں آجانے سے بچالیا)۔ اُن کا پروردگار' اُنہیں اِس کے بدلے' اور لڑکا عطا کردے گا جو عمدہ صلاحیتوں کا مالک ہوگا اور لوگوں سے محبت بھی کرے گا۔

۸۲ اور وہ جو دیوار تھی' تو (اس کا معاملہ ایسا تھا کہ) وہ گاؤں کے دو یتیم لڑکوں کی تھی۔ اُنکے باپ نے' جو بڑا نیک آدمی تھا' اُس دیوار کے نیچے کچھ روپیہ دفن کر رکھا تھا۔ تیرے پروردگار کا منشاء یہ تھا کہ (اُس روپے کو گاؤں والے نہ لے جائیں بلکہ) جب یہ لڑکے جوان ہوں تو اُس وقت وہ اُسے خود نکال لیں' اور یوں یہ روپیہ' ان کے پروردگار کی طرف سے ان کے لئے سامانِ رحمت بن جائے گا۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِی الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿۸۳﴾

(اگر وہ دیوار قبل از وقت گرجاتی تو روپیہ گاؤں والے لیجاتے۔ میں نے اُس کی مرمت کردی جس سے روپیہ محفوظ ہوگیا۔ تم بتاؤ کہ اس کام کے معاوضہ کا سوال کس طرح پیدا ہوسکتا تھا؟ نظامِ خداوندی غریبوں اور یتیموں کے حقوق کا تحفظ بلامعاوضہ کرتا ہے، اور یہی بات ہے جو عقلِ خود بیں کے کاروباری ذہن میں نہیں آتی)۔

یاد رکھو! میں نے یہ کچھ از خود نہیں کیا۔ (وحیِ خداوندی کی رُو سے کیا ہے) یہ ہے حقیقت اُن امور کی جن کے متعلق تم ضبط سے کام نہیں لے سکے تھے۔ (اب تم نے سمجھ لیا کہ وحی کا ہر فیصلہ کس طرح حکمت پر مبنی ہوتا ہے[1]؟)۔

۸۳ اے رسول! تم سے یہ لوگ 'ذوالقرنین (سائرس یا کیخسرو) کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ (اسی سلسلہ میں ہم تمہیں اُس کا بھی کچھ حال بتاتے ہیں، کیونکہ وہ بھی 'کمزوروں کی حفاظت کے لئے' بلامعاوضہ "دیواریں" بنایا کرتا تھا)۔ اِن سے کہو کہ لو! میں اس کا بھی مختصر حال بیان کرتا ہوں۔

---

[1] یہ قصہ یہاں پر ختم ہوجاتا ہے، اور متن میں جو مفہوم بیان کیا گیا ہے اس سے اس کی حقیقت بھی واضح ہوجاتی ہے۔ لیکن اس کے متعلق اس قدر "افسانوی باتیں" مشہور ہوچکی ہیں کہ اس کے بعض مقامات کی مزید وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً

(۱) نبوت سے پہلے 'ہونے والے نبی کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ جو کچھ اس کے ماحول میں ہو رہا ہوتا ہے وہ اس سے غیر مطمئن ہوتا ہے لیکن "اس کی جگہ ہونا کیا چاہیئے" اس کا اُسے علم نہیں ہوتا۔ لہٰذا وہ تلاشِ حقیقت میں سرگرداں پھرتا ہے۔ نبی اکرمؐ کے متعلق جو قرآن میں آیا ہے وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى (۹۳/۷) "ہم نے تجھے تلاشِ حقیقت میں سرگرداں پایا تو صحیح راستہ دکھایا"۔ وہ اسی کیفیت کا بیان ہے۔ یہی کیفیت (قبل از نبوت) حضرت موسیٰؑ کی تھی جس کا تذکرہ اس قصہ میں آیا ہے۔ یہ نہیں تھا کہ ایک نبی، دوسرے نبی کے پاس حصولِ علم کے لئے گیا تھا۔

(۲) جن صاحب سے حضرت موسیٰؑ کی ملاقات ہوئی تھی اُن کے متعلق تصریح سے تو نہیں کہا گیا کہ وہ نبی تھے لیکن قرآن کریم کے بیان سے یہی مترشح ہوتا ہے کہ وہ صاحبِ وحی (خدا کے رسول) تھے۔ بالخصوص وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِىْ (۱۸/۸۲)۔ "میں نے یہ کچھ اپنی مرضی سے نہیں کیا" اس پر شاہد ہے۔

(۳) عام طور پر مشہور ہے کہ وہ "خضرؑ" تھے۔ لیکن قرآن کریم میں "خضر" نام کے کسی پیغمبر کا ذکر نہیں — نہ اس جگہ نہ کسی اور جگہ۔

(۴) اس قصہ میں جن تین واقعات کا ذکر ہے، ان کا تعلق ایسے امورِ غیب سے نہیں جن کا علم وحی کے بغیر نہ ہوسکتا ہو۔ لہٰذا، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان صاحب کو ان امور کا علم وحی کے ذریعے دیا گیا ہو، یا انہیں از خود حاصل ہو۔ البتہ (بقیہ ۶۷۹ پر دیکھئے)

إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِن كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ﴿٨٤﴾ فَأَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٥﴾ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ

۸۴ ہم نے اُسے ملک میں حکمرانی عطا کی تھی' اور ہر قسم کا (ضروری) ساز و سامان بھی دے رکھا تھا۔

۸۵ اس نے پہلے ایک مہم کے لئے تیاری کی۔

۸۶ یہ مہم مغرب کی طرف (لیڈیا کی جانب) تھی۔ چنانچہ وہ چلتے چلتے ایک ایسے مقام تک جا پہنچا جہاں آگے' پانی ہی پانی تھا (غالباً یہ بحیرہ اسود تھا)۔ اس نے دیکھا کہ سورج' سیاہ کیچڑ والے

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ ۶۷۸) جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس کے متعلق قرآن کریم کی تصریح موجود ہے کہ اسے انہوں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا تھا۔

(۵) ان تین واقعات میں' لڑکے کے قتل کے متعلق بعض لوگوں کو کہتے سنا گیا ہے کہ یہ کس طرح جائز قرار پا سکتا ہے؟ اس سلسلہ میں اتنا سمجھ لینا ضروری ہے کہ۔

(ا) وہ لڑکا' بچہ نہیں تھا۔ جوان تھا۔

(ب) وہ سرکش اور قانون شکن تھا۔ اس میں وہ تمام جرائم آ سکتے ہیں جو معاشرہ میں فساد کا موجب بنتے ہیں — ڈاکہ زنی۔ قتل۔ غارت گری۔ مفسدہ پردازی۔ وغیرہ۔ نیز "يُرْهِقَهُمَا" (۱۸/۸۰) سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہ کچھ اس انداز سے کرتا تھا جس سے اندیشہ تھا کہ اس کے بے گناہ ماں باپ' ناحق اس کے جرائم میں ملوث ہو جائیں۔ اس قسم کے سرکش اور مفسد کا قتل' جائز ہی نہیں' ضروری ہو جاتا ہے۔ باقی رہا یہ کہ جب تک کسی کو عدالت مجرم قرار نہ دیدے' اسے سزا نہیں دی جا سکتی' سو اول تو یہ چیز معاشرہ کی ایسی حالت میں ہو سکتی ہے جس میں عدلیہ کا باقاعدہ نظام موجود ہو — اور یہ ضروری نہیں کہ اُس معاشرہ میں صورت ایسی ہو۔ دوسرے یہ کہ اس قسم کے مشہور سرکشوں اور مفسدہ پردازوں کے لئے' عام حالات میں بھی "باضابطہ کارروائی" لاینفک نہیں ہوتی۔ آجکل بھی مشہور ڈاکوؤں کے سلسلہ میں رسمی کارروائیاں ضروری قرار نہیں دی جاتیں۔

(۶) آخر میں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ قرآن کریم نے جس حقیقت کو سمجھانے کے لئے یہ قصہ بیان کیا ہے وہ کس قدر اہم ہے۔ عقلِ انسانی' اپنی محدود معلومات کی بنا پر' وحی کے کسی حکم کے خلاف اعتراض کرتی ہے۔ لیکن جب اس کی معلومات میں اضافہ ہو جاتا ہے تو یہ حقیقت سامنے آ جاتی ہے کہ جو کچھ وحی نے کہا تھا' وہ صحیح تھا۔ لہٰذا عقل کے لئے صحیح روش یہی ہے کہ وہ وحی کی بات تسلیم کرے' اور اپنی معلومات میں اضافہ کرنے کی کوشش کرتی رہے۔ جب اُسے صحیح معلومات حاصل ہو جائیں گی تو وہ خود بخود وحی کی تصدیق کرے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ

ہر دو امیرِ کارواں۔ ہر دو بمنزلے رواں
عقل بہ حیلہ می برد۔ عشق برد کشاں کشاں (اقبالؒ)

وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ إِمَّآ أَنْ تُعَذِّبَ وَإِمَّآ أَنْ تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ﴿۸۶﴾ قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ إِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿۸۷﴾ وَأَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءً الْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُولُ لَهٗ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ﴿۸۸﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۹﴾ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُونِهَا سِتْرًا ﴿۹۰﴾ كَذٰلِكَ ۖ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿۹۱﴾

پانی میں ڈوب رہا ہے۔ (اس لئے کہ وہاں تا بحد نگاہ سیاہ رنگ کا پانی تھا جس سے اسے ایسا دکھائی دیا گویا سورج' اس پانی میں ڈوب رہا ہے)۔ اس کے قریب ہی اس نے ایک قوم کو دیکھا۔ (اُس قوم نے اُس کی مخالفت کی' لیکن وہ اس پر غالب آگیا۔ اب از روئے قانون وہ حق بجانب تھا کہ انہیں ان کی سرکشی کی سزا دیتا) سو ہم نے کہا کہ یہ تمہاری مرضی پر موقوف ہے۔ تم چاہے انہیں سزا دو' اور چاہے ان سے حسنِ سلوک سے پیش آؤ — پہلا راستہ عدل کا ہے۔ دوسرا احسان کا —

۸۷ ذوالقرنین نے ان سے کہا کہ (جو کچھ پہلے ہو چکا' اس سے میں درگذر کرتا ہوں۔ لیکن اس کے بعد) جو شخص قانون سے سرکشی اختیار کرے گا تو ہم اسے سزا دیں گے۔ (اور چونکہ اس کی یہ سرکشی قوانین خداوندی کے خلاف ہوگی اس لئے اس کی سزا کا معاملہ یہیں ختم نہیں ہو جائے گا)۔ جب وہ خدا کے ہاں جائے گا تو وہاں اسے اس سے بھی زیادہ سخت سزا ملے گی۔

۸۸ لیکن جو (قوانین خداوندی پر) ایمان لے آئے گا اور معاملات کو سنوارنے والے کام کریگا' تو اس کی اس روش کے نتائج بڑے خوشگوار ہوں گے' اور ہماری طرف سے اس کے لئے سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی (اس لئے کہ وہ نظامِ خداوندی کا ممد و معاون ہوگا)۔

۸۹ پھر اس نے ایک اور مہم کے لئے سامانِ سفر تازہ کیا۔

۹۰ یہ مہم مشرق (بلخ) کی جانب تھی۔ چلتے چلتے' وہ ایک ایسی قوم تک پہنچا جو کھلے میدان میں رہتی تھی۔ ان لوگوں پر چڑھتے سورج کی شعاعیں سیدھی آکر پڑتی تھیں' اور' ان کے اور سورج کے درمیان کوئی اوٹ نہ تھی۔ یعنی وہ کھلے میدان میں' بے گھر بے در (خانہ بدوشوں) کی سی زندگی بسر کرتے تھے۔

۹۱ ان کی حالت ایسی ہی (ناگفتہ بہ) تھی۔ ان کے برعکس' ذوالقرنین کے پاس جو ساز و سامان تھا اس کا ہمیں علم تھا۔ (اس لئے وہ قوم اس کا کیا مقابلہ کر سکتی تھی؟ چنانچہ وہ ان کی شورش کو

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿۹۴﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿۹۵﴾ اٰتُوْنِىْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِىْۤ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿۹۶﴾ فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿۹۷﴾

باسانی ختم کرکے واپس آگیا)۔

۹۲، ۹۳ پھر اس نے ایک اور مہم اختیار کی (جو کاکیشیا کی طرف تھی)۔ وہ ایک ایسی وادی میں تھی جس کے دونوں طرف پہاڑوں کی اونچی اونچی دیواریں کھنچ رہی تھیں۔ وہاں اس نے دیکھا کہ ایک ایسی قوم آباد ہے جو اس کی کوئی بات نہیں سمجھتی۔

۹۴ اس قوم (کے نمائندوں نے، ترجمانوں کی وساطت سے) کہا کہ اے ذوالقرنین! (ہم ایک سخت مصیبت میں مبتلا ہیں۔ آپ اگر اس سے ہمیں نجات دلادیں تو ہم آپ کے سپاس گزار ہوں گے۔ اُس سمت) یاجوج وماجوج (کے وحشی قبائل ہیں۔ نہایت شعلہ مزاج۔ تندخو۔ برق رفتار۔ آندھی کی طرح امنڈ آنے والے۔ وہ ہمیں چین سے نہیں بیٹھنے دیتے)۔ وہ ہمارے ملک میں آکر لوٹ مار کرتے رہتے ہیں (اور ہم ان کا مقابلہ نہیں کرسکتے)۔ اگر آپ ہمارے اور ان کے درمیان (اس درّہ کو بند کرنے کے لئے) ایک دیوار بنادیں تو ہم آپ کو خراج ادا کردیا کریں گے۔ ($\frac{۲۱}{۹۶}$)۔

۹۵ ذوالقرنین نے کہا کہ جو کچھ مجھے میرے پروردگار نے عطا کر رکھا ہے، وہ بہت ہے (اس لئے مجھے تمہارے خراج کی ضرورت نہیں۔ تم پر ظلم ہو رہا ہے، اور ظلم کی روک تھام میرا فریضہ ہے۔ اس لئے میں اس کام کو بطور فریضۂ خداوندی سرانجام دوں گا)۔ مجھے تم صرف اپنی محنت (LABOUR) سے مدد دیدو (مزدور مہیا کردو) تو میں، تمہارے اور ان کے درمیان دیوار بنادوں گا۔

۹٦ تم یوں کرو کہ لوہے کی بڑی بڑی سلیں لاؤ۔ (چنانچہ جب یہ تمام سامان تیار ہوگیا اور) اس نے دونوں پہاڑوں کے درمیان دیوار اٹھا کر ان کے برابر کردی تو اس نے کہا کہ اب بھٹیاں سلگاؤ اور انہیں دھونکو۔ جب اس طرح وہ لوہا آگ کی مانند سرخ ہوگیا تو اس نے کہا کہ اب پگھلا ہوا تانبا لاؤ تاکہ اس پر انڈیل دیں۔

۹۷ اس طرح وہ دیوار اس قدر مضبوط اور بلند بن گئی کہ یاجوج وماجوج کے قبائل نہ تو اس پر

قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ﴿۹۸﴾ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۹۹﴾ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ﴿۱۰۰﴾ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾

(۱۱ ع ۱۹ ۲)

چڑھ سکتے تھے اور نہ ہی اس میں سرنگ لگا سکتے تھے۔

۹۸ (جب وہ اس عظیم کام سے فارغ ہوا تو اس نے بدرگاہِ رب العزّت سجدۂ شکرانہ ادا کیا اور کہا کہ) یہ سب کچھ میرے نشوونما دینے والے کی طرف سے مہیّا کردہ ساز و سامان اور قوّت و بصیرت کی بنا پر ہو گیا۔ (یہ دیوار اس قدر مضبوط بن گئی ہے کہ اسے کوئی گرا نہیں سکے گا۔ ہاں!) اگر میرے نشوونما دینے والے کے مقرر کردہ قانون کی بنا پر کوئی حادثہ رونما ہو جائے (مثلاً زلزلہ یا بے پناہ سیلاب' یا کوئی اور تغیّر' تو اس کے سامنے اس کی ہستی کچھ نہیں ہوگی۔ اُس وقت) یہ زمین کے ساتھ ہموار ہو جائے گی۔ اس لئے کہ میرے نشوونما دینے والے کا قانون اپنی جگہ اٹل ہے۔

۹۹ (ذوالقرنین نے ٹھیک کہا تھا۔ ایک زمانہ آئے گا کہ اس قسم کے موانعات اور روک تھام کے اسباب و ذرائع کچھ حقیقت نہیں رکھیں گے) یہ قومیں' سمندر کی تلاطم انگیز موجوں کی طرح ایک دوسرے پر چڑھ دوڑیں گی (اور اس قسم کی رکاوٹیں ان کی یورشوں کے راستے میں قطعاً حائل نہیں ہو سکیں گی) جنگ کے بگل بجیں گے اور تمام قومیں (جنگ کے میدانوں میں' ایک دوسرے کے مقابلہ میں) اکٹھی ہو کر آ جائیں گی۔

۱۰۰ اس وقت' ان لوگوں کے سامنے' جنہوں نے ہمارے قوانین کی صداقت سے انکار کیا تھا' جہنم کی عالمگیر تباہیاں' نکھر اور اُبھر کر آ جائیں گی۔

۱۰۱ اُن لوگوں کے سامنے جن کی آنکھوں پر ہمارے قوانین کی طرف سے پردے پڑ چکے تھے اور جن کے کانوں میں ان کی طرف سے گرانی آ چکی تھی۔ (اور وہ مملکتوں کا نظام' قوانینِ خداوندی کے بجائے' اپنے اپنے خود ساختہ قوانین و دساتیر کے مطابق چلاتے تھے' جس کا لازمی نتیجہ تباہی اور بربادی کا جہنم تھا)۔

۱۰۲ (یہ حقائق بیان کرنے کے بعد' تم اِن لوگوں سے پوچھو کہ) جو لوگ ہمارے قوانین کی صداقت سے انکار کرتے ہیں' کیا وہ اپنے ذہن میں یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ اگر بہت سے لوگ انکے

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ﴿١٠٥﴾ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ﴿١٠٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾

رفیق اور کارساز بن جائیں (اور اس طرح اکثر قبائل اور اقوام غلط نظام پر متفق اور متحد ہو جائیں تو ہمارا قانون ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ یہ ان کی بھول ہے۔ غلط نظام زندگی کا انجام تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوتا خواہ اسے تمام اقوام عالم بھی کیوں نہ اختیار کر لیں)۔ ہمارے قانونِ مکافاتِ عمل کی رو سے ان کے لئے جہنم کا عذاب تیار ہوتا ہے جو ان کی "مہمان نوازی" کرتا ہے۔

۱۰۳ (ان' باطل کے نظام پر جمع ہو جانے والوں' سے کہو کہ) کیا ہم بتائیں کہ وہ کون ہیں جو اپنی سعی و عمل میں سخت نقصان میں رہتے ہیں؟

۱۰۴ یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری کوششیں طبیعی زندگی کی مفاد کوشیوں میں ضائع ہو جاتی ہیں (اس لئے کہ وہ' اس زندگی کے ماوراء' کسی اور زندگی کے قائل ہی نہیں)۔ اور وہ بزعم خویش سمجھتے ہیں کہ جو کچھ وہ اپنی کاریگری سے بنا رہے ہیں' وہ بہت اچھا ہے۔

۱۰۵ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے نشو و نما دینے والے کے قوانین زندگی سے انکار کرتے اور سرکشی برتتے ہیں' اور اس کا یقین ہی نہیں رکھتے کہ انہیں اُس کے قانونِ مکافات کا سامنا کرنا ہے۔ (یہ سمجھتے ہیں کہ اپنی غلط روش سے کامیاب زندگی بسر کر لیں گے۔ ان کا یہ خیال خام ہے)۔ ان کی تمام تگ و تاز رائگاں جائے گی۔ (یعنی' ان کے اعمال سے وہ نتائج کبھی مرتب نہیں ہوں گے جو ان کے پیش نظر ہیں)۔ حتیٰ کہ ظہور نتائج کے وقت ان کے اعمال کا وزن معلوم کرنے کے لئے میزان تک کھڑی نہیں کی جائے گی۔ (وہ اپنی بے مائیگی کی شہادت آپ ہوں گے)۔

۱۰۶ یہ ہو گا تباہیوں کا وہ جہنم جو ان کے سامنے نمودار ہو جائے گا۔ یہ اس لئے کہ یہ لوگ ہمارے قوانین سے انکار کیا کرتے تھے ——— انکار ہی نہیں کرتے تھے بلکہ ان قوانین کی' اور ان کے پیش کرنے والوں کی' ہنسی اڑایا کرتے تھے۔

۱۰۷ ان کے برعکس' جو لوگ ہمارے قوانین کی صداقت پر یقین رکھیں گے اور ایسے کام کریں گے جن سے نظامِ کائنات اور خود ان کی سیرت و کردار سنور جائیں' تو ان کی مہمانی کے لئے فراخیوں اور

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ

کشادگیوں کا جنتی معاشرہ ہوگا —— اِس دنیا میں بھی اور اس کے بعد کی زندگی میں بھی۔

۱۰۸ وہ اس میں رہیں گے' اور ایسی اطمینان کی زندگی بسر کریں گے کہ وہ وہاں سے منتقل ہونا نہیں چاہیں گے۔

۱۰۹ یہ سب کچھ خدا کے اُس نظام کے مطابق ہوگا جس کی وسعتوں کا یہ عالم ہے کہ اگر سمندر، روشنائی بن جائے (اور زمین کے تمام درخت قلمیں۔ $\frac{۳۱}{۲۷}$) تو سمندر کا پانی ختم ہوجائے لیکن میرے نشوونما دینے والے کے سامانِ ربوبیّت کی حدود فراموش تفاصیل اُور ان سے متعلق قوانین ودساتیر ختم نہ ہوں۔ اور اگر ان سمندروں کے ساتھ اور سمندروں کا اضافہ ہوجائے' تب بھی وہ اس مقصد کے لئے کافی نہ ہوسکیں۔

۱۱۰ (یہ سب کچھ کہہ چکنے کے بعد' اے رسول! ان پر اس حقیقت کو واضح الفاظ میں واشگاف کردو کہ یہ سب خدائے بلند وبرتر کی کارفرمائی ہے۔ میری نہیں)۔ میری تو یہ کیفیت ہے کہ میں تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہوں' فرق صرف اتنا ہے کہ میری طرف یہ وحی ہوئی ہے کہ تمہارے لئے صاحبِ اقتدار واختیار صرف خدا کی ذات ہے۔ اس کے سوا کوئی اور نہیں۔ سو جو کوئی تم میں سے خدا کے قانونِ مکافات کا سامنا کرنے کی امید رکھتا ہے' اسے چاہیئے کہ ایسے کام کرے جو نظامِ عالم کو سنواریں اور خود اس کی انسانی صلاحیتوں کی نشوونما کا ذریعہ بن جائیں۔ اور سب سے بڑی اور بُنیادی بات یہ کہ اطاعت اور محکومیت صرف اپنے نشوونما دینے والے کے قوانین کی اختیار کرے۔ اس میں کسی اور کو شریک نہ کرے۔ (اس لئے کہ شرک' شرفِ انسانیت کے منافی ہے۔ شرک کے معنی یہ ہیں کہ انسان یا تو مظاہر فطرت میں سے کسی کو اپنے سے برتر سمجھے۔ یا خود انسانوں میں سے کسی انسان کو۔ سو یہ دونوں باتیں احترامِ آدمیت کیخلاف ہیں۔ فطرت کی قوتیں سب' اِنسان کے لئے مسخر کردی گئی ہیں' لہذا ان میں سے کسی کے سامنے جھکنا' ساجد کو مسجود بنا لینا ہے۔ اور انسان' تمام کے تمام' انسان ہونے کی جہت سے برابر ہیں۔ لہذا کسی انسان کا دوسرے انسان کے سامنے جھکنا' انسانیت کی تذلیل ہے۔ انسان سے بلند صرف خدا کی ذات ہے۔ اس لئے جھکنا صرف اس کے قوانین کے سامنے چاہیئے۔ اس میں کسی اور کو شریک کرلینا' انسانیت کی توہین' لہذا ظلم عظیم ہے۔ $\frac{۲۵}{۱۳}$ ۔ "ظلم" کے معنی ہیں کسی شے کو اسکے اصلی مقام پر نہ رکھنا۔ مظاہر فطرت' یا خود انسانوں میں سے کسی کو' انسان سے برتر سمجھ کر

عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾

خدائی اختیارات میں شریک کرلینا' اور خود اپنے آپ کو اس سے فروتر سمجھ لینا ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟ توحید کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں' خدا کے علاوہ' انسان سے برتر کوئی نہیں- لہٰذا' اس کے سوا کسی کی محکومیت جائز نہیں)-

سورۃ مریم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كٓهٰيٰعٓصٓ ① ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ② اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ③ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّىْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ④ وَاِنِّىْ خِفْتُ الْمَوَالِىَ مِنْ وَّرَآءِىْ وَكَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا فَهَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ⑤ يَّرِثُنِىْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ

---

① اللہ الکریم' الہادی' الحی' العلیم' البصیر کا ارشاد ہے کہ

② یہ اس رحمت و نوازش کا بیان ہے جو تیرے نشو و نما دینے والے نے 'اپنے بندے' زکریا پر کی تھی۔

③ جب ایسا ہوا تھا کہ زکریا نے اپنے نشو و نما دینے والے کو انتہائی خاموشی سے پکارا (۳/۳۸)

④ اور کہا کہ اے میرے پروردگار! میں بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہوتا چلا جا رہا ہوں۔ میرے سر کے بال بالکل سفید ہو گئے ہیں۔ اے میرے نشو و نما دینے والے! ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میں نے تجھ سے کچھ مانگا ہو اور تو نے نہ دیا ہو۔ (تیری اس رحمتِ بے پایاں سے مجھے امید ہے کہ میری بڑھاپے کی یہ دعا بھی شرفِ قبولیت سے نوازی جائے گی)۔

⑤ (میں بوڑھا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ اس لئے نظر بظاہر اب مجھے اولاد کا کوئی امکان دکھائی نہیں دیتا۔ اور اولاد نہ ہونے کا مجھے غم اس لئے ہے کہ) ہمارے جدِ امجد حضرت یعقوبؑ کی برکات

⑥ اور خصوصیات' اُس کے گھرانے میں' نسلاً بعد نسل منتقل ہوتی ہوئی' مجھ تک پہنچی ہیں۔ میرے بھائی بندوں میں کوئی اس قابل نہیں جو ان کا اہل ہو سکے۔ اس لئے مجھے ڈر ہے کہ وہ میرے بعد انہیں

يَعْقُوبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿٦﴾ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ﴿٧﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿٨﴾ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ﴿٩﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿١٠﴾

ضائع کردیں گے اور یہ سلسلہ آگے نہیں چل سکے گا۔ اس لئے میری دعا یہ ہے کہ تو اپنی جناب سے مجھے کوئی ایسا وارث عطا کردے جو ان برکات و نعمار کا اہل بن سکے تاکہ میں انہیں اُس کے سپرد کر جاؤں۔ وہ ایسا ہونا چاہیئے جو اِس منصب جلیلہ کے لئے ہر طرح سے موزوں، اور تیری نوازشات کا صحیح طور پر مستحق ہو۔

۷ (ہم نے اس کی دعا سن لی اور کہا کہ) اے زکریاؑ! ہم تمہیں ایک بیٹے کی پیدائش کی خوشخبری دیتے ہیں۔ جب وہ پیدا ہو تو اس کا نام یحییٰؑ رکھنا۔ یہ ایسا لڑکا ہوگا جس کی نظیر (تمہارے خاندان میں) نہیں ملے گی (۱۹/۶۵)۔

۸ (زکریاؑ اس خوشخبری سے خوش تو ہو گیا، لیکن، جب اسے اپنے طبیعی موانعات کا خیال آیا! تو، اپنے اطمینان کی خاطر،ؑ[1] کہا کہ) اے میرے نشو و نما دینے والے! میرے ہاں اب لڑکا کس طرح پیدا ہوگا جبکہ میں بہت زیادہ عمر رسیدہ ہو چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ (کیا وہ بیٹا خود میرے ہاں پیدا ہوگا یا کسی اور کا لڑکا مجھے مل جائے گا جسے میں اپنا بیٹا بنالوں گا، جس طرح مریم بچی، میری کفالت میں دیدی گئی ہے۔ ۳/۳۹)۔

۹ خدا نے کہا کہ (نہیں! خود تیرے ہاں بیٹا پیدا ہوگا اور) اسی طرح ہوگا جس طرح لوگوں کے ہاں بچے پیدا ہوتے ہیں۔ تیرے پروردگار کا ارشاد ہے کہ بڑھاپے میں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت کا بیدار ہو جانا، ہمارے قانون کی رو سے مستبعد نہیں۔ ہمارے جس قانون نے اس سے پہلے خود تجھے پیدا کیا حالانکہ تیری ہستی کا نام و نشان بھی نہیں تھا (وہ بڑھاپے میں کسی کو صاحب اولاد کیوں نہیں کر سکتا)۔

۱۰ زکریاؑ نے کہا کہ اے میرے پروردگار! میرے لئے اس باب میں کوئی خاص حکم ہو تو ارشاد

---

[1] جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے یقینِ محکم کے باوجود اپنے اطمینان کے لئے دریافت کیا تھا۔ (۲/۲۶۰)۔

فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤی اِلَیْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِیًّا ﴿۱۱﴾ یٰیَحْیٰی خُذِ
الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا ﴿۱۲﴾ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِیًّا ﴿۱۳﴾ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَیْهِ وَلَمْ
یَكُنْ جَبَّارًا عَصِیًّا ﴿۱۴﴾ وَسَلٰمٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا ﴿۱۵﴾ وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ مَرْیَمَ ۘ اِذِ
انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِیًّا ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا
بَشَرًا سَوِیًّا ﴿۱۷﴾

فرما دیجئے - خدا نے کہا کہ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ تم مسلسل تین دن اور رات (کا روزہ رکھ لو (۳/۴۰) اور جیسا کہ روزے میں ہوتا ہے) لوگوں سے بات چیت نہ کرو (۱۹/۲۶)-

۱۱ اس کے بعد زکریاؑ قربانگاہ سے نکلا' اور جو لوگ' اس کی اقتدا میں' خدمات سرانجام دینے کیلئے' ہیکل میں جمع تھے' ان سے' اشارہ سے کہا کہ (میری ہدایات کا انتظار نہ کرو بلکہ) معمول کے مطابق' صبح شام' اپنے فرائض کی ادائیگی کرتے رہو-

۱۲ (چنانچہ اس خوشخبری کے مطابق یحییٰؑ کی پیدائش ہوئی) - ہم نے اُسے چھوٹی عمر میں ہی ایسی ذہانت عطا کر دی تھی کہ وہ معاملات کے فیصلے نہایت عمدگی سے کرتا تھا - اس کے ساتھ ہی ہم نے اسے' اپنی نوازش سے' دلِ درد آشنا عطا کیا تھا - (بڑا ہوا تو) ہم نے اس سے کہا کہ وہ قانون خداوندی کی اطاعت

۱۳ محکم طور پر کرے - چنانچہ اس نے' اس کے مطابق' اپنی نگہداشت اس انداز سے کی' اور ایسی پاکیزہ زندگی بسر کی' کہ اس کی انسانی صلاحیتیں نہایت عمدگی سے نشوونما پاتی چلی گئیں-

۱۴ علاوہ بریں' وہ اپنے بوڑھے ماں باپ کے لئے اپنے دل میں بڑی کشادگی رکھتا تھا - ان سے حسن سلوک سے پیش آتا تھا' اور سخت گیر یا سرکش نہیں تھا-

۱۵ (یہ تھیں وہ خوبیاں جن کا مالک وہ بچہ بنا) - اس کی پیدائش بھی ہر قسم کے نقص سے مبرّیٰ تھی- (یعنی بڑھاپے کی اولاد ہونے کے باوجود' وہ صحیح وسلامت اور تندرست و توانا پیدا ہوا) - اس کی موت بھی سلامتی در آغوش تھی - اور حیات اخروی میں بھی اس کے لئے سلامتی ہی سلامتی ہوگی-
زکریاؑ اسی قسم کا بچہ چاہتا تھا-

۱۶ اے رسول! اب تو اس کتاب (قرآن) میں' لوگوں سے' مریم کا قصہ بیان کر' اور سلسلۂ کلام کا آغاز اس وقت سے کر جب وہ' خانقاہیت کی زندگی کو چھوڑ کر' (اپنے گاؤں' ناصرہ میں) چلی گئی تھی' جو (وہاں سے) مشرق کی سمت واقع تھا-

۱۷ (خانقاہیت کی زندگی اور وہاں کے ناخوش آیند واقعات نے اس کے دل پر ایسا اثر چھوڑا تھا

قَالَتْ إِنِّىٓ أَعُوذُ بِٱلرَّحْمَٰنِ مِنكَ إِن كُنتَ تَقِيًّا ⑱ قَالَ إِنَّمَآ أَنَا۠ رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَٰمًا زَكِيًّا ⑲
قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِى غُلَٰمٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِى بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ⑳ قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُۥٓ
ءَايَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا ㉑ فَحَمَلَتْهُ فَٱنتَبَذَتْ بِهِۦ مَكَانًا قَصِيًّا ㉒

کہ وہ) وہاں بھی لوگوں سے الگ تھلگ رہتی تھی۔ ہم نے (ان اثرات کو مٹانے کے لئے' اسے زندگی کے خوشگوار پہلوؤں کے متعلق) تقویت بخش اشارہ کیا (جو اس کے خواب میں) ایک اچھے بھلے انسان کی شکل میں سامنے آیا۔

۱۸ (مریم اسے دیکھ کر گھبرائی اور اس سے) کہا کہ اگر تو خدا کے قانون کا احترام کرتا ہے' تو میں تجھ سے خدائے رحمان کی پناہ میں آجانا چاہتی ہوں۔

۱۹ اس نے کہا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ میں تو تیرے نشوونما دینے والے کی طرف سے ایک پیغام لے کر آیا ہوں (۳/۴۴)۔ اور وہ پیغام یہ ہے کہ وہ تجھے نہایت عمدہ نشوونما یافتہ بچہ عطا کریگا۔

۲۰ اس پر مریم نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جب تک میں ہیکل میں رہی' پاک باز راہبہ کی زندگی بسر کی۔ وہاں کسی انسان نے مجھے چھوا تک نہیں۔ وہاں سے نکلی ہوں تو میں نے شادی نہیں کی کیونکہ یہ چیز ضابطۂ خانقاہیت کے خلاف ہے۔ (۳/۴٦ : ۱۹/۲۰)۔

۲۱ اس نے کہا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ قانونِ تخلیق کے مطابق ہی ہوگا (۳/۴٦)۔ یہ اس کے نزدیک کچھ بھی مشکل نہیں (کہ جو موانعات تیرے ذہن میں ہیں' اور تمہیں اس طرح پریشان کر رہے ہیں' انہیں دور کر دے ۱۹/۹)۔ خدا نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ بچہ عام بچوں جیسا نہیں ہوگا۔ وہ ہماری طرف سے' لوگوں کے لئے' موجب رحمت اور حق و باطل کے پرکھنے کی نشانی ہوگا۔ (جو شخص اس کی نبوت پر ایمان لائے گا' وہ حق پر سمجھا جائے گا۔ جو اس سے انکار کرے گا' وہ باطل پر ہوگا)۔ اور یہ بات طے شدہ ہے (کہ وہ بچہ ہمارا پیغمبر بنے گا (۳/۴۷)۔

۲۲ (چنانچہ' رفتہ رفتہ وہ موانع دور ہوتے گئے۔ ادھر مریم کے دل سے خانقاہیت کی غلط رسم کی خلاف ورزی کا خوف دُور ہو گیا۔ اُدھر ایک شخص' ہیکل کے احبار و رہبان کی تنبیہ و تخویف کے باوجود' مریم کے ساتھ شادی کرنے پر رضامند ہو گیا)۔ مریم کو ہونے والے بچے کا حمل قرار پا گیا۔ اس پر ان دونوں نے یہی مناسب سمجھا کہ وہ گاؤں سے کہیں دور چلے جائیں (تاکہ بچے کی ولادت کسی ایسی جگہ ہو جہاں ان کی جان پہچان کا کوئی نہ ہو' اور یوں وہ' احبار و رہبان کے طعن و تشنیع کے نشتروں سے محفوظ رہیں)۔

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾ وَهُزِّىْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِىْ وَاشْرَبِىْ وَقَرِّىْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِىْٓ اِنِّىْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿۲۶﴾ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۗ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ﴿۲۷﴾ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ

---

۲۳ وضع حمل کا وقت آیا تو دردِ زہ کا اضطراب مریم کو ایک کھجور کے درخت کی طرف لے گیا۔ (آئینِ خانقاہیت کے خلاف متاہل زندگی۔ پہلے بچے کی ولادت۔ پردیس کا معاملہ۔ بے سروسامانی کا یہ عالم کہ سر پر چھت تک بھی نہیں۔ مریم گھبرا گئی۔ اور کہنے لگی کہ) اے کاش! میں اس سے پہلے ہی مرگئی ہوتی اور بالکل بھولی بسری ہوچکی ہوتی!

۲۴ (اس کرب و یاس کے عالم میں اُسے، اُس مقام کے) نشیب کی طرف سے آواز آئی کہ اے مریم! گھبراؤ نہیں۔ اس طرف ایک (خوشگوار) پانی کی ندی ہے۔ (اور اوپر، کھجور کے درخت میں پکی ہوئی کھجوروں کے خوشے لٹک رہے ہیں

۲۵ تو اس پیڑ کی شاخ کو زور سے ہلا۔ تازہ اور پکی ہوئی کھجوریں تیرے قریب جھڑ پڑیں گی۔

۲۶ تو ان تازہ کھجوروں کو کھا۔ ندی کا ٹھنڈا پانی پی (پھر بچے کے نظارے سے) اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر۔ (باقی رہا تیرا یہ اضطراب کہ لوگوں کی باتوں کا کیا جواب دوں گی تو تم منّت کا روزہ رکھ لینا) اور اگر کوئی آدمی تجھ سے کچھ پوچھے تو اشارہ سے کہدینا کہ میں نے خدائے رحمٰن کے لئے اپنے اوپر روزہ واجب کر رکھا ہے اس لئے میں آج کسی شخص سے بات چیت نہیں کر سکتی۔

۲۷ (اس طرح عیسیٰؑ کی پیدائش ہوئی۔ میاں بیوی، اس بچے کو لے کر کسی دُور مقام میں جا بسے۔ وہ بڑا ہوا۔ شرفِ نبوت سے سرفراز کیا گیا تو اس کی والدہ اسے ساتھ لے کر اپنے وطن میں واپس آئی۔ (ایک تو لوگوں کے نزدیک، مریم کی یہ حرکت ہی کچھ کم قابلِ اعتراض نہ تھی کہ اس نے راہبہ بن جانے کے بعد، ہیکل کے ضابطہ کے خلاف، اس طرح متاہل زندگی بسر کرنی شروع کر دی تھی۔ اس پر عیسیٰؑ کی طرف سے احبار و رہبان کی خودساختہ شریعت اور ان کی سیرت و کردار کے خلاف سختی سے نکتہ چینی ہوتی تھی)۔ چنانچہ وہ لوگ مریم سے کہتے کہ تم نے پہلے خود بھی عجیب و غریب حرکت کی اور اس کے بعد اس قسم کا انوکھا بیٹا لے کر آگئی!

۲۸ وہ اُس سے کہتے کہ اے اُختِ ہارون! نہ تو تیرا باپ بُرا آدمی تھا۔ نہ ہی تیری ماں نے کبھی

سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۖ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِى الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ قَالَ اِنِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ ۛ اٰتٰنِىَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِىْ نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَّجَعَلَنِىْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۖ وَاَوْصٰنِىْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ وَّبَرًّا ۢ بِوَالِدَتِىْ ۖ وَلَمْ يَجْعَلْنِىْ جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿٣٢﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَىَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِىْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿٣٤﴾

ہیکل کے قوانین وضوابط سے سرکشی اختیار کی تھی۔ (تم تو ایک شریف، مذہب پرست، پابند شریعت گھرانے کی لڑکی تھیں۔ تم نے یہ کیا کیا، اور اپنے بیٹے کو کس قسم کی تعلیم دلائی ؟)۔

۲۹ اس کے جواب میں وہ خود کچھ نہ کہتی بلکہ عیسیٰؑ کی طرف اشارہ کر دیتی کہ اپنی بات کا جواب اس سے لو۔ (بوڑھے احبار و رہبان، اپنی پیشوائیت کے گھمنڈ میں، نہایت نخوت و تکبر سے کہتے کہ) کیا ہم اس سے بات کریں جو ابھی کل تک جھولا جھولتا تھا!

۳۰ اس پر عیسیٰؑ ان سے کہتے کہ (یہ بھی کوئی انصاف کی بات ہے کہ چونکہ تم عمر میں بڑے ہو اس لئے تمہاری ہر بات کو سند تسلیم کر لیا جائے، اور میں عمر میں چھوٹا ہوں اس لئے تم مجھ سے بات کرنا بھی پسند نہ کرو۔ جو کچھ میں کہتا ہوں اسے بگوش ہوش سنو) میں خدا کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی ہے اور منصب نبوت پر سرفراز فرمایا ہے۔

۳۱ اس نے مجھے زندگی کے ہر گوشے میں بابرکت بنایا ہے۔ اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں (تمہاری خود ساختہ شریعت کی جگہ) صلوٰۃ و زکوٰۃ کا صحیح نظام قائم کروں۔ اور عمر بھر میرا یہی شعار ہے۔

۳۲ (تم میری والدہ کے خلاف اس طرح زبان درازی کرتے ہو؟ اس نے جو کچھ کیا ہے خدا کی سچی شریعت کے عین مطابق کیا ہے۔ اس لئے) میں اُس سے ہمیشہ حسن سلوک سے پیش آؤنگا۔ میں (معاذ اللہ) ایسا شقی و بدبخت نہیں کہ (تمہارے پیچھے لگ کر ایک بے گناہ خاتون سے سختی سے پیش آؤں)۔

۳۳ (تم میری پیدائش کو بھی قابلِ اعتراض قرار دیتے ہو! یہ تمہاری خود ساختہ شریعت کا فیصلہ ہے۔ میں جس خدا کا پیغام لے کر آیا ہوں، اس کے نزدیک) میری پیدائش بھی سلامتی کی مظہر ہے۔ میری ساری زندگی، آخری دم تک، سلامتی کی حامل ہوگی۔ اور حیاتِ اخروی میں بھی میں امن و سلامتی میں ہونگا۔

۳۴ یہ ہے عیسیٰؑ ابن مریم کی صحیح صحیح سرگذشت جس کے بارے میں یہ لوگ اس قدر اختلاف

مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۳۵ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝۳۶ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۳۷ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۳۸ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۳۹ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ۝۴۰ۧ

(۲ ع ۴۵ ۵)

کر رہے ہیں (کہ ایک گروہ 'یہود' اگر تفریط کی طرف' اس کی پیدائش تک کو قابلِ اعتراض ٹھیرا رہا ہے' تو دوسرا گروہ 'عیسائی' افراط کی طرف' اسے خدا کا بیٹا قرار دے رہا ہے)۔

۳۵ یہ بات خدا کے شایانِ شان ہی نہیں کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے (تاکہ وہ کاروبارِ خداوندی میں اس کا ہاتھ بٹائے)۔ وہ اس سے بہت بلند ہے۔ اس کی تو توں کا تو یہ عالم ہے کہ جب وہ کسی کام کے کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے' تو وہ حکم کرتا ہے کہ ہو جا' اور وہ ہو جاتا ہے۔ (اُسے اپنے ارادے اور احکام کو بروئے کار لانے کے لئے کسی مددگار کی ضرورت نہیں پڑتی)۔

۳۶ (باقی رہا ان کا یہ عقیدہ کہ مسیحؑ خود خدا تھا' تو اس کی تردید کے لئے اس سے بڑھ کر اور کونسی دلیل ہو سکتی ہے کہ خود مسیحؑ کی دعوت یہ تھی کہ) میرا اور تمہارا' سب کا نشو و نما دینے والا' اللہ ہے۔ سو تم سب اس کی محکومیت اختیار کرو۔ یہ ہے زندگی کی صحیح' سیدھی اور متوازن راہ (۳۰/۵۰)۔

۳۷ اُس کی تعلیم تو یہ تھی' لیکن اُس کے بعد (اس کے متبعین میں سے) مختلف فرقے' آپس میں اختلاف کرنے لگے۔ سو جن لوگوں نے اصلِ حقیقت سے انکار کیا ہے' ان پر بحید افسوس ہے۔ اُن کی اُس دن کیا حالت ہو گی جب حقیقتِ حال مشہود ہو کر سامنے آ جائے گی۔ وہ وقت ان کے لئے بڑا ہی سخت ہو گا۔

۳۸ (آج تو یہ لوگ 'خدا کے ایک رسول کو خود خدا' یا اس کا بیٹا' بنا کر) اس قدر ظلم کر رہے ہیں' اور حقیقت سے آنکھیں بند کئے' غلط راستے پر چلے جا رہے ہیں' لیکن اعمال کے ظہورِ نتائج کے دن یہ ایسا نہیں کر سکیں گے۔ اُس وقت اِن کے کان کیسے سننے والے اور ان کی آنکھیں کیسی دیکھنے والی بن جائیں گی! (۵۰/۲۲)۔

۳۹ (اے رسولؐ!) تم اِنہیں' اُس آنے والے وقت سے خبردار کر دو۔ وہ کس قدر پچھتاوے کا دن ہو گا جب تمام معاملات کے فیصلے ہو جائیں گے۔ اِس وقت یہ لوگ اپنے مآل کی طرف سے بالکل غافل ہیں' اسلئے ان بات کا یقین نہیں کرتے۔

۴۰ (اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اپنی حکومت اور سلطنت کے نشے میں بدمست ہیں۔ لیکن انہیں

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۴۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿۴۲﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۴۳﴾ يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿۴۴﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿۴۵﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ

معلوم ہونا چاہیئے کہ) زمین اور جو کچھ اس پر ہے — وہ انسان ہوں یا دیگر مخلوق — اس سب کے مالک ہم ہیں۔ اور تمام امور ہمارے قانونِ مکافات کے گرد گردش کرتے ہیں۔ اس کے باہر نہیں رہ سکتے۔ (حکومت اور سلطنت بھی اُسی قانون کے مطابق ملتی اور چھنتی ہے۔ ۲۱/۱۰۵)

۴۱ (اے رسول!) اب تو اس کتاب (قرآن) میں ابراہیمؑ کی سرگزشت بیان کر۔ یقیناً وہ سچائی کا مجسمہ اور خدا کا نبی تھا۔

۴۲ (اس سرگزشت کا آغاز اُس وقت سے کر) جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ سے کہا تھا کہ تو نے ایک ایسی چیز کی پرستش کیوں اختیار کر رکھی ہے جو نہ سُن سکتی ہے نہ دیکھ سکتی ہے۔ اور نہ ہی تیرے کسی کام آسکتی ہے!

۴۳ اس نے کہا تھا کہ اے میرے باپ! حقیقت یہ ہے کہ مجھے علم کی ایک ایسی روشنی مل گئی ہے جس سے تو محروم ہے۔ لہٰذا (تو اس خیال کو چھوڑ دے کہ بیٹے کو باپ کے پیچھے چلنا چاہیئے' باپ کو بیٹے کے پیچھے نہیں چلنا چاہیئے۔ باپ ہو یا بیٹا' ہر ایک کو صداقت کے پیچھے چلنا چاہیئے۔ اور چونکہ میں حق و صداقت پر ہوں اس لئے) تمہیں میرا اتباع کرنا چاہیئے۔ میں تمہیں زندگی کی وہ راہ دکھا دوں گا جو تمہیں سیدھی منزلِ مقصود تک پہنچا دے گی۔

۴۴ اے میرے باپ! تو ان غیر خدائی سرکش قوتوں کی اطاعت کیوں کرتا ہے جنہوں نے خدائے رحمٰن سے بغاوت اختیار کر رکھی ہے؟

۴۵ اے میرے باپ! میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تجھ پر خدا کی طرف سے کوئی عذاب آجائے' اور تو بھی ان سرکشوں کا ساتھی بن کر خدا کی رحمتوں سے ہمیشہ کے لئے محروم رہ جائے۔

۴۶ (ابراہیمؑ کا باپ یہ کچھ سن رہا تھا اور غصے سے اس کا خون کھول رہا تھا۔ بالآخر) اس نے کہا کہ اے ابراہیمؑ! کیا تو میرے معبودوں سے پھر گیا ہے؟ (کیا تو اپنے آبائی مذہب و مسلک سے برگشتہ ہو گیا ہے؟) اگر تو ان باتوں سے باز نہ آیا تو یاد رکھ! میں تجھے دھتکار دوں گا۔ (اور

وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ﴿٤٦﴾ قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكَ ۖ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي ۖ إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا ﴿٤٧﴾ وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَأَدْعُو رَبِّي عَسَىٰ أَلَّا أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا ﴿٤٨﴾ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿٤٩﴾ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿٥٠﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ ۚ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا ﴿٥١﴾

(۳ ع ۱۰ ۶)

اِس طرح تو اُن تمام مناصب واملاک سے، جو تجھے مجھ سے ورثہ میں ملنے والی ہیں، محروم رہ جائے گا)۔ اگر تو اپنی خیر چاہتا ہے تو میری آنکھوں کے سامنے سے دور ہوجا۔ اور اُس وقت تک میرے سامنے نہ آ (جب تک تو اپنے ان خیالات سے باز نہ آجائے)۔

۴۷ ابراہیمؑ نے (اس سخت کلامی کا جواب نہایت نرمی سے دیا اور کہا کہ) خدا آپ کو (صحیح راستے کی طرف ہدایت کرکے) امن وسلامتی میں رکھے۔ میں اپنے پروردگار سے دعا کرتا رہوں گا کہ وہ آپکو (ایمان عطا کرکے، کفر کی تباہیوں سے) محفوظ رکھے۔ وہ مجھ پر بڑا ہی مہربان ہے۔ میرے حال پر اس کی عنایات بے پایاں ہیں۔

۴۸ (باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ یا میں حق کی بات کہنا چھوڑ دوں یا آپ سے الگ ہو جاؤں، تو میرے لئے اس میں سوچنے کی بات ہی کچھ نہیں۔ میں حق کی دعوت کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں؟ اس لئے) میں آپ سب کو بھی چھوڑتا ہوں۔ اور انہیں بھی جنہیں آپ خدا کے سوا پکارتے ہیں۔ میں صرف اپنے پروردگار کو پکارتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر (زندگی اور اس کی کامرانیوں سے) محروم نہیں رہوں گا۔ (لہٰذا، مجھے آپ کی اس دھمکی کی بھی کچھ پرواہ نہیں کہ اس طرح میں ان مناصب واملاک سے محروم کر دیا جاؤں گا جن کا میں وارث بننے والا تھا $\frac{6}{4}$)۔

۴۹ چنانچہ وہ اپنے اہلِ خاندان کو، اور ان کے معبودوں کو چھوڑ کر الگ ہوگیا (اور شام کے علاقے میں جا بسا۔ وہاں) ہم نے اسے اسحٰقؑ جیسا بیٹا اور (اس کے بعد) یعقوبؑ جیسا پوتا عطا کیا۔ اور ان سب کو ہم نے شرفِ نبوت سے سرفراز کیا۔

۵۰ اور انہیں اپنے ہاں سے زندگی کی تمام نعمتیں عطا کیں۔ اور ان کی زبانوں سے ایسی صدائیں بلند کرائیں جو صداقتوں اور رفعتوں کی علمبردار تھیں۔ (اور جن کی بدولت خود ان کا نام بھی دنیا میں روشن اور بلند ہے)۔

۵۱ (اسی طرح، اے رسول!) تو اس کتاب (قرآن) میں، موسیٰؑ کی سرگذشت بیان کر

وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿٥٢﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿٥٣﴾
وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿٥٤﴾ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ
وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿٥٥﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿٥٦﴾ وَّرَفَعْنٰهُ
مَكَانًا عَلِيًّا ﴿٥٧﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ
وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا
وَّبُكِيًّا ﴿٥٨﴾

وہ بڑا مخلص انسان، اور ہمارا فرستادہ نبی تھا۔

٥٢ اور ہم نے اُسے، کوہ طور کی دائیں جانب سے پکارا، اور وحی کے سربستہ راز بتانے کے لئے اپنے قریب کرلیا۔

٥٣ اور اسے، اپنی عنایت سے، ہارونؑ جیسا بھائی عطا فرمایا جو خود بھی نبی تھا۔

٥٤ (اسی طرح) قرآن میں، اسمٰعیلؑ کی سرگذشت بیان کر (جو سلسلۂ بنی اسرائیل سے الگ، دوسری شاخِ ابراہیمیؑ کا مورث تھا)۔ وہ اپنے قول کا سچا، اور ہمارا بھیجا ہوا نبی تھا۔

٥٥ وہ اپنے ساتھیوں کو صلوٰۃ اور زکوٰۃ کی تلقین کرتا تھا (کہ یہی نظامِ خداوندی کے ستون ہیں)۔ اور وہ اپنے نشوونما دینے والے کے قوانین سے یکسر ہم آہنگ تھا۔

٥٦ (اسی طرح، اے رسول!) تو قرآن میں ادریسؑ کی سرگذشت بیان کر۔ وہ بھی بڑا سچا نبی تھا۔

٥٧ اور ہم نے اسے بہت بلند مرتبہ عطا کیا تھا ($\frac{٤}{١٥٨}$)۔

٥٨ یہ سب زمرۂ انبیاء میں شامل ہیں۔ انہیں خدا نے اپنی نعمتوں سے نوازا تھا۔ یہ سب نسلِ آدم سے (یعنی انسان) تھے۔ اور اُن لوگوں کی نسل سے جنہیں ہم نے نوحؑ کے ساتھ کشتی میں سوار کرایا تھا۔ اور ابراہیمؑ اور اسرائیل (یعنی یعقوبؑ) کی نسل سے۔ انہیں ہم نے صحیح راہ نمائی عطا کی تھی اور (منصب نبوت کے لئے) چن لیا تھا۔ ان کی کیفیت یہ تھی کہ جب ان کے سامنے قوانینِ خداوندی آتے تو وہ، دل کے پورے گداز کے ساتھ (علیٰ وجہ البصیرت $\frac{٢٥}{٢٣}$) ان کے سامنے جُھک جاتے۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ﴿۶۰﴾ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿۶۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ۭ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿۶۲﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿۶۳﴾ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿۶۴﴾

۵۹ (یہ لوگ تو ان خصوصیات کے حامل تھے۔ لیکن) ان کے بعد ایسے ناخلف اُن کے جانشین ہوئے کہ انہوں نے نظامِ صلوٰۃ کو ضائع کر دیا یعنی (قوانین خداوندی کے اتباع کے بجائے) اپنے اپنے مفاد اور خواہشات کے پیچھے لگ گئے۔ (اب ان کے لئے پھر ایک موقعہ آیا ہے۔ اگر انہوں نے اسے بھی کھو دیا تو یہ بہت جلد اپنی) ہلاکت کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ لیں گے۔

۶۰ لیکن ان میں سے جو لوگ' اپنی غلط روش سے ہٹ کر' اِس ضابطۂ خداوندی پر ایمان لے آئیں گے اور اس کے بتلائے ہوئے صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہوں گے جس سے انسانیت کے بگڑے ہوئے کام سنور جائیں گے' تو وہ اِس دنیا میں بھی جنتی معاشرہ میں داخل ہو جائیں گے اور بعد کی زندگی میں بھی۔ اور ان کے اعمال کے بدلے میں ذرا بھی کمی نہیں کی جائے گی۔

۶۱ اِس دنیا کا جنتی معاشرہ (اس پروگرام کے ابتدائی مراحل میں) نگاہوں سے اوجھل ہوتا ہے (۳/۲) اور جہاں تک اُخروی جنّت کا تعلق ہے' وہ اِس دنیاوی زندگی میں سامنے آ نہیں سکتی۔ لیکن اس بات کا وعدہ خدائے رحمٰن نے کر رکھا ہے (کہ ایمان و اعمال صالحہ کا لازمی نتیجہ' دنیا اور آخرت' دونوں میں' جنتی زندگی ہے) اور خدا کے وعدے کے متعلق تو یوں سمجھئے جیسے وہ وقوع میں آ ہی گیا۔ یعنی ایسا یقینی کہ اس کے واقع ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

۶۲ اس معاشرہ میں کوئی ناشائستہ بات۔ کسی قسم کا بے مقصد شور و شغب یا بے نتیجہ ہنگامہ آرائی نہیں ہوگی۔ اس میں ہر بات' انسانی ذات کی تکمیل کا ذریعہ اور انسانیت کے لئے موجب امن و سلامتی ہوگی۔ اور ہر ایک کو سامان نشو و نما مسلسل اور متواتر ملتا رہے گا۔

۶۳ یہ ہے وہ جنت جس کا وارث' ہم' اپنے بندوں میں سے' اُسے بناتے ہیں' جو ہمارے قوانین کی نگہداشت کر کے' زندگی کی تباہیوں سے بچ جائے۔

۶۴ (اس قسم کے لوگوں پر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے جو ان تک' ان کے اعمال کے نتائج کی

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ۭ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾ وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْــــًٔا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾

خوشخبریاں پہنچاتے ہیں۔ (۱۹/۱۴) ۔اور ان سے کہتے ہیں کہ) ہم تمہارے نشو ونما دینے والے کے حکم کے مطابق نازل ہوتے ہیں۔ جو کچھ ہمارے سامنے ہے۔ اور جو کچھ ہم نے پیچھے چھوڑا ہے۔ اور جو کچھ ان کے درمیان ہے (یعنی ماضی۔ حال اور مستقبل میں، جو کچھ تم نے کیا ہے، سب نوشتۂ خداوندی میں محفوظ ہے)۔ اس میں کسی قسم کی فروگزاشت کا امکان نہیں۔

۶۵ (اے رسول! یہ اُس خدا کا قانونِ مکافات ہے جو) کائنات کی پستیوں اور بلندیوں کا' اور جو کچھ ان کے درمیان ہے' سب کا نشو ونما دینے والا ہے۔ اسی کو حق پہنچتا ہے کہ اس کی محکومیت اختیار کی جائے۔ لہٰذا' تو بھی اس کی محکومیت اختیار کر' اور اس پر ثبات اور استقامت سے جما رہ۔ کیا تیرے علم میں کوئی اور بھی ہے جو اُس جیسا ہو؟ (قطعاً نہیں۔ اس کا مثیل و نظیر کوئی نہیں)۔

۶۶ (ذرا اس پر غور کرو کہ قانونِ مکافات سے جی چرانے والا) انسان یہ کہتا ہے کہ کیا' جب میں مر جاؤں گا تو پھر دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا؟

۶۷ کیا اُسے یہ بات یاد نہیں رہتی کہ ہم اُسے' اس سے قبل' پیدا کر چکے ہیں درآنحالیکہ وہ کچھ بھی نہیں تھا۔ (سو جو خدا' انسان کو عدم سے وجود میں لا سکتا ہے' اس کے لئے کیا مشکل ہے کہ وہ اسے' اس کی طبیعی موت کے بعد حیاتِ نو عطا کر دے!)۔

۶۸ (حیاتِ آخرت سے انکار' درحقیقت' خدا کے قانونِ مکافاتِ عمل سے انکار پر مبنی ہوتا ہے۔ اِس سے' اِن لوگوں کے دِل میں یہ زعمِ باطل پیدا ہو جاتا ہے کہ ہم جو جی میں آئے کرتے رہیں' ہم پر گرفت کرنے والا کوئی نہیں۔ سو اے رسول! تو ان لوگوں سے کہدے کہ مرنے کے بعد کی زندگی کا عذاب تو ایک طرف' تم اسی دنیا میں دیکھ لوگے کہ خدا کے قانونِ مکافات کی گرفت کیسی سخت ہوتی ہے)۔ ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ ہم انہیں اور ان کے باغی سرغنوں کو گھیر کر (جنگ کے میدانوں میں) اکٹھا کریں گے اور انہیں گھٹنوں کے بل جھکائے ہوئے' ذلت وخواری کے جہنم کے گرد لا کھڑا کریں گے (۸/۳۶)۔ (اسکے بعد' انکی یہی حالت اُخروی زندگی میں بھی ہوگی)۔

۶۹ پھر ان کی مختلف پارٹیوں کے سرغنوں کو' جو خدائے رحمٰن کے نظام کی مخالفت میں سب سے

ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾ وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ۙ أَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّأَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿٧٣﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَاثًا وَّرِءْيًا ﴿٧٤﴾ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰىٓ إِذَا رَأَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ ۭ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّأَضْعَفُ جُنْدًا ﴿٧٥﴾

زیادہ متشدد تھے' باقیوں سے الگ کرلیا جائے گا۔

۷۰ ہم خوب جانتے ہیں کہ ان میں سے کون کون' عذاب جہنم کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

۷۱ (لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ جہنم میں صرف ان کے سرغنے ہی جائیں گے۔ ان سے کہدو کہ) تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو اس کے عذاب سے بچ جائے گا۔ (یہ سب مجرم ہیں' اِس لئے ان سب کو وہاں ہانک کرلایا جائے گا۔ ۱۹/۸۶ ؛ ۲۱/۹۹)۔ یہ بات' تیرے نشوونما دینے والے کے قانونِ مکافات کی رُو سے طے پاچکی ہے۔

۷۲ البتہ متقیوں کو اس سے محفوظ رکھا جائے گا۔ (وہ اس سے اتنی دور رہیں گے کہ اس کی آواز تک بھی ان کے کانوں میں نہیں آئے گی۔ ۲۱/۱۰۱)۔ اور وہ لوگ جو اس وقت قوانینِ خداوندی سے سرکشی برت رہے ہیں' اُس میں ذلت وخواری کی زندگی بسر کریں گے۔ (اِس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی)۔

۷۳ ان کی حالت یہ ہے کہ جب ان کے سامنے قرآنی احکام وقوانین پیش کئے جاتے ہیں تو یہ جماعتِ مومنین سے کہتے ہیں کہ تم یہ بتاؤ کہ ہم دونوں پارٹیوں میں سے کونسی ایسی ہے جس کی پوزیشن اعلیٰ اور جس کی محفل زیادہ آراستہ پیراستہ ہے۔ (بس اسی سے سمجھ لو کہ کون صحیح راستے پر ہے اور کون غلط راہ پر!)۔

۷۴ (اس میں شبہ نہیں کہ نظامِ خداوندی کے قیام کے ابتدائی مراحل میں جماعتِ مومنین کی حالت کمزور ہے اور مخالفین کے پاس دولت وثروت زیادہ ہے۔ لیکن انہیں اس کا علم نہیں کہ) ہم ان سے پہلے کتنی قوموں کو تباہ کرچکے ہیں جو ان سے کہیں بہتر سازوسامان رکھتی تھیں اور انکی نمودونمائش بھی ان سے کہیں زیادہ تھی۔

۷۵ ان سے کہدو کہ (یہ ٹھیک ہے کہ اِس وقت تمہارے پاس قوت اور دولت زیادہ ہے' لیکن

وَيَزِيدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿۷۶﴾ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۷۷﴾ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۷۸﴾ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ﴿۸۰﴾

خدا کا قانون یہ ہے کہ) جو لوگ غلط راستہ اختیار کرتے ہیں (انہیں فوراً انہیں پکڑ لیا جاتا)۔ انہیں مہلت دی جاتی ہے، حتیٰ کہ وہ اس تباہی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں جس کی بابت ان سے کہا جاتا تھا ـــــ پہلے ہلکی سی سزا (تاکہ وہ اپنی روش سے باز آجائیں۔ اور اگر وہ اس پر بھی باز نہ آئیں تو) پھر انقلاب کا ہلاکت انگیز عذاب۔

(اسی قانون کے مطابق یہ مخالفین بھی) عنقریب جان لیں گے کہ کس کی پوزیشن بدتر ہے اور کس کا جتھہ کمزور!

۷۶ (ان کے برعکس) جو لوگ صحیح روشِ زندگی اختیار کرتے ہیں، خدا کا قانونِ ہدایت ان پر فلاح وکامرانی کی) راہیں اور کشادہ کئے چلا جاتا ہے۔ (اس حقیقت کو ہمیشہ پیش نظر رکھو کہ) ناقابلِ تغیر اور باقی رہنے والا سامانِ حیات وہی ہے جس سے، خدا کے قانونِ ربوبیت کے مطابق، انسانی صلاحیتوں کی نشو ونما ہوتی ہے۔ اس نظام کے قیام و استحکام میں جو کچھ صرف کیا جاتا ہے، یہ اس کا بہترین بدلہ ہوتا ہے، اور انجام کار یہی سب سے زیادہ نفع بخش ثابت ہوتا ہے۔ (اس لئے انسان کی نگاہ، مفادِ عاجلہ کی بجائے، ہمیشہ کاروبارِ حیات کے انجام کی منفعت پر رہنی چاہیئے)۔

۷۷ اس اصولِ زندگی سے انکار کرنے والے کو (جب مفادِ عاجلہ حاصل ہو جاتے ہیں تو وہ) اس فریب میں مبتلا رہتا ہے کہ اسے مال و دولت بھی فراواں ملتا رہے گا اور اس کی اولاد (اور جتھہ) کی بھی کثرت ہوگی (اور اس کی یہ حالت ہمیشہ ایسے ہی رہے گی)۔

۷۸ (اس سے پوچھو کہ) کیا اُسے، اس باب میں کہیں سے غیب کا علم حاصل ہو گیا ہے یا اس نے خدائے رحمٰن سے کوئی اقرار نامہ لکھوا رکھا ہے۔

۷۹ (یاد رکھو!) یہ جو کچھ کہتا یا سمجھتا ہے، بالکل غلط ہے۔ ہم اس کی ایک ایک بات کو لکھتے چلے جاتے ہیں۔ اور اس وقت، اس کی مہلت کی رسی کو دراز کئے جا رہے ہیں۔

۸۰ (جب یہ مہلت کا وقفہ ختم ہو جائے گا تو یہ دیکھ لے گا کہ جس مال اور اولاد کے زعم پر یہ اس طرح بڑھ چڑھ کر باتیں کر رہا ہے) اس کے ہم ہی وارث ہوں گے۔ اور وہ ہمارے سامنے بالکل تنہا آئے گا۔ (یعنی اس کی تمام اضافی چیزیں موت کے ساتھ ختم ہو جائیں گی اور جیسا کچھ وہ اعمال کی بدولت

وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ﴿۸۱﴾ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾
أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيٰطِينَ عَلَى الْكٰفِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ﴿۸۳﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ
الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸۶﴾ لَّا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ
اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَّقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ﴿۸۹﴾

بن چکا ہے' وہ ہمارے سامنے آجائے گا- جو کچھ اس کا بن' پیچھے رہ جائے گا- اور جو کچھ وہ خود ہے' اگلی دنیا میں آجائے گا- (۱۹/۹۵ ; ۶/۹۵)-

۸۱ اور ان لوگوں نے 'خدا کے سوا' اوروں کو بھی صاحب اقتدار تسلیم کر رکھا ہے تاکہ وہ ان کے لئے تقویت کا موجب بنیں-

۸۲ (ان سے کہدو کہ ان کا یہ خیال بھی خام ہے)- جن کی یہ (اس خیال سے) محکومیت اختیار کئے ہیں' وقت آنے پر' وہ ان کی اطاعت گزاری ہی سے انکار کر دیں گے اور (ان کے لئے موجب تقویت ہونے کے بجائے' الٹے) ان کے مخالف ہو جائیں گے-

۸۳ اصل یہ ہے کہ ان کی مفاد پرستیوں کے جذبات' اور ان کے سرغنے' ان کے اعصاب پر بری طرح سوار ہو چکے ہیں' اور انہیں' اس نظام حق و صداقت کی مخالفت پر اُکساتے رہتے ہیں-

۸۴ (سو ان کی تباہی میں جو دیر ہو رہی ہے' تو) اس باب میں تو جلدی نہ کر- یہ صرف اس لئے ہے کہ ہم (اپنے قانون مُہلت کے مطابق) ان کے دن گن رہے ہیں-

۸۵ (وہ وقت عنقریب آنے والا ہے) جب ہم متقیوں کو' اپنے ہاں' عزت و رفعت' اور حصول عطایا و نوازشات کے لئے' نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ جمع کریں گے-

۸۶ اور مجرمین کو اس طرح جہنم کی طرف ہنکائیں گے' جس طرح پیاسے جانوروں کو گھاٹ کی طرف ہنکایا جاتا ہے- (ہنکایا کیا جاتا ہے' ان کی تپش درون انہیں خود کشاں کشاں اسکی طرف لے جاتی ہے!)-

۸۷ اس دن کوئی کسی کے ساتھ کھڑا نہیں ہو گا' سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے' اپنے آپ کو خدائے رحمٰن کے قانون کے سررشتہ سے باندھ رکھا ہے (اور اس طرح' ایک دوسرے کے رفیق و یاور بن گئے ہیں)-

۸۸ ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ خدائے رحمٰن نے (مسیح ابن مریم کو) اپنا بیٹا بنا رکھا ہے (اور وہ ہمارے گناہوں کو بخشوا دے گا)-

۸۹ (ان سے کہو کہ) یہ کس قدر خطرناک بات ہے جو تم نے گھڑ رکھی ہے!

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩٠﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٢﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿٩٣﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿٩٤﴾ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿٩٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿٩٦﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿٩٧﴾

---

۹۰ ایسی خطرناک بات کہ جس سے آسمان پھٹ پڑے۔ زمین کا سینہ شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر دھماکے سے گر پڑیں! (۴۲/۵)۔

۹۱ ذرا غور تو کرو کہ یہ کہتے کیا ہیں؟ یہ کہتے ہیں کہ خدا کا ایک بیٹا بھی ہے (الامان' والحفیظ)۔

۹۲ یہ بات ہرگز ہرگز خدا کے شایانِ شان نہیں کہ وہ اپنے لئے بیٹا بنائے۔

۹۳ (اسے اپنی امداد کے لئے کسی کو بیٹا بنانے کی ضرورت کیا ہے جبکہ اس کے اقتدار کا عالم یہ ہے کہ) کائنات کی کوئی شے ایسی نہیں جو اس کی غلامی کا طوق اپنی گردن میں ڈالے' اسکے حضور سر جھکائے کھڑی نہ ہو۔

۹۴ اس کے محیطِ کُل اقتدار نے ہر شے کو گھیر رکھا ہے۔ (کوئی شے اس کے حیطۂ اقتدار سے باہر نہیں رہ سکتی)۔ اور اس کے قانونِ مکافات نے ایک ایک کا شمار کر رکھا ہے۔

۹۵ (جیسا کہ ۱۹/۸ میں کہا جا چکا ہے)۔ اعمال کے ظہورِ نتائج کے وقت' سب اُس کے سامنے تن تنہا آئیں گے (کوئی کسی کے ساتھ نہیں ہوگا۔ اور ہر ایک اپنے اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہوگا۔ (انسان کی ذات کی انفرادیت کا تو تقاضا ہی یہ ہے کہ نہ کوئی کسی دوسرے کے اعمال کی سزا بھگتے۔ نہ کسی کے اعمال کسی اور کے کام آسکیں۔ نہ ہی کوئی اضافی شے اس کا ساتھ دے سکے۔ ۶/۹۵)

۹۶ (اے رسول!) جو لوگ ہمارے قوانین کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں اور ان کے مطابق' صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہیں۔ (اِس وقت تو یہ عالم ہے کہ ساری دُنیا اُن کی مخالفت پر تلی بیٹھی ہے) لیکن وہ وقت دُور نہیں جب خدائے رحمٰن' لوگوں کے دلوں میں' ان کے لئے محبت و جاذبیت پیدا کر دے گا۔ (اور وہ فوج در فوج' اِن کی طرف کھنچے چلے آئیں گے۔ ۱۱۰/۲)۔

۹۷ (یہ سب اِس قرآن پر عمل کرنے سے ہوگا جسے) ہم نے تیری زبان میں (سمجھنے کے لئے) بڑا آسان کر دیا ہے۔ تو اس کے ذریعے' جماعتِ مومنین کو ان کے حسنِ عمل کے خوشگوار نتائج کی

وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُم مِّنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾

(۶ ع ۱۶ ۹)

بشارت دیدے' اور جو لوگ سچائی کے مقابلہ میں ہٹ اور ضد پر اڑے ہوئے ہیں' انہیں' ان کی غلط روش کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کردے۔

۹۸ (اور ان سے کہدے کہ) ان سے پہلے' ہمارے قانون مکافات کے مطابق' کتنی قومیں تباہ وبرباد ہو چکی ہیں۔ کیا ان میں سے تمہیں کوئی بھی دکھائی دیتی ہے؟ یا ان کی بھنک تک بھی تمہارے کان میں پڑتی ہے؟

(اگر تم نے بھی اس نظام کو قبول نہ کیا اور اپنی غلط روش پر اڑے رہے' تو جو حشر اُن کا ہوا تھا' وہی تمہارا ہوگا)۔

سورۃ طٰہٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰهٰ ① مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ② اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ③ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ④ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ⑤ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ⑥

---

۱ اے مخاطب (رسول!)

۲ ہم نے یہ قرآن تجھ پر اس لئے نہیں اتارا کہ تجھ پر زندگی بارگراں بن جائے اور تو سعادتوں سے محروم رہ جائے۔ (یہ تو زندگی کی کامرانیاں اور خوشگواریاں عطا کرنے کا ضابطہ ہے۔ (۲۰/۱۱۸ : ۲۰/۱۲۴-۱۲۳)

اس انقلابی پروگرام کے ابتدائی مراحل ضرور دشوار گزار ہیں، لیکن اس کے بعد کامیابی تمہارے ہی حصے میں آئے گی۔ (۹۴/۱-۶)۔

۳ اس کے نازل کرنے سے مقصد یہ ہے کہ جو شخص ڈرتا ہو کہ وہ کہیں زندگی کی شادابیوں سے محروم نہ رہ جائے، یہ اس کے لئے اقبال مندیوں اور سرفرازیوں کا موجب بنے۔

۴ یہ اس خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے جس نے کائنات کی پستیوں اور بلند ترین پہنائیوں کو پیدا کیا ہے (اور ان میں اس کا قانون اس حسن و خوبی سے کارفرما ہے)۔

۵ وہ خدا جس کے قبضۂ قدرت میں کائنات کا پورا کنٹرول ہے —— بلند ترین پہنائیوں سے

۶ لے کر پست ترین گہرائیوں تک —— اور یہ تمام محیر العقول کارگہ، اس کے مقرر کردہ پروگرام کی تکمیل کے لئے مصروف تگ و تاز ہے۔

وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝۷ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۝۸ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝۹ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝۱۰ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ يٰمُوْسٰى ۝ؕ۱۱ اِنِّیْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ؕ۱۲

(اور یہ سارا کنٹرول اس لئے ہے کہ ہر شے کو سامان نشوونما ملتا رہے (۱/۲) اور ہر عمل کا صحیح صحیح نتیجہ مرتب ہوتا رہے (۴۵/۲۲)-

۷ (جب اس کے قانونِ مکافات کی کارفرمائی کا یہ عالم ہے کہ یہ تمام سلسلۂ کائنات اسی کیلئے سرگرمِ عمل ہے، تو اس کے نزدیک یکساں ہے کہ) تو کوئی بات پکار کر کہے (یا چپکے سے)- وہ تو تمہارے ہر بھید بلکہ بھید سے بھی زیادہ مخفی شے (نیت اور ارادہ) تک سے بھی واقف ہے-

۸ حقیقت یہ ہے کہ کائنات میں تمام اقتدار اور اختیار اسی کا ہے- اس کے علاوہ کوئی اور صاحبِ اقتدار ہستی نہیں- اس کی تمام صفات (جو قرآن میں مذکور ہیں) انتہائی حسن توازن کے ساتھ، اُس کی ذات کے مختلف پرتو ہیں-

۹ (اِس حقیقت کبریٰ کو جاننے کے لئے کہ، خدا کے ضابطۂ قوانین پر عمل پیرا ہونے سے کسطرح ابتدائی دشوار گزار مراحل کے بعد، بالآخر کامیابیاں اور کامرانیاں نصیب ہوجاتی ہیں،) تمہیں موسیٰ کی سرگزشت اپنے سامنے رکھنی چاہیئے-

۱۰ (اس داستان کا آغاز ہم اس مقام سے کرتے ہیں) جب اُس نے (دُور سے) آگ دیکھی تو اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں نے آگ دیکھی ہے- تم یہاں ٹھیرو میں جاتا ہوں- ممکن ہے میں وہاں سے تمہارے لئے ایک انگارا لے آؤں- یا (کم از کم) الاؤ پر کوئی ایسا آدمی مل جائے جو ہمیں (اس اندھیری رات میں) راستے کا پتہ نشان بتاسکے-

(تنہا عقل انسانی، وحی کی مدد کے بغیر، اس طرح، قیاسات سے نشانِ راہ تلاش کرنے کی کوشش کرتی ہے)-

۱۱ جب موسیٰ آگ کے قریب پہنچا تو ایک آواز آئی کہ، اے موسیٰ!

۱۲ میں تیرا نشوونما دینے والا ہوں- تو اب اُس مقام تک آ پہنچا ہے جہاں تیرے لئے عقل کے تجرباتی اور قیاسی طریق سے نتائج تک پہنچنے کی طول طویل مسافتیں لپیٹ دی گئی ہیں، اور اس کی جگہ وحی کا مقدس راستہ کھول دیا گیا ہے جہاں حقائق از خود منکشف ہوکر سامنے آجاتے ہیں- لہٰذا، تو اب، اُس لمبے سفر کے ساز و سامان کو الگ رکھ کر، اطمینان سے بیٹھ جا-

وَاَنَا اخۡتَرۡتُكَ فَاسۡتَمِعۡ لِمَا يُوۡحٰى ﴿۱۳﴾ اِنَّنِىۡۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِىۡ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكۡرِىۡ ﴿۱۴﴾
اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخۡفِيۡهَا لِتُجۡزٰى كُلُّ نَفۡسٍۢ بِمَا تَسۡعٰى ﴿۱۵﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنۡهَا مَنۡ لَّا يُؤۡمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰٮهُ
فَتَرۡدٰى ﴿۱۶﴾ وَمَا تِلۡكَ بِيَمِيۡنِكَ يٰمُوۡسٰى ﴿۱۷﴾ قَالَ هِىَ عَصَاىَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيۡهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِىۡ وَلِىَ فِيۡهَا مَاٰرِبُ

وہ دور ختم ہوگیا۔ (۷۹/۱۶)۔

۱۳ میں نے تجھے ایک عظیم مقصد کے لئے منتخب کیا ہے۔ سو جو بات تجھے اس وحی کے ذریعہ بتائی جاتی ہے اُسے دل کے کانوں سے سُن۔ (۲۰/۱۳–۱۴)

۱۴ اس وحی کا اوّلیں پیغام یہ ہے کہ خدا میں ہی ہوں۔ میرے سوا کائنات میں کسی کا اقتدار واختیار نہیں۔ اس لئے تو صرف میری محکومیت اختیار کر۔ اور میرے قانون اور نظام کو غالب کرنے کے لئے صلوٰۃ کا نظام قائم کر۔

۱۵ (اس حقیقت کو یاد رکھ کہ تیرے ہاتھوں ایک) انقلاب عظیم رونما ہونے والا ہے۔ ہمارا پروگرام یہ ہے کہ وہ انقلاب، جو اس وقت تک ظاہر بیں نگاہوں سے پوشیدہ تھا، اب نکھر کر سامنے آجائے۔ یہ انقلاب اس لئے آئے گا تاکہ ہر شخص کو اس کی محنت کا پورا پورا بدلہ مل سکے (اور سلب ونہب کا جودہ فرعونی۔ قارونی اور ہامانی معاشرہ جس میں حالت یہ ہے کہ محنت کوئی کرتا ہے اور اس کا ماحصل کوئی لے جاتا ہے، الٹ کر رکھ دیا جائے۔ یہ انقلاب "نظام صلوٰۃ قائم کرنے سے" آئے گا)۔

۱۶ اس کے لئے ایک بات کو اچھی طرح سمجھ رکھو۔ جو لوگ اس آنے والے انقلاب کے واقع ہونے پر یقین نہ رکھیں اور اپنی مفاد پرستیوں کے پیچھے لگے رہیں (انہیں اپنے ساتھ نہ رکھنا۔ ورنہ) وہ تمہارے راستے میں سنگ گراں بن کر حائل ہوجائیں گے، اور اپنے ساتھ، تیری تباہی کا بھی موجب بن جائیں گے۔ (یہ انقلاب انہی لوگوں کے ہاتھوں رونما ہوگا جو اس پر دل سے یقین رکھیں اور اپنی انفرادی مفاد پرستیوں کے خیال سے بالاتر ہوجائیں)۔

۱۷ (چنانچہ اس کے بعد موسیٰؑ کو، اس انقلابی پروگرام کے سلسلہ میں ہدایات و احکام دیئے گئے۔ ان میں فریق مقابل کو روشن دلائل وبراہین سے قائل کرنے کی ہدایات بھی تھیں، اور مقابلہ کے وقت، قوت اور سخت گیری سے کام لینے کے احکام بھی۔ جب یہ احکام دیئے جاچکے تو ندائے غیب نے کہا کہ اے موسیٰؑ! تم ان احکام وہدایات پر، قوت اور برکت، ہر دو نقاطِ نگاہ سے غور کرو اور بتاؤ کہ تم انہیں کیسا پاتے ہو؟

۱۸ موسیٰؑ نے عرض کیا۔ بارِ الٰہا! یہ احکام کیا ہیں، میرے لئے تو سفرِ زندگی میں بہت بڑا

أُخْرٰى ﴿۱۸﴾ قَالَ أَلْقِهَا يٰمُوسٰى ﴿۱۹﴾ فَأَلْقٰهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿۲۰﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولٰى ﴿۲۱﴾ وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوْءٍ اٰيَةً أُخْرٰى ﴿۲۲﴾ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ﴿۲۳﴾ اِذْهَبْ إِلٰى فِرْعَوْنَ إِنَّهٗ طَغٰى ﴿۲۴﴾

(۱ ع ۲۴ ۱۰)

سہارا ہیں۔ میں اب انہی کے آسرے سے چلوں گا اور ہر مشکل مقام پر انہیں مضبوطی سے تھامے رکھوں گا تاکہ میرا قدم کہیں نہ پھسلے۔ انہی کے ذریعے اب میں اپنے ریوڑ کو (یعنی بنی اسرائیل کو، جن کا گڈریا بنا کر تو مجھے بھیج رہا ہے) جھنجوڑوں گا اور اس طرح ان کے جمود و تعطل کو مبدّل بہ حرکت و عمل کر دوں گا۔ ان کے علاوہ، زندگی کے دیگر معاملات کے متعلق، جو میرے سامنے آئیں گے، ان سے بصیرت و راہ نمائی حاصل کروں گا۔[1]

۱۹ حکم ہوا کہ تم نے ٹھیک سمجھا ہے۔ اب تم انہیں لوگوں کے سامنے پیش کرو۔

۲۰ اس کے بعد جب موسیٰؑ نے اس مہم پر غور کیا جس کے لئے اسے مامور کیا جا رہا تھا تو اسے اندازہ ہوا کہ ان احکام کا لوگوں کے سامنے پیش کرنا، آسان کام نہیں۔ اس نے ایسا محسوس کیا کہ وہ ضابطۂ احکام نہیں، ایک اژدھا ہے جو بڑی تیزی سے دوڑ رہا ہے (۲۶/۳۳ — ۳۲ ؛ ۷/۱۰۸ — ۱۰۷ ؛ ۲۸/۳۲)۔

۲۱ خدا نے موسیٰؑ کو اطمینان دلایا اور کہا کہ اس خیال سے مت گھبراؤ۔ ان احکام کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔ ان کے متعلق جو بات تم نے پہلے کہی تھی (کہ ان سے فلاں فلاں منفعت بخش کام لوں گا)، ہم انہیں ایسا ہی بنا دیں گے۔ (یہ اژدھا کی طرح ہلاکت آفریں ثابت ہوں گے، باطل کے لئے۔ لیکن تمہارے اور تمہاری قوم کے لئے سہارا بن جائیں گے)۔

۲۲ اس مہم میں تو بالکل پریشان نہ ہو، بلکہ نہایت اطمینان و سکون، اور کامل دلجمعی سے اپنی دعوت کو واضح اور روشن دلائل کے ساتھ پیش کرتا چلا جا۔ تو تمام مشکلات سے محفوظ و مصئون باہر نکل آئے گا۔ تیری یہ کامیابی، تیری دعوت کی دوسری نشانی ہو گی (پہلی نشانی، دشمن کی تباہی۔ اور دوسری نشانی، تمہاری جماعت کا تمکن اور سرفرازی)۔

۲۳ یہ احکام تجھے اس لئے دیئے گئے ہیں کہ تجھے دکھا دیں کہ ان کے ذریعے کتنا بڑا انقلاب عظیم رونما ہو جاتا ہے۔ (۷۹/۲۰)۔

۲۴ اب تم فرعون کی طرف جاؤ۔ وہ اپنے ظلم و استبداد میں بہت ہی زیادہ آگے بڑھ چکا ہے۔ اس کی سرکشی حدود فراموش ہو گئی ہے۔

---

[1] آیات نمبر ۱۷ تا نمبر ۲۳ میں الفاظ کے مجازی معانی لئے گئے ہیں۔ جو قارئین حقیقی معانی کو ترجیح دینا چاہیں وہ ان کے معانی کسی ترجمۂ قرآن میں دیکھ لیں۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ﴿۲۵﴾ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوا قَوْلِي ﴿۲۸﴾ وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ﴿۲۹﴾ هَارُونَ أَخِي ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ﴿۳۱﴾ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ﴿۳۲﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ﴿۳۳﴾ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ﴿۳۴﴾ إِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِيرًا ﴿۳۵﴾ قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ﴿۳۷﴾ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ﴿۳۸﴾

---

۲۵ (جب موسیٰؑ نے یہ سنا کہ اسے کس مقصدِ عظیم کے لئے چنا گیا ہے اور اس کی ٹکر کن کن قوتوں کے ساتھ ہونے والی ہے تو) اس نے عرض کیا کہ اے میرے نشوونما دینے والے! (یہ مہم بڑی سخت ہے۔ اسکے لئے تو) میرے سینے میں وسعت اور کشادگی عطا کر دے (کہ بڑی سے بڑی مشکل بھی مجھے پریشان نہ کر سکے۔ ۹۴/۱)۔

۲۶ اور جو دشواریاں میری راہ میں آئیں، انہیں مجھ پر آسان کر دے۔ (۹۴/۵)

۲۷ اور میری زبان میں ایسی طاقت اور روانی پیدا کر دے (کہ میں تیرے پیغامات کو بطریقِ احسن فریقِ مقابل تک پہنچا سکوں)۔

۲۸ اور میری بات ان کی سمجھ میں آ جائے۔ (اور سیدھی ان کے دل تک اتر جائے)۔

۲۹–۳۲ (چونکہ یہ مہم بڑی سخت ہے اس لئے) میرے اہل خاندان میں سے 'میرے بھائی' ہارونؑ کو میرے ساتھ کر دے تاکہ وہ میرا بوجھ بٹائے۔ اس کی مدد سے میری قوت مستحکم ہو جائے گی۔ وہ اس عظیم مہم میں میرا شریکِ کار رہے گا۔

۳۳–۳۴ یوں ہم دونوں مل کر، تیرے تفویض کردہ پروگرام کی تکمیل میں بہت زیادہ سرگرمِ عمل رہیں گے اور تیرے قانون اور نظام کو غالب بنا دینے کے لئے، بیش از بیش قدم اٹھا سکیں گے۔

۳۵ تو ہم دونوں کے حالات سے اچھی طرح باخبر ہے (اور جانتا ہے کہ ہم دونوں مل کر کس طرح اس مہم کو سر کریں گے)۔

۳۶ ارشاد ہوا کہ اے موسیٰؑ! ہم نے تیری مانگ پوری کر دی۔ تیری درخواست منظور ہو گئی۔ (اب تو اس پروگرام پر جم کر کھڑا ہو جا اور کسی کی بات کی طرف دھیان مت دے۔ ۱۰۹/۱)۔

۳۷ (یہ سن کر موسیٰؑ کا سرِ نیاز، اظہارِ تشکر کے لئے جھک گیا، اور اس نے کہا کہ بار الٰہا! یہ تیرا بہت بڑا احسان ہے جو مجھ پر کیا گیا ہے۔ اس پر بارگاہ خداوندی سے ارشاد ہوا کہ اے موسیٰؑ!) تم پر ہمارا یہ احسان کچھ پہلی مرتبہ نہیں ہوا۔ اس کا سلسلہ بہت پہلے سے شروع ہوا تھا۔

۳۸ جب ہم نے (تمہاری پیدائش کے ساتھ ہی)، تمہاری ماں کی طرف (اپنے ایک بندے

اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ؕ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ ﴿۳۹﴾ اِذْ تَمْشِيْۤ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ يَّكْفُلُهٗ ؕ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰۤى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْۤ اَهْلِ مَدْيَنَ ۚ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ﴿۴۰﴾ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ﴿۴۱﴾

کی معرفت) یہ حکم بھیجا تھا کہ

۳۹ وہ اپنے بچے کو صندوق میں ڈال دے۔ اور پھر اس صندوق کو دریا میں بہا دے۔ دریا کی لہریں اسے کنارے پر لگا دیں گی جہاں سے اسے وہ شخص لے جائے گا جو میرے احکام و قوانین کا بھی دشمن ہے اور خود اس بچے کا بھی دشمن۔

(اس طرح اے موسیٰؑ! تو فرعون کے محلات میں جا پہنچا۔ اور) ہم نے اپنی عنایت سے تجھے ایسا بنا دیا تھا کہ سب لوگ تجھ سے محبت کریں۔ یہ تمام انتظام اس لئے کیا گیا تھا کہ ہم چاہتے تھے کہ تمہاری پرورش و تربیت' ہماری زیر نگرانی (شاہی محلات میں) ہو (تاکہ تو ان رموز مملکت و سیاست سے اچھی طرح واقف ہو جائے' جن کا تجھے آخر الامر مقابلہ کرنا تھا)۔

۴۰ (تو جب وہاں پہنچ گیا تو فرعون کے گھر والوں کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ تمہاری رضاعت (دودھ پلانے) کا کیا انتظام کیا جائے۔ اُس وقت) تمہاری بہن وہاں سے گزری تو اس نے ان سے کہا کہ کیا میں تمہیں ایسی عورت کا پتہ بتاؤں جو اس کی پرورش کر سکے گی؟ (یہ عورت خود تمہاری والدہ تھی)۔ اس طرح ہم نے تجھے پھر تمہاری والدہ کی گود میں پہنچا دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ (بیٹے کی جدائی کی وجہ سے) غمگین نہ ہو۔

(اس کے بعد تو بڑا ہوا تو) تو نے ایک آدمی کو مار ڈالا۔ لیکن ہم نے تجھے اس معاملہ کی پریشانی سے بھی نجات دلائی۔ (پھر تجھے' محلات سے نکال کر' سخت اور درشت زندگی کی کئی) کٹھالیوں میں ڈالا (تاکہ تو کندن بنتا چلا جائے)۔ اس طرح تو کئی برس تک مدین میں چرواہا بن کر رہا۔

اس قدر مختلف مراحل سے گزرنے کے بعد' کہیں جا کر' تو ہمارے پیمانے پر پورا اترا۔

۴۱ اس طرح ہم نے' اے موسیٰؑ! تجھے اپنے ایک خاص کام کے لئے بنایا اور تیار کیا ہے۔ (یہ نہیں کہ تو بکریاں چراتے چراتے' اتفاق سے آگ لینے کے لئے ادھر آنکلا اور ہم نے تیرے سر پر

اِذْهَبْ اَنْتَ وَ اَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَ لَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ﴿۴۲﴾ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۴۳﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿۴۴﴾ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿۴۵﴾ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَ اَرٰى ﴿۴۶﴾ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ وَ لَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَ السَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿۴۷﴾ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ﴿۴۸﴾ قَالَ

تاج نبوت رکھ دیا!)۔

۴۲ سواب تم اور تمہارا بھائی، دونوں، ہمارے قوانین کو لے کر فرعون کی طرف جاؤ۔ اور دیکھنا! میرے پروگرام کے مطابق عمل کرنے میں ذرا بھی سستی نہ کرنا۔

۴۳ (اس کے بعد موسیٰؑ اس مہم کے لئے روانہ ہو گیا، اور جب اس کا بھائی ہارونؑ، بھی اس کے ساتھ آملا، تو اُنہی ہدایات کا پھر اعادہ ہوا اور ان سے کہا گیا کہ) تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ۔ وہ اپنے ظلم و ستم میں حد سے زیادہ آگے بڑھ گیا ہے۔ اس کی سرکشی کی کوئی انتہا نہیں رہی۔

۴۴ جب اس کی طرف جاؤ تو اس سے نرمی سے بات کرنا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس طرح نصیحت پکڑ لے یا اپنی سرکشی کے عواقب سے ڈر جائے۔

۴۵ ان دونوں نے کہا کہ اے ہمارے نشو و نما دینے والے! ہمیں ڈر ہے کہ فرعون ہماری مخالفت میں پیش دستی نہ کرے۔ یا سرکشی سے پیش نہ آئے۔

۴۶ خدا نے کہا کہ تم مت گھبراؤ۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں سب کچھ سنتا ہوں، سب کچھ دیکھتا ہوں۔ (اس لئے وہ تمہارا بال تک بیکا نہیں کر سکے گا)۔

۴۷ تم اس کے پاس بے دھڑک جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم تیرے پروردگار کے بھیجے ہوئے آئے ہیں۔ اس کا پیغام یہ ہے کہ تم بنی اسرائیل پر اس قدر سختیاں نہ کرو بلکہ انہیں ہمارے ساتھ بھیج دو۔ اگر تم اس راستے پر چلو گے جو خدا کا بتایا ہوا ہے، تو تمہارے لئے سلامتی ہو گی۔ سلامتی ہوتی ہی اس کے لئے ہے جو خدا کے بتائے ہوئے راستے پر چلے۔

۴۸ لیکن اگر تم پیغامِ خداوندی کو جھٹلاؤ گے اور اس سے سرتابی اختیار کرو گے، تو پھر تباہی اور بربادی کے عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے۔
اب تم خود سوچ سمجھ کر فیصلہ کر لو کہ تم کونسا راستہ اختیار کرنا چاہتے ہو۔

۴۹ (چنانچہ یہ دونوں بھائی، فرعون کے پاس پہنچے اور اس تک خدا کا یہ پیغام پہنچایا۔ اس پر)

فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿۴۹﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿۵۰﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿۵۱﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ﴿۵۲﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿۵۳﴾

فرعون نے کہا کہ اے موسیٰ! پہلے یہ بتاؤ کہ (جس رب کی طرف سے تم یہ پیغام لائے ہو) تمہارا وہ رب ہے، کون؟ (تم جانتے ہو کہ ہر قبیلہ اور ہر قوم کا رب — دیوتا — الگ الگ ہوتا ہے۔ تمہارا رب کونسا ہے؟)۔

۵۰ موسیٰ نے کہا کہ ہمارا رب، کسی خاص گروہ یا قوم کا رب نہیں۔ ہمارا رب وہ ہے جو ہر شے کو پیدا کرتا ہے اور پھر اسے وہ راستہ بتا دیتا ہے (جس پر چل کر وہ اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ سکتی ہے۔ انسانوں تک یہ راہ نمائی وحی کے ذریعے آتی ہے، جسے لے کر ہم تمہارے پاس آئے ہیں)۔

۵۱ (جب فرعون نے دیکھا کہ اس سوال کے جواب میں موسیٰ پر گرفت کی گنجائش نہیں نکل سکی، تو اس نے بحث کا رخ بدلا اور خاص "حکمتِ فرعونی" سے کام لینا چاہا۔ اس کے گرد و پیش، امراء و وزراء بیٹھے تھے۔ وہ، اور ان کے آباء واجداد مشرک تھے، اور موسیٰ کے معیار کے مطابق، جہنم کے سزاوار۔ اس لئے) اس نے موسیٰ سے کہا کہ یہ بتاؤ کہ جو لوگ پچھلے زمانے میں گزر چکے ہیں (یعنی ہمارے اسلاف) ان کا کیا حشر ہوگا (کیونکہ وہ تو تمہارے خدا پر ایمان نہیں رکھتے تھے)۔

۵۲ (اس نے یہ سوال اس نیت سے کیا تھا کہ جب اس کے جواب میں موسیٰ کہے گا کہ وہ سب جہنم میں جائیں گے تو اس کے اہل دربار مشتعل ہو جائیں گے اور یوں بنی اسرائیل کی آزادی کا مسئلہ مذہبی جذبات کے سیلاب میں بہ جائے گا۔ لیکن اسے معلوم نہیں تھا کہ اس کا سابقہ کس سے پڑا ہے؟)۔ موسیٰ نے کہا کہ اس بات کا مجھے کچھ علم نہیں (کہ وہ لوگ کس حال میں ہیں)۔ اس کا علم میرے پروردگار کے نوشتے میں ہے۔ اس لئے ان کے معاملہ کا فیصلہ، خدا کے نوشتے کے مطابق ہو جائے گا)۔ وہ خدا ایسا نہیں کہ کھویا جائے۔ یا بھول میں پڑ جائے۔ (اس لئے ان کا فیصلہ ٹھیک ٹھیک ان کے اعمال کے مطابق ہو جائے گا۔ تم اپنے پہلے سوال کا جواب سنو کہ جس رب نے ہمیں تمہاری طرف بھیجا ہے، وہ رب کیسا ہے؟)۔

۵۳ وہ رب وہ ہے جس نے تم سب کے لئے اس وسیع و عریض زمین میں سامانِ پرورش جمع کر دیا، اور تمہاری نقل و حرکت کے لئے راستے بنا دیئے۔ وہ رب جو بادلوں سے مینہہ برساتا ہے اور اس کی آبپاشی سے انواع و اقسام کی نباتات پیدا کر دیتا ہے۔

كُلُوا وَارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِأُولِي النُّهَىٰ ﴿٥٤﴾ مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ
تَارَةً أُخْرَىٰ ﴿٥٥﴾ وَلَقَدْ أَرَيْنَاهُ آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَأَبَىٰ ﴿٥٦﴾ قَالَ أَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يَا مُوسَىٰ ﴿٥٧﴾
فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِثْلِهِ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿٥٨﴾ قَالَ
مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّينَةِ وَأَنْ يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿٥٩﴾

۵۴ تا کہ تم خود بھی کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو بھی کھلاؤ۔ اس تمام نظامِ فطرت میں صاحبانِ عقل و بصیرت کے لئے اس حقیقتِ کبریٰ کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں کہ کائنات میں پروردگاری صرف خدا کی ذات کے لئے ہے۔ (لہٰذا کسی فرعون کا یہ کہنا کہ "اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى"۔ میں تمہارا سب سے بڑا پروردگار ہوں۔ $\frac{79}{24}$ - یہ زمین۔ یہ دریا۔ یہ ملک سب میری ملکیت ہیں۔ $\frac{43}{51}$ - اس لئے تم میرے محتاج اور محکوم ہو" بے بنیاد دعویٰ اور حماقت پر مبنی تصور ہے)۔

۵۵ اس پروردگارِ حقیقی نے تم سب کو اس زمین (بے جان مادہ) سے پیدا کیا ہے۔ پھر وہ (تمہارے بے جان مادی جسم کو اسی میں لوٹا دیتا ہے لیکن اس کے بعد تمہیں حیات نو عطا کر کے اس سے اٹھا کھڑا کریگا۔ (لہٰذا انسانوں میں آقا اور بندہ۔ حاکم اور محکوم کی تفریق کیسی؟ آقا اور حاکم صرف خدا ہے۔ سب انسان آپس میں برابر اور اس کے محکوم ہیں)۔
(کیا اب تم سمجھ گئے ہو کہ وہ خدا کونسا ہے جس کا پیغام لے کر ہم تمہاری طرف آئے ہیں؟)۔

۵۶ (اب فرعون واقعی سمجھ گیا کہ موسیٰؑ کا پیغام کیا ہے اور وہ ملک میں کس قسم کا انقلاب لانا چاہتا ہے)۔ موسیٰؑ نے خدا کے احکام و قوانین نہایت وضاحت سے اس کے سامنے پیش کر دیئے۔ اسے دکھایا کہ وہ کس قدر حق و صداقت پر مبنی ہیں۔ لیکن اس نے ان کی تکذیب کی اور انہیں ماننے سے انکار کر دیا۔

۵۷ اس نے موسیٰؑ سے کہا کہ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ اپنے باطل مذہب اور رنگاہ فریب دلائل کے زور سے ہمیں ہماری مملکت سے نکال باہر کرے؟

۵۸ اگر یہی بات ہے تو ہم تیری اس سحر طرازیوں کا جواب سحر طرازیوں سے دیں گے۔ (اسکا جواب ہمارے مذہبی پیشوا دیں گے) سو تو ہمارے اور اپنے درمیان مقابلہ کے لئے ایک دن مقرر کر لے۔ اس کی خلاف ورزی نہ ہم کریں نہ تم کرو۔ ہمارے اور تمہارے درمیان یہ مقابلہ برابر کی سطح پر ہو گا۔

۵۹ موسیٰؑ نے کہا کہ بہت اچھا۔ تمہارے مقابلہ کے لئے جشن کا دن مقرر ہوا۔ دن چڑھے

فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۰﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿۶۱﴾ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿۶۲﴾ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿۶۳﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿۶۴﴾

لوگوں کو اکٹھا ہو جانا چاہیئے۔

۶۰ اس فیصلہ کے بعد فرعون نے ان کی طرف سے توجہ ہٹا لی۔ اپنی تمام تدابیر کو یک جا جمع کیا' اور مقررہ وقت پر مقابلہ کے لئے آگیا۔

۶۱ (جو مذہبی پیشوا موسٰیؑ کے مقابلہ کے لئے بلائے گئے تھے' موسٰیؑ نے انہیں مخاطب کر کے کہا کہ یاد رکھو! تم تباہ ہو جاؤ گے۔ تم خدا کے خلاف افترا پردازی مت کرو۔ اپنی طرف سے مذہب تراش کر' اسے اُس کی طرف منسوب مت کرو۔ یاد رکھو! خدا کا قانون یہ ہے کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں' وہ خائب و نامراد رہتے ہیں۔ وہ انہیں جڑ بنیاد سے اکھیڑ دیا کرتا ہے۔

۶۲ (اس تقریر کا اثر یہ ہوا کہ) ان مذہبی پیشواؤں نے آپس میں رد و کد شروع کر دی اور باہم سرگوشیاں کرنے لگ گئے۔ (عوام پر بھی اس کا بُرا اثر پڑا)۔

۶۳ (فرعون کے درباریوں نے جب مجمع کی یہ حالت دیکھی تو انہیں خطرہ لاحق ہو گیا) انہوں نے لوگوں سے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ دونوں بھائی (موسٰیؑ اور ہارونؑ) کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟ یہ باطل مذہب کے پیشوا ہیں[1] اور ان کا ارادہ یہ ہے کہ اپنی فریب کاریوں سے اپنا تسلط جما لیں اور تمہیں تمہاری مملکت سے نکال باہر کریں۔ اور تمہارے مذہب و مسلک کو' جو اس قدر اعلیٰ درجہ کا ہے' تباہ کر کے رکھ دیں۔ اور اس طرح تمہارے ارباب حکومت اور پیشوایان طریقت کا تمام شرف و اقتدار چھین کر لے جائیں۔

۶۴ (پھر انہوں نے اپنے مذہبی مناظروں کو خصوصیت سے مخاطب کر کے کہا کہ اپنے باہمی اختلافات کو چھوڑ کر' اس مشترکہ دشمن کو مغلوب کرنے کے لئے' اپنی تمام ہنرمندیوں اور تدابیر کو یکجا

---

[1] یہ ان الفاظ کا مجازی مفہوم ہے۔ جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے' جو قارئین حقیقی معانی کو ترجیح دینا چاہیں وہ ان الفاظ کے معانی کسی باترجمہ قرآن کریم کے نسخے سے دیکھ لیں۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿٦٥﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿٦٦﴾ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿٦٧﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿٦٨﴾ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿٦٩﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ﴿٧٠﴾

کرلو اور پھر پرا باندھ کران کے مقابلہ کے لئے ڈٹ جاؤ- یاد رکھو! یہ معرکہ بڑا فیصلہ کن ہے- جو آج بازی لے جائے گا وہی کامیاب ہوگا- (١١٣ — ٧/١١١ ; ١٠/٧٩)-

٦٥ انہوں نے موسٰےؑ سے کہا کہ کیا (مناظرہ کے لئے) تم پہل کرو گے یا جو کچھ ہم نے کہنا ہے، پہلے کہہ ڈالیں[1]-

٦٦ موسٰےؑ نے کہا کہ تم ہی پہل کرو اور (اپنے دعاوی کی تائید میں) جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے پیش کرو- چنانچہ انہوں نے (حبل اللہ- دین خداوندی) کے مقابلہ میں اپنا مذہب (حبل) اور موسٰےؑ کے دعاوی کی تردید میں اپنے دعاوی پیش کئے- ان کا انداز بیان اس قدر سحرانگیز تھا کہ موسٰےؑ کو خیال پیدا ہوا کہ کہیں ان کے دلائل (محض لفاظی کے زور پر) مؤثر نہ ہوجائیں اور اس طرح وہ کامیاب نہ ہوجائیں[2]-

٦٧ اس احساس سے موسٰےؑ اپنے جی میں گھبرایا- (٧/١١٦)-

٦٨ توہم نے اسے (تسلی دی اور) کہا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں- تم ان پر ضرور غالب آجاؤ گے-

٦٩ انہوں نے جو دلائل پیش کئے ہیں وہ سب فریب انگیز ہیں- اور فریب دہی کبھی کامیاب نہیں ہوا کرتی، خواہ وہ کسی کی طرف سے بھی کیوں نہ ہو- (یہ بات کہ ان مذہبی پیشواؤں کے ساتھ حکومت کی تائید بھی شامل ہے، عوام کو مرعوب کرسکتی ہے لیکن تمہارے دلائل کے سامنے ان کی پیش نہیں جاسکتی) اسی لئے تم ان قوانین خداوندی کو، جنہیں تم نے باعثِ یمن و سعادت پایا تھا (٢٠/١٧) روشن دلائل کے ساتھ پیش کرو-

٧٠ چنانچہ جب موسٰےؑ نے اپنے دلائل پیش کئے تو وہی ہوا جو خدا نے کہا تھا- فرعون کے مذہبی

---

[1] [2] یہ ان الفاظ کا مجازی مفہوم ہے- جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے- جو قارئین حقیقی معانی کو ترجیح دینا چاہیں وہ ان الفاظ کے معانی کسی باترجمہ قرآن کریم کے نسخے سے دیکھ لیں-

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ؕ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۫ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَاۤ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ﴿۷۱﴾ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَاۤ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۷۲﴾ ؕ اِنَّاۤ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَاۤ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۷۳﴾

پیشواؤں نے اعترافِ عجز کر لیا اور بے اختیار پکار اٹھے کہ ہم موسٰے اور ہارونؑ کے پروردگار پر ایمان لاتے ہیں۔

۷۱ اس پر فرعون (مارے غصے کے لال پیلا ہوگیا اور ان سے گرج کر کہا کہ ہیں!) تم میرے حکم کے بغیر رب موسٰے وہارونؑ پر ایمان لے آئے ہو؟ (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ موسٰےؑ) تمہارا پیرو مرشد ہے جس سے تم نے یہ سب فریب انگیزیاں سیکھی تھیں (اور یہ جو کچھ ہو رہا تھا، سب تمہاری ملی بھگت تھی۔ تم دیکھو میں تمہیں کیسی عبرت انگیز سزا دیتا ہوں)۔ میں تمہارے ہاتھ پاؤں الٹے سیدھے کٹواؤں گا (یا تمہیں الٹی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ڈلواؤں گا) اور تمہیں کھجوروں کے تنوں کے ساتھ لٹکا کر سولی دی جائے گی۔ اور اس طرح تم دیکھ لوگے کہ ہم دونوں (فرعون اور موسٰےؑ) میں سے کون زیادہ سخت اور دیرپا عذاب دے سکتا ہے۔

۷۲ (انہوں نے اس گرج کو نہایت اطمینان کے ساتھ سنا اور دل کے پورے سکون سے کہا کہ) جو حقیقت، دلائل وبراہین کی رو سے ہم پر منکشف ہو چکی ہے، نہ ہم اس پر اپنی باطل پرستی کو ترجیح دے سکتے ہیں، اور نہ ہی ہم اُس خدا سے منہ موڑ کر جس نے ہمیں پیدا کیا ہے، تمہارا حکم مان سکتے ہیں۔ تو جو کچھ کرنا چاہتا ہے کر گزر۔ تیرا فیصلہ بہرحال، ہماری اِسی دنیا کی زندگی سے متعلق ہو سکتا ہے۔ (اس سے زیادہ تیری دسترس میں ہے ہی کیا؟ سو اِس زندگی کی ہم پرواہ نہیں کرتے، کیونکہ زندگی یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ آگے بھی چلتی ہے۔ اور اُس زندگی پر تمہیں کوئی اختیار نہیں)۔

۷۳ ہم اپنے نشو ونما دینے والے پر ایمان لا چکے۔ اُس سے ہماری دعا یہ ہے کہ وہ ہماری سابقہ غلطیوں کے مہلک اثرات سے ہماری حفاظت کر دے — بالخصوص باطل پرستی کی اس خطاکارانہ روش کے اثرات سے جس پر چلنے کے لئے تم نے ہمیں مجبور کر رکھا تھا۔ (ہم اب دیکھ چکے ہیں کہ) خدا کا قانون ہی بہترین اور باقی رہنے والے نتائج کا حامل ہے۔

۷۴ (اگر تو ہمیں، مجرم سمجھتا ہے تو اس کی بھی ہمیں کوئی پرواہ نہیں۔ پرواہ اس بات کی

إِنَّهُ مَنْ يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ ۖ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿٧٤﴾ وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ﴿٧٥﴾ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ مَنْ تَزَكَّىٰ ﴿٧٦﴾ وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ ﴿٧٧﴾

(۳ ع ۲۲ ۱۳)

کرنی چاہیئے کہ انسان، خدا کے حضور مجرم کی حیثیت سے نہ جائے اس لئے کہ) جو شخص وہاں مجرم بن کر جائے گا، اس کے لئے جہنم کا وہ الم انگیز عذاب ہوگا جس سے انسان نہ زندوں میں شمار ہوگا، نہ مردوں میں۔ (۱۴/۱۷ ؛ ۸۷/۱۳)۔

۷۵ (اس کے برعکس) جو لوگ، ایمان اور اعمالِ صالح کی متاعِ گراں بہا لے کر اس کے حضور جائیں گے تو یہی لوگ ہیں جن کے لئے بلند مدارج ہوں گے۔

۷۶ ان کے رہنے کے لئے ایسے باغات ہوں گے جن کی شادابیوں میں کبھی کمی نہیں آئے گی۔ یہ اس کا صلہ ہے جس نے اپنی ذات کی نشوونما کر لی۔

۷۷ (اس کے بعد موسیٰؑ اپنی قوم —— بنی اسرائیل —— کی تعلیم و تربیت میں لگے رہے۔ پھر ہم نے وقتِ مقررہ پر) موسیٰؑ کی طرف وحی بھیجی کہ ہمارے بندوں کو لے کر راتوں رات مصر سے نکل جا، اور انہیں سمندر کے اُس حصے سے پار لے جا جہاں پانی خشک ہو چکا ہے[1]۔ اس طرح نہ تجھے تعاقب کرنے والوں کی گرفت کا خدشہ ہوگا، اور نہ ہی غرق ہو جانے کا اندیشہ۔ (۲۶/۶۳ ؛ ۴۴/۲۴)۔

---

[1] یہودیوں کی طرف سے، حال ہی میں تورات کا جو نیا انگریزی ترجمہ شائع ہوا ہے، اس میں کہا گیا ہے کہ دورِ حاضر کی تحقیق کی رو سے معلوم ہوا ہے کہ بنی اسرائیل نے بحیرۂ قلزم کو عبور نہیں کیا تھا بلکہ حضرت موسیٰؑ اپنی قوم کو اُس مقام سے پار لے گئے تھے جو دلدل بن چکا تھا اور جہاں سرکنڈا اُگ رہا تھا۔ اسی نسبت سے اُسے (SEA OF REEDS) کہتے تھے۔ یہ مقام موجودہ نہر سویز کے قریب واقع تھا۔

(Announcement made by Mr. Lisser Zussman, Executive Director of the Jewish Publications Society of America - Daily Telegraph, --September 1962).

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿۷۸﴾ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿۷۹﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿۸۰﴾ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿۸۱﴾ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿۸۲﴾ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۸۳﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿۸۴﴾

۷۸ (جب موسیٰؑ اپنی قوم کے ساتھ مصر سے نکل گیا تو) فرعون نے' اپنے لشکروں کے ساتھ اس کا تعاقب کیا۔ لیکن سمندر کے پانی کا ریلا ان پر چھا گیا اور انہیں غرق کر دیا۔

۷۹ اور اس طرح فرعون اپنی قوم کو لے ڈوبا اور اس نے ان کی راہ نمائی سلامتی کے راستے کی طرف نہ کی (حالانکہ موسیٰؑ نے خدا کی یہ راہ نمائی اس کے سامنے واضح طور پر پیش کر دی تھی)

۸۰ اے قوم بنی اسرائیل! ہم نے اس طرح تمہیں' تمہارے دشمن سے نجات دلائی تھی' اور طور کی دائیں جانب' (موسیٰؑ پر وحی کی تھی جس میں) تمہارے لئے' مستقبل کی کامرانیوں کے وعدے تھے۔ نیز تمہارے لئے' صحرائے سینا میں "من و سلویٰ" مہیا کر دیا ($\frac{2}{57}$)۔

۸۱ اور تم سے کہہ دیا کہ جو خوشگوار چیزیں تمہیں دی جا رہی ہیں' انہیں کھاؤ پیو۔ لیکن اس باب میں حدود شکنی مت کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو (خدا کے قانونِ مکافات کی رُو سے) تم پر ہلاکت انگیز عذاب آجائے گا —— یاد رکھو! جس قوم پر وہ عذاب آجائے' وہ ذلت کی پستیوں میں گر جایا کرتی ہے۔

۸۲ ان پستیوں سے نکلنے کا طریق یہ ہوتا ہے کہ وہ قوم اپنی غلط روش کو چھوڑ کر' پھر خدا کے متعین کردہ صحیح راستے کی طرف آجائے' اور ایسے کام کرے جن سے اس کے اپنے' اور انسانیت کے بگڑے ہوئے معاملات سنور جائیں —— اور اس کے بعد' اس راستہ پر قائم رہے' تو اس کی سابقہ لغزشوں کے تباہ کن نتائج سے' اُس کی حفاظت ہو جاتی ہے۔

۸۳ اور (اس داستان کے اس حصے کو بھی یاد کرو) جب ایک دفعہ موسیٰؑ (طور پر حاضر ہوا تو ہم نے کہا کہ) تو اپنی قوم کو چھوڑ کر یہاں جلدی سے کیوں چلا آیا۔ (ابھی کچھ وقت اور ان کی تربیت کرنی چاہیئے تھی)۔

۸۴ اس نے کہا کہ وہ میرے پیچھے' میرے نقش قدم پر ٹھیک چل رہی ہے (اس لئے میری اس

قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِیُّ ﴿۸۵﴾ فَرَجَعَ مُوْسٰۤی اِلٰی قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۬ؕ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِیْ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا مَاۤ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَاۤ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَی السَّامِرِیُّ ﴿۸۷﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَاۤ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰی ۬ فَنَسِیَ ﴿۸۸﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ۬ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾

عارضی غیر حاضری سے کچھ ہرج نہیں ہوگا۔ میں جلدی اس لئے چلا آیا کہ (تجھ سے مزید احکام حاصل کر کے) ان کے مطابق عمل پیرا ہوں (اور یہ پروگرام جلد از جلد تکمیل تک پہنچ جائے)۔

۸۵ خدا نے کہا کہ (تو نے تو یہ اندازہ کیا' لیکن ہوا یہ ہے کہ) تیرے پیچھے تیری قوم ایک مصیبت میں پھنس گئی ہے اور سامری نے اسے گمراہ کر دیا ہے۔

۸۶ موسےؑ (نے یہ سنا تو) افسوس کرتا ہوا اور غصے سے بھرا ہوا اپنی قوم کی طرف لوٹا اور ان سے کہا (کہ یہ تم نے کیا گل کھلا دیا؟) کیا تمہارے نشو ونما دینے والے نے تم سے زندگی کی خوشگواریوں کے وعدے نہیں کئے تھے؟ پھر کیا ان وعدوں کے پورا ہونے میں کوئی لمبا عرصہ لگ گیا تھا (جو تم اپنے خدا سے ناامید ہو گئے اور اس کی جگہ اور معبود تراش لیا!) یا کیا تم نے جان بوجھ کر تہیہ کر لیا ہے کہ تم پر خدا کا غضب نازل ہو کر رہے' اس لئے تم نے مجھ سے یوں عہد شکنی کی!

۸۷ انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنی مرضی سے عہد شکنی نہیں کی (بلکہ معاملہ دوسرا پیش آ گیا۔ مصری قوم کی دیکھا دیکھی) ہم نے زیب و زینت کے جو زیورات وغیرہ پہن رکھے تھے (وہ شہری زندگی تک تو ٹھیک تھے' لیکن اس صحرائی زندگی میں' جہاں دن رات کا سفر درپیش رہتا ہے اور بود و باند بڑی سخت ہے) وہ زیورات ہم پر مفت کا بوجھ بن رہے تھے۔ چنانچہ ہم نے اس بار دوش کو اتار پھینکا۔ یہ خیال ہمارے دل میں سامری نے ڈالا تھا۔

۸۸ سامری نے (ان زیورات کو لیا اور انہیں گلا کر) ایک بچھڑا سا بنا دیا۔ وہ تھا تو محض ایک بے جان دھڑ' لیکن سامری نے اُسے ایسا بنایا کہ اس میں سے (جیتے جاگتے) بچھڑے کی سی آواز نکلتی تھی۔ لوگ اسے دیکھ کر پکار اٹھے کہ یہ ہمارا بھی معبود ہے' اور موسےؑ کا بھی۔ لیکن یہ (سامری) اس بات کو بھول گیا (کہ موسےؑ آ کر کیا کہے گا)۔

۸۹ (لیکن ان کے یہ عذرات لغو تھے۔ اگر سامری نے بچھڑا بنا ہی دیا تھا تو کیا انہیں نظر نہیں

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿۹۲﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿۹۳﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿۹۴﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿۹۵﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿۹۶﴾

آتا تھا کہ (بچھڑے میں سے آواز تو نکلتی ہے' لیکن) وہ ان کی کسی بات کا جواب نہیں دے سکتا- اور نہ ہی ان کے لئے کسی نفع یا نقصان کی قدرت رکھتا ہے۔

۹۰ علاوہ ازیں' ہارونؑ نے انہیں پہلے ہی کہدیا تھا کہ لوگو! یہ شخص تمہیں سخت گمراہی میں ڈال رہا ہے۔ (تمہارا رب یہ بچھڑا نہیں) وہ خدائے رحمٰن ہے۔ لہذا' تم (اس گمراہ کرنے والے کی بات مت سنو) میرے پیچھے پیچھے چلتے رہو اور جو کچھ میں کہتا ہوں اس کی اطاعت کرو۔

۹۱ لیکن انہوں نے اُسے صاف جواب دیدیا تھا کہ ہم اس کی پرستش سے باز نہیں آئیں گے۔ جب موسٰیؑ واپس آئے گا (تو اس وقت دیکھا جائے گا کہ وہ کیا کہتا ہے)۔

۹۲ **۹۳** موسٰیؑ نے (اب روئے سخن ہارونؑ کی طرف پھیرا اور) اس سے کہا کہ جب تو نے دیکھا تھا کہ قوم یوں گمراہ ہو رہی ہے تو تو نے انہیں (سختی سے) روکا کیوں نہیں؟ تو نے وہی کچھ کیوں نہ کیا جو ایسے وقت میں' میں کیا کرتا ہوں؟ وہ کونسا امر تھا جو تجھے ایسا کرنے سے مانع ہوا؟ یا تو نے بھی دیدہ و دانستہ' مجھ سے سرکشی برتی؟

۹۴ ہارونؑ نے موسٰیؑ سے کہا کہ اے میرے بھائی! تو مجھ پر اس طرح خفا نہ ہو اور مجھے ہدفِ ملامت نہ بنا (۵۰/۱)۔ میں نے انہیں سختی سے اس لئے نہیں روکا کہ مجھے ڈر تھا کہ تو آکر یہ نہ کہے کہ تو نے قوم میں تفرقہ ڈال دیا اور میری بات کا کچھ پاس نہ کیا۔ میں نے قوم کی اس عارضی جہالت کو گوارا کر لیا' لیکن اسے تفرقہ سے بچالیا۔ اس پر موسٰیؑ ہارونؑ کی طرف سے مطمئن ہو گیا)۔

۹۵ پھر وہ سامری کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے کہا کہ تجھ پر ایسی کیا بنی تھی کہ تو نے یہ کچھ کر دیا؟

۹۶ اس نے کہا کہ (میں جب اِدھر' تمہاری قوم کی طرف آیا ہوں تو) میں نے وہ کچھ بھانپ لیا تھا جو ان کے حیطۂ تصور میں بھی نہیں آسکتا تھا۔ میں نے تمہارے پیغامِ رسالت کو کما حقہٗ اختیار

قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ أَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ إِلٰىٓ إِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۖ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿٩٧﴾ إِنَّمَآ إِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿٩٩﴾ مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۖ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿١٠١﴾

نہیں کیا تھا۔ اس میں سے بس تھوڑا سا حصہ لیا تھا (اور محض اپنے مقاصد کی خاطر تمہارے پیروؤں میں شامل ہو گیا تھا۔ تمہاری عدم موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے) میرے دل نے یہ نقشہ میرے سامنے پیش کر دیا جو مجھے بڑا دلکش نظر آیا۔ چنانچہ میں نے تمہاری تعلیم کا وہ تھوڑا سا حصہ بھی' جسے میں نے اختیار کیا تھا' الگ کر دیا (اور تمہاری قوم کو پھر بت پرستی کی طرف لے آیا)۔

۹۷ موسےٰؑ نے اس سے کہا کہ یہاں سے نکل جا۔ تیرے لئے عمر بھر کی سزا یہ ہے کہ تجھ سے تمام معاشرتی تعلقات منقطع کر لئے جائیں۔ اور اگر کوئی ناواقف' بھولے سے تیرے قریب آجائے تو) تو اس سے کہدے کہ مجھے نہ چھونا۔ (میں وہی راندۂ درگاہ سامری ہوں!)۔ بس تیرے لئے یہ ایک ایسا فیصلہ ہے جس سے تو کبھی بچ نہیں سکے گا۔

اور دیکھ! تیرے گھڑے ہوئے "خدا" کا اب کیا حشر ہوتا ہے جس کی پرستش پر تو اس طرح جم کر بیٹھا تھا۔ ہم اسے رگڑ کر ریت بنا دیں گے اور پھر اسے جلا کر سمندر میں بہا دیں گے (تاکہ یہ لوگ دیکھ لیں کہ یہ بت کس قدر بے بس تھا)۔

۹۸ (پھر موسےٰؑ بنی اسرائیل کی طرف مخاطب ہوا اور ان سے کہا کہ یاد رکھو!) تمہارا الٰہ صرف وہ خدا ہے جس کے سوا کائنات میں کسی کا اقتدار و اختیار نہیں۔ اسی کا علم ہر شے کو محیط ہے۔ (کوئی شے اس کے احاطے سے باہر نہیں)۔

۹۹ (اے رسول!) اس طرح ہم' گزری ہوئی سرگزشتوں میں سے بعض باتیں تجھ سے بیان کر دیتے ہیں۔ (ان تاریخی نوشتوں کے علاوہ) ہم نے تجھے ایک ایسا ضابطۂ قوانین دیا ہے (جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ قوموں کا عروج و زوال کن اصولوں کے مطابق ہوتا ہے)۔

۱۰۰ جو کوئی بھی اس ضابطۂ قوانین سے روگردانی کرے گا' وہ' ظہورِ نتائج کے وقت' اپنی غلط روش کے نتائج کا بوجھ خود اٹھائے گا (کوئی دوسرا نہیں اٹھائے گا)۔

۱۰۱ وہ اسی حالت میں رہے گا ——— اُس دن اُس کا یہ بوجھ کس قدر برا ثابت ہوگا۔

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿۱۰۲﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿۱۰۴﴾ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾

(۵ ع ۱۴ ۴۵)

۱۰۲ (اعمال کے نتائج کا ظہور اس دنیا میں بھی سامنے آنا شروع ہو جاتا ہے۔ ان مخالفین کے ساتھ یہی ہوگا) جب جنگ کا بگل بجے[1] گا اور ان مجرمین کو اُن کے اعمال کا بدلہ اس طرح دیا جائے گا کہ مارے دہشت کے ان کی آنکھیں اندھی ہو جائیں گی (۲۰/۱۲۴)

۱۰۳ وہ آپس میں چپکے چپکے باتیں کر رہے ہوں گے (اور ایک دوسرے سے کہہ رہے ہوں گے) کہ ہماری عیش و عشرت کی زندگی (جس کے متعلق ہم سمجھتے تھے کہ ہمیشہ ایسی ہی رہے گی) کس قدر ناپائیدار اور مختصر نکلی۔ بس یونہی ہفتہ عشرہ کے برابر۔ (حیاتِ جاوداں کے مقابلہ میں مفادِ عاجلہ کی مدت ایسی ہی ہوتی ہے۔ (۷۵/۲۰—۲۱ ؛ ۷۶/۲۸)۔

۱۰۴ ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ (اس دہشت اور ہراسانی کے عالم میں) کس کس قسم کی باتیں کریں گے۔ ان میں سے جو سب سے زیادہ سوجھ بوجھ والا ہوگا وہ کہے گا کہ ہفتہ عشرہ بھی کہاں! حیاتِ جاوداں کے مقابلہ میں اُس کی مُدت ایک دن سے بھی زیادہ نہ تھی۔ (وہ زندگی کس قدر شعلۂ مستعجل ثابت ہوئی!)۔

۱۰۵ (اس حیرت انگیز انقلاب کی باتیں سُن کر یہ لوگ تم سے تعجب کے ساتھ) پوچھتے ہیں کہ یہ بڑے بڑے اکابرین، جو پہاڑوں کی طرح کھڑے ہیں، (کیا یہ بھی ختم ہو جائیں گے؟) ان سے کہہ دو کہ میرا نشوونما دینے والا انہیں جڑ بنیاد سے اکھیڑ کر، پرِ کاہ کی مانند اڑا دے گا۔ (۱۸/۴۷ ؛ ۵۶/۵ ؛ ۷۷/۱۰ ؛ ۷۸/۲۰ ؛ ۸۱/۳)۔

۱۰۶ اور یہ ایسے صاف اور ہموار ہو جائیں گے کہ

۱۰۷ تو دیکھے گا کہ نہ ان میں کوئی ٹیڑھ پن باقی رہا ہے، نہ اونچ نیچ۔ (۷/۸۶)۔ (ان سب کے بل نکل جائیں گے اور عیاری و پرکاری سے پیدا کردہ ناہمواریاں صاف ہو جائیں گی)۔

۱۰۸ اس وقت، سب لوگ، اس کے پیچھے چلیں گے جو آج اس انقلاب کی دعوت دے رہا ہے، اور جس کی دعوت میں کسی قسم کا پیچ و خم نہیں (۱۸/۱)۔ اور مخالفت کی تمام آوازیں، خدائے رحمٰن (کے نظام)

---

[1] یہ اور اس کے بعد کا بیان، مرنے کے بعد کی زندگی سے بھی متعلق ہو سکتا ہے۔

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ

کے سامنے خاموش ہو جائیں گی' اور سوائے قدموں کی خاموش آہٹ کے اور کوئی آواز سنائی نہیں دے گی۔

۱۰۹ اس وقت کسی کی رفاقت و معیت کسی کے کام نہیں آئے گی' ہاں مگر اس کی جو خدائے رحمٰن کے قانون کے مطابق پسندیدہ بات کرے۔

۱۱۰ (یہ سب کچھ اسی طرح واقع ہو کر رہے گا' اس لئے کہ) خدا کا قانونِ مکافات جانتا ہے' کہ یہ لوگ کیا کچھ کر چکے ہیں' اور اس کے عواقب (جو ان کے پیچھے چلے آ رہے ہیں' اور جو اپنے وقت پر نمودار ہو جائیں گے) کیا ہیں۔ یہ بات (اِس وقت) ان کے حیطۂ ادراک میں بھی نہیں آسکتی (کہ یہ کیسے ہوگا)۔

۱۱۱ خدائے حیّ و قیوم کے (اس زندگی بخش) نظام میں' تمام افراد کی مضمر صلاحیتوں کی نمود ہو جائے گی۔ وہ اس نظام کے استحکام کے لئے بطیب خاطر اٹھ کھڑے ہوں گے اور قوانین خداوندی کی اطاعت دل کے پورے جھکاؤ کے ساتھ کریں گے۔ ان کے برعکس' جو ظلم و زیادتی کرے گا وہ ناکام و نامراد رہے گا۔

۱۱۲ اور جو شخص' خدا کے ضابطہ قوانین کی صداقت کو تسلیم کر کے' صلاحیت بخش کام کرے گا' اُسے نہ کسی ظالم کے ظلم کا خوف ہوگا' اور نہ کسی حق تلفی کرنے والے کی سلب و نہب کا اندیشہ۔

۱۱۳ یہ ہے وہ عظیم مقصد جس کے لئے ہم نے اس قرآن کو' اس قدر واضح انداز میں نازل کیا ہے' اور اس میں' مختلف انداز سے زندگی کی غلط روش کے نتائج و عواقب کو بیان کر دیا ہے' تاکہ لوگ اُس روش سے بچ کر چلیں۔ (تاریخی سرگزشتیں جو اس میں بیان ہوئی ہیں ان سے) ان کی سمجھنے سوچنے کی صلاحیتیں بیدار ہوں' اور انہیں سرفرازی و سربلندی عطا ہو جائے۔

۱۱۴ اور اس طرح یہ لوگ علیٰ وجہ البصیرت اس حقیقت کا مشاہدہ کر لیں کہ قوانین خداوندی کے ساتھ وابستہ رہنے سے' کس طرح غلبہ و قوت اور بلندی و سرفرازی حاصل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہ جس خدا کے قوانین ہیں' وہ شاہنشاہِ حقیقی' بڑی عظمتوں کا مالک ہے۔

قرآنی پروگرام پر عمل کرنے کے سلسلہ میں اے رسول! اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے

بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّقْضٰۤی اِلَیْكَ وَحْیُهٗ وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَ لَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤی اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَ لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰی ﴿۱۱۶﴾ فَقُلْنَا یٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَ لِزَوْجِكَ فَلَا یُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰی ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِیْهَا وَ لَا تَعْرٰی ﴿۱۱۸﴾

کہ جب تک (کسی معاملہ کے متعلق) وحی کی رو سے مکمل ہدایات نہ مِل جائیں، اس میں عجلت نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ انتظار کرنا چاہیے کہ تمہارے علم میں اضافہ ہو جائے (تو پھر قدم اٹھایا جائے۔ ۱۶/۴۵)۔

۱۱۵ (وحی کا علم حاصل کئے بغیر یا اس کے حصول کے بعد اسے چھوڑ کر اپنے جذبات کے تابع چلنے سے کس قدر نقصان ہوتا ہے، اسے مختلف مقامات پر قصہ آدم کے تمثیلی بیان میں واضح کیا جا چکا ہے جیسا کہ اُن مقامات میں بتایا جا چکا ہے، یہ قصہ کسی فرد کی داستان نہیں، بلکہ خود انسان کی سرگزشت ہے جسے تمثیلی انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ۳۸-۲/۳۰ ؛ ۲۵-۷/۱۱)

ہم نے آدم سے کہہ دیا تھا کہ وحی کی راہ نمائی کو نہ چھوڑنا۔ لیکن اس نے اُسے چھوڑ دیا۔ اصل یہ ہے کہ ہم نے اس میں عزم کی پختگی نہ پائی۔ (یہ انسان کا پہلا کمزور پہلو ہے کہ اس کے عزم میں بالعموم پختگی نہیں ہوتی۔ یہ کمزوری، ایمان سے رفع ہو سکتی ہے)۔

۱۱۶ (یہ قصہ کے تمثیلی رنگ میں، اس وقت کی بات ہے) جب ہم نے ملائکہ سے کہا تھا کہ آدم کے سامنے جھک جاؤ، تو وہ سب جھک گئے۔ لیکن ابلیس نہ جھکا۔ اس نے اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینے سے انکار کر دیا۔ (یعنی فطرت کی قوتیں تو انسان کے سامنے جھک جاتی ہیں لیکن اس کے اپنے سرکش جذبات، ایسا نہیں کرتے۔ یہ بھی اسی صورت میں ممکن ہے کہ انسان اپنے جذبات کو وحی کے تابع رکھے)۔

۱۱۷ ہم نے آدم کو بتایا کہ یہ تیرا اور تیری رفیقہ کا دشمن ہے۔ (یعنی یہ جذبات صرف مرد، یا تنہا عورت کے اندر نہیں ہوتے۔ مرد اور عورت دونوں کے اندر ہوتے ہیں) ہم نے کہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ تمہیں جنتی زندگی سے نکال باہر کرے۔ (اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم زندگی کی ضروریات سے، جو تمہیں اس وقت اس آسانی سے فراواں میسر ہیں، محروم ہو جاؤ گے۔ اور پھر ان کے حصول کے لئے) تم جگر پاش مشقتوں میں پڑ جاؤ گے۔

۱۱۸ اس وقت (جس نہج کی زندگی تم بسر کر رہے ہو، اس میں کیفیت یہ ہے کہ) نہ تمہیں روٹی کی فکر ستاتی ہے۔ نہ کپڑے کی۔

وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا

۱۱۹ نہ پیاس کا خوف ہے، نہ سورج کی تپش کا۔ (تمہارے لئے کھانے کو روٹی۔ پینے کو پانی۔ پہننے کو کپڑا اور رہنے کو مکان۔ سب کچھ بلا مشقت موجود ہے)۔

(یہ تھا وہ معاشرہ جس میں انسان اپنی ابتدائی زندگی میں رہتا تھا)۔

۱۲۰ (لیکن اس کے بعد انفرادی مفاد پرستیوں نے اس کے دل میں طرح طرح کے خیالات پیدا کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے لئے سب سے بڑا خوف موت کا تھا۔ وہ مرنا نہیں چاہتا تھا۔ چنانچہ شیطان —— اس کے مفاد پرست جذبات۔ نے اس کے اس کمزور پہلو سے فائدہ اٹھایا اور) اس سے کہا کہ کیا میں تجھے ایک ایسے "درخت" کا پتہ نشان بتاؤں جس کا پھل کھانے سے تمہیں حیاتِ جاوید حاصل ہو جائے اور تمہیں ایسی مملکت مل جائے جس پر کبھی زوال نہ آئے۔ (انسان پہلے ہی اس کا متمنی اور متلاشی تھا۔ اس نے کہا کہ اس کا پتہ نشان ضرور بتاؤ۔ اُس نے کہا کہ یہ حاصل ہو گی اولاد کے ذریعے۔ یہی تمہاری بقا کا ذریعہ بنے گی۔ اور اسی سے تمہارا نام ہمیشہ کے لئے زندہ رہے گا۔ لہٰذا، تم نوعِ انسانی کے مفادِ کلی کے خیال کو چھوڑ دو، اور اس کی جگہ صرف اپنی اولاد کے مفاد کو پیشِ نظر رکھو۔ تمہیں دوسروں کی کیا پڑی ہے)۔

۱۲۱ (انسان اس کے فریب میں آگیا اور، نوعِ انسانی کی عالمگیر برادری کی جگہ، نسل پرستی کی تشتت وافتراق کی کشمکش میں الجھ گیا۔ اسے تمثیلی انداز میں یوں سمجھو کہ) آدم اور اس کی بیوی نے اُس درخت کا پھل کھا لیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے ستر ان پر کھل گئے اور وہ لگے اس باغ کے پتوں سے اپنا جسم ڈھانپنے۔

اس طرح انسان نے اپنے نشو و نما دینے والے سے سرکشی اختیار کی۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ اس کی معیشت خراب ہو گئی۔ اس کی روزی درہم برہم ہو گئی۔ اس کی زندگی برباد ہو گئی۔ وہ غلط راستوں پر چل نکلا اور بری طرح بھٹک گیا۔

۱۲۲ (لیکن اس سے انسان ابدی طور پر محروم و نامراد نہیں ہو گیا۔ اس کے لئے صحیح راستہ پر چلنے اور اس طرح زندگی کی خوشگواریاں حاصل کر لینے کے امکانات موجود تھے)۔ چنانچہ آدم سے کہہ دیا کہ

۱۲۳ اب تمہاری معاشرت کا نقشہ کچھ اور ہو جائے گا۔ تم اس حالت سے نیچے گر جاؤ گے اور تمہاری انفرادی

جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۖ وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسَىٰ ﴿١٢٦﴾ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِن بِآيَاتِ رَبِّهِ ۚ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَىٰ ﴿١٢٧﴾

مفاد پرستیاں درمیان میں حائل ہو کر تمہیں ایک دوسرے کا دشمن بنا دیں گی۔ لیکن ہماری طرف سے تمہارے پاس، صحیح راستے کی طرف لیجانے والے قوانینِ زندگی آتے رہیں گے۔ جو کوئی ان قوانین کا اتباع کریگا تو نہ اس کی محنت رائگاں جائے گی اور نہ ہی وہ زندگی کی خوشگواریوں سے محروم رہ کر ان جانکاہ مشقتوں میں پڑے گا (جن کا ذکر ۲۰/۱۱۷ میں کیا جا چکا ہے)۔ اس طرح خدا، اپنے الطاف کریمانہ سے اس کی طرف متوجہ ہوا اور کشاد و سعادت کے راستوں کی طرف اس کی راہ نمائی کر دی — یوں انسان، ہمیشہ کے لئے راندۂ درگاہ ہونے سے بچ گیا۔

۱۲۴ اس کے ساتھ ہی، انسان پر اس حقیقت کو بھی واضح کر دیا کہ جو کوئی میرے قوانین سے اعراض برتیگا تو اس کی معیشت (روزی) تنگ ہو جائے گی۔ اور ہم اسے ظہور نتائج (قیامت) کے دن اندھا اٹھائیں گے۔ (زندگی کی روشن راہیں اس کے سامنے تاریک ہوں گی)۔

(اس کی غلط روش کا یہ انجام، اس دنیا میں بھی ہوگا، اور اس کے بعد کی زندگی میں بھی۔ ۱۷/۷۲ ؛ ۲۰/۱۰۲)۔

۱۲۵ وہ کہے گا کہ اے میرے نشوونما دینے والے! تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا۔ میں تو اچھا خاصا دیکھنے والا تھا۔ (۲۲/۴۶)۔

۱۲۶ اس سے کہا جائے گا کہ یہ اس لئے کہ ہمارے قوانین تمہارے پاس پہنچتے رہے لیکن تم نے انہیں ناقابلِ اعتنا سمجھ کر چھوڑ دیا۔ اس لئے آج تمہیں (زندگی کی روشنی سے) محروم کر دیا گیا ہے اور اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

۱۲۷ جو کوئی بھی اپنے نشوونما دینے والے کے قوانین کی صداقت کو تسلیم نہیں کرتا اور ان سے سرکشی برتتا ہے، اُسے، ہمارے قانونِ مکافات کے مطابق، اسی قسم کا بدلہ ملتا ہے۔ (یعنی اِس دنیا میں معیشت کی تنگی اور تباہی اور) مستقبل کی زندگی میں اس سے بھی زیادہ شدید اور دیرپا عذاب۔

أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَىٰ ﴿١٢٨﴾ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَأَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿١٢٩﴾ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا ۖ وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ ﴿١٣٠﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿١٣١﴾ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ

(ع ۱۴)

۱۲۸ (اے رسول! کیا ان مخالفین پر) یہ حقیقت واضح نہیں ہوئی کہ ہم نے ان سے پہلے (اسی قانونِ مکافات کی رُو سے) کتنی قوموں کو تباہ کر دیا (جنہوں نے ہمارے قوانین سے سرکشی اختیار کی تھی) اور جن کی بستیوں میں اب یہ چلتے پھرتے ہیں- یقیناً (ان تاریخی شواہد میں) ان لوگوں کے لئے (حقیقت تک پہنچنے کی) نشانیاں ہیں جو عقل و فکر سے کام لیتے ہیں-

۱۲۹ (حقیقت یہ ہے کہ) اگر تیرے نشو و نما دینے والے کے قانونِ مہلت کے مطابق، ظہورِ نتائج کا وقت مقرر نہ ہو چکا ہوتا (جس طرح تخم ریزی کے بعد، فصل پکنے کا وقت مقرر ہوتا ہے) تو ہلاکت کا عذاب جس کا فیصلہ ہو چکا ہے، ان کے ساتھ کبھی کا چپک گیا ہوتا-

۱۳۰ لہذا، جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں، اس سے تنگ نہ پڑو- نہ ہی حوصلہ ہارو- بلکہ اپنے مشن پر نہایت استقلال سے قائم رہو- صبح، شام- رات کی گھڑیوں میں دن کے اطراف میں- (یعنی دن رات، ایک کر کے) نظامِ خداوندی کے قیام میں اس طرح تگ و تاز کرتے رہو کہ وہ، اس کی حمد و ستائش کی زندہ ثبوت بن کر، دنیا کے سامنے آجائے- اس طرح تیری تمام آرزوئیں پوری ہو جائیں گی-

۱۳۱ اور جو کچھ ہم نے اِن لوگوں کے مختلف طبقات کو، دنیاوی زندگی کی آرائش و آسائش کا سامان عطا کر رکھا ہے، اس کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھو (۱۵/۸۸)- (اور اس بات کا خیال تک بھی نہ کرو کہ غلط روش پر چلنے والے اس قدر خوش حال ہیں، اور ہم صحیح راستے پر چلنے والے، مشقتیں جھیل رہے ہیں! اصل یہ ہے کہ) یہ زیبائش و آرائش کا سامان ایک کٹھالی ہے جس میں ان لوگوں کو ڈال رکھا ہے- یہ اپنی آگ میں خود ہی جل کر بھسم ہو جائیں گے- (۱۸/۱۰۴)- اور انجام کار تم دیکھو گے) کہ جو کچھ خدا کے نظامِ ربوبیت کی رُو سے ملتا ہے، اس میں ہر طرح کی خوشگواری ہوتی ہے، اور اسی کے لئے بقا ہوتی ہے (۱۳/۱۷)-

۱۳۲ لہذا، تو اپنی جماعت کے لوگوں کو اس کی تاکید کرتا رہ کہ وہ فرائض خداوندی کی تکمیل کے لئے ہمیشہ سرگرم عمل رہیں- اور خود بھی اس پروگرام پر استقامت سے جما رہ- ان سے کہدو کہ یہ نظامِ خداوندی

لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾

۸ ع ۱۷

تم سے کھانے کے لئے کچھ نہیں مانگے گا (اگرچہ اس وقت یہی نظر آتا ہے کہ یہ تمہارا سب کچھ لئے جا رہا ہے۔ اس کے برعکس) یہ تمہارے سامانِ زیست کی ساری ذمہ داری اپنے سر لے لیگا۔ اور جو لوگ اس کی نگہداشت کریں گے انجام کار، ہر قسم کی خوشگواریاں انہی کے لئے ہوں گی۔

۱۳۳ اور یہ مخالفین کہتے ہیں کہ یہ رسول اپنے رب کی طرف سے کوئی واضح نشان کیوں نہیں لے آتا' (تاکہ اسے دیکھ کر سب ایمان لے آئیں۔ ان سے کہو کہ سچائی کو اس قسم کی نشانیاں دکھا کر نہیں منوایا جاتا ہے۔ دلیل اور برہان کی رو سے تسلیم کرایا جاتا ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ) علم و برہان کی وہ کونسی بات ہے جو انبیاءِ سابقہ کے صحیفوں میں آئی تھی اور قرآن میں نہیں آچکی۔ (۵/۴۸)۔

۱۳۴ اگر ہم انہیں (اس قرآن کے نازل کرنے سے) پہلے ہی ہلاک کر دیتے تو یہ لوگ کہتے کہ اے ہمارے نشو و نما دینے والے! تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا تاکہ ہم تیرے احکام کا اتباع کرتے۔ اگر ہم ایسا نہ کرتے تو پھر ہمیں بیشک ذلیل و خوار کر دیا جاتا۔ (۵/۱۹)

۱۳۵ (بہر حال' تم ان سے کہدو کہ ان بے کار باتوں سے کیا حاصل ہے۔ تم اپنی راہ پر چلتے رہو' میں اپنی راہ پر چلتا ہوں۔ اس کے بعد) میں اپنے پروگرام کے نتائج کا انتظار کرتا ہوں' تم بھی انتظار کرو۔ عنقریب تم جان لوگے کہ ہم میں سے کون ہے جو ہموار اور سیدھی راہ پر چل رہا ہے اور وہ اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ جائے گا (۶/۱۳۶)۔

سترھواں پارہ

سورۃ الانبیاء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝۱
مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ یَلْعَبُوْنَ ۝۲ لَاهِیَةً قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاَسَرُّوا النَّجْوَی ۖ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝۳

۱ یہ لوگ جو کچھ کرتے رہے ہیں، اس کے نتائج سامنے آنے کا وقت سر پر آپہنچا ہے، لیکن یہ ابھی تک اسی طرح، خوابِ غفلت میں مدہوش، صحیح روشِ زندگی سے منہ موڑے، غلط راستے پر چلے جا رہے ہیں۔

۲ ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ اِن کی طرف اِن کے نشو و نما دینے والے کی جانب سے، جب بھی کوئی قوانین و ضوابط پہلی بار آئے، اِنہوں نے، اُن پر کبھی سنجیدگی سے غور نہیں کیا۔ انہیں محض تفریحاً سنتے رہے۔ (۲۶/۵)۔

۳ اس طرح کہ بظاہر کان ادھر لگے ہیں لیکن دل یکسر غافل ہیں۔ بلکہ ان میں سے جو زیادہ سرکش ہیں ان کی کیفیت یہ ہے کہ وہ راتوں کو چھپ چھپ کر مشورے کرتے ہیں (کہ کس طرح اس آواز کو آگے بڑھنے سے روک دیا جائے۔ وہ لوگوں سے کہتے ہیں کہ) یہ تو تمہاری ہی طرح کا ایک عام انسان ہے۔ کیا تم اس لئے وہاں جاتے ہو کہ اس کی خود ساختہ جھوٹی باتیں سنو؟ تم سب کچھ دیکھتے بھالتے اِسکے

قُلْ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ز وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۴﴾ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۵﴾ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷﴾ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ﴿۸﴾

فریب میں کیوں آجاتے ہو؟

۴ (اِن کا رسول اِن سے) کہتا ہے کہ (جو کچھ میں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں اُس خدا کی طرف سے ہے) جو زمین و آسمان کی سب باتیں جانتا ہے۔ وہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔

۵ اور یہ لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اِس رسول کے اپنے ہی خیالاتِ پریشاں ہیں جو اِسے خواب میں وحی بن کر دکھائی دیتے ہیں۔ (کچھ اس سے بھی آگے بڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نہیں! یہ شخص) ان باتوں کو دیدہ و دانستہ وضع کرتا ہے اور انہیں خدا کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ نہیں! یہ شاعر ہے (اور اپنے وجدان کو خدا کی وحی سمجھتا ہے)۔ اگر یہ فی الواقعہ خدا کا رسول ہے تو (جس طرح ہم سنتے ہیں کہ پہلے رسولوں کو معجزات دیئے جاتے تھے یہ بھی اُسی طرح) کوئی معجزہ کیوں نہیں دکھاتا؟

۶ یہ باتیں جو اِن لوگوں کی طرف سے ہو رہی ہیں کچھ نئی نہیں۔ ان سے پہلے جتنی قومیں تباہ ہوئیں اُن کی ضد اور سرکشی کا بھی یہی عالم تھا۔ (ہلاکت اُن کے دروازوں پر دستک دیتی تھی لیکن وہ اِس پر بھی) ایمان نہیں لاتے تھے۔ (لہٰذا اِن لوگوں کے سامنے ہزار دلائل پیش کرو اور انہیں اِن کی روش کے تباہ کن نتائج سے لاکھ آگاہ کرو) یہ کبھی ایمان نہیں لانے کے۔ (یہ بھی اسی طرح تباہ ہو کر رہیں گے جس طرح ان جیسی اقوامِ سابقہ تباہ ہوئی تھیں)۔

۷ (باقی رہا اِن کا یہ کہنا کہ یہ رسول ہماری ہی طرح کا ایک انسان ہے۔ سو اے رسول! ان سے کہدو کہ) ہم نے اس سے پہلے بھی جو پیغمبر بھیجے تھے وہ آدمی ہی تھے۔ اگر تمہیں اِس کا علم نہ ہو تو اُن لوگوں سے دریافت کر لو جنہیں اِس سے پہلے کتاب دی گئی تھی۔ (۱۲/۱۰۹ ؛ ۱۶/۴۳)

۸ نہ تو اُن رسولوں کے جسم ایسے بنائے گئے تھے کہ انہیں کھانے پینے کی ضرورت نہ ہو۔ اور نہ ہی وہ ہمیشہ زندہ رہنے والے تھے۔ (وہ عام انسانوں کی طرح کھاتے پیتے اور پھر اپنے وقت پر وفات پا جاتے تھے۔ لہٰذا یہ تصور ہی غلط ہے کہ رسول کو عام انسانوں سے الگ کوئی مافوق الفطرت ہستی ہونا چاہیئے)۔

ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۹﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۱۱﴾ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْــَٔـلُوْنَ ﴿۱۳﴾

۹ (وہ رسول انہی جیسے انسان تھے- اور اُنہی کے ہاتھوں) ہم نے اُن باتوں کو سچا کر دکھایا جو اُن کے مخالفین سے کہی جاتی تھیں- (ان میں سے جنہوں نے اپنے رسول کی باتوں کو مان لیا) انہیں ہم نے اپنے قانونِ مشیت کے مطابق ہلاکت سے بچا لیا- جنہوں نے سرکشی اور حدود فراموشی اختیار کی' انہیں تباہ کر دیا-

۱۰ (ان سے کہو کہ اسی پروگرام کے مطابق' اب) ہم نے تمہاری طرف یہ ضابطۂ قوانین نازل کیا ہے- اِس میں خود تمہارے شرف اور عظمت کا راز پوشیدہ ہے- اگر تم ذرا عقل و بصیرت سے کام لے کر سمجھنے کی کوشش کرو (تو یہ حقیقت تم پر واشگاف ہو جائے گی کہ یہ ضابطۂ قوانین تمہیں بلندیاں اور سرفرازیاں عطا کرنے کے لئے دیا گیا ہے- اس سے خدا نے کوئی اپنا مقصد حاصل نہیں کرنا)- (۲۱/۴۴ ; ۲۳/۷۱ : ۴۳/۴۴-۴۳)

۱۱ (اگر تم نے اپنی زندگی کا نقشہ اِس کے مطابق مرتب کر لیا' تو تمہیں رفعت و عظمت حاصل ہو جائے گی- اگر اس کے خلاف چلے' تو تم بھی اُسی طرح تباہ و برباد ہو جاؤ گے جس طرح) ہم نے (تم سے پہلے) کتنی ایسی قوموں کو تباہ کر دیا جنہوں نے ظلم پر کمر باندھ رکھی تھی- اور پھر اُن کے بعد اُن کی جگہ' دوسری قوموں کو اٹھا کھڑا کیا-

۱۲ (اُن کی غلط رَوش کے نتائج' غیر محسوس طور پر مرتب ہوتے چلے جا رہے تھے- انہیں اُن کے انجام سے آگاہ کیا جاتا تھا کہ وہ اُس رَوش سے باز آجائیں لیکن وہ اس تنبیہہ پر کان نہیں دھرتے تھے- چنانچہ وہ غیر محسوس نتائج' آہستہ آہستہ' آگے بڑھتے گئے' حتیٰ کہ) جب وہ محسوس طور پر سامنے آگئے تو وہ لگے بھاگنے- (۴/۱۸۲ ; ۱۶/۲۶)-

۱۳ (لیکن اُس وقت بھاگنے کا کونسا موقعہ تھا- چنانچہ ہمارے قانونِ مکافات نے انہیں للکارا اور کہا کہ) اب کہاں بھاگ کر جا سکتے ہو؟ مت بھاگو- اب اُلٹے پاؤں انہی عیش سامانیوں کی طرف چلو (جن کی سرشاریاں تمہیں اس طرح مدہوش کئے تھیں) اور اپنے اُن محلات کی طرف پلٹو (جن کے اندر تم اپنے آپ کو اس قدر محفوظ سمجھا کرتے تھے)- وہاں چلو' تاکہ تم سے پوچھا جائے کہ یہ کچھ

قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ

کس کی محنت سے بنا تھا اور تمہارا اس پر کیا حق تھا؟ (۱۰۲/۸)

۱۴ اُس وقت اُنہیں، اِس حقیقت کا اعتراف کئے بغیر چارہ ہی نہ تھا کہ وہ واقعی ظالم تھے اور اپنے کئے پر سخت متاسف۔

۱۵ (لیکن اُس وقت، اس تاسف سے کیا ہو سکتا تھا؛ جب نتائج مرتب ہو کر سامنے آجائیں تو پھر وہ پلٹا نہیں کرتے)۔ چنانچہ وہ برابر چلاتے رہے کہ جو زیادتیاں انہوں نے کی ہیں، ان پر وہ بجد متاسف ہیں، لیکن ہمارے قانونِ مکافات نے انہیں ایسے کر دیا جیسے کٹا ہوا کھیت، جس میں نشو ونما کی صلاحیت باقی نہ رہے۔ (یا بجھا ہوا شعلہ جس میں زندگی کی حرارت ختم ہو جائے۔ ۳۶/۲۸)۔

۱۶ (وہ سمجھتے تھے کہ) ہم نے اس کارگہ کائنات کو محض کھیل تماشے کے طور پر پیدا کر رکھا ہے! (بالکل نہیں! اسے ہم نے تماشے کے طور پر پیدا نہیں کیا۔ اس کا ایک عظیم مقصد ہے۔ اور وہ مقصد یہ ہے کہ کسی کا کوئی عمل بلا نتیجہ نہ رہنے پائے۔ افراد ہوں یا اقوام، سب کے اعمال صحیح صحیح نتیجہ مرتب کرکے رہیں۔ (۱۱/۷؛ ۴۵/۲۲؛ ۵۳/۳۱)۔

۱۷ اگر ہمارا یہ ارادہ ہوتا کہ سلسلۂ کائنات، یونہی کھیل تماشے کے طور پر بلا مقصد رہے، تو ہم اسے اپنی طرف سے ایسا ہی بنا دیتے۔ لیکن ہم نے اسے ایسا نہیں بنایا۔

۱۸ (اس کی تخلیق کو اس طرح عمل میں لایا گیا ہے کہ یہاں، تخریبی اور تعمیری قوتوں میں کشمکش رہتی ہے) حق کی تعمیری قوتیں، باطل کی تخریبی قوتوں پر برابر ضرب کاری لگاتی رہتی ہیں، اور اس طرح، ان کا سر کچل کر رکھ دیتی ہیں۔ اور باطل شکست کھا کر بھاگ اٹھتا ہے۔ (یہ ہے ہمارا کائناتی پروگرام۔ اس کے برعکس) یہ جو تم کہتے ہو (کہ یہ محض کھیل تماشے کے طور پر وجود میں آگیا ہے اور یہاں کوئی نظام ایسا نہیں جس سے انسانی اعمال پر گرفت ہو سکے اور غلط روش اپنا تباہ کن نتیجہ مرتب کرکے رہے، یہ یکسر غلط ہے اور) قابلِ صد افسوس، اور موجب ہزار تباہی۔

۱۹ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے، سب خدا کے متعین کردہ پروگرام کی تکمیل کے لئے

وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ۝١٩ يُسَبِّحُونَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ۝٢٠ أَمِ اتَّخَذُوٓا۟ ءَالِهَةً مِّنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنشِرُونَ ۝٢١ لَوْ كَانَ فِيهِمَآ ءَالِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحَٰنَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝٢٢ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُونَ ۝٢٣

(سرگرمِ عمل) ہے۔ کائنات کی کوئی قوت اُس کے قانون کی اطاعت سے سرتابی اختیار نہیں کر سکتی، اور نہ ہی وہ کبھی اپنے فرائض کی سرانجام دہی سے تھکتی ہے۔

۲۰ وہ سب، رات دن، خدا کے مقرر کردہ پروگرام کی تکمیل کے لئے سرگرداں رہتی ہیں۔ اور اُن کی سرگرمیٔ عمل میں کبھی سستی نہیں ہوتی۔

۲۱ (اس حد تک تو یہ لوگ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ کائنات کو خدا ہی نے پیدا کیا ہے، اور یہ اُسی کے قوانین کے مطابق سرگرمِ عمل ہے (۲۳/۸۴—۸۵ ؛ ۲۹/۶۰—۶۲ ؛ ۳۱/۲۵ ؛ ۳۹/۳۸ ؛ ۴۳/۹) لیکن یہ، اسے ماننے کیلئے تیار نہیں کہ ان کی اپنی حیاتِ ارضی —— معاشی اور معاشرتی زندگی —— بھی اُسی کے قوانین کے تابع رہنی چاہئے)۔ یہ اپنی حیاتِ ارضی کے لئے اور معبود تراشتے ہیں۔ (یعنی سمجھتے ہیں کہ اِن کی زندگی اِن کے اپنے یا دوسرے انسانوں کے، وضع کردہ قوانین کے ماتحت رہنی چاہئے)۔ اور انہی کے مطابق اس زندگی کو پھیلنا اور آگے بڑھنا چاہیئے۔ (بالفاظِ دیگر، آسمانوں کا خدا اور ہونا چاہیئے اور زمین کا خدا اور۔ آسمانوں میں، خدا کی بادشاہت ہونی چاہیئے اور زمین پر انسانوں کی۔ یہ اِن کی بڑی بھول ہے)۔

۲۲ اگر کائنات میں، خدا کے علاوہ اور آلٰہ بھی ہوں۔ یعنی اِس کے ایک گوشے میں خدا کے قوانین نافذ ہوں اور دوسرے گوشے میں کسی اور کے، تو کائنات کا سارا سلسلہ نہس نہس ہو جائے۔ لہٰذا، وہ ذاتِ خداوندی، جو کائنات کے نظامِ ربوبیت کا مرکزی کنٹرول اپنے، اور صرف اپنے، ہاتھ میں رکھے ہوئے ہے، اُن تصورات سے بہت بلند ہے جو انسانوں نے اپنے ذہن میں قائم کر رکھے ہیں۔ (۶/۳ ؛ ۱۶/۵۱ : ۳۹/۶۷ ؛ ۴۳/۸۴)۔

۲۳ پھر اُس کے اقتدار کا یہ عالم ہے کہ اُس سے کوئی نہیں پوچھ سکتا کہ اُس نے اس سلسلۂ کائنات کو ایسا کیوں بنایا ہے اور اس کے لئے اِس قسم کے قوانین کیوں نافذ کئے ہیں۔ (اسی کو، بالفاظِ دیگر یوں کہا جائے گا کہ کائنات میں اقتدارِ اعلیٰ صرف خدا کے لئے ہے[1])۔ اِس کے برعکس، اور سب سے پوچھا جا سکتا ہے کہ

---

[1] (SOVEREIGNTY) کی تعریف (DEFINITION) یوں کی گئی ہے۔

The power to do all things without accountability.

Robert Lansing - Notes on Sovereignty - P. 3
(Quoted by Jacques Maritain, in "Man and the State" P. 51)

أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً ۖ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ۖ هَٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِي ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ ۖ فَهُمْ مُعْرِضُونَ ﴿٢٤﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ﴿٢٥﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۚ بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ ﴿٢٦﴾ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ﴿٢٧﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

انہوں نے اپنے لئے جداگانہ نظام زندگی کیوں وضع کر رکھا ہے ("پوچھے جانے" سے مطلب یہ ہے کہ کوئی اور نظامِ زندگی، کارگہ کائنات کے کُلّی پروگرام میں فٹ بیٹھ ہی نہیں سکتا۔ نہ ہی کسی کو اس کا حق اور اختیار دیا گیا ہے)۔

۲۴ کیا (ایسے واضح دلائل کے باوجود) اِن لوگوں نے اپنے لئے 'خدا کے علاوہ' اور 'ارباب اقتدار' تجویز کر رکھے ہیں؟ ان سے کہو کہ تم اپنے اس مسلک کی تائید میں کوئی دلیل پیش کرو۔ (یہ اس کے لئے کوئی دلیل نہیں لا سکیں گے۔ ۲۳/۱۱۷)۔

ان سے کہدو کہ اس مسلک پر جسے میں پیش کر رہا ہوں، میری جماعت کے لوگ میرے ساتھ ہیں۔ اور اسی مسلک پر وہ لوگ تھے جو مجھ سے پہلے (انبیاء اور ان کے ساتھی) گذر چکے ہیں۔ یہ اِن کے لئے بھی باعث شرف و عزت ہے جس طرح اُن کے لئے تھا۔ اصل یہ ہے کہ یہ مخالفین حقیقت سے واقف نہیں اور یونہی (جذبات کی رَو میں بہ کر، یا اندھی تقلید کی رُو سے) اس مسلک حق و صداقت سے اعراض برتتے ہیں۔

۲۵ (یہ مسلک شروع ہی سے ایسا چلا آرہا ہے)۔ چنانچہ ہم نے تجھ سے پہلے کوئی پیغمبر ایسا نہیں بھیجا۔ جس کی طرف یہ وحی نہ کی گئی ہو کہ کائنات میں اختیار و اقتدار صرف خدا کا ہے۔ کسی اور کا نہیں۔ سو تم قوانینِ خداوندی ہی کی محکومی اور اطاعت اختیار کرو۔ (یہی وحی اب کی جا رہی ہے)۔

۲۶ ان کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ یہ خدا کی اولاد کا بھی عقیدہ رکھتے ہیں۔ حالانکہ جنہیں یہ خدا کی اولاد سمجھتے ہیں وہ اس کے معزز، اطاعت گزار بندے ہیں۔

۲۷ ان کی اطاعت کا یہ عالم ہے کہ وہ کسی بات میں خدا سے سبقت نہیں کرتے۔ بس، وہیں تک رہتے ہیں جہاں تک فرمانِ خداوندی ہوتا ہے۔ اور وہی کچھ کرتے ہیں جس کے کرنے کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

۲۸ (یہ بھی نہیں کہ وہ ظاہر داری سے کچھ اور کرتے ہوں اور دل میں کچھ اور خیالات رکھتے ہوں۔ خدا اُن کے تمام احوال و کوائف سے واقف ہے)۔ اُن کے ماضی سے بھی اور مستقبل سے بھی[۱]۔

[۱] جسے ہم حال (PRESENT) کہتے ہیں، وہ ماضی کا مستقبل، اور مستقبل کا ماضی ہوتا ہے۔

وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّىْۤ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَىْءٍ حَىٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَجَعَلْنَا فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۪ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚۖ وَهُمْ

ان کی تائید و نصرت کسی کے ساتھ نہیں ہوتی بجز اُس کے جو قوانین خداوندی سے ہم آہنگ ہو۔ وہ خود قوانین خداوندی کی خلاف ورزی کے عواقب سے ڈرتے رہتے ہیں (۶/۱۵)۔

۲۹ (ان میں سے کوئی بھی اپنے الٰہ ہونے کا دعوےٰ نہیں کر سکتا۔ (۳/۷۸)۔ اگر بفرض محال) ان میں سے کوئی یہ بات کہے کہ خدا کے علاوہ 'میں الٰہ ہوں' (مجھے بھی خدائی اختیارات حاصل ہیں) تو اس کی پاداش میں ہم اسے جہنم رسید کر دیں۔ اسی طرح، جس طرح ہم دوسرے سرکش لوگوں کو سزا دیا کرتے ہیں۔

۳۰ (بعض لوگ بربنائے جہالت 'مظاہر فطرت کو دیوی دیوتا سمجھ لیتے ہیں' حالانکہ سلسلۂ کائنات تمام کا تمام، خدا کا پیدا کردہ' اور اسی کے قوانین کے مطابق سرگرم عمل ہے۔ اس وقت تو انہیں کائنات میں مختلف مظاہر الگ الگ کام کرتے دکھائی دیتے ہیں' لیکن) انہوں نے اس پر غور نہیں کیا کہ تخلیق کے ابتدائی ادوار میں یہ سب ایک ہی ہیولیٰ تھے۔ پھر ہم نے انہیں الگ الگ کر دیا۔ (مثلاً کرۂ ارض' اُس اوّلیں ہیولیٰ سے یوں الگ ہوا جس طرح گوپیے سے پتھر پھینکا جاتا ہے۔ (۷۹/۳۰)۔ اور اس طرح تمام کرّے' اپنے اپنے مدار میں تیرنے لگ گئے (۲۱/۳۳ ؛ ۳۶/۴۰)۔ اس کے بعد جب زمین اس قابل ہو گئی کہ اس پر جاندار چیزیں رہ سکیں تو) ہم نے پانی سے زندگی کی نمود کی ـــــ (تمام جاندار چیزیں پانی کے امتزاج سے پیدا ہوئیں۔ (۲۴/۴۵)۔ اور زندگی کے اس سرچشمہ پر خدا نے اپنا کنٹرول رکھا۔ ۱۱/۷)۔

کیا اس کے بعد بھی یہ لوگ اس حقیقت پر ایمان نہیں لاتے کہ ساری کائنات میں اقتدار و اختیار صرف خدا کا ہے۔ کسی اور کا نہیں۔

۳۱ اور ہم نے زمین کو ایسا بنا دیا کہ وہ گھومتی بھی رہے اور انسان اس پر اطمینان سے سکونت پذیر بھی رہیں۔ (۱۶/۱۵)۔ نیز اس میں بڑے بڑے پہاڑ بنا دیئے (جو واٹر ورکس کا کام بھی دیتے ہیں اور دیگر سامان زیست کے ذخائر کا بھی)۔ اور ان میں درّے رکھ دیئے تاکہ ان سے راستوں کا کام لیا جا سکے۔

۳۲ اور کرۂ ارض کے اوپر ایسی فضا* پیدا کر دی جو خود بھی محفوظ ہے' اور زمین کے رہنے والوں کو' اوپر سے

* ATMOSPHERE

عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾

گرنے والے شہابِ ثاقب کی تباہی سے بھی محفوظ رکھتی ہے[1]۔

یہ سب کھلی ہوئی نشانیاں ہیں (اس حقیقت کی کہ) اشیائے فطرت خود قوانینِ خداوندی کے تابع سرگرمِ عمل ہیں۔ ان میں سے کسی کو کوئی قوت واقتدار حاصل نہیں۔ لیکن اس کے باوجود) یہ لوگ ان حقائق سے منہ پھیرے رہتے ہیں۔

۳۳ خدا وہ ہے جس نے (زمین کی گردش سے) رات اور دن کے، یکے بعد دیگرے، آنے کا سلسلہ قائم کیا۔ اور سورج اور چاند بنائے۔ ان میں سے ہر ایک، اپنے اپنے مدار میں، تیزی سے تیر رہا ہے۔

۳۴ (ہمارے قوانین کی صداقتیں ان آفاقی نشانیوں سے سمجھ میں آسکتی ہیں۔ لیکن ان لوگوں کا اصرار ہے کہ رسول کو ایسی نشانیاں پیش کرنی چاہئیں جو ان قوانینِ فطرت کے خلاف ہوں تاکہ معلوم ہوسکے کہ وہ کوئی مافوق البشر ہستی ہے۔ ان سے کہو کہ رسول، عام انسانوں جیسے ہی ہوتے ہیں۔ کھاتے پیتے ہیں، اور اپنے وقت پر وفات پا جاتے ہیں)۔ تجھ سے پہلے بھی ہم نے کوئی انسان ایسا نہیں بنایا جو ہمیشہ کے لئے زندہ رہا ہو۔ نہ ہی تیرے لئے ہمیشہ زندہ رہنا ہے۔ پھر اگر تیرے لئے ایک دن مرنا ہے تو یہ کون سے ہمیشہ زندہ رہنے والے ہیں؟

۳۵ دنیا میں ہر ذی حیات کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ (باقی رہی یہاں کی زندگی اور اس کے حوادث سو) اس میں تم سب، اچھی بری حالتوں کی کٹھالیوں سے گزرتے ہو تاکہ تمہاری مضمر صلاحیتوں کی نمود ہو جائے۔ تمہاری ہر نقل و حرکت کا رُخ ہمارے قانونِ مکافات کی طرف ہے۔ (تم اس سے الگ ہٹ کر کہیں نہیں جاسکتے)۔

---

[1] جنہیں ہم "ٹوٹنے والے تارے" (METEORS) کہتے ہیں وہ درحقیقت، نظامِ شمسی کے چھوٹے چھوٹے اجرام ہوتے ہیں جو کششِ ثقل کی قوت سے ٹوٹ کر نیچے گرتے ہیں اور ان کے پتھریلے ٹکڑے بارش کی طرح برستے ہیں۔ بعض اوقات کرۂ ارض اس "بارش" کے راستے میں آجاتا ہے لیکن اس کے اوپر کی فضا ان پتھروں کو پیس کر رکھ دیتی ہے اور جسے ہم "ٹوٹا ہوا تارہ" کہتے ہیں وہ ان کی چمکنے والی راکھ ہوتی ہے۔ کبھی کبھی یہ پتھر اتنے بڑے ہوتے ہیں کہ فضا سے پس کر راکھ نہیں ہوتے۔ اس طرح ان کے بعض ٹکڑے زمین پر گرتے ہیں۔ لیکن یہ شاذ و نادر ہوتا ہے۔ عام طور پر یہ فضا میں پس جاتے ہیں۔ اگر فضا ان "پتھروں کی بارش" کو پیس کر راکھ نہ بنا دے تو زمین پر زندگی محال ہو جائے۔ یوں یہ فضا، ہمارے لئے "محفوظ چھت" کا کام دیتی ہے۔

وَإِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ
الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٣٦﴾ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۭ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿٣٧﴾ وَيَقُوْلُوْنَ
مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٣٨﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ
وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٣٩﴾ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ
يُنْظَرُوْنَ ﴿٤٠﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٤١﴾ ع

۳ ع ۱۲ ۳

۳۶ (اے رسول!) جب یہ لوگ، جو ہمارے قوانین کی صداقتوں سے انکار کرتے ہیں، تجھے دیکھتے ہیں، تو (دلیل و برہان کی رُو سے تو تیری کسی بات کا جواب دے نہیں سکتے۔ کھسیانے ہو کر) تیرا مذاق اڑانا شروع کر دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ، دیکھو! یہ ہے وہ جو تمہارے معبودوں کا (اس طرح) ذکر کرتا ہے۔ (اور ان کی الوہیت کا انکار کرتا ہے! انہیں تو اپنے باطل معبودوں کے انکار پر ہدفِ استہزاء بناتے ہیں، اور اپنی یہ حالت ہے کہ) خدائے رحمٰن ——— جو حقیقی الٰہ ہے ——— کا نام تک سننے کے روادار نہیں۔ اس سے یکسر انکار کرتے ہیں۔

۳۷ (یہ سب اس لئے کہ انسان دور تک نگاہ نہیں لے جاتا؛ بڑا جلد باز واقع ہوا ہے (۱۷/۱۱)۔ (چونکہ ان کے اس انکار و سرکشی کی وجہ سے ان پر فوری گرفت نہیں ہوتی، اس لئے یہ تیری تنذیرات کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ ان سے کہہ دو کہ) یوں جلدی مت مچاؤ۔ وہ دن دور نہیں جب خدا کی یہ نشانیاں، حقیقت بن کر تمہارے سامنے آجائیں گی، اور تم انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔

۳۸ (ہمیں معلوم ہے کہ) یہ تم سے بار بار کہتے ہیں کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو بتاؤ کہ ہماری جس تباہی کے متعلق تم اکثر دھمکیاں دیتے رہتے ہو، وہ کب آئے گی؟

۳۹ اگر ان منکرین قانونِ مکافات کو اس آنے والے انقلابی حادثہ کا کچھ بھی علم ہو جائے، اور یہ جان لیں کہ جب (جنگ کی آگ بھڑک اٹھے گی تو) یہ اس کے شعلوں کو نہ اپنے سامنے سے ہٹا سکیں گے اور نہ ہی اپنے پیچھے سے۔ اور اُس وقت کوئی ان کی مدد کو بھی نہیں پہنچ سکے گا (تو یہ کبھی اس کے لئے جلدی نہ مچائیں)۔

۴۰ وہ آنے والا انقلاب، ان کے سامنے یوں دفعتہً نمودار ہو جائے گا کہ یہ مبہوت رہ جائیں گے۔ پھر نہ تو انہیں اس کی قدرت ہو گی کہ یہ اُسے ہٹا کر کسی دوسری طرف پھرا دیں، اور نہ ہی انہیں اس کی مہلت دی جائے گی (کہ یہ اُس کی زد سے بچنے کے لئے ایک طرف ہو جائیں)۔

۴۱ (حقیقت یہ ہے کہ ان کی طرف سے یہ استہزاء اور استخفاف کوئی نئی چیز نہیں) تجھ سے پہلے

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ۭ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ
تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ۭ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَاۗءِ
وَاٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۭ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ
اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ڮ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاۗءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾
وَلَىِٕنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۶﴾

رسولوں کی بھی اسی طرح ہنسی اڑائی جاچکی ہے۔ لیکن ان کی اس ہنسی کا نتیجہ کیا نکلا؟ یہی کہ وہ جن باتوں کو مذاق سمجھا کرتے تھے' انہوں نے سچ مچ آکر انہیں گھیر لیا۔

۴۲ (اے رسول! ان سے پوچھو کہ) دن ہو یا رات۔ کوئی قوت ایسی ہے جو خدا کی گرفت سے بچانے کے لئے تمہاری حفاظت کر سکے؟ لیکن (یہ اس کا جواب کیا دیں گے!) یہ تو اپنے نشو و نما دینے والے کے قانونِ مکافات سے یکسر منہ پھیرے ہوئے ہیں۔

۴۳ کیا یہ سمجھتے ہیں کہ فی الواقعہ کوئی قوتیں ایسی ہیں جو انہیں ہماری گرفت سے بچالیں گی؟ (جنہیں یہ اپنا معبود سمجھ رہے ہیں' وہ انہیں کیا بچالیں گے! اُن کی تو یہ حالت ہے کہ) وہ خود اپنی مدد کرنے کی بھی استطاعت نہیں رکھتے۔ اپنی حفاظت بھی نہیں کر سکتے۔ نہ ہی ہم ان کی حفاظت کریں گے۔ (ہماری حفاظت انہی کو حاصل ہوتی ہے جو ہمارے قوانین کے مطابق زندگی بسر کریں)۔

۴۴ اصل میں ہوا یہ ہے کہ انہیں' اور ان کے آبا و اجداد کو' زندگی کا ساز و سامان ایسی فراوانی سے مل گیا کہ یہ اُس کے نشہ میں مدہوش ہو گئے۔ اور پھر اس پر اتنا لمبا عرصہ گزر گیا کہ یہ سمجھ بیٹھے کہ اب اسے ہم سے کوئی نہیں چھین سکتا! لیکن کیا یہ اس حقیقت پر غور نہیں کرتے کہ ہم معاشی ذرائع (ارض) کو بڑے بڑے سرداروں کے ہاتھ سے چھین کر ان کی مقبوضات کو کس طرح کم کرتے چلے جا رہے ہیں (۱۳/۴۱)۔ کیا' اس کے باوجود' یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بالادست رہیں گے' اور ہمارا نظام ان پر غالب نہیں آسکے گا؟

۴۵ اِن سے کہو کہ میں جو تمہیں' تمہاری روش کے انجام و عواقب سے آگاہ کرتا رہتا ہوں' تو وہ میرے ذاتی قیاسات کی بنا پر نہیں ہوتا۔ میں یہ سب کچھ وحیِ خداوندی کی بنا پر کہتا ہوں (اس لئے اس میں شک و شبہ یا غلطی کا امکان نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ) تم بالکل بہرے بن جاتے ہو' اور ہر بات اَن سُنی کر دیتے ہو۔ اِس لئے میرا انذار تمہیں کیا فائدہ دے سکتا ہے؟

۴۶ حالانکہ اس آنے والے انقلاب کا عذاب اس قدر شدید ہے کہ اگر انہیں اس کی ایک لپٹ بھی

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۚ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ
خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۚ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا
لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَهٰذَا ذِكْرٌ
مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ۚ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ
عٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾

چھو جائے (تو ان کا سارا نشہ ہرن ہو جائے) اور یہ بے ساختہ پکار اٹھیں کہ ہم واقعی زیادتی کیا کرتے تھے۔ یہ تباہی ہم پر آنی چاہیئے تھی۔

۴۷ اور (یہ انقلابی عذاب یونہی اندھادھند واقع نہیں ہو جائے گا۔ ہمارے ہاں سے کچھ بھی اندھا دھند نہیں ہوتا) ہم ظہور نتائج کے وقت عدل کی میزانیں کھڑی کر دیں گے اور کسی کے ساتھ ذرا بھی بے انصافی نہیں ہوگی۔ اگر کسی نے رائی کے دانے کے برابر بھی کچھ کیا ہوگا تو اسے بھی وزن میں لے لیا جائیگا۔ جب ہم خود حساب کرنے والے ہوں تو پھر کونسی چیز ہے جو حساب سے باہر رہ سکتی ہے۔ (۹۹/۸ - ۷)۔

۴۸ (اسی قسم کے انقلابات انبیائے سابقہ کے ہاتھوں بھی وقوع پذیر ہوتے رہے ہیں۔ مثلاً موسیٰؑ اور ہارونؑ کے ہاتھوں) جنہیں ہم نے وہ ضابطۂ قوانین عطا کیا تھا جو صحیح اور غلط کو نکھار کر الگ الگ کر دینے والا' اور ان لوگوں کے لئے جو زندگی کی تباہیوں سے بچنا چاہیں' مشعلِ ہدایت اور وجہ شرف تھا۔

۴۹ یعنی ان لوگوں کے لئے جو قانونِ خداوندی کی خلاف ورزی کے ان دیکھے نتائج سے ڈرتے تھے' اور اس طرح آنے والے انقلاب کے تصور سے لرزتے تھے۔

۵۰ اور اب یہ قرآن ہماری طرف سے نازل کردہ ضابطۂ حیات ہے جو زندگی کی خوشگواریوں کا ضامن ہے۔ تو کیا تم اس سے انکار کرتے ہو؟

۵۱ اور ہم نے (موسیٰؑ اور ہارونؑ سے بھی) پہلے' ابراہیمؑ کو وہ سمجھ بوجھ عطا کر دی تھی (جو اس کے منصب کے شایانِ شان' اور ان فرائض کی سرانجام دہی کے لئے ضروری تھی جو اس کے سپرد کئے جا رہے تھے)۔ اور ہم اس کی حالت سے خوب واقف تھے۔

۵۲ جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا تھا کہ یہ کیا مورتیاں ہیں جن کی پرستش پر تم اس طرح جم کر بیٹھ گئے ہو۔ اور جن کے تم مجاور بن رہے ہو؟ (ذرا عقل و بصیرت سے کام لو اور سوچو کہ

قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ

تم بڑے ہو جنہوں نے انہیں بنایا ہے یا یہ مورتیاں بڑی ہیں؟)۔

۵۳ انہوں نے جواب میں کہا کہ (ہم ان باتوں کو کچھ نہیں جانتے)۔ ہم نے اپنے آباء و اجداد کو دیکھا کہ وہ ان کی پرستش کیا کرتے تھے۔ (ہم بھی ویسا ہی کرنے لگ گئے)۔

۵۴ ابراہیمؑ نے کہا کہ تم بھی کھلی ہوئی گمراہی میں ہو اور تمہارے باپ دادا بھی صریح گمراہی میں تھے (جو اپنے ہاتھوں کی تراشیدہ مورتیوں کے سامنے جھکتے تھے اور اس طرح شرف انسانیت کو خاک میں ملا دیتے تھے)۔

۵۵ انہوں نے کہا کہ ابراہیمؑ! تو ہم سے یہ کچھ سچ سچ کہہ رہا ہے یا یونہی مذاق کر رہا ہے؟

۵۶ ابراہیمؑ نے کہا کہ (اس میں مذاق کی کونسی بات ہے۔ ذرا سوچو تو سہی کہ جن مورتیوں کو تم خود بناتے ہو، وہ اس قابل ہو سکتی ہیں کہ انسان انہیں اپنا خدا بنالے!) تمہارا نشو و نما دینے والا وہ ہے جو تمام کائنات کو عدم سے وجود میں لایا ہے اور اس کے بعد انہیں نشو و نما دے رہا ہے۔

(تمہارے پاس، تمہارے مسلک کے صحیح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ تمہارے آباء و اجداد ایسا کرتے چلے آرہے تھے۔ لیکن) میں اپنے اس دعوے پر خود گواہ ہوں (اور جس قسم کی محکم شہادت چاہو، پیش کر سکتا ہوں۔ سوچو کہ کس کی شہادت زیادہ قابلِ اعتماد ہو سکتی ہے؟)۔

۵۷ (تم یہ عقیدہ رکھتے ہو کہ جو شخص ان بتوں کی شان میں ذرا سی بھی گستاخی کرے، یہ اسے تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ یہ بتانے کے لئے کہ تمہارا یہ عقیدہ کس قدر غلط ہے، اور تمہارے یہ معبود کس قدر بے بس ہیں) میں، تمہارے یہاں سے چلے جانے کے بعد، انہیں ٹھکانے لگاؤں گا۔ خدا گواہ ہے، میں ایسا ضرور کروں گا۔ (پھر تم دیکھ لینا کہ یہ بت کس قوت کے مالک ہیں! تمہارے یہاں سے چلے جانے کے بعد اس لئے کہ اگر میں نے تمہاری موجودگی میں ان پر ہاتھ اٹھایا تو تم ان کی حفاظت کے لئے اٹھ کھڑے ہو گے اور پھر لوگوں کو یہ کہہ کر فریب میں مبتلا کر دو گے کہ یہ شخص تمہارے معبودوں کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکا۔ تمہاری عدم موجودگی میں، معاملہ میرے اور ان بتوں کے مابین ہو گا اور یہ بات واضح ہو جائیگی کہ ان میں خود اپنی حفاظت کی قوت بھی نہیں)۔

۵۸ چنانچہ ابراہیمؑ نے تنہائی میں، ان بتوں کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ صرف ایک بت کو،

جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ۝٥٨ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝٥٩ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ۝٦٠ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ۝٦١ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝٦٢ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝٦٣

جو ان میں سب سے بڑا تھا' چھوڑ دیا تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔ (یعنی ان سے کہا جاسکے کہ یہ تمہارا سب سے بڑا "معبود" موجود ہے اس سے پوچھو کہ یہ کیا ہوا ہے اور اس کی موجودگی میں کیسے ہوا ہے؟ اگر اُس بت کو بھی توڑ دیا جاتا تو اس دلیل وحجت کی گنجائش نہ رہتی)۔

۵۹ (چنانچہ جب لوگ معبد میں آئے تو اپنے معبودوں کا یہ حشر دیکھ کر کہنے لگے کہ) ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کچھ کس نے کیا ہے؟ جس کسی نے بھی کیا ہے' وہ بڑا ہی ظالم اور سرکش ہے۔

۶۰ (معبد کے پجاریوں کو اس کا علم تھا لیکن انہوں نے دانستہ بات کو چھپایا۔ کیونکہ اگر وہ یہ بتا دیتے کہ ابراہیمؑ نے ان سے یہ کچھ پہلے ہی کہہ دیا تھا' تو عوام ان کے پیچھے پڑ جاتے کہ جب تمہیں اس کا علم ہو چکا تھا تو تم نے ان کی حفاظت کی طرف سے غفلت کیوں برتی؟ اس لئے وہ خاموش رہے۔ لیکن عوام میں سے بعض نے) کہا کہ ہم نے ایک نوجوان کو' جسے ابراہیمؑ کہہ کر پکارتے ہیں' ان کے متعلق طرح طرح کی باتیں کرتے سنا ہے۔ (شاید یہ اسی کی حرکت ہو)۔

۶۱ (چنانچہ پجاریوں نے معتبر بننے کے لئے) کہا کہ ابراہیمؑ کو یہاں مجمع کے سامنے لاؤ تاکہ یہ لوگ اس کی شہادت دیں (کہ یہی وہ نوجوان ہے جو ان کے معبودوں کے متعلق اس قسم کی باتیں کیا کرتا تھا)۔

۶۲ (چنانچہ ابراہیمؑ کو بلایا گیا۔ لوگوں نے شہادت دی کہ یہی ہے وہ نوجوان جو ان کے بتوں کے خلاف

۶۳ باتیں کیا کرتا ہے۔ پجاریوں نے ملزم بننے کے بجائے' عدالت کی پوزیشن اختیار کرلی' ورنہ اُن کے خلاف یہ الزام کچھ کم سنگین نہیں تھا کہ اُنہوں نے بتوں کی حفاظت سے لاپرواہی برتی ہے)۔ انہوں نے ابراہیمؑ سے کہا کہ تمہارے خلاف الزام یہ ہے کہ تم نے ہمارے بتوں کے خلاف یہ حرکت کی ہے۔ کہو! تم اس الزام کے جواب میں کیا کہنا چاہتے ہو؟

ابراہیمؑ نے جس مقصد کے لئے یہ سب کچھ کیا تھا' اب اُس کے حصول کا موقعہ آگیا تھا۔ وہ اگر یہ کہہ دیتا کہ تم اس قدر بھولے بن کر یہ کچھ کیوں پوچھ رہے ہو! کیا میں نے تم سے پہلے ہی نہیں کہہ دیا تھا کہ میں تمہارے بتوں کا علاج کرنے والا ہوں' تو وہ ایک دم ادھم مچا کر عوام کے جذبات کو مشتعل کر دیتے

فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۵﴾

اور ان کے سامنے حقیقت واشگاف ہو کر نہ آسکتی۔ ابراہیمؑ نے کہا کہ اس بات کو تو بعد میں دیکھا جا سکتا ہے۔ تم ذرا اس پر غور کرو کہ تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ تمہارے یہ معبود بڑی توتوں کے مالک ہیں۔ یہ اپنے پرستاروں کی تمام مرادیں برلاتے ہیں اور مخالفین کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ ان میں سب سے بڑے دیوتا کی قوتیں تمہارے نزدیک غیر محدود ہیں۔ یہ سب کچھ اُس کے سامنے ہوا ہے۔ جس شخص نے یہ حرکت کی ہے اس بڑے بُت نے اپنی قوت کو کام میں لا کر، اُسے اس سے روکا کیوں نہ، اور اُسے تباہ و برباد کیوں نہ کر دیا؟

ابراہیمؑ کے اس سوال پر چاروں طرف سناٹا چھا گیا۔ اس کے بعد اس نے پجاریوں سے کہا کہ تم لوگوں سے کہا کرتے ہو کہ یہ بت غیب کا علم رکھتے ہیں۔ یہ ہر ایک بات کو جانتے ہیں۔ جب کوئی شخص تم سے کوئی بات پوچھنے آتا ہے تو تم کہتے ہو کہ، ہم اسکا جواب ان دیوتاؤں سے پوچھ کر بتائیں گے۔ چنانچہ اسکے بعد تم اُس سے کہتے ہو کہ ہم نے دیوتاؤں سے پوچھا تھا۔ انہوں نے یہ جواب دیا ہے۔

اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ یہ بت تم سے باتیں کیا کرتے ہیں تو تم مجھ سے کیوں پوچھتے ہو کہ یہ حرکت کس نے کی ہے۔ خود ان بتوں سے کیوں نہیں پوچھتے کہ تمہارے ساتھ یہ کچھ کس نے کیا ہے؟ (۳۷/۹۸ — ۸۸)۔

۶۴ (ابراہیمؑ کے ان سوالات نے پجاریوں کی پوزیشن عجیب کر دی! وہ مجمع سے الگ ہٹ کر آپس میں مشورہ کرنے لگے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ سچ تو یہ ہے کہ زیادتی ہم سے ہی ہو گئی ہے۔

۶۵ وہ حقیقت کے قائل تو ہو گئے لیکن پیشوائیت کی مسندیں کھلے بندوں اس کے اعتراف کی اجازت کب دیتی تھیں؟ وہ فکر و نظر کی ان بلندیوں پر پہنچنے کے بعد، پھر جہالت و توہم پرستی کی انہی پستیوں میں آگرے۔ وہ ابراہیمؑ سے کہنے لگے کہ تم نے محض مناظرہ میں بازی جیتنے کے لئے ہم سے یہ سوال کیا ہے، ورنہ تمہیں خود معلوم ہے کہ یہ بُت باتیں نہیں کیا کرتے۔

لہ اس کا یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ ان پجاریوں نے کہا ہو کہ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ یہ کام تمہاری جماعت کا ہے۔ لیکن ہم جرم متعین کرنے کے لئے معلوم یہ کرنا چاہتے ہیں کہ اسے خود تم نے کیا ہے، یا تمہاری جماعت کے کسی اور آدمی نے؟ اس کے جواب میں ابراہیمؑ نے کہا کہ کسی اور نے نہیں، بلکہ اُن کے سب سے بڑے قائد نے، جو تمہارے سامنے کھڑا ہے، خود یہ کچھ کیا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک، جواب کا وہ انداز جسے متن میں سامنے لایا گیا ہے اُس رشدِ ابراہیمیؑ سے زیادہ قریب ہے جس کا ذکر (۲۱/۵۱) میں آیا ہے۔

قَالَ اَفَتَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنۡفَعُکُمۡ شَیۡئًا وَّ لَا یَضُرُّکُمۡ ﴿۶۶﴾ اُفٍّ لَّکُمۡ وَ لِمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوۡا حَرِّقُوۡہُ وَ انۡصُرُوۡۤا اٰلِہَتَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ فٰعِلِیۡنَ ﴿۶۸﴾ قُلۡنَا یٰنَارُ کُوۡنِیۡ بَرۡدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤی اِبۡرٰہِیۡمَ ﴿۶۹﴾ وَ اَرَادُوۡا بِہٖ کَیۡدًا فَجَعَلۡنٰہُمُ الۡاَخۡسَرِیۡنَ ﴿۷۰﴾ وَ نَجَّیۡنٰہُ وَ لُوۡطًا اِلَی الۡاَرۡضِ الَّتِیۡ بٰرَکۡنَا فِیۡہَا لِلۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۷۱﴾ وَ وَہَبۡنَا لَہٗۤ اِسۡحٰقَ ؕ وَ یَعۡقُوۡبَ نَافِلَۃً ؕ وَ کُلًّا جَعَلۡنَا صٰلِحِیۡنَ ﴿۷۲﴾ وَ جَعَلۡنٰہُمۡ اَئِمَّۃً یَّہۡدُوۡنَ بِاَمۡرِنَا وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡہِمۡ فِعۡلَ الۡخَیۡرٰتِ وَ اِقَامَ الصَّلٰوۃِ وَ اِیۡتَآءَ الزَّکٰوۃِ ۚ

۶۶ اس پر ابراہیمؑ نے کہا کہ کس قدر مقامِ تاسف ہے کہ تم نے "اللہ کو چھوڑ کر" جانتے بوجھتے ان چیزوں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے جو نہ تمہیں کچھ نفع پہنچانے کی قدرت رکھتی ہیں نہ نقصان پہنچانے کی۔

۶۷ تف ہے تم پر اور تمہارے ان معبودوں پر! کیا تم ذرا بھی عقل و فکر سے کام نہیں لیتے؟

۶۸ اُن کے پاس ابراہیمؑ کے ان دلائل کا جواب اس کے سوا کیا تھا جو ہر دھاندلی باز گروہ کا جواب ہوتا ہے! انہوں نے عوام کو مشتعل کیا اور کہا کہ اگر تم میں کچھ ہمت ہے تو اٹھو' اور اس شخص کو' جس نے تمہارے معبودوں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے' زندہ جلا دو' اور اس طرح اپنے دیوتاؤں کا بول بالا کر دو۔

۶۹ وہ ابراہیمؑ کے خلاف عداوت اور انتقام کی آگ کو یوں بھڑکا رہے تھے' اور ہم ایسا انتظام کر رہے تھے کہ اس آگ کے شعلے سرد پڑ جائیں اور وہ ابراہیمؑ کو کوئی گزند نہ پہنچا سکیں۔

۷۰ چنانچہ انہوں نے اس سلسلہ میں ابراہیمؑ کے خلاف جو تدبیر سوچی تھی۔ ہم نے اسے بیکار کر دیا' اور یوں وہ سب اپنے منصوبے میں ناکام رہ گئے ($\frac{۲۹}{۲۴}$ ؛ $\frac{۳۷}{۹۸}$)۔

۷۱ اور ابراہیمؑ اور (اس کے ساتھی) لوطؑ کو' ان لوگوں کی سازشوں اور فتنہ انگیزیوں سے محفوظ رکھ کر' امن و سلامتی سے' اس سرزمین کی طرف بھیج دیا جسے ہم نے اقوامِ عالم کے لئے بڑا ہی بابرکت بنایا تھا۔ ($\frac{۲۹}{۲۶}$ ؛ $\frac{۳۷}{۹۹}$)۔ (اس طرح' خدا کے رسول' ہجرت کر کے' اپنے دشمنوں کی شعلہ سامانیوں سے محفوظ رہا کرتے ہیں)۔

۷۲ (ابراہیمؑ نے' شام کے سرسبز و شاداب میدانوں میں' ایک نئی زندگی شروع کی۔ وہ وہاں اپنے مشن میں بھی کامیاب ہوا' اور) ہم نے اسے اسحٰقؑ جیسا بیٹا' اور یعقوبؑ جیسا پوتا عطا کیا۔ اور ان سب کو عمدہ صلاحیتوں کا مالک بنایا۔

۷۳ اور ہم نے' اُنہیں' لوگوں کی امامت (لیڈرشپ) عطا کی۔ وہ ہمارے قوانین کے مطابق'

وَكَانُوا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ

اُن کی راہ نمائی زندگی کے صحیح راستے کی طرف کرتے تھے۔ ہم نے ان کی طرف وحی کے ذریعے ایسے احکام بھیجے تھے جن کی رُو سے وہ اقامتِ صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کا انتظام کرتے اور نوعِ انسان کی بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ وہ سب ہمارے احکام و قوانین کی اطاعت کرتے تھے۔

۷۴ (ابراہیمؑ کے ساتھ، لوطؑ نے بھی ہجرت کی تھی۔ اُس وقت اس کا شمار عام مومنین کی صف میں تھا۔ لیکن بعد میں) ہم نے اسے نبوت کا علم اور اس کے مطابق، لوگوں کے معاملات میں فیصلے کرنے کا منصب عطا کیا۔ اس کی بستی کے لوگ بڑے ناشائستہ کام کیا کرتے تھے۔ وہ صحیح راستے کو چھوڑ کر بڑی خراب راہوں پر چل رہے تھے۔ ہم نے اس بستی کو تباہ کر دیا اور لوطؑ کو وہاں سے محفوظ نکال کر دوسری جگہ لے گئے۔

۷۵ ہم نے اسے اپنی رحمتوں سے نوازا۔ وہ بھی صالحین کے زمرہ میں سے تھا۔

۷۶ اور اسی طرح نوحؑ کا معاملہ بھی ہے جو ان انبیاء سے پہلے ہو گزرا تھا۔ (اس نے اپنی قوم کو مسلسل حق کی تبلیغ کی۔ لیکن ان لوگوں کی سرکشی بڑھتی چلی گئی۔ چنانچہ جب اُن کی طرف سے مخالفت انتہا تک پہنچ گئی تو) نوحؑ نے ہمیں پکارا اور ہم نے اس کی پکار کا جواب دیا، اور اُسے اور اُس کے رفقاء کو اس کربِ عظیم سے نجات دلائی۔

۷۷ اور اُن لوگوں کے مقابلہ میں اُس کی مدد کی جو ہمارے قوانین کی تکذیب کیا کرتے تھے۔ وہ بہت بُرے لوگ تھے۔ سو ہم نے ان سب کو سیلاب میں غرق کر دیا۔

۷۸ اور اسی طرح داؤدؑ اور سلیمانؑ (کا بھی معاملہ ہے)۔ ان کی کیفیت یہ تھی کہ وہ بنی اسرائیل کے لئے سلطنت کو مستحکم اور مرفہ الحال بنانے کی تدبیریں کرتے تھے لیکن اُن کی قوم اُسے یوں تباہ اور برباد کرنے کی فکر میں لگی رہتی تھی جس طرح کھُلا ریوڑ چرواہے کے علم کے بغیر، خود اپنے مالک کے کھیت کو چر کر تباہ کر دے۔ وہ قوم نظم و ضبط میں رہنا چاہتی ہی نہ تھی۔ اور ہم دیکھ رہے تھے کہ داؤدؑ و سلیمانؑ اس کے لئے کیا کیا تدابیر اختیار کرتے ہیں[۵۷]۔

---

۵۷ ۳۸/۲۱-۲۲ میں بھی ایک واقعہ مذکور ہے لیکن وہ اس سے الگ معلوم ہوتا ہے۔

فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ ﴿٧٨﴾ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ ۚ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُودَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۚ وَكُنَّا فَاعِلِينَ ﴿٧٩﴾ وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُم مِّن بَأْسِكُمْ ۖ فَهَلْ أَنتُمْ شَاكِرُونَ ﴿٨٠﴾ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۚ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ ﴿٨١﴾ وَمِنَ الشَّيَاطِينِ مَن يَغُوصُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذَٰلِكَ ۖ وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ ﴿٨٢﴾ ۞ وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿٨٣﴾

---

۷۹ داؤدؑ کے زمانے میں تو اُس قوم کی حالت زیادہ نہ سنور سکی۔ لیکن سلیمانؑ کی سمجھ میں اِس کی پوری پوری تدبیر آگئی (اور وہ اس ریوڑ کو ضبط کی رسّیوں سے باندھنے میں کامیاب ہوگیا)۔

ویسے ہم نے ان تمام انبیاءؑ کو علم نبوت اور منصب حکومت عطا کر رکھا تھا۔ اور داؤدؑ کی سلطنت کی قوت اور وسعت کا تو یہ عالم تھا کہ) ہم نے وہاں کے قبائل کے بڑے بڑے سرداروں کو اور قبیلۂ طیر کے شہسواروں کو (جن سے گھوڑوں کے رسالے ترتیب پاتے تھے۔ ۲۷/۱۶ ؛ ۳۴/۱۰) اس کے ساتھ کام میں لگا رکھا تھا اور وہ اپنے اپنے فرائض کی سرانجام دہی میں سرگرداں رہتے تھے —— اور یہ ہمارے پروگرام مشیت کے عین مطابق تھا۔

۸۰ اور ہم نے اسے زرہ سازی کا علم بھی دیا' تاکہ تم' اسے پہن کر' لڑائی میں' دشمن کے ہتھیاروں سے محفوظ رہ سکو۔

لیکن تم اس پر بھی اس کے سپاس گزار نہیں ہوتے تھے (اور سلطنت کو کمزور کرنے کے لئے ریشہ دوانیاں کرتے رہتے تھے)۔

۸۱ اور ہم نے سلیمانؑ کے لئے (سمندر کی تند اور تیز ہواؤں کو' فن بادبانی کی رو سے' اس طرح) مسخر کر دیا تھا کہ' وہ' اُس کے پروگرام کے مطابق' اس کی کشتیوں کو اُس سرزمین کی طرف لے جاتی تھیں جس میں ہم نے زندگی کی خوش حالیوں کا بہت سا سامان رکھ چھوڑا تھا —— اور ہم ہر بات کا علم رکھتے ہیں۔

۸۲ اور ہم نے بڑے بڑے سرکش قبائل کے لوگوں کو اس کا تابع فرمان بنا دیا تھا۔ وہ اس کے لئے سمندروں میں غوطہ زنی کرتے (اور اس میں سے موتی وغیرہ نکالتے) تھے۔ اس کے علاوہ' اور بھی بہت سے کام کرتے تھے۔ اور ہم ان کی نگہبانی کرتے تھے (کہ وہ سرکش نہ ہونے پائیں)۔ (۳۴/۱۳ ؛ ۳۸/۳۷)

۸۳ اور اسی طرح' ایوبؑ (کا معاملہ بھی یاد کرو) جب اس نے اپنے نشو و نما دینے والے کو پکارا تھا اور کہا تھا کہ خدایا! میں سخت تکلیف میں پڑ گیا ہوں۔ اور (جس سے نجات حاصل کرنے کے لئے

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ڰ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُـْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۸۹﴾

تیری رحمت کی ضرورت ہے) یہ ظاہر ہے کہ تجھ سے بڑھ کر سامانِ ربوبیت و رحمت عطا کرنے والا اور کوئی نہیں ($\frac{۳۸}{۴۱}$)۔

۸۴ چنانچہ ہم نے اس کی پکار سن لی اور اس کی تکلیف رفع کر دی۔ اس کے بچھڑے ہوئے ساتھی اسے مل گئے۔ بلکہ ان جیسے اور لوگ بھی۔ یہ کچھ ہماری طرف سے مرحمت ہوا۔ اس واقعہ میں بھی ان لوگوں کے لئے سامانِ موعظت ہے جو ہمارے قانون کی اطاعت کرتے ہیں۔

۸۵ (اور اسی طرح کے انبیاء) اسمٰعیلؑ ادریسؑ اور ذی الکفل تھے۔ یہ بھی حق کی دعوت میں جم کر کھڑے رہے تھے۔

۸۶ ہم نے انہیں اپنی رحمتوں سے نوازا۔ یہ سب صالحین کے زمرے میں شامل تھے۔

۸۷ اور اسی طرح ذوالنونؑ کا معاملہ بھی ہے۔ وہ اپنی قوم کے لوگوں سے تنگ آ کر غصہ میں وہاں سے چلا گیا (حالانکہ اسے ابھی ہجرت کا حکم نہیں ہوا تھا۔ لیکن اس نے یہ فیصلہ کسی سرکشی کے ارادے سے نہیں کیا تھا۔) اس نے خیال یہ کیا تھا کہ چونکہ یہ فیصلہ خدا کے کسی حکم کے خلاف نہیں، اس لئے خدا اس پر مؤاخذہ نہیں کرے گا اور مجھے کسی سختی میں نہیں ڈالے گا۔ پھر جب وہ (اپنے غلط پروگرام کی وجہ سے) مشکلات میں گھر گیا تو اس نے ہمیں پکارا اور کہا کہ بارالہا! تیرے سوا اور کسی کو اس کا اقتدار و اختیار نہیں (کہ وہ مجھے ان مشکلات سے نجات دلا سکے) میں نے جو اس فیصلے میں عجلت کی اور تیرے حکم کا انتظار نہ کیا تو یہ میری زیادتی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ تیرا فیصلہ ہی ایسا ہوتا ہے جو ہر قسم کے نقص سے پاک ہوتا ہے۔ ($\frac{۳۷}{۱۳۹}$; $\frac{۶۸}{۴۸}$)۔

۸۸ سو ہم نے اس کی پکار کو سن لیا اور اسے غم سے نجات دی۔ اسی طرح ہم اُن لوگوں کو غم و حزن سے نجات دیتے ہیں جو ہمارے قوانین کی صداقت و محکمیت پر یقین رکھتے ہیں۔

۸۹ اور اسی طرح زکریاؑ کا بھی معاملہ یاد کرو۔ جب اس نے اپنے رب کو پکارا اور کہا کہ اے میرے

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۫ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَالَّتِىْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ؕ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿۹۳﴾

۶ ع ۱۸ ۶

نشوونما دینے والے! تو مجھے اس دنیا میں بغیر وارث کے تنہا نہ چھوڑ' اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ تو ہی ہم سب کا بہترین وارث ہے۔ (لیکن اس قسم کے وارث کی ضرورت بھی ظاہر ہے۔ ۳/۳۲ ؛ ۱۹/۵-۷)۔

۹۰ ہم نے اس کی پکار سن لی اور اس کی بیوی میں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت پیدا کر کے اسے یحییٰؑ جیسا بیٹا عطا کر دیا۔

یہ تمام انبیاءؑ نوع انسان کی بھلائی کے کاموں میں نہایت تیزی سے آگے بڑھتے تھے۔ اور زندگی کے ہر گوشے میں —— خواہ وہ امید افزا ہو یا یاس انگیز —— ہم سے پوچھتے تھے کہ انہیں کیا کرنا چاہیئے۔ (وہ ہر معاملہ میں ہمارے حکم کا انتظار کرتے تھے) اور اسی کے سامنے جھکتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ قوانین خداوندی کے خلاف قدم اٹھانے میں کس قدر خطرات پنہاں ہیں۔ وہ ان کی خلاف ورزی سے ہمیشہ ترساں و لرزاں رہتے تھے۔

۹۱ اور ان کے ساتھ ہی اس عفت مآب خاتون کا معاملہ بھی یاد کرو جسے ہم نے (یہودیوں کی خودساختہ شریعت کے علی الرغم) عیسیٰؑ جیسا بیٹا عطا کیا۔ اور جس طرح ہر انسانی بچے میں خدائی توانائی کا شمہ ڈال کر اسے صاحب اختیار وارادہ انسان بنا دیا جاتا ہے اسے بھی ایسا ہی بنایا۔ (۳/۴۴ ؛ ۱۹/۱۶ ؛ ۳۲/۹)۔ وہ دونوں اقوامِ عالم کے لئے اس بات کی نشانی تھے کہ احکامِ خداوندی اور انسانوں کی خودساختہ شریعت کے فیصلوں میں کتنا فرق ہوتا ہے۔ (یہودیوں کی خودساختہ شریعت نے انہیں —— معاذ اللہ —— مردود و ملعون قرار دیا' اور خدا کی شریعت نے انہیں مقرب و مقبول ٹھیرایا)۔

۹۲ (اے رسول!) یہ 'تم انبیاءؑ کا' گروہ شروع سے آخر تک ایک جماعت تھی۔ (ان کی تعلیم بھی ایک ہی تھی اور مقصد بھی ایک۔ ان کے خدا نے ان سے کہدیا تھا کہ تمہاری تعلیم کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ) میں تمہارا نشوونما دینے والا ہوں۔ سو تم صرف میری اطاعت اختیار کرو۔ اس میں کسی اور کو شریک نہ کرو (۲۳/۵۲)۔

۹۳ (ظاہر ہے کہ جب یہ سب انبیاءؑ' ایک ہی جماعت کے افراد تھے اور ان کی تعلیم بھی ایک ہی تھی'

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾ وَ حَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِىَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِىْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۹۷﴾ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾

تو ان کے متبعین کو بھی امتِ واحدہ بن کر رہنا چاہئے تھا۔ لیکن) انہوں نے باہمی اختلافات سے اس وحدت کو پارہ پارہ کر دیا۔ حالانکہ ان سب کو بالآخر ہمارے ہی قانون کی طرف آنا ہے۔ (اس کے سوا انسان کیلئے فلاح و سعادت کی کوئی اور راہ نہیں)۔

۹۴ (اور وہ بنیادی قانون یہ ہے کہ) جو کوئی بھی ضابطہ خداوندی کی صداقت پر ایمان رکھے' اور اس کے متعین کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہو' جس سے اس کی ذات کی نشوونما بھی ہو جائے اور انسانی معاشرہ کے بگڑے ہوئے کام بھی سنور جائیں' تو اس کی کوششیں ناکام نہیں رہیں گی۔ (وہ بھرپور نتائج کی حامل ہوں گی)۔ اس لئے کہ ہمارا قانونِ مکافات' ہر ایک کی سعی و عمل کو محفوظ رکھتا ہے۔

۹۵ اس کے برعکس جن قوموں کی صلاحیتیں نشوونما پانے سے رک جاتی ہیں' وہ تباہ ہو کر' زندگی کی شادابیوں سے محروم رہ جاتی ہیں' اور پھر' لوٹ کر' مرفہ الحالی کی طرف' نہیں آسکتیں۔ (۱۷/۵۸)۔

۹۶ البتہ اس کی ایک شکل یوں ہو جاتی ہے کہ جب قوت و شوکت کی مالک' تیز خرام قومیں اپنے ملکوں سے نکل کر' ان پس ماندہ اقوام کے ملکوں میں ڈیرے ڈال دیں (۱۸/۹۴)' تو کچھ عرصہ کے بعد' بطور ردِ عمل' ان کمزور قوموں میں زندگی کی حرارت ابھر آتی ہے' اور وہ اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرنے کے لئے' مصروفِ تگ و تاز ہو جاتی ہیں۔ اس سے انہیں دوبارہ زندگی مل جاتی ہے۔

۹۷ (ان لوگوں سے کہدو کہ' جیسا کہ شروع میں کہا جا چکا ہے) وہ انقلاب جو ٹھوس تعمیری نتائج کا حامل ہوگا' قریب آرہا ہے۔ وہ لوگ جو ہمارے قانون کی صداقت سے انکار کرتے ہیں' اُس وقت اُن کی حالت یہ ہوگی کہ ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی' اور وہ بے ساختہ پکار اٹھیں گے کہ افسوس ہم پر! ہم اس آنے والے انقلاب سے بے خبر رہے اور اپنی سرکشی میں آگے بڑھتے چلے گئے۔

۹۸ اُس وقت اُن سے کہا جائے گا کہ تم اور تمہارے وہ اربابِ اقتدار' جن کی تم' قوانینِ خداوندی کو چھوڑ کر اطاعت کیا کرتے تھے' سب کے سب' تباہ کر دینے والے آتشیں عذاب کے ایندھن ہو۔ اسکے

لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ
مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ
الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ
وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰۴﴾

شعلے کہیں باہر سے نہیں آتے' خود تمہارے اپنے اعمال ہی شعلے بن جاتے ہیں)۔ تم خود ہی اس آگ کو جلاتے ہو اور خود ہی) اس میں جل کر راکھ ہو جاتے ہو۔

۹۹ اگر یہ تمہارے معبود (ارباب اقتدار) کسی قوت کے مالک ہوتے' تو اس تباہی کے عذاب میں کیوں مبتلا ہوتے؟ اب دیکھو یہ کس طرح اس میں ماخوذ رہتے ہیں!

۱۰۰ اس میں ان کی چیخ و پکار اس قدر شدید ہو گی کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دے گی۔

۱۰۱ ان کے برعکس' جو لوگ اپنے اعمال کی بدولت' حسن کارانہ اندازِ زیست کے مستحق قرار پا چکے ہوں گے' وہ اس عذاب سے دور رکھے جائیں گے۔

۱۰۲ اتنے دور کہ وہ اس کی آہٹ تک بھی نہیں سن پائیں گے۔ ($\frac{19}{71}$)۔ ان کی تمام دلی آرزوئیں پوری ہوں گی' اور وہ اس کیفیت میں سرشار رہیں گے۔

۱۰۳ حتیٰ کہ اس انقلاب کی شدید ترین ہولناکی بھی انہیں ہراساں نہیں کر سکے گی۔ کائنات کی تمام تعمیری قوتیں ان کی رفیق کار ہوں گی۔ اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ دور جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا کہ وہ آ کر رہے گا۔ ($\frac{27}{89}$)۔

۱۰۴ اس دور میں' ان بڑے بڑے لوگوں کو جو آج اس طرح بلندیوں پر متمکن ہیں' یوں لپیٹ کر رکھ دیا جائے گا جس طرح بہی کھاتے کو (حساب کتاب ہو چکنے کے بعد) لپیٹ کر ایک طرف رکھ دیا جاتا ہے (کہ اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اس وقت' اخلاقی اقدار اور ان کی معاشی زندگی ایک ہی مرکز کے تابع ہو جائیں گے۔ ($\frac{39}{47}$)۔ اور اس طرح' مساواتِ آدم کی پھر وہی کیفیت ہو جائے گی)' جو تخلیق انسانی کے دورِ اول میں تھی۔ معاشرہ پھر اسی حالت کی طرف لوٹ آئے گا جس میں نوعِ انسان اُمتِ واحدہ تھی اور رزق کی عام فراوانی تھی۔ ($\frac{2}{213}$ ؛ $\frac{1}{19}$)۔ یہ ہمارا وعدہ (طے شدہ پروگرام) ہے جسے پورا ہو کر رہنا ہے۔[1]

---

[1] اگر ان آیات کا تعلق' مرنے کے بعد کی زندگی سے سمجھا جائے' تو پھر ان میں طبیعی کائنات کے زیر و زبر ہو جانے کی طرف (بقیہ ص ۷۴۸ پر دیکھئے)

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ﴿١٠٥﴾ إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ ﴿١٠٦﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿١٠٧﴾ قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٠٨﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۖ وَإِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ أَم بَعِيدٌ مَّا تُوعَدُونَ ﴿١٠٩﴾

۱۰۵ ہم نے اس حقیقت کو، ہر کتاب وحی میں، متعلقہ امور کو سامنے لانے کے بعد بطور ایک اساسی قانون کے لکھ دیا تھا کہ ارض (نظامِ مملکت وحکومت اور وسائل پیداوار وغیرہ) کے حقیقی وارث وہی لوگ ہوں گے جن میں ان امور کی صلاحیت ہوگی اور جو ہمارے قوانین کے تابع زندگی بسر کریں گے۔

۱۰۶ یہ اساسی قانونِ حیات ہر اس قوم کے لئے ایک دوررس حقیقت اپنے اندر رکھتا ہے جو ہمارے قوانین کے تابع زندگی بسر کرتی ہے —— یعنی یہ قانون کہ وراثتِ ارض کے لئے صلاحیت اور قوانین خداوندی کی اطاعت شرط ہے۔ ان کے بغیر ہنگامی طور پر غلبہ تو حاصل ہو سکتا ہے، وراثت نہیں مل سکتی۔

۱۰۷ (وہ ضابطۂ قوانین جس کے مطابق زندگی بسر کرنے سے وراثتِ ارض حاصل ہوتی ہے)، اب' اے رسول! دنیا کو تمہاری وساطت سے دیا جا رہا ہے۔ تم اقوامِ عالم سے کہہ دو کہ ان کی صحیح نشو ونما، جس سے انسانی صلاحیتیں بیدار ہوتی اور پروان چڑھتی ہیں، اسی ضابطہ کی اطاعت سے ہو سکتی ہے۔ جو قوم اس حقیقت سے انکار کرے گی، اس مرحمتِ ایزدی سے محروم رہ جائے گی۔ ($\frac{9}{61}$)۔ یوں تمہاری بعثت تمام اقوامِ عالم کے لئے حقیقی رحمت کا موجب بن جائے گی۔

۱۰۸ ان سے کہہ دو کہ میری تعلیم کا لب لباب، جو مجھے بذریعہ وحی ملی ہے، یہ ہے کہ اقتدار واختیار کی مالک صرف خدا کی ذات ہے۔ اس کے سوا کوئی اس قابل نہیں کہ اس کی اطاعت و محکومیت اختیار کی جائے۔

ان سے پوچھو کہ کیا تم اس ضابطۂ قوانین کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہو (یا نہیں!)۔

۱۰۹ اگر یہ اس سے روگردانی کریں، تو ان سے کہہ دو کہ میں نے تمہیں (صحیح اور غلط روشِ زندگی کے نتائج وعواقب سے) یکساں طور پر آگاہ کر دیا ہے —— ماننا نہ ماننا تمہارے اپنے اختیار کی بات ہے۔ نہ مانو گے تو تباہ ہو جاؤ گے —— میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ وہ تباہ کن انقلاب کی گھڑی، جس کے متعلق تم سے کہا جا رہا ہے، جلد آ جائے گی یا بدیر (لیکن وہ آئے گی ضرور)۔

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ ۷۴۷) اشارہ ہوگا، جس کے بعد تخلیق کے ایک نئے دور کا آغاز ہوگا۔ اس صورت میں یہ آیت ایک عظیم حقیقت کو سامنے لاتی ہے کہ اس کے بعد تخلیق کائنات کا از سرِ نو آغاز ہوگا جس طرح پہلے ہوا تھا۔

اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

۱۱۰ (اگرتم منافقانہ روش اختیار کرلو — کہ دل میں کچھ اور رکھو اور ظاہر کچھ اور کرو — تو اس سے بھی وہ تباہی رک نہیں سکتی۔ اس لئے) کہ خدا کا قانون مکافات' تمہاری پوشیدہ اور ظاہر' ہر بات سے واقف ہے۔

۱۱۱ (اور اگر اس کے آنے میں ہنوز کچھ دیر ہے' تو) مجھے اس کا بھی علم نہیں کہ یہ تاخیر تمہارے لئے مزید مصیبت کا موجب بن جائے گی' یا اس سے صرف اتنا ہی مقصود ہے کہ تم کچھ وقت کیلئے اور متاعِ زندگی سے فائدہ اٹھالو۔

۱۱۲ (رسول نے' ہدایتِ خداوندی کے مطابق' قوم سے سب کچھ کہہ دیا۔ اور اسکے بعد) بدرگاہِ ربّ العزت عرض کیا کہ بارالٰہا! اب تو (مجھ میں اور ان لوگوں میں) حق کے ساتھ فیصلہ کردے — اسکے بعد قوم سے کہا کہ ہمارا نشوونما دینے والا خدائے رحمٰن ہے۔ ہم اس سے اس امر کی توفیق طلب کرتے ہیں کہ وہ ہماری صلاحیتوں کو ایسی بھرپور نشوونما عطا کردے جس سے ہم' تمہاری ان باتوں کا اچھی طرح مقابلہ کرنے کے قابل ہوجائیں (۱/۱۸)۔

سورۃ الحج

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ① یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ ② وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ یَتَّبِعُ كُلَّ شَیْطٰنٍ مَّرِیْدٍ ③

---

۱ اے نوعِ انسان! اپنے نشوونما دینے والے کے قوانین کی نگہداشت کرو۔ (اور اپنے معاشرہ کو صحیح خطوط پر متشکل کرلو' اگر تم از خود ایسا نہ کرو گے تو) یہ ایک ایسے شدید انقلاب کی رو سے واقع ہوگا جو ہر شے کو اس کی جگہ سے ہلا دے گا۔

۲ جس دن یہ انقلاب رونما ہوگا' اس کی ہولناکیوں کا یہ عالم ہوگا کہ (کسی کو کسی کا ہوش نہیں رہے گا حتیٰ کہ) دودھ پلانے والی مائیں' اپنے دودھ پیتے بچوں تک کو بھول جائیں گی اور انکا انہیں قطعاً افسوس نہیں ہوگا۔ حاملہ عورتوں کے حمل ساقط ہو جائیں گے۔ لوگ یوں دکھائی دیں گے جیسے نشے میں مدہوش ہوں' حالانکہ درحقیقت کوئی نشے میں نہیں ہوگا۔ یہ کچھ خدا کے عذاب کی شدت کا نتیجہ ہوگا۔

۳ (خدا کے یہ قوانین بالکل صاف سیدھے اور واضح ہیں۔ لیکن) ایسے لوگ بھی ہیں جو بلا علم وبصیرت' اس باب میں یونہی جھگڑے نکالتے رہتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ یہ لوگ محض اپنے سرکش جذبات کے پیچھے چلتے رہتے ہیں' اور نہیں سمجھتے کہ ان کی یہ روش انہیں کس طرح زندگی کی سعادتوں سے محروم

كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَن تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُ يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ ④ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِن مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ۖ وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّىٰ وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِن بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ۚ وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنبَتَتْ مِن كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ⑤

کردیتی ہے۔

④ بہرحال یہ ہمارا قانون ہے کہ جو شخص بھی (وحیِ خداوندی کے بجائے) اپنے سرکش جذبات یا مفادپرستی کا اتباع کرے گا، وہ غلط راستے پر جا پڑے گا جو اُسے تباہیوں کے جہنم کی طرف لے جائے گا۔

⑤ یہ لوگ اس قسم کی روش اس لئے اختیار کرتے ہیں کہ یہ سمجھتے ہیں کہ زندگی بس اسی دنیا کی ہے۔ موت سے انسان کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ اس لئے کامیابی اسی کا نام ہے کہ جس طریق سے بھی ہوسکے، اس دنیا کے مفاد زیادہ سے زیادہ، حاصل کرلئے جائیں۔

ان سے کہو کہ اگر تم مرنے کے بعد کی زندگی کے بارے میں اس لئے شک و شبہات میں ہو کہ ایسا ہوتا نہیں (نظر بظاہر) محال دکھائی دیتا ہے، تو ذرا اس حقیقت پر غور کرو کہ ہم نے تمہاری پیدائش کی ابتداء بےجان مادّہ سے کی۔ (اُس میں پانی کے امتزاج سے زندگی کے اولین جرثومہ کی نمود ہوئی۔ پھر یہ کاروانِ حیات مختلف منازل طے کرتا اُس منزل میں آپہنچا جہاں) افزائش نسل بذریعہ تولید ہوتی ہے۔ رحمِ مادر میں حمل قرار پاتا ہے۔ پھر وہ ایک جونک کی سی صورت اختیار کرلیتا ہے۔ پھر متشکل اور غیر متشکل گوشت کے ایک ٹکڑے میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ یہ اِن مراحل میں سے اس لئے گزرتا ہے کہ نطفہ میں جس قدر امکانات مضمر طور پر موجود تھے، وہ بتدریج نشوونما پاتے ہوئے ظہور میں آجائیں۔ ($\frac{۲۳}{۱۲}$)۔ وہ جنین، ہمارے قانونِ مشیت کے مطابق، کچھ وقت کے لئے رحم کے اندر رہتا ہے۔ پھر تم ایک جیتے جاگتے بچے کی شکل میں دنیا میں آجاتے ہو۔ پھر رفتہ رفتہ، اپنی جوانی کی حالت تک پہنچ جاتے ہو۔ ($\frac{۱۶}{۷}$)۔ تم میں سے بعض جوانی کے عالم میں ہی انتقال کرجاتے ہیں، اور بعض بوڑھے ہوکر، عمر کی نکمی حالت کی طرف لوٹ جاتے ہیں جس میں کیفیت یہ ہوجاتی ہے کہ انسان سمجھ بوجھ حاصل

ا؎ INORGANIC MATTER

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۶﴾ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۷﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۸﴾ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۹﴾

کر لینے کے بعد، پھر بے سمجھی کی طرف چلا جاتا ہے۔

(یہ تو خود تمہارے اپنے تخلیقی مراحل کی مثال ہے۔ اس کے بعد تم اپنے سے باہر کی دنیا کی طرف دیکھو اور) زمین کی حالت پر غور کرو کہ وہ کس طرح خشک اور ویران پڑی ہوتی ہے کہ اُس میں زندگی اور نمو کا نشان تک دکھائی نہیں دیتا۔ پھر جب ہم اس پر بارش برساتے ہیں، تو وہ اچانک لہلہانے لگتی ہے اور اس کی روئیدگی روز بروز اُبھرتی چلی جاتی ہے۔ اس طرح، (اس زمین مردہ سے) خوشنما مناظر کی ایک دُنیا ظہور میں آجاتی ہے۔

۶ یہ سب اس لئے ہے کہ خدا کی ہستی ایک حقیقتِ ثابتہ ہے اور اس کا قانون ہمیشہ ٹھوس، تعمیری نتائج مرتب کرتا ہے۔ وہ بے جان اشیاء کو جاندار بناتا ہے۔ اس لئے مردوں کو زندگی عطا کر دینا اُس کے نزدیک کچھ بھی مشکل نہیں۔ اِس نے ہر شے کے پیمانے (قوانین) مقرر کر رکھے ہیں جن پر اُسے پورا پورا کنٹرول حاصل ہے۔

۷ اِنہی قوانین کی رُو سے، دنیا میں مردہ اقوام کو زندگی عطا ہوتی ہے، اور اِنہی کے مطابق انسان کو، مرنے کے بعد زندگی ملتی ہے۔ لہٰذا وہ انقلاب جس کی رُو سے، اس جماعت کو جسے تم اپنی ظاہر بین نگاہوں سے کمزور اور مردہ دیکھتے ہو، حیاتِ نو عطا ہو گی، ضرور آکر رہے گا۔ اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ اسی طرح اس میں بھی کسی شبہ کی گنجائش نہیں کہ خدا مردوں کو بھی زندگی عطا کرے گا۔

۸ لیکن (جیسا کہ پہلے بھی لکھا جا چکا ہے۔ ۳/۲۲)۔ بعض لوگوں کی حالت یہ ہے کہ نہ اُن کے پاس علم و بصیرت کی کوئی روشنی ہے نہ کسی طرح کی صحیح راہ نمائی۔ اور نہ ہی کوئی ایسا ضابطۂ حیات جو انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے۔ لیکن، اس کے باوجود وہ قوانینِ خداوندی کے بارے میں جھگڑے نکالتے رہتے ہیں۔

۹ (ایسے آدمی سے بات کرو تو وہ، اسے توجہ سے سننے اور معقولیت سے جواب دینے کے بجائے، نخوت و تکبر کے عالم میں، عجیب انداز سے) منہ پھیر کر چل دیتا ہے۔ اور (اتنا ہی نہیں کہ خود ہی غلط راستے پر

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۰﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۱﴾ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۲﴾ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿۱۳﴾

چلتا ہے بلکہ) دوسرے لوگوں کو بھی اللہ کے راستے سے بھٹکاتا ہے۔ ایسے شخص کے لئے دنیاوی زندگی میں ذلت و رسوائی ہے اور قیامت کے دن جھلسا دینے والا عذاب۔ (یعنی اس کا حال بھی تاریک ہوتا ہے اور مستقبل بھی)۔

۱۰ (اسے بتا دیا جائے گا کہ) یہ سب تیرے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے۔ خدا اپنے بندوں پر کبھی ظلم اور زیادتی نہیں کیا کرتا (وہ اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتتے ہیں)۔

۱۱ (ایک طبقہ تو اُن لوگوں کا ہے جو قانونِ خداوندی سے اس طرح روگردانی کرتے ہیں۔ دوسرا طبقہ اُن کا ہے جن کی حالت یہ ہے کہ) وہ قانونِ خداوندی کی اطاعت کرتے ہیں لیکن اس طرح گویا وہ کنارے پر کھڑے ہیں۔ اگر دیکھتے ہیں کہ اس قانون کی اطاعت میں فائدہ ہے تو اس پر مطمئن رہتے ہیں۔ لیکن اگر اس سے انہیں کسی قسم کا نقصان ہوتا ہو تو وہ اس سے بلا تامل منہ پھیر لیتے ہیں (۱۴۳/۴)۔ اس روش کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی حال کی زندگی بھی تباہ ہو جاتی ہے اور مستقبل کی بھی —— دنیا میں بھی خسارہ اور آخرت میں بھی —— اور یہ خسارہ ایسا کھلا ہوا ہے (جس کے لئے کسی دلیل و برہان کی ضرورت نہیں)۔

۱۲ (یہ ذہنیت اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ انہیں قوانینِ خداوندی کی محکمیت پر یقین نہیں ہوتا۔ چنانچہ جب انہیں ان قوانین کی اطاعت سے بزعمِ خویش نقصان ہوتا دکھائی دیتا ہو تو وہ) خدا کو چھوڑ کر دوسری قوتوں کو پکارنے لگتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ انہیں اس کی مقدرت ہی نہیں ہوتی کہ کسی کو نفع یا نقصان پہنچا سکیں —— کیا اس سے بڑی گمراہی کوئی اور بھی ہو سکتی ہے؟

۱۳ یہ ایسی قوتوں کو پکارتے ہیں جن کا نقصان، اُن کے نفع سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ سو کتنے بُرے ہیں اِن کے یہ کارساز، اور کتنے بُرے ہیں ان کے یہ رفیق!

(انسان، خدا کو چھوڑ کر جس قوت کو بھی پکارے گا، وہ یا تو مظاہرِ فطرت میں سے کوئی شے ہو گی یا کوئی دوسرا انسان۔ اشیائے فطرت کو، خدا نے انسانوں کے لئے مسخر کر رکھا ہے اس لئے

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ ﴿١٤﴾ مَن كَانَ يَظُنُّ أَن لَّن يَنصُرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهُ مَا يَغِيظُ ﴿١٥﴾

اُن میں سے کوئی بھی انسان سے برتر نہیں ہوسکتی باقی رہے خود انسان' تو وہ سب' انسان ہونے کے اعتبار سے یکساں ہیں۔ اس لئے ان میں سے بھی کوئی معبود نہیں ہوسکتا۔ بنابریں یہ چیز اس کے شرفِ انسانیت کی تذلیل ہے کہ وہ اپنے سے کمتر شے' یا اپنے جیسے انسان کو' اپنے سے بڑا سمجھے۔ اس سے بڑا نقصان اور کیا ہوسکتا ہے؟ اگر کوئی انسان اسے کچھ فائدہ پہنچا بھی دے گا' تو جو فائدہ اپنے شرف و مجد کو بیچ کر حاصل کیا جائے' اسے فائدہ سمجھنا ہی حماقت ہے۔ قرآن' انسانوں کو باہمی تعاون کی تعلیم دیتا ہے' جس میں انسان' کسی کو ذلیل کئے بغیر' ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ لیکن جب ایک انسان' دوسرے انسان کے سامنے جھکتا اور جھولی پھیلاتا ہے' تو اس سے اسکی انسانیت تباہ ہوجاتی ہے۔ یہ سب سے بڑا زیاں ہے' اور شرک۔ اسی لئے اس سے دنیا اور آخرت دونوں برباد ہوجاتے ہیں)۔

۱۴ ان کے برعکس جو لوگ قوانین خداوندی کی محکمیت پر یقین رکھیں' اور ان کے مطابق ایسے کام کریں جن سے ان کی ذات کی صلاحیتیں بیدار ہوں' اور انسانی معاشرے کے بگڑے ہوئے کام سنوریں تو خدا انہیں ایسی زندگی عطا کردیتا ہے جس کی شادابیوں میں کبھی فرق نہیں آتا۔ یہ سب کچھ خدا کے اُس قانونِ مکافات کے مطابق ہوتا ہے جسے اُس نے اپنے منشاء اور ارادے کے مطابق ایسا بنایا ہے۔

۱۵ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ انسانی اعمال کی نتیجہ خیزی میں' کسی خارجی قانون اور اصول کو کوئی دخل نہیں' اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حال اور مستقبل کی خوشگواریاں خدا کی نصرت' یعنی اس کے قانون کے مطابق چلنے سے حاصل ہوتی ہیں' وہ غلطی پر ہیں' تو اسے چاہیئے کہ اپنے تمام مادی ذرائع کو کام میں لاکر' سماوی اقدار (قوانین خداوندی) سے اپنا رشتہ منقطع کرلے' اور پھر دیکھ لے کہ کیا اس کی اس تدبیر سے وہ حقائق واقعی کالعدم ہوجاتے ہیں جن کے تصور سے اس کا خون کھولتا تھا؟ (ایسا ہونا ناممکن ہے؛ قوانین خداوندی کی صورت ایسی نہیں کہ تم انہیں مانو تو وہ اثر انگیز ہوں' اور اگر نہیں ماننا چھوڑ دو' تو تمہارے معاملات سے ان کا کوئی تعلق باقی نہ رہے۔ انسانی معاملات' بہرحال' ان کے تابع رہیں گے خواہ انہیں کوئی مانے یا نہ مانے۔ انسان ان سے اپنا رشتہ منقطع کر ہی نہیں سکتا۔ یہ ان سے بھاگ کر کہیں جا ہی نہیں سکتا ——— نہ اس دنیا میں' نہ اسکے بعد کی زندگی میں)۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۷﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَاۗبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۭ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ﴿۱۸﴾

۱۶ کس قدر روشن دلائل اور واضح براہین ہیں جن کی تائید کے ساتھ ہم نے اس ضابطۂ قوانین کو نازل کیا ہے' لیکن اس سے راہ نمائی اسی کو مل سکتی ہے جو راہ نمائی حاصل کرنے کا خواہشمند ہو۔ (جو شخص اپنی آنکھیں بند کرلے' اسے سورج کی روشنی کیا فائدہ دے سکتی ہے؟)۔

۱۷ (وحدتِ قانون کے اعتراف کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ مذہبی گروہ بندیاں ہیں۔ اسکی وجہ سے انسان اپنی آنکھوں پر اس طرح تعصّب کی پٹی باندھ لیتا ہے کہ ہزار دلائل وبراہین کے باوجود اسے صحیح راستہ دکھائی نہیں دیتا۔ لہٰذا اس قسم کے لوگوں کا باہمی اختلاف یوں نہیں مٹ سکتا)۔ جماعتِ مومنین ہو یا یہودی' صابئین ہوں یا نصاریٰ' مجوسی ہوں یا عرب کے مشرکین۔ ان کے اختلافی معاملات میں فیصلہ کی اب ایک ہی صورت ہے۔ اور وہ یہ کہ یہ اپنے اپنے طریق پر عمل پیرا رہیں۔ جب نتائج سامنے آئیں گے تو بات واضح ہوجائے گی کہ کون خدا کے مقرر کردہ راستے پر گامزن ہے' اور کون غلط راستے پر چل رہا ہے۔ خدا کی نگاہوں سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں' اس لئے ہر ایک کے عمل کا صحیح صحیح نتیجہ سامنے آجائے گا۔ (۶/۱۳۶ ; ۱۱/۱۲۱ ; ۲۲/۵۶—۵۵)۔

۱۸ (اگر یہ دیکھنا ہو کہ شکل وصورت۔ رنگ وبو اور عقائد ومسالک کے اختلاف کے باوجود ایک ہی قانونِ خداوندی سب پر کس طرح نافذ ہوتا ہے' تو اس کے لئے) خارجی کائنات پر غور کرو۔ وہاں نظر آجائے گا کہ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے —— چاند' سورج' ستارے' پہاڑ' درخت' جاندار مخلوق —— کس طرح قانونِ خداوندی کے سامنے سرِتسلیم خم کئے ہیں۔ (تو کیا انسان جو اسی کائنات کا ایک حصّہ ہے' اس قانون کی حدود سے باہر رہ سکتا ہے؟ یہ کس طرح ہوسکتا ہے؟ فرق اتنا ہے کہ انسان کے علاوہ باقی مخلوق' قوانین خداوندی کی اطاعت پر مجبور ہے' اور انسان کو اسکا اختیار دیا گیا ہے کہ یہ چاہے تو ان قوانین کے مطابق زندگی بسر کرے اور چاہے اپنے لئے دوسرا راستہ اختیار کرلے۔ اس اختیار وارادہ کا نتیجہ ہے کہ) اکثر انسان' قوانین خداوندی کا اتباع کرتے ہیں'

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ ۡ فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِیْمُ ﴿۱۹﴾ یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ وَ الْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ وَ لَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِیْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِیْدُوْا فِیْهَا ۗ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ﴿۲۲﴾

اور اکثر ان کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ جو خلاف ورزی کرتے ہیں، وہ اس کی سزا بھگتتے ہیں۔ اور وہ سزا یہ ہے کہ ان کی زندگی ذلت و رسوائی کی زندگی ہوتی ہے ــــ اور جس پر قانون خداوندی کی خلاف ورزی سے ذلت و خواری کا عذاب مسلط ہو جائے، اسے کوئی عزت و تکریم عطا نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ عزت و تکریم، قانون خداوندی کی اطاعت کے ساتھ وابستہ ہے۔ ($\frac{۳۵}{۱۰}$ ؛ $\frac{۸۹}{۱۶}$)۔

خدا کے یہ قوانین (جن کے مطابق عزت و تکریم اور ذلت و خواری کے فیصلے ہوتے ہیں) اس کی مشیت کے مطابق مرتب ہوئے ہیں۔ اس میں کوئی دخیل نہیں ہو سکتا۔ (قوانین، خارجی کائنات سے متعلق ہوں یا انسانی زندگی سے، سب خدا کے متعین کردہ ہیں، کسی اور کے نہیں)۔

۱۹ (دیکھنے میں تو دنیا میں مذاہب کئی ایک ہیں۔ لیکن درحقیقت) انسانی گروہ دو ہی ہیں۔ ایک وہ جو خدا کے قانون ربوبیت کی صداقت پر ایمان رکھتا ہے۔ دوسرا وہ جو اس سے انکار کرتا ہے۔ انہی میں باہمی کشمکش ہے۔

جو لوگ قوانین خداوندی کی صداقت سے انکار کرتے ہیں، ان کا انجام تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ وہ عذاب (جس کے شعلے دلوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں، $\frac{۱۰۴}{۶}$) ان کی شخصیت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا[ا]۔ ان کے سر جو اس وقت نخوت و تکبر میں یوں اُٹھ رہے ہیں، شدت عذاب انہیں جھکا دے گی۔

۲۰ اِن کے ظاہر و باطن کی سختیوں کو پگھلا دیا جائے گا۔

۲۱ (اس وقت یہ ظلم و استبداد میں حدود فراموش ہو رہے ہیں اور دلائل و براہین کی رُو سے اپنی روش چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ اس لئے، اس کے سوا اب چارہ نہیں کہ) انہیں اس روش سے بزور روکا جائے اور اس طرح، ان کا زور توڑ کر، انسانیت کو ان کے مظالم سے بچا لیا جائے۔ ($\frac{۵۷}{۲۵}$ ؛ $\frac{۲۱}{۳۹}$)۔

۲۲ (اور یہ روک تھام محض وقتی اور ہنگامی نہ ہو بلکہ ایسا مستقل انتظام ہو کہ) یہ جب بھی اس عذاب سے گھبرا کر، نکل بھاگنے کی کوشش کریں، تو انہیں پھر وہیں دھکیل دیا جائے اور کہدیا جائے کہ

ا DISINTEGRATION OF PERSONALITY.

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿٢٣﴾ وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا إِلَىٰ صِرَاطِ الْحَمِيدِ ﴿٢٤﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢٥﴾ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ

جاؤ! اس عذاب کا مزہ چکھو جو تمہارا سب کچھ جلا کر اسے راکھ کا ڈھیر بنا دے گا۔
(ان کے ساتھ یہ کچھ اس دنیا میں بھی ہوگا اور مرنے کے بعد بھی)۔

۲۳ (ان کے برعکس دوسرا گروہ مومنین کا ہے)۔ یہ لوگ اپنے ایمان اور اعمالِ صالح کی بنا پر ایسے معاشرہ میں رہیں گے جس کی شادابیوں پر کبھی خزاں نہیں آئے گی۔ (انہیں حکومت کی سرداریاں حاصل ہوں گی، جن کے نشانات) سونے کے کنگن، موتیوں کے ہار اور حریر و اطلس کے ملبوسات ہوں گے۔

۲۴ اس لئے کہ انہیں ایسے نظریۂ حیات کی طرف راہ نمائی ملی تھی جو نہایت پاکیزہ اور خوشگوار ہے۔ انہیں اس راستے پر چلایا گیا تھا جو درخورِ ہزار حمد و ستائش ہے۔ ($\frac{۳۵}{۲۲}$)۔
(اس دنیا میں بھی ان کی زندگی ایسی ہوگی اور آخرت میں بھی)۔

۲۵ یہ نظام، جس کے حسین و خوشگوار نتائج کا ذکر اوپر کیا گیا ہے، اس کا مرکز کعبہ ہے۔ یہ وہ واجب الاحترام مقام ہے جو تمام انسانوں کے لئے اطاعتِ خداوندی کا سرچشمہ قرار پائے گا۔ اسے ہم نے تمام نوعِ انسان کے لئے، خواہ وہ یہاں کے رہنے والے ہوں یا باہر سے آنے والے، یکساں طور پر کھلا رکھا ہے۔ (اس کے دروازے، دنیا کے بسنے والے تمام انسانوں کے لئے یکساں طور پر کھلے ہیں، اور سب اس کی منفعت بخشیوں میں شریک ہیں)۔ لیکن جو اس میں، ظلم و زیادتی کے ساتھ، حق کی راہ سے ذرا بھی اِدھر اُدھر ہٹے گا، اُسے الم انگیز سزا دی جائے گی۔

یہ لوگ اِس نظامِ عدل و احسان سے خود بھی سرکشی برتتے ہیں، اور دوسرے لوگوں کو بھی اس کی طرف آنے سے روکتے ہیں۔ (اِن کی اس دھاندلی کو کب تک برداشت کیا جا سکتا ہے؟ وقت آگیا ہے کہ ان کی روک تھام کی جائے تاکہ انسانیت، ان کے جور و ستم سے امن میں رہے۔ $\frac{۲۱}{۳۹}$)۔

۲۶ اس مرکزِ نظامِ خداوندی کی تاسیس ابراہیمؑ کے ہاتھوں عمل میں آئی تھی تاکہ انسانوں کے لئے محکومیت صرف خدا کی رہ جائے۔ اس میں کسی اور کو شریک نہ کیا جائے۔ ہم نے اسے کہا تھا کہ وہ اس مرکز کو انسانوں کے خود ساختہ تصورات و معتقدات سے پاک اور صاف رکھ کر، اُس جماعت کی تنظیم

مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿۲۷﴾ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿۲۸﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ

وتربیت کے لئے مخصوص کردے جس کا فریضۂ زندگی یہ ہے کہ وہ تمام اقوامِ عالم کی نگرانی و پاسبانی کرے۔ نظامِ عدل و انصاف کو قائم رکھے' اور قوانینِ خداوندی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرکے ان کی پوری پوری اطاعت کرے۔ (۲/۱۲۵ ؛ ۲/۱۹۷ ؛ ۳/۱۷ ؛ ۳/۹۵)۔

۲۷ (اس کے بعد ہم نے ابراہیمؑ سے کہا کہ اب) تم لوگوں میں اعلان کردو کہ وہ اپنے معاملات میں آخری دلیل و حجت (فیصلہ) کے لئے یہاں آیا کریں — دنیا کے دور دراز گوشوں سے' لمبی لمبی مسافتیں طے کرتے' پاپیادہ' یا ایسی سواریوں پر جو سفر کی مشقت سے تھک کر چور ہو جائیں۔

۲۸ وہ یہاں اس لئے آئیں کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ یہ نظام ان کی (یعنی نوعِ انسان کی) منفعت کے لئے کیا کچھ کر رہا ہے۔

اور ہم نے جو مویشی انہیں دے رکھے ہیں' انہیں اللہ کا نام لے کر' اس اجتماع کے مقررہ دنوں میں ذبح کریں اور ان کا گوشت خود بھی کھائیں اور (اگر وہاں کوئی) تکلیف زدہ محتاج ہو' تو اسے بھی کھلائیں۔

۲۹ (کھائیں پئیں بھی' اور باہمی مشاورت سے وہ تدبیریں بھی سوچیں جن سے) ان کی ملّی زندگی کی تمام کثافتیں دور ہو جائیں اور وہ اُن ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہو سکیں (جنہیں انہوں نے نوعِ انسان کی فلاح و بہبود کے سلسلہ میں' اپنے اوپر لے رکھا ہے)۔ اور اس طرح پوری کی پوری اُمت اس مرکز کی نگہبان بن جائے جو دنیا میں انسانوں کی حریت و آزادی' اور قوت و اقتدارِ خداوندی کا نشانؑ ہے' اور جسے اس باب میں شرفِ اوّلیت اور سبقت حاصل ہےؑ۔

ؑ SYMBOL　ؑ جس طرح صلوٰۃ میں رکوع و سجود اس اقرار کا محسوس مظاہرہ ہے کہ ہم قوانینِ خداوندی کی کامل اطاعت کرتے ہیں اور اس کے سوا کسی اور کی محکومیت اختیار نہیں کرتے۔ اسی طرح کعبہ کے گرد طواف' اس حقیقت کے اعتراف کا محسوس مظاہرہ ہے کہ ہم اس نظامِ خداوندی کی' جس کا یہ مرکز ہے' سرفروشانہ حفاظت کریں گے اور امنِ عالم کے ضامن اور نگہبان رہیں گے۔

الْعَتِيْقِ ﴿٢٩﴾ ذٰلِكَ ۖ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿٣٠﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۗ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿٣١﴾

۳۰ یہ ہے مقصد اس اجتماع کا۔ سو جو شخص بھی خدا کی مقرر کردہ پابندیوں کا احترام اور ان کی عظمت کا اعتراف کرے، تو یہ چیز قانونِ خداوندی کی رُو سے، اس کے لئے بڑی نفع بخش ہوگی۔

(ہم نے اوپر کہا ہے کہ اس اجتماع میں کھانے پینے کے سلسلہ میں جانور ذبح کریں۔ سو اس ضمن میں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ) اُن جانوروں کو چھوڑ کر جن کی بابت قرآن میں حکم دیا جا چکا ہے کہ وہ حرام ہیں (۵/۳) باقی سب مویشی تمہارے لئے حلال ہیں۔

(لیکن یہ نہ سمجھ لینا کہ کھانے پینے کی چیزوں کی پابندی کی احتیاط کرلی تو دین کا مقصد پورا ہو گیا۔ اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ) ہر اُس شے سے بچو جو زندگی کی حرکت کو ساکن کر دینے والی ہو۔ جس سے ذہن پر جمود و تعطل طاری ہو جائے اور قوتِ عمل ساقط ہو جائے —— بت پرستی اس کی محسوس شکل ہے —— (جب زندگی میں حرکت نہ رہے تو پھر اس کے ہر گوشے میں کثافتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس کی صلاحیتوں کی نشو و نما رک جاتی ہے۔ زندگی حرکتِ پیہم اور جدوجہد مسلسل کا نام ہے)۔

(لیکن حرکت کے یہ معنی نہیں کہ وہ بگولے کا سا رقص ہو۔ یعنی منزل کے تعین کے بغیر محض حرکت یہ بھی غلط ہے۔ حرکت کے معنی یہ ہیں کہ پہلے نصب العین متعین کر لیا جائے، اور پھر ہر قدم اُس نصب العین کی طرف اٹھے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان) ہر اس نظریہ سے بچے جو اُسے صحیح راستے سے ہٹا کر کسی دوسری طرف لیجانے کا موجب ہو۔

۳۱ صحیح روشِ زندگی یہ ہے کہ انسان، ہر طرف سے خیال ہٹا کر اپنی توجہات کا مرکز قوانین خداوندی کی اطاعت قرار دے لے، اور اس میں کسی اور کی محکومیت کو شامل نہ کرے۔ یاد رکھو۔ جو شخص، خدا کے علاوہ کسی اور کی اطاعت کرتا اور اس کے سامنے جھکتا ہے، وہ شرفِ انسانیت سے محروم ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کی مثال یوں سمجھو گویا وہ آسمان کی بلندیوں سے زمین کی پستیوں پہ آگرا اور ایسا بے کس و بے بس اور بے یار و مددگار رہ گیا جیسے (چڑیا کا بچہ اپنے گھونسلے سے نیچے زمین پہ گر جائے تو) اسے چیل جھپٹ کر لے جائے۔ اور ایسا کمزور و ناتواں ہو گیا کہ ہوا کا ہر تیز جھونکا اسے (پر کاہ کی طرح) اڑائے اڑائے پھرے اور کسی دور دراز گوشے میں پھینک دے۔

ذٰلِكَ وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝٣٢ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝٣٣ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۝٣٤ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝٣٥

---

۳۲ یہ انجام ہوتا ہے غیر خداوندی قوتوں کے سامنے جھکنے کا۔ (اس کے برعکس) جو شخص خالصۃً نظام خداوندی (کی اطاعت کرے گا۔ اور اسکے اعتراف کے طور پر اس نظام) کے نشانات کی تعظیم کرے گا، تو یہ اس امر کا اظہار ہوگا کہ اسکے دل میں قوانین خداوندی کی نگہداشت کا احساس اور ان کا احترام موجود ہے۔ (لیکن اگر ان نشانات کی تعظیم ہی مقصود بالذات بن جائے۔ یا یہ چیز محض رسم بن کر رہ جائے، تو یہ بات انسان کو دین کی حقیقت سے دور لے جائے گی)۔

۳۳ اس سلسلہ میں، اس حقیقت کو ایک مرتبہ پھر سمجھ لو کہ تم جن جانوروں کو اس اجتماع میں کھانے پینے کے لئے ذبح کرو گے، ان کے متعلق یہ تصور نہ کر لینا کہ یہ بھی اُسی قسم کی قربانی ہے جیسی عام پرستش گاہوں میں کی جاتی ہے۔ اور یہ جانور مقدس ہو گئے ہیں۔ بالکل نہیں۔ یہ عام جانور ہیں (جن سے تم دورانِ سفر میں، سواری یا باربرداری کے سلسلہ میں مختلف فائدے اٹھاتے ہو، اور اس طرح انہیں یہاں (خانہ کعبہ میں) لا کر، اپنی خوراک کے لئے ذبح کر لیتے ہو۔

۳۴ (یہ جو ہم نے جانوروں کو ذبح کرتے وقت خدا کا نام لینے کا طریق بتایا ہے، تو یہ خصوصیت تمہارے لئے ہی نہیں)۔ ہم نے ہر قوم کے لئے یہ طریق مقرر کر دیا تھا کہ وہ جانوروں کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا کریں ($\frac{6}{163}$ ؛ $\frac{22}{67}$)۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ خدا کا صحیح اور نکھرا ہوا تصوّر ہر وقت تمہارے پیش نظر رہے اور یہ حقیقت تمہاری نگاہوں سے اوجھل نہ ہونے پائے کہ تمہارے اوپر اقتدار واختیار صرف خدائے واحد کا ہے۔ اور کسی کا نہیں۔ سو تمہیں صرف اُسکے قوانین کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ (یہ ہے دین کی وہ اصل جس میں کسی قسم کا تنازعہ نہیں ہو سکتا۔ $\frac{22}{67}$)۔ سو جو لوگ اس اصل عظیم کے سامنے جھک جائیں، انہیں زندگی کے خوشگوار نتائج کی بشارتیں سنا دو۔

۳۵ یعنی ان لوگوں کو، کہ جن کے سامنے جب قانونِ خداوندی پیش کیا جاتا ہے تو اس کی خلاف ورزی

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۶﴾ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۚ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۸﴾

ع ۵ ۱۳

کے تباہ کن نتائج کے تصوّر سے ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں (۲/۳)۔ پھر اس قانون پر چلنے کی راہ میں انہیں جو جو دشواریاں پیش آتی ہیں' ان کا نہایت ہمت اور حوصلہ سے مقابلہ کرتے ہیں اور ان کے پائے استقلال میں کبھی لغزش نہیں آتی۔ اس طرح وہ نظام صلوٰۃ کو قائم کرتے ہیں' اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے' اسے (نوع انسان کی پرورش کے لئے) کھلا رکھتے ہیں۔

۳۶ اور وہ اونٹ بھی (جنہیں مذکورہ بالا مقصد کے لئے' اس اجتماع کے موقعہ پر ذبح کیا جاتا ہے) نظام خداوندی کے نشانات میں سے ہیں —— ہر وہ شے جو کسی نہ کسی طریق سے اس نظام کی اقامت اور استحکام کا موجب بنتی ہے' اسکے شعائر میں شمار ہو جاتی ہے —— (لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس طرح یہ جانور تمہارے لئے مقدس بن جاتے ہیں) یہ تمہارے فائدے کے لئے ہیں۔ انہیں اللہ کا نام لے کر' قطار در قطار ذبح کرو۔ اور جب وہ ذبح ہو کر کسی پہلو پر گر پڑیں' تو ان کا گوشت خود بھی کھاؤ اور دوسرے تکلیف زدہ ضرورت مندوں کو بھی کھلاؤ۔ ہم نے اس طرح مویشیوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے تاکہ تم (کھانے پینے کی طرف سے بے فکر ہو کر' اپنے بلند مقصد کے لئے) ایسی کوشش کرو جو بھرپور نتائج مرتب کر سکے۔

۳۷ (اس حقیقت کو ایک مرتبہ پھر سمجھ لو کہ یہ جانور تمہاری ضروریات پورا کرنے کے لئے ہیں۔ یہی ان کے اس موقعہ پر ذبح کرنے سے مقصود ہے)۔ اللہ تک ان کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا۔ اُس کے ہاں تو صرف یہ دیکھا جاتا ہے کہ تم اسکے قوانین کی کس حد تک نگہداشت کرتے ہو۔ اس نے ان جانوروں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے تاکہ تم (اپنی طبیعی ضروریات کی طرف سے بے فکر ہو کر) خدا کے اس ضابطہ قوانین کو' جس سے اس نے تمہاری راہ نمائی کی ہے' دنیا کے تمام قوانین و ضوابط پر غالب کر سکو (۲/۱۸۵)۔ جو لوگ اس طرح' قوانین خداوندی کے مطابق حسن کارانہ انداز سے زندگی بسر کریں گے' ان کے لئے نہایت خوشگوار نتائج کی بشارتیں ہیں۔

۳۸ جو جماعت مومنین' ایسا کرتی رہے گی' اللہ انہیں' ان کے دشمنوں کی دستبرد سے محفوظ رکھے گا۔

أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ ﴿٣٩﴾ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِىٌّ عَزِيْزٌ ﴿٤٠﴾ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿٤١﴾

اس لئے کہ جو لوگ فلاح و بہبودِ انسانیت کے امین نہیں۔ جن پر کسی صورت میں اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اور جو نظام خداوندی کی صداقت سے بہ شد و مد انکار کرتے ہیں' وہ خدا کے نزدیک کیسے پسندیدہ ہو سکتے ہیں؟

٣٩ یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں (یعنی جماعت مومنین) کو' جن پر مخالفین کی طرف سے اس قدر مظالم توڑے گئے ہیں' اور جن کے خلاف اب وہ مخالفین میدان جنگ تک میں اتر آئے ہیں' دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے' جنگ کی اجازت دی جاتی ہے۔ اللہ ان مظلوموں کی مدد کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

٤٠ یہ وہ مظلوم ہیں جنہیں ان کے گھروں تک سے ناحق نکال دیا گیا۔ ان کا کوئی جرم نہیں تھا' بجز اسکے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا نشو و نما دینے والا اللہ ہے۔ (لیکن سرکش قوتیں اس کی کب اجازت دیتی ہیں کہ کوئی اپنی مرضی کے مطابق کسی کو اپنا معبود بنالے؟) تم سوچو کہ اگر اللہ اس کا انتظام نہ کرتا کہ ایک گروہ کی روک تھام دوسرے گروہ کے ذریعے ہو سکے (اور وہ سرکش لوگوں کو بدلگام چھوڑ دیتا کہ وہ' جو جی میں آئے کرتے چلے جائیں' تو اور چیزیں تو ایک طرف) کسی قوم کی عبادت گاہ تک کبھی دنیا میں محفوظ نہ رہتی ——— خانقاہیں' گرجے' یہودیوں کے معبد۔ مساجد' جن میں خدا کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے ——— سب' کبھی کے ڈھائے جا چکے ہوتے۔ لہذا' جو جماعت بھی حق و انصاف کی مدافعت کے لئے اٹھے گی۔ (جس میں پرستش کی آزادی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے) اللہ کا قانون اس کی ضرور مدد کرے گا۔ یاد رکھو! خدا بڑی قوتوں کا مالک اور سب پر غالب ہے۔

٤١ (مظلوموں کی یہ جماعت جو دنیا سے ظلم اور سرکشی کو مٹانے کے لئے اٹھی ہے)۔ اگر ہم نے انہیں ملک میں حکومت عطا کر دی۔ انہیں اقتدار حاصل ہو گیا (تو یہ ظلم اور استبداد نہیں کریں گے)۔ یہ نظام صلوٰۃ قائم کریں گے (تاکہ تمام افراد معاشرہ' قوانین خداوندی کا اتباع کرتے چلے جائیں) یہ تمام نوع انسانی کو سامان نشو و نما بہم پہنچائیں گے۔ یہ ان احکام کو نافذ کریں گے جنہیں قانون

وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودُ ﴿٤٢﴾ وَقَوْمُ إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمُ لُوطٍ ﴿٤٣﴾ وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ ۖ وَكُذِّبَ مُوسَىٰ فَأَمْلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿٤٤﴾ فَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ مُعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَشِيدٍ ﴿٤٥﴾ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۖ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ﴿٤٦﴾

خداوندی (قرآن) صحیح تسلیم کرتا ہے۔ اور تمام ایسے کاموں سے روکیں گے جنہیں وہ جائز قرار نہیں دیتا۔ غرضیکہ یہ ہر پیش آمدہ معاملہ کے متعلق دیکھیں گے کہ اس باب میں خدا کا قانون کیا کہتا ہے۔ اس طرح ان کی حکومت میں، بحث و تمحیص اور باہمی مشاورت کے بعد، آخرالامر، ہر معاملہ کا فیصلہ قانونِ خداوندی کے مطابق ہوگا (۵/۴۴)۔

۴۲ (یہ ہے، اے رسول! تمہاری اس دعوت سے مقصود)۔ لیکن، اگر یہ لوگ (اس قدر وضاحت کے باوجود) تیری تکذیب کرتے ہیں (تو یہ کوئی نئی بات نہیں)۔ ان سے پہلی قومیں بھی اپنے اپنے رسولوں کی اسی طرح تکذیب کر چکی ہیں۔ (مثلاً) قوم نوحؑ۔ قوم عاد۔ قوم ثمود۔

۴۳ قوم ابراہیمؑ۔ قوم لوطؑ۔

۴۴ مدین کے رہنے والے (قوم شعیبؑ)۔ اور اسی طرح موسیٰؑ کی تکذیب بھی ہوئی۔ ہم نے ان سرکشی اختیار کرنے والوں کو، پہلے اپنے قانونِ مکافات کے مطابق مہلت دی (کہ وہ اپنی غلط روش سے باز آجائیں۔ لیکن جب وہ باز نہ آئے تو، ہمارے قانون نے) انہیں اپنی گرفت میں لے لیا۔ (پھر تاریخ کے اوراق سے پوچھو کہ) اُن کے اس انکار اور سرکشی کا نتیجہ کیا نکلا؟

۴۵ (تاریخ یہ بتائے گی کہ) کتنی ہی بستیاں تھیں جن کے رہنے والوں کو، ہمارے قانونِ مکافات نے اپنی گرفت میں لے کر تباہ کر دیا، اس لئے کہ انہوں نے ظلم و استبداد پر کمر باندھ رکھی تھی (اور کمزور و ناتواں انسان ان کے ہاتھوں سخت نالاں تھے)۔ وہ ایسی اُجڑیں کہ ان کی سربفلک، عمارتیں اوندھی ہو کر گر پڑیں۔ ان کے کنویں بے کار ہو گئے۔ ان کے مستحکم قلعے کھنڈرات بن کر رہ گئے۔

۴۶ کیا یہ لوگ اُن علاقوں میں چلے پھرے نہیں کہ (ان سابقہ اقوام کے عبرت انگیز انجام کو دیکھ کر) ان کے دلوں میں عقل و فکر سے کام لینے کی صلاحیت، اور ان کے کانوں میں بات سننے کی

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۭ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِىَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَىَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۹﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾

استطاعت پیدا ہوجاتی! (اصل یہ ہے کہ جب کوئی شخص حقائق کی طرف سے آنکھیں بند کرلیتا ہے، تو یہ نہیں ہوتا کہ اس کی ماتھے کی آنکھیں اندھی ہوجاتی ہیں - (وہ تو بدستور بینا ہوتی ہیں۔ لیکن) ان کے دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں کے اندر ہیں (اور اس طرح ان میں سمجھنے سوچنے کی صلاحیت مفقود ہوجاتی ہے)۔

۴۷ (یہ لوگ، بجائے اس کے کہ عقل و بصیرت سے کام لیں، تقاضہ پر تقاضہ کررہے ہیں کہ) جس تباہی کی انہیں دھمکی دی جارہی ہے، وہ جلدی کیوں نہیں آجاتی۔ ان سے کہدو کہ خدا کا قانون اٹل ہے۔ ایسا ہو نہیں سکتا کہ تمہارے اعمال کے نتائج تمہارے سامنے نہ آئیں۔ (لیکن بات یہ ہے کہ جب یہ نتائج خدا کے کائناتی قانون کے مطابق مرتب ہوں تو ان کے ظہور میں دیر لگتی ہے۔ اس لئے کہ) خدا کے کائناتی نظام میں ایک ایک دن کی مقدار ایسی ہے جیسے، تم لوگوں کی گنتی شمار کے مطابق، ایک ہزار سال ہو ($\frac{۳۲}{۵}$: $\frac{۴}{۷۰}$)۔ (کائناتی تبدیلیاں، اور قوموں کے احوال و ظروف میں تغیرات، بڑے بڑے لمبے عرصہ کے بعد رونما ہوتے ہیں)۔

۴۸ (لہذا، ان سے واضح طور پر کہدو کہ یہ بات کہ ان پر تباہی جلدی کیوں نہیں آتی، انہیں اس فریب میں مبتلا نہ رکھے کہ قانونِ مکافات محض ڈراوا ہی ہے۔ تاریخی سرگزشتیں اسی حقیقت کی شہادت دیں گی کہ) کتنی ہی قومیں ایسی تھیں کہ وہ ظلم و استبداد کرتی تھیں۔ پہلے انہیں مہلت دی گئی، اور (جب وہ لوگ اپنی روش سے باز نہ آئے تو) انہیں پکڑ لیا گیا۔ (لہذا، انہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کا انجام بھی ہمارے اسی قانون کے مطابق ہوکر رہنا ہے۔ یہ اس سے بھاگ کر کہیں جا نہیں سکتے)۔ انہیں، آخر الامر اس کی طرف آنا ہے۔

۴۹ (ان سے کہدو کہ) اے لوگو! میری حیثیت اس باب میں فقط اتنی ہے کہ میں تمہیں خدا کے قانونِ مکافات سے کھلے کھلے الفاظ میں آگاہ کرتا ہوں۔

۵۰ سو جو لوگ، اس قانون کی صداقت پر یقین رکھ کر، صلاحیت بخش کام کریں گے، وہ تباہی اور بربادی سے بھی محفوظ رہیں گے، اور انہیں باعزت روٹی بھی ملے گی۔

وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾

---

۵۱ اور جو لوگ اس کی کوشش کریں گے کہ قوانینِ خداوندی کی مخالفت کر کے کامیاب زندگی بسر کریں، اور اس طرح انہیں عاجز اور ناکارہ کر کے رکھ دیں (تو وہ خود فریبی میں مبتلا ہیں۔ وہ ایسا کبھی نہیں کر سکیں گے)۔ ان پر سعادتوں اور کامرانیوں کے دروازے بند ہو جائیں گے اور وہ ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکیں گے۔ (اور اس طرح تباہ و برباد ہو جائیں گے)۔

۵۲ (یہ قوانین، جن کی رُو سے قوموں کی سعادتوں اور ناکامیوں کے فیصلے ہوتے ہیں کوئی پہلی مرتبہ سامنے نہیں لائے گئے۔ انہیں ہم شروع ہی سے مختلف انبیاءؑ کی معرفت دیتے چلے آ رہے ہیں۔ لیکن ہوتا یہ رہا ہے کہ) ہمارا فرستادہ نبی آتا۔ لوگوں تک ہمارا پیغام پہنچاتا۔ اسکے چلے جانے کے بعد، اپنی مفاد پرستیوں کے پیچھے چلنے والے لوگ، اس کی وحی میں، اپنی طرف سے آمیزش کر کے، اسے کچھ سے کچھ بنا دیتے۔ (اس کے بعد خدا ایک اور رسول بھیج دیتا۔ اور سابقہ وحی کو) اس آمیزش سے پاک اور صاف کر کے، اپنے قوانین کو پھر محکم کر دیتا۔ اس لئے کہ خدا کو ہر بات کا علم ہوتا ہے اور اس کے سب کام حکمت پر مبنی ہوتے ہیں ($\frac{6}{113}$)۔

۵۳ وحیٔ خداوندی میں ان انسانی آمیزشوں سے ہوتا یہ کہ جن لوگوں کے دل میں (انفرادی مفاد پرستیوں کا) مرض ہوتا، یا جن کے دل حقائق قبول کرنے کی طرف سے سخت ہو جاتے، وہ خود بھی اس فتنہ میں مبتلا رہتے (اور دوسروں کو بھی اس میں مبتلا رکھتے)۔

غور کرو کہ جو لوگ قوانینِ خداوندی سے سرکشی برتتے ہیں، وہ اس باب میں کہاں تک چلے جاتے ہیں؟ (یعنی وہ اس کی جرأت بھی کر لیتے ہیں کہ اپنی طرف سے "شریعت" وضع کر کے، اسے خدا کی طرف منسوب کر دیں۔ یہ کتنا بڑا ظلم ہے؟ ($\frac{2}{53}$)۔

۵۴ یہی سلسلۂ وحی، اب قرآن تک آ پہنچا ہے۔ اس میں وہ سب کچھ جو انبیائے سابقہ کی طرف

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ ﴿٥٥﴾ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٥٦﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٥٨﴾

بھیجا گیا تھا۔ اصلی شکل میں جمع کردیا گیا ہے۔ (۵/۴۸) ۔ اس وحی میں انسانی آمیزش کا شائبہ تک نہیں۔ نہ ہی اس میں کوئی آمیزش ہوسکے گی' اس لئے کہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود خدا نے لے لیا ہے (۱۵/۹)۔

جو لوگ علم و بصیرت سے کام لیں گے ان پر یہ بات واضح ہوجائے گی کہ جو کچھ قرآن میں دیا جا رہا ہے وہ تیرے نشو و نما دینے والے کی طرف سے ایک حقیقتِ ثابتہ ہے۔ سو ان لوگوں کو چاہیئے کہ (علم و بصیرت سے کام لے کر) قرآن کی صداقتوں پر ایمان لے آئیں اور اس طرح ان کے دل اس کے سامنے جھک جائیں ــــــ وہ اس کی اطاعت اختیار کرلیں۔ (ہمارا قانون یہ ہے کہ) جو لوگ وحی کی صداقت پر ایمان لے آتے ہیں' ہم ان کی راہ نمائی زندگی کی متوازن اور سیدھی راہ کی طرف کردیتے ہیں۔

۵۵ (لیکن جو لوگ علم و بصیرت اور غور و تدبر سے کام نہیں لیں گے) وہ اس کی طرف سے برابر شک میں رہیں گے' تا آنکہ موعودہ انقلاب کی گھڑی اچانک ان کے سر پر آجائے' یا ان پر وہ عذاب آجائے جو ان کے شجرِ امید کو یکسر خشک کرکے رکھ دے' اور اس کے بعد وہ کبھی بار آور نہ ہوسکے۔

۵۶ اُس وقت قوت و اقتدار' سب کا سب' قانونِ خداوندی کو حاصل ہوگا۔ اور تمام امور کے فیصلے اس (ضابطہ ــ قرآن) کے مطابق ہوں گے۔ اسی قانون کے مطابق یہ ہوگا کہ جو لوگ اس ضابطہ کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں اور اسکے متعین کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہو رہے ہیں' انہیں زندگی کی خوش حالیاں اور شادابیاں نصیب ہوں گی۔

۵۷ اور جو لوگ ان قوانین سے انکار کر رہے' اور انہیں جھٹلا رہے ہیں' انہیں ذلت آمیز سزا ملے گی۔

۵۸ (لیکن اس دوران میں) جو لوگ' اِس نظام کے قیام کی خاطر' اپنا گھر بار اور سب کچھ چھوڑ کر نکل کھڑے ہوتے ہیں' وہ اگر' اس جد و جہد میں' اپنی طبعی موت مر جائیں' یا قتل کردیئے جائیں (تو انہیں اس احساس سے افسردہ خاطر نہیں ہونا چاہیئے کہ اس نظام کی تشکیل ان کے ہاتھوں سے تکمیل تک نہیں پہنچ سکی۔ انہوں نے اس جد و جہد میں پورا پورا حصہ لے لیا' اور اس طرح اپنے لئے حیاتِ جاوید

لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۵۹﴾ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿۶۰﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۫ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۶۳﴾ۚ

کاسامان ہیا کرلیا ہے۔ لہذا) اللہ انہیں ان کی موت کے بعد بہترین سامانِ نشوونما عطا کرے گا جس سے وہ زندگی کی مزید ارتقائی منازل طے کرنے کے قابل ہوجائیں گے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ بہترین سامانِ نشوونما عطا کرنے والا ہے۔

۵۹ وہ انہیں زندگی کی اس منزل میں داخل کرے گا جسے وہ بہت پسند کریں گے۔ یہ حقیقت ہے کہ اللہ سب کچھ جاننے والا ہے' اور نہایت تحمل سے' ہر بات کو اس کے انجام تک پہنچاتا ہے۔

۶۰ بہرحال (جس مقصد کے لئے تمہیں جنگ کی اجازت دی گئی ہے۔ ۲۲/۳۹۔ وہ یہ ہے کہ) جس قوم نے دوسروں پر زیادتی نہیں کی بلکہ جس قدر ظلم و تشدد اس پر ہوا ہے' اس کا بدلہ لینے کے لئے قدم اٹھایا ہے ـــــ اور دشمن نے اس پر بھی اپنا ہاتھ نہیں روکا بلکہ وہ مزید زیادتی پر اتر آیا ہے۔ تو قانون خداوندی کی رُو سے اس مظلوم کی مدد ضرور کی جائے گی۔ اس کا قانون' یقیناً ظلم و تشدد کو مٹا کر' مظلوموں کے لئے سامانِ حفاظت بہم پہنچانے والا ہے۔

۶۱ (یہ اسلئے ہے کہ خود کائنات میں خدا کا یہ قانون جاری و ساری ہے کہ صورتِ حالات بدلتی رہے (۳/۱۳۹) یہ نہ ہو کہ مظلوم ہمیشہ ظلم و ستم سہتا رہے اور ظالم جور و تعدی کرتا رہے۔ کیا تم خارجی کائنات میں نہیں دیکھتے کہ) خدا کا قانون کس طرح رات کو دن کی مملکت میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات کی مملکت میں۔ وہ سب کچھ سننے والا' دیکھنے والا ہے۔

۶۲ یہ سب اس لئے ہے کہ حق' اللہ ہی کی ذات ہے۔ اس کے سوا لوگ جنہیں پکارتے ہیں وہ سب باطل ہیں۔ ٹھوس تعمیری نتائج صرف اُس کے قانون کی رُو سے مرتب ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ سب تخریبی نتائج پیدا کرتے ہیں۔ اور خدا کا قانون' تمام غیر خدائی قوانین پر غالب ہے اور سب سے بلند و برتر۔

۶۳ (یہ تعمیری نتائج پیدا کرنے والا قانون' کائنات میں کس طرح کارفرما ہے' اس کے لئے) کیا تو نے اس پر غور نہیں کیا کہ اللہ بادلوں سے بارش برساتا ہے تو اس سے زمین سرسبز و شاداب ہوجاتی ہے۔ یقیناً

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝۶۴ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۭ وَيُمْسِكُ السَّمَاۗءَ اَنْ تَقَعَ عَلَي الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۶۵ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ۡ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ۝۶۶ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ۭ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ۝۶۷

خدا بڑا ہی باریک بین' اور ہر شے کے حالات اور اس کی صلاحیتوں سے واقف ہے۔

۶۴ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے سب اس کے متعین کردہ پروگرام کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل ہے۔ اسے اپنے قانون کو نتیجہ خیز بنانے کے لئے کسی سہارے کی ضرورت نہیں۔ (وہ قانون اپنے زور دروں سے از خود نتیجہ خیز ہوتا ہے) اور اس کے نتائج خود اس کی حمد و ستائش کی زندہ شہادت بنتے ہیں۔

۶۵ پھر کیا تم نے اس پر غور نہیں کیا کہ جو کچھ زمین میں ہے' اللہ نے اسے' کس طرح' تمہارے فائدے کے لئے قانون کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے۔ کشتی کو دیکھو کہ وہ کس طرح' اُس کے قانون کے مطابق' سینۂ بحر کو چیرتی ہوئی چلی جاتی ہے۔ اس نے کس طرح' بارش کو روک رکھا ہوتا ہے کہ وہ زمین پر صرف اس کے قانون کے مطابق گرے۔

نظامِ کائنات' قاعدے اور ضابطے کے مطابق اس لئے چل رہا ہے کہ ان موانع کی مدافعت ہو سکے جو انسانوں کی نشوونما کی راہ میں حائل ہیں' اور انہیں سامانِ نشوونما نہایت عمدگی سے ملتا رہے۔

۶۶ یہی وہ قانون ہے جس کے مطابق اس نے تمہیں زندگی عطا کی۔ پھر اسی کے مطابق تمہارے طبیعی جسم پر موت وارد ہو جاتی ہے۔ اور اسی کے مطابق وہ تمہیں پھر زندگی عطا کر دے گا۔ (اسی طرح قوموں کی موت و حیات کا فیصلہ بھی خدا ہی کے قانون کے مطابق ہوتا ہے)۔

(یہ سب کچھ انسان ہی کے لئے ہو رہا ہے' اور انسان کی حالت یہ ہے کہ یہ اپنی زندگی غیر خدائی قوانین کے تابع گزارنا چاہتا ہے)۔ یہ کس قدر ناسپاس گزار واقع ہوا ہے؟

۶۷ (یہ ہمارا بنیادی قانون ہے جو انسان کی راہ نمائی کے لئے شروع سے چلا آرہا ہے۔ لیکن اس کے عملی نفاذ کی شکلیں' مختلف ادوار میں' زمانے کے تقاضوں کے ماتحت مختلف قوموں میں مختلف ہوتی رہی ہیں۔ اسی بنا پر) مختلف قوموں کے رسوم و رواج اور طرزِ معاشرت' الگ الگ ہیں۔ یہ کوئی ایسی بات

وَإِنْ جٰدَلُوكَ فَقُلِ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۶۸﴾ اللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿۶۹﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ إِنَّ ذٰلِكَ فِي كِتٰبٍ ۚ إِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ ﴿۷۰﴾ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطٰنًا وَمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ ۗ وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ ﴿۷۱﴾ وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ۖ

نہیں جس پر جھگڑا کیا جائے۔ (۲/۱۷۷)۔ اصل چیز وہ بنیادی تعلیم ہے (جواب اپنی حقیقی شکل میں قرآن میں محفوظ کر دی گئی ہے)۔ اس کے متعلق کسی تنازع کی اجازت نہیں دی جا سکتی —— یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ مخالفین سے مفاہمت کی خاطر اس میں کچھ ردوبدل کر دیا جائے یا اس کی مخالف تعلیم کے متعلق کہہ دیا جائے کہ وہ بھی برحق ہے۔ اب برحق اور صداقت پر مبنی صرف وہ تعلیم ہے جو قرآن کے اندر محفوظ کر دی گئی ہے —— لہٰذا تم (اے رسول!) اس تعلیم ربانی کی طرف دعوت دیتے جاؤ۔ اس لئے کہ تم بالکل سیدھے اور متوازن راستے پر چلے جا رہے ہو۔

۶۸ اور اگر یہ لوگ اس باب میں تم سے جھگڑے پیدا کریں، تو ان سے کہدو کہ (مجھے تم سے جھگڑنے کی ضرورت نہیں) خدا کا قانون مکافات خوب جانتا ہے کہ تم کیا کرتے ہو۔ (وہ اس کے مطابق نتائج مرتب کر دے گا)۔

۶۹ جب ظہور نتائج کا وقت آئے گا تو خدا کا یہی قانون ان تمام امور میں فیصلے کر دے گا جن میں تم اس وقت اختلاف کر رہے ہو۔ (۲/۲۱۳ ؛ ۲۲/۱۷ ؛ ۲۲/۵۶)۔

۷۰ کیا تو نہیں جانتا کہ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے، سب خدا کے علم میں ہے۔ کوئی شے اس کے قانون مکافات کی نگاہوں سے چھپی ہوئی نہیں۔ پھر جو کچھ کائنات میں ہوتا ہے، سب، اس کے قانون کی کتاب میں ضبط ہوتا جاتا ہے۔ اور خدا کے لئے ایسا کرنا بہت آسان ہے۔

۷۱ اِن کے ان اختلافات کی وجہ یہ ہے کہ یہ قانون خداوندی کو چھوڑ کر ان قوتوں کی محکومیت اختیار کرتے، اور ان احکام کی اطاعت کرتے ہیں، جن کے لئے نہ اللہ نے کوئی سند نازل کی ہے، اور نہ ہی یہ اُن کی حقیقت سے خود ہی واقف ہیں۔ (محض آبا و اجداد کی تقلید سے ایسا کئے چلے جاتے ہیں۔ ۱/۳۹)۔ لیکن انہیں سمجھ رکھنا چاہیئے کہ جو لوگ خدا کے قوانین سے سرکشی برتتے ہیں، ان کا کوئی مددگار نہیں ہو سکتا۔

۷۲ (ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ) جب ان کے سامنے ہمارا قانون وحی پیش کیا جاتا ہے تو ان کے دل میں نفرت اور سرکشی کے جذبات اس شدت سے مشتعل ہو جاتے ہیں کہ اس کے آثار ان کے چہروں سے نمایاں ہو جاتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان لوگوں پر حملہ بول دیں گے جو ان کے سامنے

يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۗ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۗ اَلنَّارُ ۗ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۗ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿۷۲﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهٗ ۗ اِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوا لَهٗ ۗ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ۗ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿۷۴﴾ اَللّٰهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿۷۵﴾

ع ۹ / ۱۶

ہمارا قانون پیش کرتے ہیں۔

ان سے کہو کہ کیا میں تمہیں اس سے ایک بدتر صورتِ حال کی خبر دوں؟ وہ ہے آگ (کا تباہ کن عذاب جو ہر شے کو راکھ کا ڈھیر بنا کر رکھ دیتا ہے)۔ یہ عذاب خدا کے قانونِ مکافات کے مطابق ان لوگوں کے لئے مقرر ہے جو اُس کے قوانین کی صداقت سے انکار کرتے اور اس سے سرکشی برتتے ہیں۔ یہ بہت ہی بُرا مقام ہے۔

۷۳ غیر خدا کی عبودیت اختیار کرنے والو! آؤ، تمہیں ایک مثال کے ذریعے بات سمجھائی جائے۔ اسے دل کے کانوں سے سنو۔ تم جن قوتوں کو، خدا کے سوا، صاحبِ اقتدار مان کر پکارتے ہو، ان کی بے بسی کا یہ عالم ہے کہ وہ ایک مکھی جیسی شے بھی پیدا نہیں کر سکتے، خواہ اس کے لئے وہ سب مل کر بھی کوشش کیوں نہ کر لیں۔ اتنا ہی نہیں۔ اگر کوئی مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے (اور ہضم کرلے) تو ان میں اتنی بھی قدرت نہیں کہ اسے اُس سے واپس لے سکیں۔

اب تم خود ہی سوچو کہ ان معبودوں کی، اور تمہاری، جو اس قسم کے معبودوں کو خدا بنائے ہوئے ہو، بے بسی کہاں تک پہنچی ہوئی ہے؟ (ان معبودوں کی بے بسی یہ کہ وہ مکھی جیسی شے پر بھی قدرت نہیں رکھتے۔ اور تمہاری بے بسی یہ کہ تم ان جیسے بے بس معبودوں سے اپنی مرادیں طلب کرتے ہو)۔

۷۴ حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے اللہ کے متعلق صحیح اندازہ لگایا ہی نہیں، جیسا کہ اندازہ لگانا چاہیئے۔ وہ بڑی قوتوں کا مالک اور ہر ایک پر غالب ہے۔ (اللہ کو ایسا ہونا چاہیئے، نہ کہ ویسا جیسا تم نے تصور کر رکھا ہے۔ $\frac{۶}{۹۲}$ ؛ $\frac{۳۹}{۶۷}$)۔

۷۵ (باقی رہے ملائکہ اور انبیاء، جنہیں یہ لوگ اپنا معبود بنا لیتے ہیں۔ تو ان کی پوزیشن صرف اس قدر ہے کہ) اللہ ان ملائکہ میں سے بعض کو اس کام کے لئے چن لیتا ہے (یہ کام ان کے ذمے لگا دیتا ہے)

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٧٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٧٧﴾ وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۚ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِن قَبْلُ وَفِي هَٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ۚ

کہ وہ اس کی وحی رسولوں تک پہنچا دیں۔ اور انسانوں میں سے بعض کو منتخب کر لیتا ہے کہ وہ اس وحی کو دوسرے انسانوں تک پہنچا دیں۔ (یہ ہستیاں نہ تو خود ہی کچھ مقدرت رکھتی ہیں' اور نہ ہی لوگوں کی حاجتوں کو خدا تک پہنچانے کا ذریعہ بنتی ہیں' اس لئے کہ خدا کو ان ذرائع کی ضرورت ہی نہیں) وہ سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

۷۶ وہ تمام نوع انسان کے حال اور مستقبل تک سے واقف ہے' اور کائنات کے جملہ امور اس کے مرکزی اقتدار کے گرد گردش کرتے ہیں۔ (کوئی بات اس کے حیطۂ اقتدار سے باہر نہیں رہ سکتی)۔

۷۷ (یہ ہے تمام قوتوں کا مالک خدا) لہذا' اے ایمان والو! تم اس خدا کی عبودیت (محکومیت) اختیار کرو۔ اس کے قوانین کے سامنے جھکو اور ان کی پوری پوری اطاعت کرو۔ اور اس طرح' ایسے کام کرو جن سے نوع انسان کا بھلا ہو' اور خود تمہاری ذات میں وسعتیں پیدا ہوں۔ اس سے تمہاری کھیتیاں پروان چڑھیں گی۔ تمہیں کامیابیاں اور کامرانیاں حاصل ہوں گی۔

۷۸ یعنی نظام خداوندی کے قیام و بقا کے لئے مسلسل جدوجہد کرتے رہو ــــ جیسا کہ جدوجہد کرنے کا حق ہے ــــ اس نے تمہیں' اس منصب جلیلہ کے لئے' منتخب کیا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ یہ کوئی بیگار ہے جو تم پر ڈالی جا رہی ہے۔ (یہ خود تمہارے ہی فائدے کے لئے ہے۔ $\frac{۲}{۲۸۸}$۔ اس سے تمہیں اقوام عالم کی امامت حاصل ہو گی۔ $\frac{۲}{۱۴۳}$۔ نہ ہی یہ نظام کوئی نیا نظام ہے) یہ وہی نظام ہے جسے تمہارے مورث اعلیٰ' ابراہیمؑ کے ہاتھوں قائم کیا گیا تھا۔ حتٰی کہ تمہاری جماعت کا نام ــ مسلم ــ بھی کوئی نیا نام نہیں' خدا نے اس قسم کی جماعتوں کا نام' پہلے بھی مسلم ہی رکھا تھا' اور اب' اس قرآن میں بھی' یہی نام تجویز کیا گیا ہے۔ اس نظام کے قیام کا عملی پروگرام یہ ہے کہ تمہارے اعمال کی نگرانی تمہارا رسول (اور اس کے بعد تمہارا مرکز ملت) کرے' اور تم تمام نوع انسان کے اعمال کی نگرانی کرو۔ اس کے لئے تم صلوٰۃ کا نظام قائم کرو۔ اور نوع انسان کی نشوونما کا سامان بہم پہنچاؤ۔ اور خدا کے نازل کردہ ضابطۂ قوانین (قرآن) کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔ یاد رکھو! خدا

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝۷۸

۱۰ ع ۱۷

اور صرف خدا ہی تمہارا کارساز و نگران و حاکم ہے ——— وہ بہت ہی اچھا کارساز اور بہت ہی اچھا مددگار ہے ——— (اس لئے اُس کے قوانین کی محکمیت پر پورا پورا بھروسہ کرو)۔

یہ ہے زندگی کی کامیابیوں کا عملی پروگرام۔

اٹھارواں پارہ

سُورَۃُ المُؤمِنُون

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡنَ ہُمۡ فِیۡ صَلَاتِہِمۡ خٰشِعُوۡنَ ۙ﴿۲﴾

وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ﴿۳﴾ وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوۡنَ ﴿۴﴾ وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ لِفُرُوۡجِہِمۡ حٰفِظُوۡنَ ﴿۵﴾

اِلَّا عَلٰۤی اَزۡوَاجِہِمۡ اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُہُمۡ فَاِنَّہُمۡ غَیۡرُ مَلُوۡمِیۡنَ ﴿۶﴾

---

۱ آؤ تمہیں بتائیں کہ وہ کون ہیں جن کی کھیتیاں پکیں گی۔ جن کی محنتیں ثمر بار ہوں گی۔ جو دنیا اور آخرت میں کامیاب و کامران زندگی بسر کریں گے؟
یہ وہ ہیں جنہوں نے ہمارے ضابطۂ قوانین کی صداقت کو تسلیم کرلیا اور اسے اپنی زندگی کا نصب العین بنالیا۔

۲ اور پھر دل کے پورے جھکاؤ کے ساتھ' اس قانون کے پیچھے پیچھے چلتے رہے' یعنی اس کی رو سے جو فرائض اُن پر عائد ہوتے ہیں' انہیں بطیب خاطر سرانجام دیتے رہے۔

۳ اور اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا کہ ان کی توانائیاں ایسے کاموں میں ضائع نہ ہوں جن کا نتیجہ کچھ نہ نکلے۔ نیز وہ' اُن تمام امور سے مجتنب رہے جو انہیں قرآن کی طرف آنے سے روکنے والے تھے (۴۱/۲۶)۔ انہوں نے ہرطرح کی لغویات سے پرہیز کیا۔

۴ اور وہ اُس پروگرام پر عمل پیرا ہو گئے جس سے تمام نوع انسان کو نشو و نما کا سامان بہم پہنچتا ہے۔

۵ ۶ اور انہوں نے اپنی جنسی توانائیوں کو محفوظ رکھا اور انہیں صرف اپنی بیویوں پر صرف کیا'

فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۷ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝۸ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝۹ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝۱۰ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۱۱ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝۱۲ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝۱۳ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۤ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝۱۴

یا ان لونڈیوں پر جو (انسدادِ غلامی کے متعلق قرآنی احکام نازل ہونے سے پہلے ۴/۲۴) ان کی ملک میں آچکی تھیں (لیکن جنہیں نکاح کے بعد بیویوں کا ہم پلہ قرار دیا جاچکا ہے)۔ ان سے زناشوئی کے تعلقات رکھنے پر کوئی ملامت نہیں۔

۷ جو کوئی اس کے علاوہ جنسی تعلق کی کوئی صورت اختیار کرے تو وہ قانون شکنی ہوگی اور حدودِ خداوندی سے تجاوز (جو سنگین جرم ہے۔ ۲۴/۴)۔

۸ اور جنہوں نے اپنی امانتوں اور معاہدوں کا پاس رکھا (۵۸/۴)

۹ (مختصراً یہ کہ کامیابی و کامرانی کی زندگی ان کی ہے) جنہوں نے خدا کے مقرر کردہ نظامِ صلوٰۃ کی پوری پوری محافظت کی۔ یعنی زندگی کے ہر شعبہ میں اُن کا قدم قانونِ خداوندی کے اتباع میں اٹھا۔ (۴۱/۲۴)۔

۱۰ یہی وہ لوگ ہیں جو زندگی کی سعادتوں اور کامرانیوں کے وارث ہوں گے۔

۱۱ یعنی اِس دنیا میں بھی ایسی زندگی کے مالک جس میں ہر طرح کی وسعتیں اور فراخیاں، سرسبزیاں اور شادابیاں ہوں۔ اور آخرت میں بھی اِسی قسم کی زندگی کے وارث۔ اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے (۴۱/۳۴ ؛ ۴۳/۷۲)۔

یہ ہیں ان مومنین کی صفات و خصائص جو کامیابیوں کی زندگی بسر کریں گے۔ (۳۴/۶۰ – ۲۳)۔

۱۲ (یہ اس لئے کہ انسان کی زندگی محض حیوانی زندگی نہیں۔ یہ حیوانی زندگی کے مراحل طے کرنے کے بعد منزلِ انسانیت میں پہنچا ہے اور اب انسانی زندگی کے مراحل طے کرتا ہوا، آگے بڑھتا جائے گا۔ اِس کی حیوانی زندگی کے مراحل کی کیفیت یہ ہے کہ) ہم نے اس کی تخلیق کی ابتدا مٹی کے خلاصہ (بے جان مادہ) سے کی۔ (۲۲/۵)۔

۱۳ (پھر ہمارا یہ تخلیقی پروگرام اُس کڑی تک جا پہنچا جہاں افزائشِ نسل بذریعہ تولید ہوتی ہے۔ اِس طرح) ہم نے اسے نطفہ بنایا جو (رحم کے اندر) ٹھیر گیا اور مادہ کے بیضہ میں قرار گیر ہو گیا۔

۱۴ پھر اس نطفہ کو علقہ (جونک کی سی شکل) میں تبدیل کیا۔ پھر اس علقہ کو گوشت کا لوتھڑا سا

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِى الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾

بنا دیا۔ پھر اس میں ہڈیوں کا ڈھانچہ ابھار دیا۔ پھر اس ڈھانچے پر گوشت کی تہ چڑھا دی۔

(یہاں تک کے مراحل حیوانی زندگی کے قانون طبیعی کے مطابق طے ہوتے ہیں۔ اس کے بعد ہم اس میں اپنی توانائی کا شمہ ڈال کر ۳۲/۹ ، ۷) اسے ایک بالکل نئی قسم کی مخلوق کی شکل میں نمودار کر دیتے ہیں (۱۴/۱۴)۔۔۔۔ یہ جدید قسم کی مخلوق جو حیوانات سے یکسر مختلف ہے، انسان ہے۔

سو دیکھو! خدا کا قانون تخلیق کتنی بڑی ممکنات کا حامل ہے (یوں تو انسان بھی مختلف چیزیں بناتا رہتا ہے لیکن اس کی تخلیق اور خدا کی تخلیق میں بڑا فرق ہے)۔ خدا کی تخلیق، صحیح توازن و تناسب کا بہترین پیکر اور حسن و زیبائی کا بے مثال شاہکار ہوتی ہے۔ اس لئے وہ احسن الخالقین ہے۔

۱۵ پھر اس کے بعد تم سب کو مرنا ہے۔ (سو تم غور کرو کہ کیا تمہاری موت سے یہ مطلب ہوگا کہ تمہارے طبیعی جسم کے انتشار[۵] سے، تم بھی ختم ہو جاؤ گے؟ اگر تم فقط اپنے طبیعی جسم سے عبارت ہوتے تو پھر یہ تصور درست تھا کہ جسم کے مر جانے سے تم بھی ختم ہو جاتے۔ لیکن جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے، انسان جسم کے علاوہ کچھ اور

۱۶ بھی ہے۔ اور وہ "کچھ اور"۔۔۔۔ جسے انسانی ذات کہا جاتا ہے۔۔۔۔ جسمانی موت سے فنا نہیں ہو جاتا۔ وہ آگے بھی چلتا ہے۔ چنانچہ) تم قیامت کے دن، اٹھا کر کھڑے کر دیئے جاؤ گے۔ (۱۹/۸۴)۔

۱۷ (نہ ہی ہمارے تخلیقی پروگرام کی یہ صورت ہے کہ ہم نے ایک مرتبہ کائنات کو پیدا کر دیا اور اس کے بعد اس سے بے خبر ہو کر بیٹھ گئے) ہم نے تمہارے اوپر (فضا کی پہنائیوں میں) متعدد اجرام فلکی بنا دیئے ہیں جو ایک دوسرے کے پیچھے چلتے رہتے ہیں۔ (اور ہم اپنی مخلوق میں نت نئے اضافے کرتے رہتے ہیں۔ ۳۵/۱ صرف اضافے ہی نہیں کرتے بلکہ ہر شے کی نشو و نما کا سامان بھی بہم پہنچاتے ہیں۔ چنانچہ تم غور کرو کہ ہم نے تمہیں دنیا میں بسانے سے بھی پہلے، تمہارے لئے سامانِ زیست کا کیسا عمدہ انتظام کر دیا۔ اس کے لئے)

۱۸ ہم بادلوں سے ایک خاص اندازے کے مطابق بارش برساتے ہیں، اور اسے (حسب ضرورت، مختلف شکلوں میں) زمین میں ٹھہرائے رکھتے ہیں۔ حالانکہ ہم اس پر قادر ہیں کہ (جس طرح بارش کو بادلوں سے نیچے زمین کی طرف لاتے ہیں۔ اسی طرح اسے) فوراً اوپر اڑا کر لے جائیں۔ (لیکن ہم ایسا نہیں کرتے

۵ DISINTEGRATION

فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

بلکہ پانی کو زمین میں ٹھہرائے رکھتے ہیں تاکہ وہ تمہاری پرورش کا ذریعہ بنے)۔

۱۹ اِس پانی سے ہم تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں (وغیرہ) کے باغات اگاتے ہیں۔ اِن باغات میں کثرت سے پھل پیدا ہوتے ہیں، جنہیں تم کھاتے ہو—— اور دیگر مصارف میں بھی لاتے ہو۔

۲۰ اور اسی طرح (زیتون کے درخت کو بھی) اگاتے ہیں، جو سینا کی وادیوں میں بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ اس سے تیل نکلتا ہے جس سے کھانے والوں کے لئے بہت اچھا سالن تیار ہوتا ہے۔

۲۱ اسی طرح، اگر تم اپنے مویشیوں پر غور کرو گے تو ان میں بہت سی ایسی باتیں ملیں گی جن سے تمہارا ذہن کہیں سے کہیں پہنچ جائے۔ تم سوچو کہ ان کے پیٹ میں بالآخر ہوتا کیا ہے؟ (۱۶/۶۶)۔ (کیا اس میں کوئی بھی ایسی چیز ہوتی ہے جسے خوشگوار یا خوش آیند کہا جا سکے۔ لیکن) ہم اسی سے تمہارے لئے دودھ جیسی عمدہ غذا پیدا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اِن مویشیوں میں تمہارے لئے طرح طرح کے اور فوائد بھی ہیں۔ اور ان میں سے بعض کا تم گوشت بھی کھاتے ہو۔

۲۲ اور تم (خشکی میں) ان پر سوار ہوتے ہو—— اور پانی میں کشتیوں پر سفر کرتے ہو۔

۲۳ (یہ سب سامان تمہارے جسم کی پرورش کے لئے ہے۔ لیکن ہماری ربوبیت کا تقاضا تھا کہ جس طرح تمہارے جسم کی نشوونما کا سامان بہم پہنچایا، اسی طرح تمہارے انسانی جوہروں کی نشوونما کا بھی انتظام کرتے۔ اس لئے کہ یہ ہماری شانِ ربوبیت سے بعید تھا کہ تمہیں انسان تو بناتے لیکن تمہارے جوہرِ انسانیت (انسانی ذات) کی نشوونما کا سامان نہ کرتے۔ اس کے لئے ہم نے اپنی طرف سے انبیاء کرامؑ کی معرفت راہ نمائی بھیجنے کا انتظام کیا)۔ اس سلسلہ کی پہلی کڑی، نوحؑ تھا، جسے ہم نے اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ اُس نے ان سے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! تم صرف قوانین و احکام خداوندی کی اطاعت کرو۔ اُس کے سوا کوئی اور ہستی ایسی نہیں جس کی محکومیت اختیار کی جائے۔ سو تم بتاؤ کہ تم اُس کے قوانین کی نگہداشت کرنے کے لئے تیار ہو یا نہیں؟

۲۴ اُس کی قوم کے اکابرین نے، جنہیں سامانِ زندگی کی فراوانیاں حاصل تھیں، اس کی بات

مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ۝۲۴ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ۝۲۵ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝۲۶ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝۲۷ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۲۸

ماننے سے انکار کردیا۔ انہوں نے دوسرے لوگوں سے کہا کہ یہ (نوحؑ جو اپنے آپ کو خدا کا فرستادہ کہتا ہے) تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہے لیکن چاہتا یہ ہے کہ تم پر بڑائی حاصل کرلے۔ اگر اللہ نے ہماری طرف کوئی پیغام بھیجنا ہوتا تو فرشتے بھیجتا؟ (وہ ہمارے ہی جیسے ایک انسان کو اپنا پیغام بر کیوں بناتا؟ پھر جو کچھ یہ کہتا ہے وہ بالکل انوکھی بات ہے جسے) ہم نے اپنے آباء واجداد سے کبھی نہیں سنا۔

۲۵ (ایسا نظر آتا ہے کہ) اس کا دماغ چل گیا ہے (اس لئے اس پاگل کی کسی بات پر کان نہ دھرو)۔ تم کچھ دنوں تک انتظار کرو اور دیکھو کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔

۲۶ (نوحؑ نے انہیں ہر طرح سمجھانے کی کوشش کی، لیکن بے سود۔ اس پر) اس نے اپنے خدا سے کہا کہ اے میرے پروردگار! یہ میری کوئی بات نہیں سنتے۔ اور بلا سنے، سمجھے میری تکذیب کئے جارہے ہیں تو ان کے خلاف میری مدد کر۔ (ان کا معاملہ اب حد سے بڑھ گیا ہے)۔

۲۷ اس پر ہم نے نوحؑ کی طرف وحی بھیجی کہ ہماری زیرِ نگرانی ہماری وحی کے مطابق ایک کشتی بناؤ۔ پھر جب ہمارے طے کردہ پروگرام کے مطابق پانی کے چشمے جوش مارنے لگیں (اور سیلاب امنڈ آئے) تو کشتی میں ہر (ضروری) شے کے دو دو جوڑے ساتھ رکھ لو اور اپنے رفقاء کو بھی اس میں بٹھا۔ بجز اُس کے جس کے کفر وعدوان نے پہلے ہی سے بتا رکھا ہے کہ وہ تمہاری جماعت میں شامل نہیں ہوگا۔ اور اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلو کہ یہ لوگ، جنہوں نے اس طرح سرکشی پر کمر باندھ رکھی ہے، سب غرق ہو جائیں گے۔ سو ان کے متعلق ہم سے کوئی بات نہ کرنا۔

۲۸ اور جب تو، اپنی جماعت کے لوگوں کے ساتھ، کشتی میں جم کر بیٹھ جائے، تو تمہاری زبان سے یہ صدا اٹھنی چاہیئے کہ ہر طرح کی حمد وستائش اُس ذات کے لئے ہے جس نے ہمیں اس ظالم قوم کے

وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾

پنجۂ استبداد سے نجات دلائی۔

۲۹ اس کے بعد تمہاری دعا یہ ہونی چاہیئے کہ اے میرے پروردگار! ہمیں زمین پر ایسی جگہ اتارنا جہاں اترنا ہمارے لئے خیر و برکت کا موجب ہو۔ تو سب سے بہتر اتار دینے والا ہے۔

۳۰ قوم نوحؑ کے اس واقعہ میں، تمہارے لئے، ہمارے قانونِ مکافات کی محکم گیری کی نشانیاں ہیں۔ اور اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہم کس طرح، قوموں کو گردش دے کر تغیرِ احوال کرتے رہتے ہیں۔

۳۱ (اسی گردش کا نتیجہ تھا کہ قوم نوحؑ تباہ ہو گئی اور) اس کے بعد، ہم نے قوموں کا ایک اور دور شروع کر دیا۔

۳۲ چنانچہ (اس کے بعد آنے والی) قوم میں بھی ہم نے اپنا رسول بھیجا، جس نے اسی پیغام کو دہرایا یعنی یہ کہ تم صرف خدا کی اطاعت اختیار کرو۔ اس کے سوا اور کوئی ہستی ایسی نہیں جس کی محکومیت اختیار کی جائے۔ ہر قسم کا اقتدار صرف خدا کو حاصل ہے۔ سو تم بتاؤ کہ تم اس کے قوانین کی نگہداشت کرنے کے لئے تیار ہو یا نہیں۔ (اگر تم نے ایسا کر لیا تو اپنی موجودہ غلط روش کی تباہیوں سے بچ جاؤ گے)۔

۳۳ اس کی قوم کے اُن اکابرین نے، جنہوں نے قوانین خداوندی سے انکار اور سرکشی کی راہ اختیار کر رکھی تھی، جو خدا کے قانون مکافات اور مستقبل کی زندگی کے قائل نہیں تھے، اور جنہیں سامانِ زندگی کی فراوانیاں حاصل تھیں، (اور وہ دیکھتے تھے کہ نظامِ خداوندی کی زد اُن کے ذاتی مفادات پر پڑے گی، مخالفت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اُنہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ یہ شخص (جو خدا کا پیغام بر ہونے کا مدعی ہے) تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہے۔ یہ بھی وہی کچھ کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو وہی کچھ پیتا ہے جو تم پیتے ہو۔ (یہ تم سے، کس حیثیت سے ممتاز ہے جو تم اس کی بات مانو!)۔

۳۴ اگر تم نے اس، اپنے ہی جیسے انسان، کی اطاعت اختیار کر لی، تو سمجھ لو کہ تم تباہ ہو گئے۔ (اطاعت اس کی اختیار کرنی چاہیئے جو فوق البشر خصوصیات کا حامل ہو —— اُسے ایشور کا اوتار

أَيَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا أَنَّكُم مُّخْرَجُونَ ﴿٣٥﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ﴿٣٦﴾ إِنْ هِيَ
إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿٣٧﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ
لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ﴿٣٩﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ ﴿٤٠﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ

یاظل اللہ علی الارض ہونا چاہیئے۔ ایک عام انسان کی اطاعت کے کیا معنی؟ پھر جس نظام کی طرف یہ دعوت دیتا ہے — یعنی انسانی تکریم و مساوات کا نظام — اس میں سراسر تمہاری تباہی ہے)۔

۳۵ (دولت تمہارے پاس۔ اقتدار تمہارے پاس۔ تم جو چاہو سو کرو۔ تمہیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ لیکن یہ کہتا ہے کہ نہیں، خدا کا قانونِ مکافات ایسا ہے جس کی گرفت سے تم بچ نہیں سکتے۔ حتیٰ کہ مرنے کے بعد بھی تم اس کے احاطہ سے باہر نہیں جاسکتے۔ اسی لئے یہ) تمہیں دھمکیاں دیتا رہتا ہے کہ جب تم مرجاؤ گے اور مٹی اور ہڈیوں کا ڈھیر رہ جاؤ گے، تو تم پھر دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جاؤ گے (تاکہ جو ظلم اور زیادتی تم دنیا میں کرتے رہے ہو، اس کی تمہیں سزا ملے)۔

۳۶ ذرا سوچو کہ یہ کیسی انہونی بات ہے! کیسی عقل سے دُور اور قیاس سے بعید بات جس سے یہ تمہیں ڈرا رہا ہے۔

۳۷ (مرنے کے بعد پھر زندہ ہونا کیسا؟) زندگی، بس اسی دنیا کی زندگی ہے (ہماری آنکھوں کے سامنے ہر روز) لوگ مرتے رہتے ہیں اور نئے بچے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ (یہ سب اِسی دنیا میں ہوتا ہے۔ لہٰذا، یہ غلط ہے کہ) ہم مرنے کے بعد پھر اٹھائے جائیں گے[1]۔

۳۸ یہ شخص، اس کے سوا کچھ نہیں کہ اپنی طرف سے جھوٹی باتیں بناتا ہے اور انہیں اللہ کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ ہم اس کی بات کبھی نہیں ماننے کے۔

۳۹ اس رسول نے خدا سے کہا کہ اے میرے پروردگار! یہ لوگ میری بات سنتے ہی نہیں، اور اندھا دھند تکذیب کئے جارہے ہیں۔ تو ان کے خلاف میری امداد کر۔

۴۰ خدا نے کہا کہ (ان کی مہلت کا وقفہ ختم ہونے کو ہے) عنقریب ان کے اعمال کے نتائج انکے سامنے آجائیں گے اور یہ اپنی ان باتوں پر خود ہی شرمسار ہوں گے۔

۴۱ (چنانچہ زیادہ وقت گزرنے نہ پایا تھا کہ) ایک ہولناک آواز کے عذاب نے انہیں آپکڑا۔ اور ہم نے انہیں خس و خاشاک کی طرح پامال کر دیا۔ (کیونکہ وہ ہمارے تعمیری نتائج پیدا کرنے والے

---

[1] مادی تصورِ حیات (MATERALISTIC CONCEPT OF LIFE) کچھ ہمارے ہی دور کی اختراع نہیں۔ یہ تصور بہت پرانا ہے۔

بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ڏ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۵﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿۴۶﴾

پروگرام کے راستے میں سنگ گراں بن کر حائل تھے۔ اور بضد حائل تھے۔ (۱۱/۹۸)۔

سو دیکھو کہ جو لوگ ظلم و استبداد کی روش اختیار کرتے ہیں، وہ کس طرح زندگی کی کامرانیوں اور خوشگواریوں سے محروم رہ جاتے ہیں (یہ ہمارا اٹل قانون ہے جو شروع سے ایسا ہی چلا آرہا ہے۔ اور حق و انصاف پر مبنی ہے)۔

۴۲ پھر اُن کے بعد ہم نے اور قوموں کا دور شروع کیا۔

۴۳ (وہ بھی اسی طرح، اپنی غلط رَوش کے نتائج کی وجہ سے تباہ ہوگئیں۔ یاد رکھو! ہمارے قانونِ مکافات کی رُو سے، نہ تو کوئی قوم ظہور نتائج سے پہلے تباہ ہوتی ہے اور نہ ہی ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ ظہور نتائج کے بعد زندہ رہ سکے۔ اس میں کمی بیشی ہو نہیں سکتی (۷/۳۴ ؛ ۱۳/۳۰ ؛ ۱۵/۵)۔

۴۴ (چنانچہ یہ قومیں آتی رہیں اور جاتی رہیں) اور ہم نے، اپنے رسولوں کا سلسلہ بھی اسی طرح جاری رکھا کہ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد عند الضرورت، ایک رسول کے بعد دوسرا رسول آتا رہا۔ (اور ان قوموں کی بھی یہی روش رہی کہ) جب کسی قوم کے پاس اس کا رسول آیا، اس نے اس کی پیش کردہ تعلیم کی تکذیب کی۔ اس کے نتیجے میں، وہ یکے بعد دیگرے ہلاک ہوتی رہیں ––– اس طرح ہلاک، کہ اُن کے بعد پھر اُن کے صرف افسانے باقی رہ گئے۔

ان اقوام کی تاریخ اس حقیقت کی زندہ شہادت ہے کہ جو لوگ ہمارے قوانین کی صداقت سے انکار کر دیتے ہیں، اور اپنی غلط روش پر اڑے رہتے ہیں، وہ زندگی کی خوشگواریوں اور کامرانیوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔ یہ ہمارا اٹل قانون ہے جس پر اقوامِ سابقہ کی سرگزشتیں شاہد ہیں۔

۴۵ اسی پروگرام کے مطابق، ہم نے، موسیٰؑ اور اس کے بھائی، ہارونؑ کو بھیجا۔ انہیں بھی ہم نے اپنے قوانین عطا کئے تھے، اور ان کے ساتھ ایسے واضح دلائل (جن سے ان قوانین کی صداقت اور محکمیت نکھر کر سامنے آجائے)۔

۴۶ انہیں ہم نے فرعون اور اس کی قوم کے اکابرین کی طرف بھیجا تھا۔ (ان دونوں بھائیوں نے،

فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿۵۰﴾

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۵۱﴾

اُن کے سامنے ہمارا سچا دین پیش کیا لیکن) انہوں نے اس سے سرکشی اور تکبر برتا۔ وہ تھے ہی بڑے مغرور، سرکش اور برخود غلط۔

۴۷ انہوں نے (بجائے اس کے کہ جو کچھ ان کے سامنے پیش کیا گیا تھا اس پر غور کرتے) کہا کہ کیا ہم ان کی بات مان لیں جو انسان ہونے کے اعتبار سے ہمارے ہی جیسے ہیں (مافوق البشر نہیں)۔ اور بجانتک رتبہ اور درجہ کا تعلق ہے وہ اس قوم کے افراد ہیں جو ہماری محکوم ہے۔ (محکوم قوم کے پاس عقل و بصیرت کہاں ہو سکتی ہے؟ اور پھر انہیں یہ جرأت کیسے ہو گئی کہ اپنی حاکم قوم کو آکر سبق پڑھانے لگے! یہ ہمارے لئے سخت باعث ذلت ہو گا اگر ہم ان کی بات مان لیں)۔

۴۸ چنانچہ انہوں نے ان دونوں کی تکذیب کی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ بھی ان قوموں میں سے ہو گئے جو تباہ ہو چکی تھیں۔ (اس لئے کہ جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے جو قوم بھی زندگی کے صحیح اصولوں سے انحراف کرے گی، تباہ ہو جائے گی)۔

۴۹ حالانکہ (جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے) ہم نے موسیٰؑ کو ضابطہ قوانین دیا تھا تاکہ وہ لوگ اس کے مطابق چل کر اس تباہی سے بچ جائیں۔

۵۰ (حق و باطل کی کشمکش کا یہ سلسلہ جاری رہا تا آنکہ ہم نے عیسیٰؑ کو اپنا پیغام بر بنا کر بھیجا۔ یہودیوں نے عیسیٰؑ کی بھی سخت مخالفت کی کیونکہ وہ انہیں خدا کے صحیح دین کی طرف دعوت دیتا تھا۔ اور اس کی والدہ مریمؑ ـــ کی بھی کیونکہ اس نے ان کی خود ساختہ شریعت کی خلاف ورزی کی تھی) ہم نے ان دونوں کو اس قوم کی نجات اور تباہی کی نشانی بنا دیا۔ (یعنی اگر وہ ان کی مخالفت سے باز آکر ان کا احترام کرتے اور جو دینِ خداوندی عیسیٰؑ نے پیش کیا تھا، اسے اختیار کر لیتے، تو وہ تباہی سے بچ جاتے۔ لیکن اگر وہ اس روش سے باز نہ آتے، تو ہلاک ہو جاتے۔ لیکن انہوں نے ان کی سخت مخالفت کی۔ یہاں تک کہ) ہم نے ان دونوں کو ان کی دستبرد سے محفوظ کر کے ایک مرتفع مقام میں پناہ دی، جو ان کے رہنے کے لئے ہر طرح موزوں تھا۔ اس میں صاف اور شفاف پانی کے چشمے رواں تھے جن کی وجہ سے وہ جگہ نہایت سرسبز و شاداب تھی)۔

۵۱ (یہ تھا مختصر سا تذکرہ ہمارے رسولوں میں سے چند ایک کا) ہم نے ان کے لئے جو

وَإِنَّ هَٰذِهِۦٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَٰحِدَةً وَأَنَا۠ رَبُّكُمْ فَٱتَّقُونِ ﴿٥٢﴾ فَتَقَطَّعُوٓا۟ أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۖ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿٥٣﴾ فَذَرْهُمْ فِى غَمْرَتِهِمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿٥٤﴾ أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُم بِهِۦ مِن مَّالٍ وَبَنِينَ ﴿٥٥﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِى ٱلْخَيْرَٰتِ ۚ بَل لَّا يَشْعُرُونَ ﴿٥٦﴾

پروگرام تجویز کیا تھا اس میں ان سے کہا گیا تھا کہ تم زندگی کی تمام پاکیزہ خوشگواریوں سے متمتع ہو اور ایسے کام کرو جن سے انسانیت کے بگڑے ہوئے معاملات سنور جائیں۔ ہمارا قانونِ مکافات تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے۔

۵۲ (اے رسول!) یہ تمہاری انبیاءؑ کی جماعت ایک ہی جماعت ہے (۲۱/۹۲)۔ (اگرچہ اس جماعت کے افراد مختلف زمانوں میں، مختلف اقوام میں اور مختلف ممالک میں پیدا ہوئے، لیکن اس کے باوجود وہ ایک ہی جماعت کے افراد تھے، اس لئے کہ ان کی آئیڈیالوجی (نظریۂ زندگی اور تعلیم) ایک ہی تھی اور وہ یہ تھی کہ) سب کا نشوونما دینے والا ایک — خدا — ہے، اور سب کا نصب العین یہ کہ اُس خدا کے قوانین کی نگہداشت کی جائے (اس وحدتِ فکر و عمل کی بنا پر وہ سب ایک جماعت کے افراد تھے)۔

۵۳ (ظاہر ہے کہ جب ان تمام رسولوں کی تعلیم ایک تھی، تو ان کے متبعین کو بھی ایک ہی ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن امرِ واقعہ یہ نہیں۔ مختلف انبیاءؑ کے نام لیوا، ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول کے چلے جانے کے بعد اُس کے متبعین، اُس کے پیغام کو فراموش کر کے، اپنی خود ساختہ شریعتوں کا اتباع کرنے لگ جاتے جس سے) وہ مختلف گروہوں میں بٹ جاتے، ان میں فرقے پیدا ہو جاتے۔ اور پھر جیسا کہ فرقہ پرستی کا خاصہ ہے، ہر فرقہ اپنے اپنے مسلک پر جم کر بیٹھ جاتا اور اس خیال میں مگن رہتا کہ وہی فرقہ حق پر ہے۔ باقی فرقے باطل ہیں (۳۰/۳۲)۔

۵۴ (اس وقت، اے رسول! ان انبیاءؑ سابقہ کے نام لیوا، اسی طرح مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں، اور اُس دین کی مخالفت کر رہے ہیں جسے تو پیش کرتا ہے اور کسی طرح سمجھائے نہیں سمجھتے۔ سو اب ان کا علاج اس کے سوا کچھ نہیں کہ) تو انہیں، کچھ وقت کے لئے غفلت میں مدہوش پڑا رہنے دے (تا آنکہ تمہارے دین کا نظام متشکل ہو کر سامنے آجائے اور اُس کے انسانیت ساز نتائج انہیں بتا دیں کہ حق و صداقت پر کون ہے)۔ (۲۲/۱۷ ؛ ۲۲/۵۷ — ۵۵)

۵۵ کیا یہ لوگ اس زعمِ باطل میں مبتلا ہیں کہ، ہم جو انہیں مال و دولت کی فراوانی، اور اولاد کی کثرت سے، آگے بڑھائے جا رہے ہیں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ

۵۶ ہم، (ان کے اعمال سے صرفِ نظر کر کے، انہیں فی الواقعہ) زندگی کی خوشگواریاں عطا کر رہے ہیں

إِنَّ الَّذِينَ هُم مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ﴿۵۸﴾ وَالَّذِينَ هُم بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ﴿۵۹﴾ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ﴿۶۰﴾ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ﴿۶۱﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۶۲﴾

ہیں' اور ان کی طرف بعجلت تمام اپنی نعمتوں پر نعمتیں بھیجتے چلے جارہے ہیں؟ نہیں! حقیقتِ حال کچھ اور ہے جس کا یہ شعور نہیں رکھتے۔

۵۷ (زندگی کی حقیقی خوشگواریوں کے اہل اور لوگ ہوتے ہیں۔ یعنی) وہ لوگ' جو قوانینِ خداوندی کی خلاف ورزی کے تباہ کن نتائج سے خائف رہتے ہیں۔

۵۸ اور ان کی صداقت اور محکمیت پر یقینِ کامل رکھتے ہیں۔

۵۹ اور اطاعت صرف احکام و قوانین خداوندی کی کرتے ہیں۔ اس میں کسی اور کو شریک نہیں کرتے۔

۶۰ اور نظام خداوندی کی عملی تشکیل' اور نوعِ انسان کی نشوونما کے لئے جتنا کچھ دے سکتے ہیں' دیتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے باوجود' اُن کے دل' اس خیال سے ہمیشہ لرزاں و ترساں رہتے ہیں کہ ان کا کوئی قدم اس راستے سے ہٹ نہ جائے جو خدا کی طرف لیجانے والا ہے۔

۶۱ یہ ہیں وہ لوگ جو زندگی کی خوشگواریوں کے حصول کے لئے تیز گام رہتے ہیں' اور یہی ہیں جو شاہراہِ حیات پر سب سے آگے نکل جانے والے ہیں۔

۶۲ انکا اس حقیقت پر ایمان ہوتا ہے کہ قانون خداوندی کی رُو سے ہم پر جو پابندیاں عائد ہوتی ہیں' ان سے یہ مقصد نہیں کہ خدا ہمیں' خواہ مخواہ' جکڑ بندیوں میں کسنا چاہتا ہے۔ وہ ان پابندیوں کو اس لئے عائد کرتا ہے کہ ان سے انسانی ذات میں وسعت و کشاد پیدا ہوتی ہے۔ (۲/۲۸۶ ؛ ۶/۱۵۳ ؛ ۷/۴۲)
(یہ ہے وہ یقین محکم جس کی وجہ سے یہ لوگ' نوعِ انسان کی فلاح و بہبود کے لئے اپنا سب کچھ دیدینے میں بھی اپنے دل میں کوئی گرانی محسوس نہیں کرتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس سے ان کی اپنی ذات کی نشوونما ہوتی ہے)۔

اور وہ بالکل صحیح سمجھتے ہیں۔ ہمارے پاس قانونِ مکافات کا رجسٹر ہے جس میں ہر ایک کے اعمال کا ریکارڈ رہتا ہے۔ اور ہر عمل کا ٹھیک ٹھیک نتیجہ مرتب ہوتا رہتا ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوتا

بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّن دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ ﴿۶۳﴾ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِم بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْأَرُونَ ﴿۶۴﴾ لَا تَجْأَرُوا الْيَوْمَ إِنَّكُم مِّنَّا لَا تُنصَرُونَ ﴿۶۵﴾ قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنكِصُونَ ﴿۶۶﴾ مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ ﴿۶۷﴾ أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُم مَّا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿۶۸﴾ أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ مُنكِرُونَ ﴿۶۹﴾ أَمْ يَقُولُونَ بِهِ

کہ کسی کے ساتھ کسی قسم کی ناانصافی ہو۔

۶۳ لیکن ان مخالفین کے دل اس حقیقت کی طرف سے یکسر غافل ہیں۔ یہ اپنی مفاد پرستیوں کے جذبات میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ ایسے کام کرتے ہیں جو صحیح روش زندگی سے بالکل الگ ہوتے ہیں ـــــ اور یہ اسی قسم کے کام کرتے رہیں گے۔

۶۴ تا آنکہ ہم ان کے مرفہ الحال، سہولت پسند سرمایہ دار طبقہ کو عذاب میں گرفتار کر لیں گے (۲۳/۴۳)۔ اُس وقت تم دیکھو گے کہ ان کا تکبر کس طرح ٹوٹتا ہے اور وہ کیسے چیختے چلاتے، اور آہ وزاری کرتے ہیں۔

۶۵ ان سے کہہ دیا جائے گا کہ اب اس چیخ و پکار اور نالہ و فریاد سے کچھ حاصل نہیں۔ ہماری طرف سے اب تمہاری کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔ (تمہیں اپنے اعمال کے نتائج بھگتنے ہوں گے)۔

۶۶ تمہاری یہ کیفیت تھی کہ جب ہمارے قوانین تمہارے سامنے پیش کئے جاتے تھے تو تم انہیں سننا تک گوارا نہیں کرتے تھے۔ انتہائی سرکشی اور تکبر سے لٹے پاؤں چل دیتے تھے۔

۶۷ اور اپنی محفلوں میں انہیں خوش گپیوں اور داستاں سرائیوں کا موضوع بنایا کرتے، اور ان کے متعلق ایسا ہذیان بکتے تھے (جسے کوئی شریف آدمی سننا گوارا نہ کرے)۔

۶۸ (سوچنے کی بات ہے کہ یہ لوگ ایسی کھلی ہوئی، واضح تعلیم کے ماننے سے انکار کیوں کرتے ہیں؟) کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اس بات (قرآن کے پیغام) پر غور و فکر نہیں کرتے۔ یا یہ کوئی ایسی انوکھی چیز ہے جو ان (اہل کتاب) کے آباء و اجداد کی طرف کبھی نہیں آئی تھی؟ (۴۶/۹)۔

۶۹ یا کیا یہ اس رسول (کی سابقہ زندگی سے) اس حقیقت کو پہچان نہیں سکے کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا؟ اس لئے اس کے دعوئے رسالت سے انکار کر رہے ہیں؟ (۱۰/۱۶)۔

۷۰ یا یہ سمجھ رہے ہیں کہ اسے جنون ہو گیا ہے؟ نہیں! ان میں سے کوئی بات بھی نہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ یہ رسول ان کے سامنے حق پیش کرتا

جِنَّةٌ ؕ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ
وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۱﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا
فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ الَّذِيْنَ
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ
يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾

ہے۔(اور چونکہ حق' ان کی مفاد پرستیوں کے خلاف جاتا ہے) اس لئے یہ اسے سخت ناپسند کرتے ہیں (اور چاہتے ہیں کہ وہ ان کے جذبات و مفاد کی رعایت سے' اس میں کچھ تبدیلی کر کے ان سے مفاہمت کر لے۔ ۱۰/۱۵ : ۱۱/۱۱۳ ; ۱۷/۷۴ ; ۶۸/۹)۔

۷۱ ان سے کہو کہ اگر حق لوگوں کی خواہشات کے تابع چلنے لگ جائے تو کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں کوئی شے اپنے مقام پر نہ رہے۔ ہر طرف فساد ہی فساد برپا ہو جائے اور نظامِ کائنات تہ و بالا ہو جائے۔

(ذرا ان لوگوں کی عقل کو دیکھو!) ہم ان کے پاس' ان کی بڑائی اور عظمت، شرف و مجد، سرفرازی و سربلندی کا سامان لے کر آئے ہیں اور ان کی یہ حالت ہے کہ یہ اُس عظمت و سرفرازی سے مُنہ موڑ رہے ہیں! (۷/۱۷۶ ; ۲۱/۱۰—۲۴ ; ۴۳/۴۳)۔

۷۲ (اے رسول! کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ) تو ان سے کچھ مال و دولت چاہتا ہے؟ ان سے کہدو کہ تمہیں' ان کے مال و دولت کی کوئی ضرورت نہیں۔ تمہیں خدا کی طرف سے جو کچھ ملتا ہے وہ (ان کے مال و دولت سے کہیں) بہتر ہے۔ اس سے بہتر روزی دینے والا اور کوئی نہیں۔

۷۳ تُو تو انہیں (بلا مزد و معاوضہ) زندگی کی سیدھی اور متوازن راہ کی طرف دعوت دیتا ہے۔

۷۴ لیکن جو لوگ مستقبل کی زندگی پر یقین نہیں رکھتے' وہ اس راستے سے دُور ہٹے رہتے ہیں (اور ادھر آنا نہیں چاہتے)۔

۷۵ (اس وقت ان پر ہلکی سی گرفت ہوئی ہے۔ لیکن اس سے بھی ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ چنانچہ ان کا اب بھی یہ عالم ہے کہ) اگر ہم ان سے نرمی برتیں اور جو تکلیف انہیں پہنچ رہی ہے اسے دُور کر دیں' تو یہ اپنی سرکشی میں بدمست موج در موج آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔

۷۶ (اس کا ثبوت یہ ہے کہ' جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے) ہم نے انہیں عذاب میں مبتلا کیا تھا' تو

حَتّٰۤى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَ هُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ وَ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ وَ لَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوْۤا ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾

اس پر بھی یہ اپنے نشوونما دینے والے کے قانون کے سامنے نہ جھکے۔ اور نہ ہی ان کے دل میں ذرا سا بھی گداز پیدا ہوا۔

۷۷ اب ہو گا یہ کہ جب ان پر عذاب شدید کا پھاٹک کھل جائے گا اور وہ ایک سیلاب بلا کی طرح اُن پر امنڈ آئے گا، تو پھر یہ یکسر مایوس ہو جائیں گے۔

۷۸ (ان سے کہو کہ خدا کا یہ عذاب یونہی اندھا دھند نہیں آجاتا)۔ اُس نے تمہیں سننے کے لئے کان۔ دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سوچنے سمجھنے کے لئے دل عطا کیا (تاکہ تم خوب دیکھ بھال اور سوچ سمجھ کر اپنے لئے صحیح راستہ اختیار کرو)۔ لیکن تم میں سے بہت تھوڑے ہیں جو صحیح فیصلہ تک پہنچنے کے لئے ان ذرائع علم سے کام لیتے ہیں۔ (وہ یا تو اپنے جذبات کے تابع چلتے ہیں' یا اندھی تقلید کی رُو سے بلا سوچے سمجھے اپنی ضد پر اڑے رہتے ہیں)۔

۷۹ (تم عقل و بصیرت سے کام لو تو یہ حقیقت تم پر واضح ہو جائے کہ) خدا وہ ہے جس نے تمہیں زمین میں ہر طرف پھیلا دیا ہے (اور تمہارے لئے سامانِ معیشت کی فراوانی عطا کر دی ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کے پھیلاؤ سے تم اُس کے قانونِ مکافات کے دائرے سے باہر نکل گئے ہو۔ بالکل نہیں) تمہیں ہر طرف سے ہانک کر اس قانون کی طرف لایا جا رہا ہے۔ (تمہارا ہر قدم اسی کی طرف اٹھ رہا ہے $\frac{67}{44}$)۔

۸۰ خدا وہ ہے جس کے قانون کے مطابق (افراد اور اقوام کی) موت اور حیات کے فیصلے ہوتے ہیں۔ (اور ایک کے بعد دوسری قوم آتی رہتی ہے' جس طرح) رات کے بعد دن' اور دن کے بعد رات' آتی ہے۔ کیا تم اپنی عقل و فکر سے ذرا کام نہیں لیتے؟

۸۱ (اگر یہ عقل و فکر سے کام لیتے تو ان کی روش ایسی کبھی نہ ہوتی جس کی رُو سے ان کی کیفیت یہ ہے کہ) جو کچھ ان کے اسلاف کہتے تھے' یہ' بلا سوچے سمجھے وہی دہراتے چلے جاتے ہیں۔

۸۲ اور اُنہی کی تقلید میں' کہہ دیتے ہیں کہ جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیوں کا ڈھیر رہ جائیں گے' تو کیا پھر ہم دوبارہ اٹھا کھڑے کئے جائیں گے؟

لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾

۸۳ (اور کہتے ہیں کہ یہ بات کہ انسان مرنے کے بعد زندہ ہوتا ہے' وہی ہے) جس کا ہم سے پہلے ہمارے آباؤ اجداد سے اسی طرح وعدہ ہوتا چلا آرہا ہے (لیکن آج تک کسی نے مردے کو زندہ ہوتے نہیں دیکھا۔ اس لئے جو کچھ ہم سے کہا جارہا ہے) بجز ایں نیست کہ اگلے وقتوں کے لوگوں کی کہانیاں ہیں' جنہیں دہرایا جارہا ہے۔

۸۴ (تم ان سے اس باب میں زیادہ بحث نہ کرو۔ ان کے نظامِ زندگی کے متعلق بات کرو۔ ان سے پوچھو کہ) اگر تم جانتے ہو تو یہ بتاؤ کہ زمین اور جو کچھ اس کے اندر ہے' وہ کس کی ملکیت ہے؟

۸۵ یہ تسلیم کریں گے کہ یہ اللہ کی ہے؟ تو ان سے کہو کہ کیا اس سے تم اتنی سی بات نہیں سمجھ سکتے (کہ جو کچھ اللہ کا ہے' اسے اللہ ہی کے لئے رہنا چاہیئے۔ اُسے انسان کو اپنی ملکیت نہیں بنا لینا چاہیئے)۔

۸۶ پھر ان سے پوچھو کہ ان مختلف اجرامِ فلکی (اور ان کے اندر جو کچھ ہے۔ ۱۶/۴۹ ؛ ۴۲/۲۹ اُن) کا نشوونما دینے والا کون ہے' اور وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ساری کائنات کی مرکزی ربوبیت کا کنٹرول ہے۔

۸۷ یہ اعتراف کریں گے کہ یہ بھی خدا ہی کرتا ہے اور ہر شے پر اُسی کا کنٹرول ہے۔ تو ان سے کہو کہ (تم جو اشیائے کائنات پر اُس کے کنٹرول کے بجائے' اپنا کنٹرول رکھنا چاہتے ہو' تو تم' اس طرح' خدا کا مقابلہ کرنے کے انجام و عواقب سے) ڈرتے نہیں؟ کیا تم اس تباہی سے بچنا نہیں چاہتے جو تمہاری اس غلط روش کا لازمی نتیجہ ہے؟

۸۸ ان سے پوچھو کہ' اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ کہ' وہ کون ہے جس کا اقتدار تمام کائنات پر ہے۔ ایسا اقتدار کہ جو اس کی پناہ میں آجائے اسے کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا' لیکن جو اس کے قوانین سے سرکشی اختیار کرلے' اسے کائنات میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔

۸۹ یہ اسے بھی تسلیم کریں گے کہ یہ خدا ہی کے لئے ہے۔ (۲۹/۶۳ — ۲۱)۔

اب ان سے پوچھو کہ' ان حقائق کے تسلیم کر لینے کے بعد' وہ کونسی بات ہے جس کی وجہ سے تمہیں دھوکا لگتا ہے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں وہ حق نہیں۔ میں اس کے سوا کیا کہتا ہوں کہ (۱) سامانِ زیست

بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾

۵ ع ۵

جسے خدا نے تمام انسانوں کی پرورش کے لئے عطا کیا ہے اسے انسانوں کی پرورش کے لئے کھلا رہنا چاہیئے۔ اس پر صرف قوانین خداوندی کا کنٹرول ہونا چاہیئے۔ اور (ii) کسی انسان کو اس کا حق نہیں کہ وہ دوسرے انسانوں پر اپنا اقتدار قائم کرے اور ان سے اپنا حکم منوائے۔ اقتدار اور حکومت کا حق صرف خدا کو حاصل ہے)۔

۹۰ (بات یہ نہیں کہ انہیں اس باب میں کہیں دھوکا لگتا ہے۔ بات وہی ہے جو پہلے کہی جا چکی ہے۔ ۲۳/۷۰۔ یعنی یہ کہ) ہم ان کے پاس وہ ضابطۂ قوانین لائے ہیں جو سرتاسر حق و صداقت پر مبنی ہے (لیکن چونکہ اس کی زد ان کی مفاد پرستیوں پر پڑتی ہے اس لئے یہ اس سے انکار کرتے ہیں اور خدا پرستی کو صرف اس حد تک محدود رکھنا چاہتے ہیں کہ خارجی کائنات میں اُس کا اقتدار و اختیار ہے —— کیونکہ اس سے ان کی مفاد پرستیوں پر کوئی زد نہیں پڑتی —— لیکن ان کی معاشرتی زندگی پر خدا کا کوئی اقتدار و اختیار نہیں ۲/۱۷۔ یاد رکھو! خدا کا اس قسم کا اقرار کچھ معنی نہیں رکھتا۔ لہٰذا) یہ لوگ اپنے اس دعوے میں جھوٹے ہیں کہ یہ خدا کو مانتے ہیں۔

۹۱ (ان سے پوچھو کہ خدا کے علاوہ وہ کون ہے جس کے اقتدار و اختیار کے ماتحت تم رہنا چاہتے ہو؟)۔ اُس کا کوئی بیٹا نہیں (کہ تم بادشاہ کو چھوڑ کر اس کے ولی عہد کو اپنا حکمران بنانے کی سوچو)۔ نہ ہی اس کی ہمسر کوئی صاحبِ اقتدار ہستی ہے (کہ تم ایک کو چھوڑ کر دوسرے کی حکمرانی تسلیم کر لو اور اس کی مملکت میں چلے جاؤ)۔ ان سے کہو کہ اگر ایسا ہوتا کہ یہاں ایک سے زیادہ صاحبِ اقتدار ہستیاں ہوتیں تو ہر "خدا" اپنی اپنی مخلوق کو اپنے ساتھ لے لیتا' اور اس طرح یہ سب ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتے (جیسا کہ دنیا کے بادشاہوں میں ہوتا ہے)۔ بہرحال یہ لوگ خدا کے متعلق جس قسم کا تصور رکھتے ہیں' خدا اس سے بہت بلند اور منزہ ہے۔

۹۲ جو کچھ تمہارے سامنے موجود ہے' اور جو موجود نہیں اُسے سب کا علم ہے۔ اور وہ ان تمام قوتوں اور ہستیوں سے بلند و بالا' اور ان پر غالب ہے' جنہیں یہ لوگ خدائی میں اس کا شریک ٹھیراتے ہیں۔

۹۳ (اے رسول! تیری یہ آرزو ہونی چاہیئے کہ) اے میرے نشوونما دینے والے! جس آنے والی

۹۴ تباہی سے انہیں آگاہ کیا جا رہا ہے' اگر اسے میری زندگی میں واقع ہونا ہے' تو وہ ایسے وقت ظہور میں آئے جب میں اس سرکش قوم کے اندر نہ ہوں (میرے یہاں سے نکل جانے کے بعد ایسا ہو' تاکہ

وَاِنَّا عَلٰٓی اَنْ نُّرِیَکَ مَا نَعِدُھُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَۃَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ھَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ حَتّٰٓی اِذَا جَآءَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَکْتُ کَلَّا ؕ اِنَّھَا کَلِمَۃٌ ھُوَ قَآئِلُھَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِھِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

اس کی لپٹ میری جماعت کے افراد کو نہ چھوجائے۔ ۴۵/۲۵)۔

۹۵ (باایں ہمہ اسے سمجھ لینا چاہئے کہ اگرچہ) ہم اس پر قادر ہیں کہ انہیں جس تباہی سے ڈرایا جاتا ہے وہ تیری زندگی میں واقع ہوجائے (لیکن وہ تیری زندگی میں ظہور میں آئے یا اس کے بعد اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اس کا فیصلہ ہمارے قانون مکافات کے مطابق ہوتا ہے۔ ۴۶/۱۰ ؛ ۴۰/۱۳ ؛ ۴۲/۴۳)۔

۹۶ (لہذا اس سوال سے قطع نظر کہ وہ تباہی کب آئے گی تم اپنے پروگرام کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل ہو اور) ان کی پیدا کردہ ناہمواریوں کو اپنے حسن عمل سے دور کرتے رہو —— جھوٹ فریب بد دیانتی ظلم استبداد کا مقابلہ انہی حربوں سے مت کرو۔ اس سے ان برائیوں کا استیصال نہیں ہوگا۔ تم ایسا معاشرہ قائم کرو جس کی بنیادیں صداقت دیانت امانت، عدل اور احسان پر استوار ہوں۔ اس کے خوشگوار اور انسانیت ساز نتائج ان برائیوں کے راستے خود بخود روک دیں گے۔ ایسا کرنے میں تم ان لوگوں کی باتوں کی قطعاً پرواہ نہ کرو)۔ ہم ان کی سب باتوں کو جانتے ہیں۔

۹۷ تیری آرزو اور کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ ان مخالفین کی طرف سے جن کی ذہنیت ہی تنقیص و تخریب کی ہے جو شرارتیں تمہاری جماعت میں تفرقہ پیدا کرنے کی غرض سے کی جائیں ان سے بچنے کیلئے ہمارے قوانین کے دامن میں پناہ مل جائے۔ ان کی تخریبی کوششوں سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ تمہاری جماعت قوانین خداوندی کے ساتھ اور شدت سے متمسک ہو جائے۔

۹۸ اور ان مخالفین کو تمہارے سامنے آنے کی جرأت ہی نہ ہو۔

۹۹ بہرحال ان کی روش یہی رہے گی تا آنکہ ان میں سے کسی کے سر پر موت آ کھڑی ہو تو وہ اُس وقت پکارے گا کہ اے میرے پروردگار! تو مجھے ایک مرتبہ پھر دنیا میں لوٹا دے۔

۱۰۰ تاکہ جو مواقع میں نے زندگی میں کھو دیئے تھے وہ پھر حاصل ہو جائیں تو میں اچھے کام کر کے دکھاؤں۔ (جواب ملیگا کہ) اب اس قسم کی باتیں بیکار ہیں۔ اب ایسا نہیں ہوسکتا —— (زندگی میں رجعت اور تکرار نہیں۔ ندی کا جو پانی آگے چلا جائے وہ واپس نہیں لوٹ سکتا)۔ ان کے اور پچھلی دنیا کے درمیان

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَآ أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَآءَلُونَ ﴿١٠١﴾ فَمَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُۥ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٢﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُۥ فَأُو۟لَٰٓئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَٰلِدُونَ ﴿١٠٣﴾ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَٰلِحُونَ ﴿١٠٤﴾ أَلَمْ تَكُنْ ءَايَٰتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿١٠٥﴾ قَالُوا۟ رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّينَ ﴿١٠٦﴾ رَبَّنَآ أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَٰلِمُونَ ﴿١٠٧﴾ قَالَ اخْسَـُٔوا۟ فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ﴿١٠٨﴾ إِنَّهُۥ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَآ ءَامَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّٰحِمِينَ ﴿١٠٩﴾

ایک اوٹ ہے۔ اس لئے یہ پیچھے مڑ نہیں سکتے۔ البتہ جو لوگ ابھی پیچھے ہیں، جب وہ مرنے کے بعد جی اٹھیں گے تو پھر یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں گے۔ (۳۹/۵۸)۔

۱۰۱ جب پیکروں میں زندگی کی توانائیاں پھونکی جائیں گی، تو اُس وقت نہ آپس کی رشتہ داریاں باقی رہیں گی اور نہ ہی کوئی ایک دوسرے کا پرسانِ حال ہوگا۔

۱۰۲ اُس دن فیصلہ انسان کی ذاتی صلاحیتوں کے مطابق ہوگا۔ جن کی صلاحیتوں کا پلڑا بھاری ہوگا، وہی لوگ کامیاب و کامران ہوں گے۔

۱۰۳ اور جن کا وہ پلڑا ہلکا ہوگا، ان کی ذات کی نشوونما میں کمی رہ گئی ہوگی۔ لہذا، وہ آگے نہیں بڑھ سکیں گے۔ وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

۱۰۴ تباہی کی آگ کے شعلے ان کے چہروں کو جھلسا دیں گے اور وہ اس میں بری طرح منہ بگاڑے ہوئے ہوں گے۔

۱۰۵ (ان سے پوچھا جائے گا کہ) کیا ایسا نہیں ہو چکا کہ میرے قوانین تمہارے سامنے پیش کئے جاتے تھے اور تم ان کی تکذیب کرتے تھے۔؟

۱۰۶ وہ کہیں گے کہ اے ہمارے نشوونما دینے والے! (یہ سب درست ہے۔ لیکن اب ہم اس کے سوا اور کیا کہیں کہ ہماری بدبختی ہم پر مسلط ہو گئی تھی اور ہماری پارٹی غلط راستے پر چل نکلی تھی (ہم بھی اسکے ساتھ ہی تھے)۔

۱۰۷ (اب حقیقت ہم پر آشکارا ہو گئی ہے۔ لہذا) اے ہمارے نشوونما دینے والے! اب تو ہمیں اس عذاب سے نکال دے۔ اگر اس کے بعد ہم پھر دوبارہ ویسے ہی کام کریں تو واقعی مجرم قرار دیئے جانے کے قابل ہوں گے۔

۱۰۸ (ان سے کہا جائے گا کہ زندگی کی وہ منزل پیچھے رہ گئی جس میں موجودہ منزل کے لئے کچھ کرنا تھا۔ اب وہ دوبارہ نہیں آسکتی)۔ اب تمہیں جہنم میں ذلت کی زندگی بسر کرنی ہوگی۔ اب باتیں کرنے سے کچھ فائدہ نہیں۔

۱۰۹ (تمہیں یاد نہیں کہ) میرے بندوں میں سے ایک گروہ ایسا تھا جس کی پکار یہ تھی کہ

فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾

اے ہمارے نشوونما دینے والے! ہم تیرے قوانین کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں۔ تو (مخالفین کی ہلاکت سامانیوں سے) ہماری حفاظت کا سامان کردے۔ اور اس کے ساتھ ہی ایسا انتظام بھی کردے کہ ہماری نشوونما اچھی طرح ہوتی رہے۔ اس لئے کہ تجھ سے بہتر پرورش اور نشوونما کرنے والا کوئی نہیں۔

۱۱۰ تم نے ان لوگوں کو اپنے استہزاء اور تمسخر کا نشانہ بنا رکھا تھا۔ اس میں تم اس حد تک بڑھ گئے کہ تمہارے دل میں ہماری یاد تک باقی نہ رہی۔

۱۱۱ تم ان کی ہنسی اڑاتے رہے لیکن وہ اپنی دعوت اور کوشش میں مستقل مزاج تھے۔ انکی استقامت کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ آج یوں کامیاب و کامران ہیں۔

۱۱۲ ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں کچھ یاد پڑتا ہے کہ تم زمین میں کتنا عرصہ رہے تھے؟

۱۱۳ (ان کے شعور کی سطح' اور زمان کا تصور اس قدر بدل چکا ہوگا کہ) وہ کہیں گے کہ ہم ایک دن یا دن کا کچھ حصہ رہے ہیں۔ (باقی' اگر ٹھیک ٹھیک معلوم کرنا ہے تو ان سے پوچھ لیجئے جو اس کی گنتی کرتے رہے ہیں)۔

۱۱۴ ان سے کہا جائے گا (کہ تم وہاں کتنا عرصہ ہی کیوں نہ رہے ہو' اس زندگی کے مقابلہ میں' جو اب یہاں بسر کرنی ہوگی) وہ عرصہ بہت ہی تھوڑا تھا۔ اے کاش! تم اس حقیقت کو سمجھ لیتے۔ (اور اس زندگی کی خوشگواریوں کے لئے کچھ کر لیتے)۔

۱۱۵ (اے رسول! ان حقائق کو بیان کرنے کے بعد' ان مخالفین سے پوچھو کہ) کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں یونہی بے غرض و غایت' اور بلا مقصد و منزل' پیدا کر دیا ہے (کہ اتفاقیہ دنیا میں آ گئے۔ کچھ دن زندہ رہے۔ پھر خاک میں مل گئے اور زندگی کا افسانہ ختم ہو گیا! اس لئے' جو کچھ تمہارا جی چاہے تم کرتے رہو۔ تمہیں کوئی پوچھنے والا نہیں؟ اور تم پر ہمارے قانونِ مکافات کی گرفت ہی نہیں؟ تمہیں اپنے اعمال کی جواب دہی کے لئے ہماری طرف آنا ہی نہیں؟

۱۱۶ (یاد رکھو!) وہ خدا جو اپنے اقتدار اور قوتوں کو ٹھوس تعمیری نتائج کے لئے کام میں لاتا ہے'

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾

اس سے بہت بلند ہے کہ وہ اس قسم کے بے مقصد کام کرے۔ (اس کا ہر کام حقیقت پر مبنی ہوتا ہے۔ کائنات میں اس کے سوا کسی اور کا اقتدار نہیں۔ اور اسکے تمام نظم و نسق کا مرکزی کنٹرول اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہی شاہنشاہ حقیقی ہے۔

۱۱۷ یہ دعویٰ اس قدر علم و بصیرت پر مبنی ہے کہ جو اسکے خلاف کچھ کہے اور خدا کے سوا کسی اور کو پکارے تو اسے اپنے دعویٰ کی تائید میں کوئی دلیل نہیں مل سکے گی۔ (دلیل کیسے مل سکے گی جب) حقیقت یہ ہے کہ ایسا سمجھنے والے کے اپنے اعمال کا حساب بھی خدا ہی کے قانون کے مطابق ہوگا۔ لہذا، جو لوگ اس کے اقتدار و اختیار سے انکار کریں، وہ اپنی کوششوں میں کیسے کامیاب ہو سکتے ہیں؟ (کامیاب و کامران وہی ہوں گے جن کی خصوصیات کے ذکر سے اس سورۃ کا آغاز ہوا ہے)۔

۱۱۸ (بہر حال، یہ لوگ اس حقیقت کو تسلیم کریں یا نہ کریں) تیری پکار یہی ہونی چاہیئے کہ بار الہا! تو اپنے قانون ربوبیت کی رُو سے ایسا انتظام کر دے کہ ہم تخریبی قوتوں کی ہلاکت سامانیوں سے محفوظ رہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی، ہمیں سامان نشو و نما بھی ملتا رہے۔ اس لئے کہ تو سب سے بہتر نشو و بالیدگی عطا کرنے والا ہے

سُورَۃُ النُّور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ① اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۠ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ②

۱ اس سورۃ کو (بھی دیگر سورتِ آنیہ کی طرح) ہم نے نازل کیا ہے اور اس کے احکام کو (بھی قرآن کے دیگر احکام کی طرح۔ ۲۸/۸۵) اطاعت کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ اس میں واضح احکام دیئے گئے ہیں تاکہ تم اس حقیقت کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھ سکو (کہ وہ کون سے امور ہیں جن کی تعمیل ضروری ہے اور کون سے ایسے جن سے بچنا لازمی)۔

۲ (فرد کی ذات کی نشوونما اور قوم کی فلاح وبہبود کے لئے عفت کا تحفظ نہایت ضروری ہے۔ حیوان اور انسان میں ایک اہم نقطۂ امتیاز یہ بھی ہے۔ حیوان عفت کے تصور سے ناآشنا ہوتا ہے۔ اس لئے اسلامی معاشرہ میں اس کی پابندی بڑی ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں پہلا حکم یہ ہے کہ) زانی عورت اور زانی مرد دونوں کو سو سو کوڑوں کی سزا دو۔ یہ قانون کا معاملہ ہے اس لئے اس میں کسی قسم کی نرمی نہ برتو، اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو (یعنی اس حقیقت پر ایمان رکھتے ہو کہ یہ احکامِ خداوندی ہیں اور ان کے نتائج تمہارے سامنے آکر رہیں گے — خواہ اس دنیا میں یا اس کے بعد کی زندگی میں)۔ یہ سزا، مومنین کے ایک گروہ کی موجودگی میں نافذ کرو۔ (لونڈیوں کی سزا، اس سے نصف ہے۔ ۴/۲۵۔ اور عام بے حیائی کی باتوں کے سلسلہ میں ۴/۱۵ میں حکم دیا جاچکا ہے)۔

اَلزَّانِیْ لَا یَنْكِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِكَةً٘ وَّ الزَّانِیَةُ لَا یَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌۚ وَ حُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ ③ وَ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًاۚ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ④ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْاۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ⑤

---

۳ زنا کوئی معمولی جرم نہیں۔ ذرا اس کی نفسیات پر غور کرو۔ اس قسم کے جنسی تعلق[1] کے لئے وہی عورت رضامند ہوگی جو حفاظتِ عصمت کو مستقل قدر ہی نہ سمجھے۔ یا سرے سے (خدا کی جگہ) اپنی خواہشات ہی کو اپنا معبود بنالے کہ ان کے ہر تقاضے کے سامنے جھک جائے۔ (۴۵/۲۳)۔ اسی طرح' اس قسم کے تعلق کے لئے وہی مرد آمادہ ہوگا جو اپنی خواہشات کا غلام ہو' اور انسانی اور حیوانی زندگی میں کوئی تمیز نہ کرے۔ (اس سے ظاہر ہے کہ زنا اسی صورت میں سرزد ہوتا ہے جب مرد اور عورت' دونوں ہم خیال اور یک رنگ ہوں[2] (۲۴/۲۶)۔ اگر ان میں سے ایک بھی پاکباز ہو' تو زنا کا امکان نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ زنا کی سزا مرد اور عورت دونوں کے لئے ہے)۔ مومنین کے لئے اس قسم کے تعلقات حرام ہیں۔

۴ جب عصمت اس قدر متاعِ گراں بہا اور مستقل قدر ہے' تو اس کی حفاظت کے لئے بڑی پختہ تدابیر کرنی چاہئیں۔ اس سلسلہ میں یہ حکم دیا جاتا ہے کہ جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں اور اپنے دعوے کے ثبوت میں چار گواہ نہ لائیں' تو انہیں اسّی کوڑے لگاؤ اور اس کے بعد' ایسے ساقط الاعتبار لوگوں کی' جو دوسروں کے خلاف بے بنیاد الزامات لگائیں' گواہی قبول نہ کرو (اور انہیں ان حقوق سے بھی محروم کردو جو اسلامی مملکت کے شریف انسانوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ اور اگر وہ اس پر بھی اس سے باز نہ آئیں' تو انہیں اس سے بھی زیادہ سخت سزا دو۔ (۲۴/۲۳)۔ اس لئے کہ یہ لوگ صحیح راہ چھوڑ کر دوسری طرف نکل جاتے ہیں۔

۵ ہاں! اگر یہ لوگ' اس کے بعد اپنی غلط روش سے باز آجائیں' اور اپنی اصلاح کرلیں' تو پھر انہیں معاف کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ قانونِ خداوندی میں' توبہ و اصلاح کے بعد عفو اور درگزر کی گنجائش رکھ دی گئی ہے۔ (اس سے' اتفاقی مجرم سزا سے محفوظ بھی رہ سکتا ہے اور وہ سامانِ نشوونما بھی

---

[1] یہاں ینکح سے مراد جنسی تعلق قائم کرنا ہے نہ کہ اصطلاحی نکاح "نکاح" کا لفظ لغت میں' ان معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

[2] زنا بالجبر کی نوعیت مختلف ہے۔ اس میں عورت مجرم نہیں قرار پاسکتی اور مرد کا جرم بھی دوہرا ہوتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ⑥ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ⑦ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ⑧ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ⑨ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ⑩ (ع ۱۰ / ۱ / ۷) اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۭ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۭ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ

محروم نہیں رہتا)۔

۶ جو لوگ خود اپنی بیویوں کے خلاف تہمت لگائیں' اور ان کے پاس سوائے اپنے آپ کے' اور کوئی گواہ نہ ہو تو ایسے معاملہ میں یوں فیصلہ کیا جائے کہ مرد' چار بار اللہ کو حاضر و ناظر جان کر گواہی دے کہ وہ سچ کہتا ہے۔

۷ اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر میں نے جھوٹ بولا ہو' تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ (یعنی میں ان تمام حقوق و مفادات سے محروم کر دیا جاؤں جو مجھے مملکتِ خداوندی (اسلامی حکومت) کا شہری ہونے کی حیثیت سے حاصل ہیں)۔

۸ (اس سے وہ عورت مجرم قرار پا جائے گی۔ لیکن' اگر وہ' اپنی مدافعت میں بھی) اسی طرح خدا کو حاضر و ناظر جان کر گواہی دے کہ وہ مرد جھوٹ بولتا ہے۔ اور

۹ پانچویں مرتبہ کہے کہ اگر وہ سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو' (یعنی مجھے اس حلف دروغ گوئی کی سزا ملے۔ تو اس سے وہ بری الذمہ ہو جائے گی)۔

۱۰ (اے جماعتِ مومنین!) یہ خدا کا فضل اور اس کی رحمت ہے کہ اس نے اپنے قانون میں اس طرح عفو' درگزر اور نرمی کی گنجائش رکھ دی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص' اپنی خطا اور لغزش کے احساس کے بعد' اپنی غلط روش کو چھوڑ کر' قانونِ خداوندی کی طرف رجوع کرتا ہے' تو وہ قانون' اپنی تمام مراعات کو لئے' اس سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ اس کی طرف رخ کرتا ہے اور یہ چیز عین حکمت کے مطابق ہے۔ — قانون سے مقصد فرد کی اصلاح اور معاشرہ کی سلامتی ہے۔ اگر یہ مقصد عفو اور درگزر سے حاصل ہو سکتا ہے تو سزا بالضرور کیوں دی جائے؟

۱۱ (ان احکام کی روشنی میں' اس واقعہ پر غور کرو جو تمہارے ہاں ہوا تھا۔ اس میں) بعض لوگ' جو تمہاری اپنی جماعت کے تھے' خود اپنی جماعت کے دوسرے لوگوں کے خلاف (۲۴/۲) جھوٹی

الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١١﴾ لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ﴿١٢﴾ لَّوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٣﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٤﴾

تہمت تراش لائے تھے۔ (انہوں نے اپنی طرف سے تو چاہا تھا کہ اس سے معاشرہ میں سخت خرابی پیدا ہو جائے گی، لیکن تم ایسا خیال نہ کرو کہ اس سے واقعی کوئی خرابی پیدا ہوئی ہے) بلکہ یہ تو تمہارے لئے اچھا ہی ہوا (کہ ایک ٹھوس مقدمہ سامنے آگیا جس کا فیصلہ ان قوانین کی رُو سے ہو گیا اور ہر ایک کو معلوم ہو گیا کہ اس قسم کے واقعات میں افراد معاشرہ کو کیا کرنا چاہیئے)۔ اب ان مجرمین میں سے ہر ایک کو اپنے کئے کی سزا ملے گی۔ اور جو اس شرارت کا بانی مبانی ہے، وہ اوروں سے بھی زیادہ سخت سزا کا مستوجب ہو گا۔

۱۲ (لیکن اس میں جہاں وہ لوگ قابل مواخذہ ہیں جنہوں نے یہ جھوٹی تہمت تراشی اور اس کی اس طرح تشہیر کی، وہاں تمہارے معاشرہ کے دوسرے افراد بھی بری الذمہ قرار نہیں پا سکتے۔ ان افراد سے پوچھو کہ) جب تم نے اس بات کو سنا تھا تو تم نے، مومن مردوں اور مومن عورتوں کا سا طرز عمل کیوں نہ اختیار کیا اور اپنے لوگوں کے متعلق (جن کے خلاف یہ بات کہی جا رہی تھی) حسنِ ظن سے کام کیوں نہ لیا۔ اس بات کے سننے پر تمہارا پہلا ردِ عمل یہ ہونا چاہیئے تھا کہ ان لوگوں سے کہہ دیتے کہ یہ تو صریح تہمت نظر آتی ہے (جب تک تحقیق کے بعد بات ثابت ہو جائے، اس وقت تک عام معاشرہ کا ردِ عمل یہی ہونا چاہیئے کہ وہ ملزم کو بے گناہ سمجھے۔ ملزم کو مجرم قرار دینا، عدالت کا کام ہے، نہ کہ عام افراد کا۔ جب تم کسی کے خلاف کوئی بات سُن کر اسے صحیح تسلیم کر لیتے ہو، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اُس شخص کو مجرم قرار دیدیتے ہو)۔

۱۳ اگلی بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے یہ الزام لگایا تھا ان پر واجب تھا کہ وہ اس الزام کے ثبوت میں چار گواہ پیش کرتے (۲۴/۴)۔ سو جب یہ لوگ گواہ نہیں لا سکے تو عدالتِ خداوندی کے نزدیک یہ جھوٹے ہیں۔

۱۴ یہ تو خدا کا فضل اور اس کی رحمت تھی (کہ بات زیادہ نہیں بڑھی اور معاملہ سنبھل گیا۔ ورنہ) جس انداز سے تم اس فتنہ میں بہے لئے گئے، تم پر حال میں کبھی تباہی آجاتی، اور اس کے اثرات اس قدر

إِذۡ تَلَقَّوۡنَهُۥ بِأَلۡسِنَتِكُمۡ وَتَقُولُونَ بِأَفۡوَاهِكُم مَّا لَيۡسَ لَكُم بِهِۦ عِلۡمٌ وَتَحۡسَبُونَهُۥ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ ٱللَّهِ عَظِيمٌ ⑮ وَلَوۡلَآ إِذۡ سَمِعۡتُمُوهُ قُلۡتُم مَّا يَكُونُ لَنَآ أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبۡحَٰنَكَ هَٰذَا بُهۡتَٰنٌ عَظِيمٌ ⑯ يَعِظُكُمُ ٱللَّهُ أَن تَعُودُواْ لِمِثۡلِهِۦٓ أَبَدًا إِن كُنتُم مُّؤۡمِنِينَ ⑰ وَيُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمُ ٱلۡأٓيَٰتِۚ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ⑱ إِنَّ ٱلَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ ٱلۡفَٰحِشَةُ فِي ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَهُمۡ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي ٱلدُّنۡيَا وَٱلۡأٓخِرَةِۚ وَٱللَّهُ يَعۡلَمُ وَأَنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ ⑲

دوررس تھے کہ، تم مستقبل میں بھی تباہ اور برباد ہو جاتے۔ (اس لئے کہ ہو سکتا تھا کہ اس سے تمہارے معاشرہ میں اس قدر خلفشار پھیل جاتا کہ خانہ جنگی شروع ہو جاتی جس سے تمہیں فوری نقصان بھی پہنچتا اور اسکی آگ دور تک بھی پھیل جاتی۔ اور اس تباہی کا سلسلہ تمہاری موجودہ زندگی تک ہی محدود نہ رہتا۔ تمہاری اخروی زندگی بھی تباہ ہو جاتی۔ اس لئے کہ مومنین کا ایک دوسرے کو بالارادہ قتل کر دینا عذاب جہنم کا مستوجب ہوتا ہے $\frac{4}{93}$)۔

۱۵ حقیقت یہ ہے کہ تم نے اس معاملہ کی اہمیت کا احساس ہی نہیں کیا۔ اسے یونہی معمولی بات سمجھتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تم نے اس بات کو سنتے ہی زبانوں پر چڑھا لیا اور اسے بلا تحقیق و تفتیش ($\frac{17}{36}$) آگے دہراتے چلے گئے — تم نے اسے معمولی بات سمجھ لیا حالانکہ قانون خداوندی کی رو سے یہ بات بڑی اہم تھی۔

۱۶ جب تم نے اسے سنا تھا تو تمہیں کہنا یہ چاہیے تھا کہ ہمارے لئے مناسب نہیں کہ ہم اس کے متعلق کوئی بات کریں۔ یوں تو معصوم خدا کی ذات ہے لیکن یہ تہمت بڑی سنگین نظر آتی ہے۔

۱۷ (بہر حال، یہ واقعہ تو گزر گیا۔ لیکن) اللہ تمہیں اس کی بابت اس شدت سے اس لئے فہمائش کر رہا ہے کہ، اگر تم اس کی بات ماننے والے ہو، تو اس قسم کی حرکت دوبارہ نہ کرنا۔

۱۸ یہ ہے وہ مقصد جس کے لئے اس نے تہمت تراشی کے جرم سے متعلق قانون کو اس وضاحت سے بیان کر دیا ہے۔ اللہ تمام امور کا علم رکھتا ہے اور اس کی ہر بات حکمت پر مبنی ہوتی ہے۔

۱۹ یاد رکھو! جو لوگ چاہتے ہیں کہ جماعت مومنین کے اندر اس قسم کی بے حیائی کی باتیں پھیلائیں، انہیں، اس زندگی میں بھی (از روئے قانون) سخت سزا ملے گی اور آخرت کی زندگی میں بھی۔ اللہ خوب جانتا ہے (کہ اس قسم کی باتیں کس قدر تباہی کا موجب ہوتی ہیں۔ اور) تم اس حقیقت کو نہیں جانتے۔

۲۰ حقیقت یہ ہے کہ (جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے۔ $\frac{24}{14}$) اگر خدا کا فضل و رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتے تو تم اس وقت تک سخت خطرے میں پڑ چکے ہوتے۔ وہ ان معاملات کے متعلق صحیح راہ نمائی

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْۤا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲﴾

اس لئے دیتا ہے کہ) وہ نہیں چاہتا کہ انسان یونہی بے خبری اور لاعلمی سے تباہ ہو جائے۔ وہ انسانوں کی حفاظت چاہتا ہے۔ تباہی نہیں چاہتا

۲۱ (ایسے لوگ ہر جگہ ہوتے ہیں جو معاشرہ میں فتنہ پھیلانا چاہتے ہیں) اے جماعت مومنین! تم اس قسم کے فتنہ پردازوں کی شیطنت کے پیچھے مت چلو۔ جو کوئی ان کے پیچھے چلتا ہے یہ اسے برائیوں کا سبق پڑھاتے اور بے حیائیوں کے لئے اکساتے رہتے ہیں۔ (اس سے نہ صرف معاشرہ میں فساد پھیلتا ہے بلکہ افراد کی صلاحیتوں کی نشوونما بھی رک جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ) اگر تم پر خدا کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (اور وہ تمہیں قرآن جیسا ضابطۂ حیات نہ دیدیتا تو) تم میں سے کسی کی انسانی صلاحیتوں کی بھی نشوونما نہ ہوسکتی۔ اس لئے کہ انسانی نشوونما خدا کے قانونِ مشیت کے مطابق ہی ہوسکتی ہے —— اُس خدا کے قانون کے مطابق جو سب کچھ سنتا اور سب کچھ جانتا ہے —— (اور جب تمہیں اس کا علم ہی نہ ہوتا کہ اس باب میں خدا کا قانون کیا ہے، تو تمہاری نشوونما کس طرح ہوسکتی؟)۔

۲۲ (بہرحال، اب یہ معاملہ رفع دفع ہو گیا ہے۔ تم بھی اسے رفت گزشت سمجھو اور اس کا کوئی اثر اپنے ہاں باقی نہ رہنے دو۔ ہم جانتے ہیں کہ جن لوگوں کو اس تہمت تراشی سے، بالواسطہ یا بلاواسطہ تکلیف پہنچی ہے انہیں اس کا شدید احساس ہے، اور تہمت لگانے والوں کے خلاف ان کے دل میں غبار بھی ضرور ہوگا۔ لیکن جس معاملہ کو خدا کی عدالت نے قصۂ ماضی قرار دے دیا، اس کے اثرات تمہارے دلوں سے بھی مٹ جانے چاہئیں۔ لہٰذا، ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ) تم میں سے جو صاحبِ وسعت و استطاعت، اپنے اقربا اور مساکین اور مہاجرین کی امداد کرتے تھے، اور ان میں سے کوئی، بدقسمتی سے اس واقعہ میں شامل تھا، تو وہ اس کی مدد کرنے سے ہاتھ روک لیں اور قسمیں کھالیں (کہ ہم اس سے کوئی تعلق نہیں رکھیں گے۔ ایسا بالکل نہیں کرنا چاہیئے۔ اس کے برعکس،) انہیں چاہیئے کہ ایسے لوگوں

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۲۳﴾ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۲۴﴾ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ﴿۲۵﴾ الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ ۖ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ ۖ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿۲۶﴾

درگزر کریں اور اس غبار کو پیچھے چھوڑ کر خود آگے بڑھ جائیں۔ (اس بات پر ذرا اس زاویہ نگاہ سے غور کرو کہ تم سے بھی کبھی نہ کبھی کوئی لغزش ہو جاتی ہے)۔ کیا اس لغزش کے بعد تم نہیں چاہتے کہ اس کے مضراثرات سے خدا تمہاری حفاظت کرے؟ ایسا ہی یہ لوگ چاہتے ہیں۔ اس لئے تم اپنے آپ کو ان کی پوزیشن میں رکھ کر سوچو کہ تم ان حالات میں اپنے ساتھ کس قسم کا سلوک چاہو گے! بس اسی قسم کا سلوک ان کے ساتھ کرو۔ یہ وجہ ہے کہ) خدا نے اپنے قانون میں مغفرت اور مرحمت کی گنجائش رکھ دی ہے۔

۲۳ (قانون کا معاملہ دوسرا ہے۔ وہ عدل کا مقتضی ہوتا ہے۔ لیکن انسانی تعلقات احسان بھی چاہتے ہیں۔ قانون کا فیصلہ یہی ہے کہ) جو لوگ ایسی پاک دامن عورتوں کے خلاف جو بدکاری کے نام تک سے ناآشنا ہوں تہمت تراشیں انہیں (اس سزا کے علاوہ جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ ۲۹/۴) حقوق شہریت سے محروم کر دینا چاہیے۔ اور آخرت کی سزا اس کے علاوہ ہے۔ (لیکن بایں ہمہ ان سے جو سلوک ان کے انسان ہونے کی رو سے کیا جاتا تھا یہ اُس سے محروم نہ کئے جائیں۔ مجرم بہر حال انسان تو رہتا ہے۔ اسے انسانی سلوک سے محروم نہیں کرنا چاہیئے)۔

۲۴ (عدل کے تقاضے کی تو یہ کیفیت ہے کہ اگر کوئی ملزم حقیقت کو چھپا کر دنیاوی عدالت سے بری بھی قرار پا جائے تو آخرت میں وہ اپنے جرم کی سزا سے بچ نہیں سکے گا)۔ وہاں اس کی زبان اور اس کے ہاتھ پاؤں اس کے خلاف گواہی دیں گے اور صاف صاف بتا دیں گے کہ اس نے کیا کیا تھا۔

۲۵ اُس وقت ہر ایک کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا۔ اور وہ اس بات کو اچھی طرح جان لیں گے کہ خدا کا قانونِ مکافات ایک حقیقت ثابتہ ہے۔

۲۶ (عام حالات میں یہ ہو سکتا ہے کہ ایک خبیث مجرم اپنی خباثت کو چھپا کر عدالت سے بری ہو جائے اور اس کا شمار حسب سابق شریف انسانوں میں ہونے لگے۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ ایک بے گناہ شریف خاتون کے خلاف اس طرح تہمت تراشی جائے کہ عدالت بھی اسے بری الذمہ قرار نہ دے اور یوں اس کا شمار خبیثوں میں ہونے لگ جائے۔ لیکن جب کسی جگہ صحیح نظام عدل قائم ہو جائے تو

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾

اس میں ایسے واقعات شاذ و نادر ہو سکیں گے۔ اور اُخروی زندگی میں تو اس کا امکان ہی نہیں ہوگا)۔ اُس وقت، خبیث، خبیثوں کے ساتھ ہوں گے، اور شریف شریفوں کے ساتھ۔ اور جن کے خلاف غلط تہمتیں لگی ہوں گی، وہ ان سے بری الذمہ قرار پائیں گے۔ یوں انہیں خبیثوں کی فتنہ پردازیوں سے حفاظت بھی مل جائے گی، اور نہایت آبرومندانہ سامانِ نشو و نما بھی۔ ($\frac{۲۴}{۳}$)۔

(یہاں کا معاشرہ، جس قدر اُخروی معیارِ عدل کے مطابق ہوتا جائے گا، اسی قدر اس میں زندگی، جنتی زندگی کے مماثل ہوتی جائے گی)۔

۲۷ اے جماعتِ مومنین! (اب اگلا حکم سنو۔ اور وہ یہ ہے کہ) جب تم اپنے گھر کے علاوہ کسی اور کے ہاں جاؤ، تو پہلے اُن سے اجازت طلب کرو، اور جب وہ اجازت دیدیں، تو اندر جاؤ اور تمام اہل خانہ کو سلامتی کی دعائیں دو، اور ان کے لئے نیک آرزوئیں لے کر جاؤ۔

ان آدابِ معاشرت کی نگہداشت تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تمہارا معاشرہ انسانی روابط کے عمدہ ترین اصولوں کو ہمیشہ پیش نظر رکھے۔

۲۸ اور اگر تم دیکھو کہ اُس گھر میں کوئی نہیں، تب بھی اس کے اندر نہ جاؤ ——— کوئی شکل بھی ہو، دوسروں کے گھروں میں صرف اس صورت میں داخل ہو جب تمہیں اس کی اجازت مل جائے۔ اور اگر تم سے کہا جائے کہ آپ اِس وقت واپس تشریف لے جائیں، تو (دل میں کوئی گرانی لئے بغیر) واپس آ جاؤ۔

ان امور کی نگہداشت، سے تمہارے حالات سنورے رہیں گے۔ اللہ کا قانون تمہاری ہر بات کا اچھی طرح علم رکھتا ہے۔

۲۹ البتہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ تم ایسے مکانات میں بلا اجازت داخل ہو جاؤ جن میں کوئی بستا نہیں، اور ان میں تمہارا سامان رکھا ہے۔ (جیسے گودام وغیرہ۔ لیکن اگر وہ مشترکہ گودام ہے اور اس میں تم اکیلے داخل ہو رہے ہو، تو تمہارے دل میں کسی قسم کی بد دیانتی کا خیال نہیں آنا چاہئے) یاد رکھو! خدا کا قانونِ مکافات اچھی طرح جانتا ہے کہ تم ظاہر کیا کرتے ہو اور دل میں کیا چھپاتے ہو۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ

بِخُمُرِهِنَّ عَلٰي جُيُوْبِهِنَّ ۠ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اَبْنَاۗءِ

بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَاۗىِٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي

الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰي عَوْرٰتِ النِّسَاۗءِ ۠ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ

---

۳۰ (اے رسول! اب انہیں اگلا حکم سنادو اور) مومن مردوں سے کہدو کہ وہ اپنی نگاہوں کو آوارہ اور بیباک نہ ہونے دیں' اور (اس بات کا خیال رکھیں کہ) ان کی عفّت داغدار نہ ہونے پائے۔ (نگاہیں وہ کھڑکیاں ہیں جن سے انسان کے دل میں چور داخل ہوتے ہیں اور معاشرہ میں بے حیائی کے راستے کھلتے ہیں)۔ انسانی ذات کی نشوونما' قلب ونگاہ کی پاکیزگی سے ہوتی ہے۔

(انہیں یہ بھی سمجھادو کہ وہ ان آداب کی پابندی محض میکانکی طور پر نہ کریں۔ انہیں اس طرح اختیار کریں کہ یہ ان کی سیرت کے مظاہر بن جائیں۔ اس لئے کہ) خدا کا قانون مکافات اس سے خوب واقف ہے کہ کس عمل کو محض مشینی طور پر اختیار کیا جاتا ہے (اور کونسا عمل دل کی گہرائیوں سے ابھرتا ہے)۔

۳۱ اسی طرح مومن عورتوں سے بھی کہدو کہ وہ اپنی نگاہوں کو آوارہ اور بیباک نہ ہونے دیں اور اپنی عفت کی پوری پوری حفاظت کریں۔ ان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنی زینت وآرائش کی چیزوں کو نمایاں نہ کریں۔ جس قدر وہ چلتے پھرتے از خود ظاہر ہوجائیں' انہیں اتنا ہی ظاہر ہونے دیں۔ انہیں خود نمایاں نہ کریں۔ (انہیں بالارادہ' نمایاں کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ ان کے دل میں نمائش حسن کا جذبہ کروٹیں لے رہا ہے[1])۔ اس کے علاوہ' انہیں چاہیئے کہ اپنے اوڑھنے کی چادریں اپنے گریبانوں (سینوں) پر ڈال لیا کریں (تاکہ فتنہ پرداز لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں معلوم نہیں تھا کہ یہ شریف عورتیں ہیں' ورنہ ہم انہیں تنگ

---

[1] عورتوں کو جو نمائشِ زینت سے روکا گیا ہے تو اس کی ایک وجہ تو ظاہر ہے کہ اس سے مردوں کے دل میں آوارہ خیالات بیدار ہوتے ہیں۔ لیکن اس سے کہیں گہری وجہ ایک اور ہے۔ صدیوں کی غلط تربیت سے' عورت کے دل میں یہ خیال پیوست ہوچکا ہے (اور یہ خیال خود مرد کا پیدا کردہ ہے) کہ عورت کی زندگی کا مقصد' مرد کے بعض تقاضوں کا پورا کرنا ہے۔ اس کی زیست فی ذاتہٖ کوئی مقصد نہیں رکھتی۔ زینت اور اس کی نمائش سے' عورت' شعوری یا غیر شعوری طور پر' سمجھتی ہے کہ وہ اپنے اس مقصد کو پورا کرتی ہے۔ اور مرد اس کی داد اس لئے دیتا ہے کہ عورت کے دل میں یہ خیال اور راسخ ہوجائے۔ قرآن کی رُو سے' عورت اور مرد' دونوں' برابر کے (بقیہ ۸۰۲ پر دیکھئے)

مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ

مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۚ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾

نہ کرتے $\frac{۳۳}{۵۹}$)۔ اور چلتے وقت اپنے پاؤں اس زور سے زمین پر نہ ماریں کہ چھپے ہوئے زیورات کی جھنکار سے معلوم ہو جائے کہ انہوں نے کیا پہن رکھا ہے۔

اوپر جو کہا گیا ہے کہ عورتیں اپنی زینت و آرائش کی چیزوں کو نمایاں نہ کریں، تو یہ احتیاط نامحرموں کی صورت میں ضروری ہے۔ اس میں محارم[۱] شامل نہیں —— یعنی انکے خاوندوں کے علاوہ باپ۔ سسر (خاوند کا باپ) ان کے اپنے بیٹے یا خاوند کے بیٹے (یعنی ان کے حقیقی بیٹے یا سوتیلے بیٹے)۔ بھائی۔ بھتیجے۔ بھانجے۔ یا (اپنے ہاں کی جانی پہچانی) عورتیں۔ یا وہ غلام اور لونڈیاں (جو اُس زمانے میں عربوں کے ہاں کام کاج کیا کرتے تھے۔ قرآن نے انہیں رفتہ رفتہ آزاد معاشرہ کا جزو بنا دیا اور آیندہ کے لئے غلامی کا دروازہ بند کر دیا) یا دیگر خدمت گاروں میں سے ایسے بوڑھے جو جنسی خواہشات سے آگے گزر چکے ہوں۔ یا ایسے بچے جو عورتوں کے پردے کی باتوں (جنسیات) سے ہنوز ناآشنا ہوں۔

یہ ہیں معاشرہ کے متعلق اس سلسلہ میں عام احکام، جن کی طرف تم سب مومنین (مردوں اور عورتوں) کو لوٹنا چاہیئے، تاکہ تمہیں زندگی کی کامرانیاں نصیب ہوں۔

۳۲ تمہارے معاشرہ کا یہ بھی فریضہ ہے کہ جن لوگوں —— مردوں یا عورتوں —— کی شادی نہ ہوئی ہو (خواہ وہ کنوارے ہوں، یا رنڈوے مرد اور بیوہ عورتیں) ان کے نکاح کا مناسب انتظام کرے۔ نیز، تمہارے غلاموں اور لونڈیوں[۲] میں سے جو شادی کی صلاحیت رکھتے ہوں ان کے نکاح کا بھی بندوبست کیا جائے۔ (یعنی معاشرہ ایسا انتظام کرے کہ لوگوں کو مناسب رشتہ تلاش کرنے میں آسانیاں ہوں۔ اور

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ ۸۰۱) انسان ہیں اور دونوں کی زندگی مقصود بالذات ہے۔ عورت کی زندگی، مرد کے کسی مقصد کے حصول کا ذریعہ نہیں۔ اس لئے وہ عورت کے دل سے اس غلط خیال کو نکالنا چاہتا ہے جس کی وہ مدتوں سے شکار ہوتی چلی آرہی ہے (اظہار زینت کے روکنے سے بھی یہی مقصد ہے)۔ وہ عورت کو مرد کا کھلونا نہیں بننے دینا چاہتا۔ وہ اسے اس کے بلند مقام سے آگاہ کرانا چاہتا ہے۔ وہ چاہتا یہ ہے کہ عورت اور مرد دو انسانوں کی حیثیت سے ملیں۔ جس دن، دنیا نے اس حقیقت کو سمجھ لیا، یہاں کا نقشہ کچھ اور ہو جائے گا۔

[۱] محارم۔ جن سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ نامحرم۔ جس سے نکاح ہو سکتا ہے۔

[۲] قرآن کریم میں جہاں بھی غلام اور لونڈیوں کا ذکر آیا ہے ان سے مراد وہ غلام اور لونڈیاں ہیں جو اُس زمانے میں عربی معاشرہ میں عام طور پر موجود تھے۔ قرآن نے انہیں آہستہ آہستہ آزاد معاشرہ کا جزو بنا دیا اور آیندہ کے لئے غلامی کا دروازہ بند کر دیا۔

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖۗ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ؕ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۴﴾

۴ ع ۱۰

جسے متاہل زندگی بسر کرنے کے لئے معاشی امداد کی ضرورت ہو' اس کا بھی مناسب انتظام کیا جائے۔
یہ سب اُس خدا کے مقرر کردہ نظام کی طرف سے ہونا چاہیئے جو بڑی وسعتوں کا مالک اور ہر ایک کے حالات سے باخبر ہے۔ (قوانین خداوندی کے مطابق قائم شدہ نظام مملکت کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے)۔

۳۳ جن لوگوں کے لئے رشتے کا انتظام نہ ہو سکے' انہیں 'ضبطِ خویش سے' اپنی عفت کو محفوظ رکھنا چاہیئے[1] تا آنکہ نظام خداوندی ان کے لئے ضروری سہولتیں بہم پہنچا دے۔
اور غلام اور لونڈیوں میں سے جو اپنی آزادی کے لئے تم سے تحریری سند لینا چاہیں' انہیں پروانۂ آزادی دیدینا چاہیئے' بشرطیکہ تم دیکھو کہ وہ اس قابل ہیں کہ اپنی بہبودی کا خود خیال رکھ سکیں گے (یعنی وہ ایسے نااہل اور بے سمجھ نہ ہوں کہ تم سے الگ ہو کر اپنے آپ کو بھی سنبھال نہ سکیں ۴-۶/۵)۔
اس مقصد کے لئے' اس مال میں سے جو اللہ نے تمہیں دے رکھا ہے' انہیں کچھ ساتھ بھی دے دیا کرو۔
اور تمہاری نوجوان لڑکیاں (نوکرانیاں یا لونڈیاں) جو نکاح کا ارادہ رکھتی ہوں' انہیں اپنے دنیاوی مفاد کی خاطر' اس سے نہ روکو۔ اس طرح وہ بدکاری پر مجبور ہو جائیں گی۔ اور اگر کوئی انہیں اس طرح مجبور کرے' تو قانون خداوندی میں یہ شق بھی موجود ہے کہ وہ اس جبر کے خلاف' اُن کی حفاظت کرے اور انہیں سامانِ نشو و نما مہیا کرے۔ (نظام خداوندی کا فریضہ ہے کہ وہ ایسا کرے)۔

۳۴ ہم نے تمہاری طرف یہ احکامات نازل کر دیئے ہیں جو نہایت واضح ہیں۔ (اور ان کی تائید اور وضاحت کے سلسلہ میں)، ہم نے' اقوام گزشتہ کی تاریخی شہادتوں سے یہ بھی بتا دیا ہے کہ جو معاشرہ احکام خداوندی

---

[1] قرآن کریم نے' بھوک کے معاملہ میں اضطراری حالت میں' حرام چیزوں کے کھانے کی (بقدر ضرورت) اجازت دیدی ہے (۲/۱۷۳)۔ لیکن جنسی خواہشات کے ضمن میں حرامکاری کی اجازت نہیں دی۔ اس لئے کہ بھوک پر انسان کا اپنا کنٹرول نہیں۔ اور غذا نہ ملنے سے انسان بیمار ہو جاتا ہے اور مر بھی جاتا ہے۔ لیکن جنسی خواہشات کی بیداری انسان کے اپنے کنٹرول کی چیز ہے اور اس کی تسکین نہ ہونے سے کچھ ہرج واقع نہیں ہوتا۔ اس لئے اس میں اضطراری حالت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۙ ﴿۳۵﴾

کی خلاف ورزی کرتا ہے اس کا انجام کیا ہوتا ہے)۔ لہٰذا ہمارے یہ احکام اور ان کی تائید میں تاریخی شہادات ان لوگوں کے لئے جو زندگی کی تباہیوں سے بچنا چاہیں بلند اخلاقی اقدار کا کام دیتے ہیں۔

۳۵ (یہ ہدایات جو تمہیں خدا کی طرف سے دی جا رہی ہیں وہ روشنی ہے جس سے تمہاری زندگی کی تاریک راہیں منور ہو جائیں گی۔ ۵/۱۵؛ ۴۲/۵۲)۔ یہ روشنی صرف تمہیں ہی نہیں دی گئی —— یہ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے۔ (خدا نے ہر شے کو پیدا کیا اور اسے اس راستے پر چلنے کے لئے راہ نمائی دی جو اس کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ ۲۰/۵۱)۔ اور یہی وہ خدا کا نور ہے جو ہر جگہ پھیلا ہوا ہے۔ اشیائے کائنات میں یہ ہدایت ان کی پیدائش کے ساتھ ان کے اندر ودیعت کر کے رکھ دی گئی ہے۔ لیکن انسانوں کو یہ راہ نمائی کتاب کی شکل میں دی گئی ہے)۔ خدا کی اس مشعلِ ہدایت (وحی) کی مثال یوں سمجھو جیسے کسی طاق میں (جو پیچھے سے بند ہو اس لئے محفوظ اور سامنے سے کھلا ہو جس سے روشنی ساری فضا میں پھیل جائے) ایک جگمگاتا چراغ ہو —— ایسا ٹھنڈی اور صاف روشنی دینے والا چراغ جیسے ستارۂ صبحگاہی فضا کی تاریکیوں میں نور پاش ہو —— اور اس چراغ کو ایک صاف اور شفاف شیشے کے فانوس میں رکھ دیا گیا ہو تاکہ وہ تمام خارجی اثرات سے محفوظ رہے (۴۱/۴۲)۔ خود فانوس بھی ایسا درخشندہ گویا وہ چمکتا ہوا تارہ ہے جس سے نور کی ندیاں رواں ہیں۔ وہ چراغ ایک ایسے بابرکت شجر زیتون (کے تیل) سے روشن ہو جو مشرق اور مغرب کی نسبتوں سے بلند تمام نوعِ انسان کے لئے یکساں ہو۔ ایسا تیل جو اس کا محتاج نہ ہو کہ کوئی خارجی روشنی اسے جلائے۔ وہ اپنے آپ روشن ہو اور دوسروں کو بھی روشنی دے (وہ اپنے معانی اور تفسیر کے لئے خارجی امداد کا محتاج نہ ہو)۔ وہ چراغ نہیں روشنی کی تہیں ہیں جو ایک کے اوپر دوسری تو بر تو چڑھی ہوئی ہیں۔ وہ سارے کا سارا نور ہے۔ نورِ مجسم ہے۔ اس میں روشنی ہی روشنی ہے۔

یہ ہے خدا کا وہ نور (وحی) جس کی طرف وہ ہر اس شخص کی راہ نمائی کرتا ہے جو اس سے راہ نمائی لینا چاہے۔ اللہ (مجرد حقیقتوں کو اس قسم کی محسوس) مثالوں کے ذریعے اس لئے بیان کرتا ہے تاکہ لوگ بات اچھی طرح سمجھ لیں۔ یہ مثالیں اس خدا کی طرف سے دی جاتی ہیں جو جانتا ہے کہ حقیقت کیا ہے اور اسے کس قسم کی مثالوں سے واضح کیا جانا چاہیئے۔

فِىْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾

۳۶ وحیٔ خداوندی کا یہ چراغ (جماعتِ مومنین کے ان) گھروں میں روشن رہتا ہے جن میں خدا کی گوناگوں صفات (واحکام) کا چرچا رہتا ہے' اور جو اس طرح (قوانینِ خداوندی کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھنے سے) دنیا میں بلند مقام حاصل کر لیتے ہیں۔ ان گھروں کے رہنے والے' صبح شام (ہر وقت) نظامِ خداوندی کے قیام اور بقا کے لئے سرگرمِ عمل رہتے ہیں۔

۳۷ (اس سے یہ نہ سمجھ لو کہ وہ راہبوں کی جماعت ہے جو دنیا ترک کر کے' حجروں اور خانقاہوں میں مصروفِ ورد وظائف رہتی ہے)۔ یہ لوگ دنیا کے کاروبار کرتے ہیں۔ لیکن یہ کاروبار۔ یہ خرید و فروخت۔ نہ اُن کی نگاہوں سے' قانونِ خداوندی کو اوجھل ہونے دیتے ہیں' اور نہ ہی انہیں ان کے اہم فرائضِ حیات سے غافل۔ وہ اہم فرائضِ حیات کیا ہیں؟ نظامِ صلوٰۃ کا قیام' جس میں تمام افراد' قوانینِ خداوندی کا اتباع کرتے چلے جائیں' اور تمام نوعِ انسان کی نشو و نما کا سامان بہم پہنچائیں۔ وہ اس انقلاب سے خائف رہتے ہیں جس میں دلوں اور آنکھوں کی حالت یکسر بدل جاتی ہے —— جس دن نگاہوں کے آگے پڑے ہوئے پردے اُٹھ جاتے ہیں اور حقیقتیں بے نقاب ہو کر سامنے آجاتی ہیں۔ (۵۰/۲۰)۔

۳۸ (یہ انقلاب خدا کے اس قانونِ مکافات کی رُو سے رونما ہوتا ہے جس کے مطابق ہر عمل کا نتیجہ مرتب ہو کر سامنے آجاتا ہے۔ غلط اعمال کا تباہ کن نتیجہ۔ اور) اچھے اعمال کا حسین اور خوشگوار نتیجہ۔ اس کی رُو سے' اچھے اعمال کے نتائج ایک ایک کے' سو سو ہو کر ملتے ہیں (۲/۲۶۱)۔

جو لوگ' قانونِ خداوندی کے مطابق' اس طرح رزق حاصل کرنا چاہیں' انہیں خدا کا قانون' ان کے اندازوں سے کہیں بڑھ کر دیتا ہے۔

۳۹ اس کے برعکس' جو لوگ اس آسمانی روشنی کی راہ نمائی سے انکار کرتے ہیں' ان کے اعمالِ حیات کی مثال یوں سمجھو جیسے کوئی پیاسا' چٹیل میدان میں' سراب کو پانی سمجھ کر اس کی طرف لپکے۔ جب وہ اس کے پاس پہنچے تو وہاں اسے (پانی چھوڑ) کوئی شے بھی نہ ملے (جو کچھ اُسے نظر آرہا تھا' وہ یکسر فریبِ نگاہ

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَكَدْ یَرٰىهَاؕ وَ مَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَ تَسْبِیْحَهٗؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾

ثابت ہو)۔ ایسے مقام پر البتہ انسان کو ایک چیز ضرور مل جاتی ہے۔ یعنی خدا کا قانونِ مکافات' جو اُسے اس کی اس سعی لاحاصل کا پورا پورا حساب چکا دیتا ہے۔ اللہ کا قانونِ مکافات' اعمال کے حساب کرنے میں ذرا دیر نہیں لگاتا۔

۴۰ یا (آسمانی روشنی کے مقابلہ میں) ان کے اعمال کی مثال یوں سمجھو جیسے کسی تلاطم انگیز سمندر کی گہرائیوں میں انتہائی تاریکی ہو۔ اس تاریکی کو' اور تاریکیاں' موج در موج ظلمات کے گہرے پردے بن کر ڈھانپ رہی ہوں۔ ان تاریک موجوں کے اوپر چاروں طرف' کالی گھٹائیں چھا رہی ہوں — مختصراً یہ کہ تاریکیوں پر تاریکیوں کی تہیں چڑھ رہی ہوں۔ اور حالت یہ ہو کہ اگر کوئی اپنا ہاتھ باہر نکالے تو اسے وہ ہاتھ بھی نظر نہ آئے (نظر آ بھی کیسے سکتا ہے؟) جس شخص کو وحیٔ خداوندی کی روشنی نصیب نہ ہو' اُسے روشنی مل کہاں سے سکتی ہے؟

۴۱ (یہ انسان ہی ہے جو اس قسم کی عالمتاب روشنی کے ہوتے ہوئے' سخت تاریکیوں میں زندگی بسر کرتا ہے۔ کائنات کی اور کسی چیز کی یہ حالت نہیں)۔ تم اگر غور کرو گے تو یہ حقیقت نکھر کر سامنے آجائیگی کہ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو شے بھی ہے' اپنے اپنے فرائض کی سرانجام دہی میں' پورے جوش و خروش اور جذب و انہماک سے' سرگرمِ عمل ہے۔ ذرا ان پرندوں کو دیکھو کہ وہ کس طرح پَر پھیلائے' فضا کی پہنائیوں میں سینکڑوں۔ ہزاروں میل دور نکل جاتے ہیں' اور بغیر کسی راستے کے نشان کے' اپنی اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور اس میں کبھی غلطی نہیں کرتے۔ یہ اس لئے کہ) کائنات کی ہر شے' اپنے اپنے فریضۂ زندگی (صلوٰۃ) کو بھی جانتی ہے' اور اپنے سعی و عمل کے دائرے (تسبیح) کو بھی پہچانتی ہے۔ وہ جانتی ہے کہ اس کا فریضۂ حیات کیا ہے اور اسے اس نے کس طرح سرانجام دینا ہے۔ چنانچہ وہ اس مقصد کے حصول کے لئے ہر وقت سرگرمِ عمل رہتی ہے۔

یہ سب خدا کے اس نور کی وجہ سے ہے جو کائنات میں ہر جگہ پھیلا ہوا ہے۔ یہی وہ روشنی ہے جس سے اشیائے کائنات' اپنی اپنی منزلوں' اور ان تک لے جانے والے راستوں' سے واقف ہیں' اور خدا کو بھی اس کا علم ہوتا ہے کہ کون کیا کر رہا ہے۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓي اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾

---

۴۲ یاد رکھو! اس تمام کائنات میں حکمرانی صرف خدا کی ہے۔ اس میں اسی کا قانون کارفرما ہے۔ اور ہر شے کا قدم اُسی کی طرف اٹھ رہا ہے۔ کوئی شے اس کے قانون کے دائرے سے باہر نہیں نکل سکتی۔

۴۳ کیا تم بادلوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح، قانونِ خداوندی کے مطابق، آہستہ آہستہ، دبے پاؤں، اِدھر اُدھر چلتے رہتے ہیں۔ پھر ان کا ایک ٹکڑہ، دوسرے ٹکڑے میں اس طرح مدغم ہو جاتا ہے کہ دونوں ایک ہو جاتے ہیں۔ جب، اس طرح، ان کے تہ بر تہ ڈھیر لگ جاتے ہیں، تو، وہ بارش بن کر برسنے لگتے ہیں اور یوں نظر آتا ہے گویا بارش کے قطرے ان کے اندر سے نکل کر زمین کی طرف آرہے ہیں۔ یہی بادل جب پہاڑوں کی چوٹیوں پر آتے ہیں تو وہاں برف بن کر جم جاتے ہیں۔ (بعد ازاں یہی برف، پانی بن کر بہ نکلتی ہے۔ اور) جو شخص اس پانی سے فائدہ اٹھانا چاہے وہ، اس تک پہنچ جاتا ہے۔ اور جو ایسا نہ چاہے، اس سے پانی کا رخ دوسری طرف پھر جاتا ہے۔ (پانی ہر ایک کے فائدے کے لئے ہے۔ لیکن اس سے وہی فائدہ اٹھا سکتا ہے جو قانونِ فطرت کے مطابق اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہے۔ جو ایسا نہ کرے، پانی اس سے منہ پھیر کر دوسری طرف چل دیتا ہے)۔
(بارش اور برف کے علاوہ، انہی بادلوں سے) بجلی کی سی تیز چمک پیدا ہوتی ہے، جو نگاہ کو خیرہ کر دیتی ہے۔ ($\frac{۲}{۱۹-۲۰}$)۔

۴۴ اسی خدا کا قانون دن اور رات کو گردش دیتا رہتا ہے (کہ ایک کے بعد دوسرا آجاتا ہے)۔ ان آفاقی قوانین میں اربابِ نظر کے لئے ایسا سامانِ بصیرت موجود ہے جس سے وہ خارجی کائنات سے آگے گزر کر، خود انسانی معاشرہ کی طرف آسکتے ہیں (اور سمجھ سکتے ہیں کہ جب انسانی معاشرہ، قوانینِ خداوندی کے تابع چلے تو اس سے کس قدر خوشگوار نتائج مرتب ہو سکتے ہیں)۔

۴۵ اور اللہ نے اپنے اس قانون کے مطابق، ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا۔ (یعنی زندگی کا آغاز پانی سے کیا اور اس کی بقا کا انحصار بھی پانی پر ہے۔ $\frac{۲۱}{۳۰}$)۔ پھر ان میں وہ بھی ہیں جو پیٹ کے بل

لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْۤا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ اَفِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾

ع ۶ ۱۰ ۱۲

رینگتے ہیں۔ بعض دو پاؤں پر چلنے والے ہیں۔ بعض چار پاؤں پر۔ اللہ اپنے قانونِ تخلیق کے مطابق' جو چاہتا ہے پیدا کرتا رہتا ہے۔ اس نے ہر شے کے لئے اندازے اور پیمانے مقرر کر رکھے ہیں' اور ان سب پر اسی کا کنٹرول ہے۔

۴۶ دیکھو! ہم نے کس طرح ایسے قوانین نازل کئے ہیں جو ہر بات کو وضاحت سے بیان کر دیتے ہیں۔ سو جو شخص ان قوانین سے راہ نمائی لینا چاہے' یہ اس کی راہ نمائی' زندگی کی سیدھی اور متوازن راہ کی طرف کر دیتے ہیں۔

۴۷ (یہ متوازن اور سیدھی راہ صرف ان لوگوں کو مل سکتی ہے جو ان قوانین کی صداقت پر دل سے یقین رکھیں اور پھر اِن کے مطابق عمل کریں۔ لیکن) بعض لوگ (منافقین) ایسے بھی ہیں جو زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں' اور ان کی اطاعت بھی کرتے ہیں' لیکن' اس کے بعد' ان کا ایک گروہ اس اطاعت سے روگردانی اختیار کر لیتا ہے۔ یہ درحقیقت مومن ہیں ہی نہیں۔

۴۸ (اس کا عملی ثبوت یہ ہے کہ) جب انہیں اس نظام کی طرف بلایا جاتا ہے' جسے رسول نے خدا کے احکامات نافذ کرنے کے لئے متشکل کیا ہے" تاکہ وہ ان کے متنازعہ فیہ معاملات کا فیصلہ کرے' تو وہ گروہ' (جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے) اس سے اعراض برتتا ہے۔

۴۹ لیکن اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ فیصلہ ان کے حق میں ہوگا' تو وہ اس کی اطاعت کے لئے لپک کر آتے ہیں۔

۵۰ (مخلص مومنین کے لئے اِن کی یہ روش بڑی تعجب انگیز ہوگی' اور ان کے دل میں رہ رہ کر یہ سوالات پیدا ہوں گے کہ بالآخر ان لوگوں کو ہو کیا گیا ہے؟) کیا یہ کسی نفسیاتی عارضہ میں مبتلا ہیں (جس کی وجہ سے ان میں اس قدر تلوّن پیدا ہو گیا ہے)۔ یا ان کے دل میں شکوک ہیں (کہ یہ ضابطۂ قوانین حق پر مبنی نہیں)۔ یا انہیں خدشہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول —— یعنی یہ نظام

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۵۱﴾ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿۵۲﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۖ قُلْ لَا تُقْسِمُوا ۖ طَاعَةٌ مَعْرُوفَةٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۵۳﴾ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۖ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿۵۴﴾

خداوندی ـــــ ان کے ساتھ بے انصافی کرے گا؟

(ان میں سے کوئی بات بھی نہیں- بات صرف یہ ہے کہ یہ لوگ اس نظام کی اطاعت چاہتے ہی نہیں- یہ اس سے سرکشی اختیار کئے ہوئے ہیں- اس لئے کہ یہ قانون اس سے روکتا ہے کہ کسی پر ظلم اور زیادتی کی جائے' اور) ان کا شیوہ ہی ظلم اور زیادتی ہے- ظلم کرنے والے نظامِ عدل کو اپنے مفاد کے خلاف پاتے ہیں' اس لئے اس کی طرف آنا ہی نہیں چاہتے-

۵۱ جو لوگ اس نظام کی صداقت پر دل سے یقین رکھتے ہیں' ان کی روش یہ ہوتی ہے کہ انہیں جب بھی اس مقصد کے لئے بلایا جائے کہ ان کے متنازعہ فیہ معاملات کا تصفیہ کیا جائے' تو ان کی زبان سے بے ساختہ نکلتا ہے کہ ہم نے اس بلاوے کو سن لیا ہے اور ہم اس کی فرمانبرداری کے لئے تیار ہیں- یہ ہیں وہ لوگ جن کی کھیتیاں بار آور ہوں گی اور وہ کامیاب و کامران زندگی بسر کریں گے-

۵۲ حقیقت یہ ہے کہ بامراد لوگ وہی ہو سکتے ہیں جو نظامِ خداوندی کی اطاعت کریں- یعنی جو قوانینِ خداوندی (سے سرکشی برتنے کے انجام و عواقب) سے خائف رہیں' اور ان کی پوری پوری نگہداشت کریں-

۵۳ اور یہ (منافقین) بڑی بڑی سخت قسمیں کھا کر تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ اگر انہیں جنگ کے لئے باہر نکلنے کا حکم دیا جائے گا تو وہ سرکف باہر نکل آئیں گے- ان سے کہو کہ قسمیں کھانے کی کوئی ضرورت نہیں- تم عملاً اطاعت کر کے دکھاؤ- اطاعت اپنے تعارف کیلئے کسی قسم اور سوگند کی محتاج نہیں ہوتی- عملِ محسوس اپنا تعارف آپ کرا دیتا ہے- اور خدا تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے-

۵۴ ان سے کہدو کہ (اس طرح قسمیں کھا کھا کر اعتماد پیدا کرنے کے بجائے) عملاً اللہ اور اس کے رسول (نظامِ خداوندی) کی اطاعت کر کے دکھاؤ (بات صاف ہو جائے گی)- اگر اس کے بعد یہ لوگ اس سے روگردانی کریں (تو اس کی ذمہ داری ہمارے رسول پر نہیں)- رسول کی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ تم تک

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾

احکام خداوندی واضح طور پر پہنچا دے۔ اس کے بعد تمہاری ذمہ داری ہے کہ تم اس کی اطاعت کرتے ہو یا نہیں۔ اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو تمہیں زندگی کے صحیح راستے کی طرف راہ نمائی مل جائے گی۔ (روگردانی کرو گے تو اس کا خمیازہ خود بھگتو گے)۔

۵۵ (باقی رہا یہ کہ ان قوانین کی اطاعت سے ملے گا کیا؟ تو) ہم نے ان لوگوں سے جو ان قوانین کی صداقت پر یقین رکھیں اور ہمارے متعین کردہ پروگرام کے مطابق صلاحیت بخش کام کریں' یہ وعدہ کر رکھا ہے کہ ہم انہیں اس زمین میں حکومت عطا کریں گے (۲۳/۲۴)۔ (اور ان کی حکومت' اس خطۂ ارض کو جنت میں تبدیل کر دے گی۔ ۳۹/۲۴) —— یہ ہمارا ابدی قانون ہے جس کے مطابق ہم نے اقوام سابقہ کو بھی اسی قسم کی حکومت (تمکن فی الارض) عطا کی تھی (۲۸/۶) —— اسی قانون کے مطابق ہم ان کے ایمان اور اعمال کے نتیجے میں انہیں حکومت عطا کر دیں گے' اور ان کے اُس نظامِ زندگی کو مستحکم کر دیں گے جسے ہم نے ان کیلئے پسند کیا ہے۔ اسکا نتیجہ یہ ہو گا کہ ان کا خوف' امن سے بدل جائے گا تاکہ وہ نہایت اطمینان سے ہمارے اور صرف ہمارے قوانین کی اطاعت کریں اور ان پر کسی قسم کا جبر یا دباؤ نہ ہو کہ وہ اس کے ساتھ کسی اور کی بھی اطاعت کریں' اور اس طرح شرک کے مرتکب ہوں۔ (دنیا کی کوئی طاقت انہیں مجبور نہ کر سکے کہ وہ قوانینِ خداوندی کے ساتھ انسانوں کے خود ساختہ قوانین کی اطاعت کریں)۔

(لیکن اسے اچھی طرح سن رکھو کہ یہ سلسلہ اسوقت تک قائم رہے گا جب تک یہ قوم ہمارے قوانین پر عمل پیرا رہے گی) جو لوگ' ایسا نظام قائم ہو جانے کے بعد' اس سے عملاً انکار کر دیں گے (اور احکام خداوندی کے بجائے اپنے احکام نافذ کرنے لگ جائیں گے) تو یہ لوگ' اس شاہراہِ حیات کو چھوڑ کر جو انہیں صحیح منزل کی طرف لئے جا رہی تھی' اور راہوں کی طرف نکل جائیں گے۔ (اور اس لئے' اس جنتی معاشرہ کی برکتوں سے محروم ہو جائیں گے۔ یہ برکات ایمان و عمل کا نتیجہ تھیں۔ جب ایمان و عمل نہ رہا تو وہ برکات کیسے باقی رہیں گی؟)۔

۵۶ لہذا' اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں اس قسم کا تمکن حاصل ہو جائے' اور اس کے بعد یہ اسی طرح

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۗ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۚ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۫ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۭ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾

قائم رہنے' تو اس کے لئے نظام صلوٰۃ قائم کرو اور اپنے معاشرہ کو ان خطوط پر متشکل کرو جن سے نوع انسان کو زیادہ سے زیادہ سامان نشوونما ملتا جائے۔ (یہ چیز انفرادی نہیں' اجتماعی ہے۔ یہ سب کچھ ایک نظم و ضبط کے تابع ہوگا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ تم' اپنے اجتماعی نظام کے مرکز) رسول کی اطاعت کرو۔ ہنکا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم پر نوازشاتِ خداوندی کی بارش ہوگی۔

(یاد رکھو! دین کے تمکن — اسلامی زندگی بسر کرنے — کی شکل ہی یہ ہے کہ۔ ہیئتِ اجتماعیہ قرآنی خطوط پر متشکل کی جائے' اور تمام افراد' اس نظام کی اطاعت کریں)۔

۵۷ (تم اس پروگرام پر بے غل وغش اور بلا خوف وخطر عمل پیرا ہوتے جاؤ' اور) اس کا وہم وگمان تک بھی نہ کرو کہ جو لوگ اس نظام کی مخالفت کرتے ہیں وہ اس پر غالب آجائیں گے اور یوں ہمارے قانون کو دنیا میں بے بس کر کے رکھ دیں گے۔ (قطعاً نہیں)۔ ان کی تمام کوششیں جل کر راکھ کا ڈھیر بن جائیں گی۔ اور ان کا انجام بہت برا ہوگا۔

۵۸ (ان تصریحات کے بعد' پھر انہی معاشرتی ضوابط کی طرف آؤ جن کا ذکر پہلے کیا جا رہا تھا۔ گھروں کے اندر' خلوت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ تمہارے ملازم' اور لڑکے بالے جو ابھی تک سنِ بلوغ کو نہ پہنچے ہوں' کام کاج کے لئے تمہارے گھروں میں پھرتے پھراتے رہتے ہیں۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن اگر وہ ان اوقات میں تمہارے پاس آنا چاہیں جب تم اپنے کمرے میں خلوت (پرائیویسی) میں ہو — (مثلاً) صلوٰۃ الفجر سے پہلے۔ دوپہر کے وقت جب تم کپڑے اتار کر آرام کرتے ہو۔ اور صلوٰۃ العشاء کے بعد' جب سونے کا وقت آجاتا ہے — تو ان اوقات میں انہیں اجازت لے کر اندر آنا چاہیئے۔ اس سے' نہ تمہارے لئے کوئی وجہ پریشانی ہوگی' نہ اُن کے لئے۔ ان اوقات کے علاوہ' وہ کام کاج کے لئے بلا اجازت اندر باہر آجا سکتے ہیں۔

وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ ۗ
وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٩﴾ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَن يَضَعْنَ
ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ ۖ وَأَن يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٦٠﴾ لَّيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ
حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَن تَأْكُلُوا مِن بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ
أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ
أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُم مَّفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا ۚ

اس طرح اللہ تمہارے لئے اپنے احکام واضح طور پر بیان کر دیتا ہے۔ وہ احکام جو سراپا علم و حکمت پر مبنی ہیں۔

۵۹ لیکن جب یہ لڑکے بالغ ہو جائیں، تو انہیں تمہارے گھروں کے اندر آنے کے لئے اسی طرح اجازت طلب کرنی چاہیئے جس طرح اور بالغ مردوں کو اجازت لینے کی ضرورت ہے (۲۴/۵۸)۔ اس طرح اللہ اپنے ان احکام کو، جو علم و حکمت پر مبنی ہیں، وضاحت سے بیان کر دیتا ہے۔

۶۰ (پہلے کہا جا چکا ہے۔ ۲۴/۳۱۔ کہ عورتیں اپنی چادروں کو اپنے سینے پر ڈال لیا کریں اور اپنی زینت کی چیزوں کی نمایش نہ کیا کریں۔ لیکن) جو سن رسیدہ عورتیں، زندگی کی اُس منزل میں جا پہنچی ہوں جہاں انہیں نکاح کی آرزو اور امید باقی نہ رہی ہو، تو اس میں چنداں مضائقہ نہیں کہ وہ اپنی چادریں کو اوپر نہ اوڑھا کریں، بشرطیکہ ایسا کرنے کا جذبۂ محرکہ زینت کی نمائش نہ ہو (۳۳/۳۳)۔ لیکن اگر وہ اسکی بھی احتیاط رکھیں (اور چادریں اوڑھ لیا کریں) تو ان کے لئے بہتر ہے۔ یاد رکھو۔ اللہ ہر بات کا سننے والا اور ہر نیت کا جاننے والا ہے۔ (اس لئے اُس سے یہ بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی کہ چادریں نہ اوڑھنے سے تمہاری نیت کیا ہے۔ نیت اظہار زینت کی ہے یا ضرورۃً ایسا کیا جا رہا ہے)۔

۶۱ (یہ جو ہم نے کہا ہے کہ دوسروں کے ہاں جانے کے لئے اہل خانہ سے اجازت لینی ضروری ہے، تو اس سے یہ خیال نہ گزرے کہ اس طرح آپس میں مغائرت پیدا ہو جائے گی اور اپنے قریبی عزیزوں کے گھر بھی غیروں کے گھر متصور ہونے لگیں گے۔ بالکل نہیں۔ پرائیویسی کا لحاظ رکھنا اور بات ہے اور عزیز داری کے تعلقات قائم رکھنا اور بات۔ عزیز داری کے تعلقات کا مظاہرہ بالعموم اس سے ہوتا ہے کہ تم ان کے ہاں کھانا کھانے سے تکلّف تو نہیں برتتے)۔ اس باب میں کوئی مضائقہ نہیں

فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦١﴾ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٢﴾

کہ تم اپنے گھروں سے کھانا کھاؤ۔ یا (عند الضرورت) اپنے باپ (دادا) کے گھر سے۔ یا اپنی والدہ کے گھر سے۔ یا اپنے بھائی، بہن، چچا، پھوپی، ماموں یا خالہ کے ہاں سے کھالو۔ یا ان گھروں سے جن کا نظم و نسق تمہارے ہاتھ میں ہو۔ یا اپنے دوستوں کے گھر سے۔ (اس سے یہ نہیں سمجھا جائے گا کہ تم معذور یا محتاج ہو۔ یہ باہمی تعلقات کا مظاہرہ ہے۔ اس باب میں) معذور ــــ اندھے، لولے، لنگڑے۔ مریض یا تندرست و توانا کی کوئی تمیز نہیں۔ سب یکساں ہیں، اور عزیز داری کے تعلقات کی بنا پر ایک دوسرے کے ہاں سے کھاتے ہیں۔ خیرات کے طور پر نہیں کھاتے۔

یہ ٹھیک ہے کہ تم (تمام مومنین) ایک ہی برادری کے افراد ہو، اس لئے کھانے کی عمدہ شکل یہی ہے کہ تم سب آپس میں مل بانٹ کر کھاؤ۔ تنہا خوری اچھی چیز نہیں۔ لیکن اس میں ایسا غلو نہ برتو کہ الگ کھانے کو معیوب سمجھنے لگ جاؤ۔ حسب ضرورت ایسا کرنے میں بھی کچھ مضائقہ نہیں۔

(جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے ۲۴/۲۷۔ جب تم دوسروں کے ہاں جاؤ تو اندر جانے کی اجازت لو۔ اور پھر) اپنے ان لوگوں کے لئے سلامتی اور ایسی پاکیزہ زندگی کی آرزو کا اظہار کرو جو خدا کی طرف سے برکات خداوندی کا موجب اور ہزار خوشگواریوں کا باعث ہو۔

اس طرح اللہ اپنے احکام، واضح طور پر بیان کرتا ہے تاکہ تم، ان کی روشنی میں، عقل و فکر سے کام لے کر، معاشرہ میں رہو سہو۔

۶۲ (ان معاشرتی ضوابط کے بعد، اپنی ہیئت اجتماعیہ کی طرف آؤ۔ اس باب میں اتنا سمجھ لینا ضروری ہے کہ مومن بننے کے لئے صرف معاشرتی رسوم و آداب کی پابندی کافی نہیں) حقیقی مومن وہ ہیں جو اُن قوانین کی صداقت پر دلی یقین رکھتے ہیں جو خدا کی طرف سے، رسالت محمدیہ کی وساطت سے انہیں ملے ہیں۔ اس کے بعد، ان کی عملی زندگی کی یہ کیفیت ہے کہ وہ جب کسی اجتماعی معاملہ میں، اس نظام کے مرکز (رسول) کے ساتھ ہوتے ہیں تو اُس کام کو چھوڑ کر جاتے نہیں جب تک اس (رسول) سے اجازت نہ لے لیں۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ فی الواقعہ خدا و رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ۭ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾

(اے رسول!) جب یہ لوگ تجھ سے اجازت مانگیں تو (ان کی ضرورت کے پیش نظر) جسے مناسب سمجھو اجازت دیدیا کرو۔ اس طرح جانے والے اُس حفاظت سے محروم نہیں رہیں گے، جو اس اجتماعی معاملہ میں شرکت کرنے والوں کو از روئے قانون حاصل ہو۔ اس لئے کہ قانون خداوندی میں، اس قسم کے استثنائی حالات کے لئے حفاظت و مرحمت کی گنجائش رکھ دی گئی ہے۔

۶۳ یاد رکھو! جب تمہارے پاس نظامِ خداوندی (کے مرکز رسول) کی طرف سے کوئی بلاوا پہنچے تو اس بلاوے کو اس قسم کا معمولی بلاوا نہ سمجھو، جیسا تمہارا ایک دوسرے کو بلانا ہوتا ہے (۶۲/۹)؛ (نہ ہی یہ سمجھو کہ اگر تم چپکے سے کھسک جاؤ گے تو اس کا کسی کو پتہ نہیں چلے گا)۔ اللہ ان تمام لوگوں سے باخبر ہے جو تم میں سے عدول حکمی کا پہلو لئے ہوئے، چپکے سے کھسک جاتے ہیں۔ لہذا، وہ لوگ جو اس طرح نظامِ خداوندی کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں انہیں اس بات سے محتاط رہنا چاہیئے کہ وہ اس قسم کی روش سے کسی آفت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ آفت، ایک بلائے عظیم بن کر ان کی تباہی کا موجب بن جائے۔

۶۴ یاد رکھو! کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے، سب خدا کے قانونِ مکافات کو بروئے کار لانے کے لئے سرگرم عمل ہے (۵۳/۴۱)۔ وہ جانتا ہے کہ تم کس روش پر چل رہے ہو۔ جب ظہور نتائج کا وقت آئے گا تو وہ بتا دیگا کہ تم کیا کیا کرتے تھے۔ کسی کا کوئی عمل بھی خدا کے علم سے باہر نہیں۔

سورۃ الفرقان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ① الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ② وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّ

---

۱ کس قدر فراوانیاں اور خوشگواریاں عطا کرنے والی ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر وہ کتاب نازل کی جو مستقل اقدار کی حامل اور حق و باطل اور غلط اور صحیح میں امتیاز کر دینے والی ہے۔ یہ کتاب اس لئے بھیجی گئی ہے تاکہ اس کے ذریعے، تمام اقوامِ عالم کو آگاہ کر دیا جائے کہ اُن کے سفرِ زندگی میں کون کون سے خطرناک مقام آتے ہیں اور ان سے بچ کر چلنے کا طریق کیا ہے۔

۲ یہ کتاب اُس خدا کی طرف سے آئی ہے جس کے حیطۂ اقتدار سے کائنات کی کوئی شے باہر نہیں۔ کائنات میں ہر جگہ اُسی کا قانون کارفرما ہے۔ اُسے نہ تو اپنی امداد کے لئے اولاد کی ضرورت ہے، اور نہ ہی اُس کے اقتدار میں کوئی اور قوت شریک ہے۔ اس نے ہر شے کو ایک خاص ترتیب دے کر پیدا کیا اور پھر اس کے امکانات اور صلاحیتوں کے پیمانے مقرر کر دیئے۔ (انہی پیمانوں کو ان اشیاء کی تقدیر کہا جاتا ہے۔ یعنی جو کچھ، کسی شے کے 'آخر الامر بن جانے کا امکان ہے' وہ اُس کی تقدیر ہے)۔

۳ (خدا کی تو یہ شان ہے، لیکن ان لوگوں کی جہالت دیکھو کہ یہ) ان ہستیوں کو صاحبِ اقتدار تسلیم کر لیتے ہیں —— اپنا الٰہ بنا لیتے ہیں —— جو اس پر قطعاً قادر نہیں کہ کسی شے کو پیدا کر سکیں۔

لَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ۨ افْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۝ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝

وہ تو خود خدا کی پیدا کردہ ہیں۔ اِن کی بے بضاعتی کا یہ عالم ہے کہ وہ اوروں کے لئے تو ایک طرف خود اپنی ذات کے لئے بھی (قانونِ خداوندی کے خلاف) کسی نفع یا نقصان کی قدرت نہیں رکھتے۔ نہ ہی انہیں موت اور زندگی پر کوئی کنٹرول ہے۔ اور نہ ہی مر کر جی اٹھنے پر۔ (افراد ہوں یا اقوام، سب کی زندگی قائم بھی خدا کے قانون کے مطابق رہتی ہے، اور آگے بھی اُسی کے قانون کے مطابق بڑھتی ہے — اِس دنیا میں بھی، اور آخرت میں بھی)۔

۴ جو لوگ قرآن کی صداقت سے انکار کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ روحی وغیرہ کا دعویٰ یونہی ہے) یہ رسول، اس قرآن کو اپنے جی سے گھڑ لیتا ہے اور پھر اسے خدا کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ (اور اس کام کو یہ تنہا نہیں کرتا) ایک اور پارٹی ہے جو اس معاملہ میں اس کی مدد کرتی ہے (اور یہ سب مل کر اسے وضع کرتے ہیں)۔

ذرا سوچو کہ یہ لوگ کس قدر جھوٹ اور فریب سے کام لیتے ہیں!

۵ یہ کہتے ہیں کہ (یہ قرآن اس کے سوا کیا ہے کہ) پچھلے لوگوں کے قصّے کہانیاں ہیں جنہیں (لوگ آ آ کر اس سے بیان کرتے ہیں اور یہ انہیں) لکھ لکھا لیتا ہے۔ (یہ کچھ خفیہ طور پر ہوتا ہے۔ پھر) وہی چیزیں صبح شام اس کے ہاں کاتبوں کو لکھوائی جاتی ہیں۔ (اس کا نام وحی ہے)۔

۶ ان سے کہو کہ اس قرآن کو اُس خدا نے نازل کیا ہے جو کائنات کے اسرار و خفایا (پوشیدہ رموز) سے واقف ہے۔ (اگر یہ انسانوں کا بنایا ہوا ہے تو انہیں کائنات کے ان رموز و اسرار کا علم کیسے ہو گیا؟ اُس کے اس لاانتہا علم کا نتیجہ ہے کہ اس نے ایسا انتظام کر رکھا ہے کہ) اشیائے کائنات تخریبی عناصر سے محفوظ بھی رہیں، اور انہیں مناسب سامانِ نشوونما بھی ملتا رہے ($\frac{25}{59}$)۔

۷ (قرآن کے بعد یہ لوگ خود رسول کے خلاف اعتراض کرتے ہیں کہ) یہ کیسا رسول ہے جو (عام انسانوں کی طرح) کھاتا پیتا اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے؟ (رسول کو فوق البشر ہونا چاہیئے۔ پھر) اس کے ساتھ کوئی فرشتہ نازل ہونا چاہیئے تھا جو لوگوں سے کہتا کہ اگر اس کی بات

اَوْ يُلْقٰۤى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَ قَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝۸ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝۹ تَبٰرَكَ الَّذِيْۤ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَ يَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝۱۰ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۗ وَ اَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝۱۱ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّ زَفِيْرًا ۝۱۲ وَ اِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا

نہ مانو گے تو تم تباہ اور برباد ہو جاؤ گے۔

۸ یا اس کے پاس کوئی بہت بڑا خزانہ ہوتا۔ یا کوئی (وسیع وعریض) باغ ہوتا جس سے یہ کھاتا پیتا۔

یہ ظالم اسی پر اکتفا نہیں کرتے، بلکہ لوگوں کو ورغلاتے رہتے ہیں کہ تم ایسے شخص کی پیروی کیوں کرتے ہو جس پر کسی نے جادو کر دیا ہے (اور اس طرح اس کا دماغ چل گیا ہے)۔

۹ اے رسول! تم سنتے جاؤ کہ یہ تمہارے متعلق کیا کچھ کہتے ہیں؟ (لیکن اس سے تمہارا کیا بگڑتا ہے) یہ خود ہی زندگی کے صحیح راستے سے بھٹک چکے ہیں اور اپنی منزلِ مقصود تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں پا سکتے۔

۱۰ (انہیں کون بتائے کہ) خدا کی ذات ایسی فراوانیوں اور خوشگواریوں کی مالک ہے کہ (جب یہ نظامِ ربوبیت جس کے متشکل کرنے کی تم کوشش کر رہے ہو، قوانینِ خداوندی کے مطابق مستحکم ہو گیا تو) وہ تجھے ان چیزوں سے، جن کا یہ مطالبہ کرتے ہیں، بدرجہا بہتر چیزیں عطا کرے گا —— ایک باغ چھوڑ، کئی ایسے باغات جو ہمیشہ سرسبز و شاداب رہیں۔ نیز (قیصر و کسریٰ کے) محلات۔

۱۱ اور یہ لوگ اس آنے والے انقلاب کے متعلق کہتے ہیں کہ یونہی دھمکیاں ہیں۔ (انہیں معلوم نہیں کہ) جو لوگ اس انقلاب کو جھٹلاتے ہیں۔ ہم نے ان کے لئے ایسا شعلہ بار عذاب تیار کر رکھا ہے (جو ان کی متاعِ حیات کو راکھ کا ڈھیر بنا دے گا)۔

۱۲ اس آنے والے انقلاب کی ہلاکت سامانیوں کا یہ عالم ہو گا کہ وہ انہیں دور سے دیکھ کر اسقدر جوش و خروش میں آجائے گا کہ یہ (وہیں سے) اس کے دھاڑنے اور گرجنے کی آواز سنیں گے۔ (اس سے انہیں اندازہ ہو جائے گا کہ یہ تصادم کس قدر مہیب ہے)۔

۱۳ (اور جب وہ اس جنگ میں شکست کھا جانے کے بعد، قیدیوں کی حیثیت سے) زنجیروں میں جکڑے ہوئے، تنگ کوٹھڑیوں میں بند کئے جائیں گے، تو وہ (محسوس کریں گے کہ اس ذلت کی

مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ﴿۱۳﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۴﴾ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاۗءً وَّمَصِيْرًا ﴿۱۵﴾ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ۭ كَانَ عَلٰي رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْــُٔوْلًا ﴿۱۶﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَاۗءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۱۷﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰي نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۸﴾

زندگی سے مرجانا بہتر ہے۔ اس لئے) وہ ہلاکت کو آواز دیں گے۔

۱۴ ان سے کہا جائے گا کہ تم صرف ایک ہلاکت کو آواز نہ دو۔ بہت سی ہلاکتوں کو بلاؤ۔

۱۵ (یہ کچھ بیان کرنے کے بعد ان سے) پوچھو کہ کیا انسان کے لئے اس قسم کی تباہی اور ذلت وخواری کی زندگی بہتر ہوگی یا وہ سدا بہار شادابیوں کی زندگی جس کا وعدہ ان لوگوں سے کیا جاتا ہے جو اس کے قوانین کی نگہداشت کرتے ہیں۔ وہ حسین وشاداب معاشرہ ان کے اپنے حسنِ عمل کا نتیجہ ہوگا۔ اس میں ان کی ذات کی نشوونما ہوگی' اور یہی انسانی تگ وتاز کا منتہیٰ ومقصود ہے۔ (یہ اِس زندگی میں بھی ہوگا اور اُخروی زندگی میں بھی)

۱۶ اس زندگی میں سب کچھ ان کی مرضی کے مطابق ہوگا۔ (وہ' جو چاہیں گے' وہی ہوگا۔ وہ کسی انسان کے محکوم اور تابع فرمان نہیں ہوں گے)۔ یہ انسانی حسنِ عمل کا ایسا نتیجہ ہے جس کی خدا سے آرزو کرنی چاہئے۔ اور یہ اُس کا حتمی وعدہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا۔

۱۷ جب (ظہورِ نتائج کے وقت) اِن لوگوں کو' جو خدا کے اقتدار میں دوسروں کو بھی شریک کرتے ہیں' اُن کے معبودوں کے ساتھ اکٹھا کیا جائے گا' تو ان کے معبودوں سے پوچھا جائے گا کہ میرے ان بندوں کو صحیح راستے سے تم نے بہکایا تھا' یا یہ خود ہی بہک گئے تھے۔

۱۸ وہ کہیں گے کہ تیری ذات اس سے بہت بلند ہے (کہ ہم سمجھیں کہ تجھے حقیقتِ حال کا علم نہیں۔ لیکن جب ہم سے پوچھا گیا ہے' اور مقصد اس سے یہ ہے کہ ان لوگوں پر اتمامِ حجت ہو جائے تو ہم عرض کریں گے کہ) ہمارے لئے یہ شایانِ شان ہی نہ تھا کہ (ان کا معبود بننا تو کجا) خود اپنے لئے بھی تیرے سوا کسی اور کو کارساز اور آقا تسلیم کرتے۔ ہوا یہ کہ ان لوگوں کو' اور ان کے آباء واجداد کو' زندگی کا ساز وسامان اس قدر فراوانی سے مل گیا کہ (یہ اُس کے نشے میں بدمست ہو کر) تیرے قانون کو بھول گئے۔ اور اس طرح انہوں نے اپنی تباہی خرید لی۔

فَقَدْ كَذَّبُوكُم بِمَا تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا ۚ وَمَن يَظْلِم مِّنكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا ﴿١٩﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۗ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ ۗ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ﴿٢٠﴾

۱۹ (اس پر ہم ان کے متبعین سے کہیں گے کہ سن لیا تم نے؟)۔ تم جو کہا کرتے تھے (کہ ہمیں ان بڑے بڑے لوگوں نے گمراہ کیا جن کی ہم اطاعت کرتے تھے) تو انہوں نے تمہارے مُنہ پر اس کی تردید کر دی ہے۔ (اب تمہیں اس عذاب کو بھگتنا ہوگا) تم نہ تو اس کا رخ کسی دوسری طرف پھیر سکتے ہو اور نہ ہی کوئی تمہاری مدد کو پہنچ کر تمہیں اس سے بچا سکتا ہے۔ لہذا تم میں سے جس نے بھی ہمارے قوانین سے سرکشی برتی تھی، اسے سخت عذاب کا مزہ چکھنا ہوگا۔ یہ ہمارے قانونِ مکافات کا فیصلہ ہے۔

۲۰ (باقی رہا ان کا یہ اعتراض کہ تم عام انسانوں کی طرح کھاتے پیتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے ہو تو) ہم نے تجھ سے پہلے بھی جتنے رسول بھیجے تھے، وہ سب اسی طرح کھاتے پیتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔

(لیکن یہ لوگ اس قسم کے اعتراضات، اپنے شکوک رفع کرنے کی خاطر نہیں کرتے، محض ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے کرتے ہیں۔ اس لئے یہ دلائل و براہین سے نہیں مانیں گے۔ یہ اپنی مخالفت کو برابر جاری رکھیں گے تا آنکہ یہ کشمکش، تصادم کی شکل اختیار کر جائے گی اور) وہاں ایک دوسرے کی قوتوں کی آزمائش ہو جائے گی۔ سو تم نہایت استقامت سے اپنے پروگرام پر عمل پیرا رہو۔ تمہارا خدا سب کچھ دیکھ رہا ہے (کہ یہ کیا کر رہے ہیں، اور تمہاری جماعت کیا کر رہی ہے)۔

(نیز اگر رسولوں کو انسانوں سے الگ، کسی اور قسم کی مخلوق بنا دیا جاتا، تو وہ مقصد ہی فوت ہو جاتا، جس کے لئے انسانوں کو اختیار و ارادہ دیا گیا ہے۔ اس صورت میں ہر شخص، رسولوں کی عجیب الخلقت ہیئت دیکھ کر ڈر کے مارے، ایمان لے آتا۔ انسانی اختیار کے استعمال کا موقعہ تو اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ، وہ کسی قسم کے فوق الفطرت دباؤ کے بغیر، عقل و بصیرت سے، بات کو سمجھے اور اس طرح جب وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ وہ بات حق و صداقت پر مبنی ہے، تو بطیب خاطر اسے قبول کرے۔ رسولوں کے عام انسانوں جیسا ہونے سے، انسانی اختیار و ارادہ کی آزمائش ہوتی ہے)۔

انیسواں پارہ

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ

اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ

لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ

۲۱ جو لوگ دل میں خیال کئے بیٹھے ہیں کہ انہوں نے کبھی ہمارے قانونِ مکافات کا سامنا کرنا ہی نہیں (وہ دین کو سنجیدگی سے لیتے ہی نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر اس رسول پر فرشتے نازل ہوتے ہیں تو) ہم پر بھی فرشتے کیوں نہیں نازل کئے جاتے؟ یا خدا کو ہم اپنی آنکھوں سے کیوں نہیں دیکھ سکتے؟ یہ لوگ، اس قسم کی باتیں اس لئے کرتے ہیں کہ یہ اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ اِسقدر شدید سرکشی اختیار کر رہے ہیں۔

۲۲ (اِنہیں یہ معلوم نہیں کہ) جس دن اِنہیں فرشتے دکھائی دینے لگے، وہ دن، ان مجرمین کیلئے کسی خوشخبری کا دن نہیں ہوگا۔ اُس دن یہ چیخ اٹھیں گے اور کہیں گے کہ کوئی ایسی صورت پیدا ہوجائے کہ ہم میں، اور ان فرشتوں میں کوئی روک حائل ہوجائے۔ (جس سے یہ ہم تک پہنچ نہ سکیں)۔

۲۳ (ان کی یہ چیخ وپکار ہوگی اور) ہمارے سامنے اِن کے اعمال ہوں گے۔ (وہ اِس قدر بے وزن اور بے حقیقت ہوں گے کہ) گرد و غبار کی طرح فضا کی پہنائیوں میں اڑا دیئے جائیں گے۔ (اُن کا کوئی مفید نتیجہ مرتب نہیں ہوگا۔ تخریبی اعمال کا یہی انجام ہوا کرتا ہے)۔

۲۴ اِن کے برعکس، اُس دور میں، جنتی زندگی بسر کرنے والوں کی یہ کیفیت ہوگی کہ اُن کی رہائش گاہوں میں جو آسانیاں اور فراوانیاں ہوں گی وہ تو ایک طرف رہیں، جہاں اُنہیں

يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿۲۵﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ۣ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ۭ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰي يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَاۗءَنِيْ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾

محض استراحتاً (آرام کرنے کے لئے) ٹھیرنا ہوگا' وہ مقامات بھی حسن و خوبی کے آئینہ دار ہوں گے۔

۲۵ اُس دور میں خدا کے کائناتی قوانین' زندگی بخش اسباب و وسائل کو ساتھ لئے بے نقاب سامنے آجائیں گے' اور خدا کے پروگرام کو بروئے کار لانے والی کائناتی قوتوں کا پے در پے نزول ہوگا۔

۲۶ اُس دور میں' سب اقتدار و اختیار اُس خدا کے لئے ہوگا جو کائنات کی ہر شے کو نشو و نما دیتا ہوا' تکمیل تک لئے جا رہا ہے —— یعنی جس طرح خارجی کائنات اُس کے قوانین کے تابع چل رہی ہے' اُسی طرح انسانی دنیا میں بھی اُسی کا قانون نافذ ہوگا۔

جو لوگ' خدا کے قانون سے سرکشی برت کر' اپنی من مانی کر رہے ہیں' اُن کے لئے وہ دَور بڑی سختی اور عسرت کا ہوگا —— اُن کی مفاد پرستیاں اور دست درازیاں ختم ہو جائیں گی۔

۲۷ اس دن ظالم غم و غصہ سے اپنے ہاتھ کاٹ رہا ہوگا' اور نہایت حسرت و یاس سے کہے گا کہ اے کاش! میں بھی وہی راہ اختیار کرتا جسے اس نظام کو متشکل کرنے والے رسول نے تجویز کیا تھا' اور اس طرح اس کے قافلے میں شریک ہو کر' کامرانیوں کی منزل تک پہنچ جاتا۔

۲۸ اور اے کاش! میں نے فلاں کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا۔

۲۹ اُسی نے مجھے' صحیح راستے سے بہکا کر' دوسری راہ پر لگا دیا' حالانکہ صحیح راستہ نکھر کر میرے سامنے آگیا تھا —— حقیقت یہ ہے کہ شیطان (یعنی اپنے مفاد کی بنا پر دوستداری کے تعلقات رکھنے والے) کا کام ہی یہ ہے کہ وہ پہلے تو غمخوار اور رفیق بن کر ساتھ چلتا ہے' لیکن جب مصیبت آتی ہے' تو اپنے ساتھی کو یوں تنہا چھوڑ دیتا ہے جیسے کوئی بھیڑ گلے سے الگ رہ جائے۔

۳۰ اور رسول کہے گا کہ اے میرے نشو و نما دینے والے! یہی ہے میری وہ قوم جس نے اِس قرآن کو' اپنے خود ساختہ معتقدات کی رسیوں سے اس طرح جکڑ دیا تھا کہ یہ آزادی سے دو قدم چلنے کے قابل بھی نہیں رہا تھا (انہوں نے اپنے آپ کو اس کے تابع رکھنے کے بجائے' اسے اپنے مسلک و مشرب

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ ۗ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيرًا ﴿۳۱﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴿۳۳﴾ اَلَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلٰى وُجُوهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيلًا ﴿۳۴﴾

۳ ۱۴ ۱

کے تابع رکھ چھوڑا تھا)۔

۳۱ (لیکن یہ ماجرا کسی ایک نبی کے ساتھ مخصوص نہیں رہا)۔ جس نبی نے جہاں اور جب خدا کا پیغام پہنچایا' انسانیت کے خلاف جرم کرنے والے گروہ نے ہمیشہ اس کی مخالفت کی۔ لہذا' (اے رسول! تمہیں اس سے کبیدہ خاطر نہیں ہونا چاہئے)۔ تیرا نشوونما دینے والا' اِن سب کے خلاف' اس کے لئے کافی ہے کہ وہ تجھے زندگی کی کامرانیوں کی راہ پر چلائے' اور ہر مشکل مقام پر تیری مدد کرے۔

۳۲ اور جو لوگ اس ضابطۂ حیات سے انکار کرتے ہیں' اُن کا ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ اس رسول پر سارے کا سارا قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہ نازل ہو گیا (تاکہ ہمیں معلوم ہو جاتا کہ ہم سے کیا کیا باتیں منوائی جائیں گی)۔

اے رسول! اس قرآن کو اِس طرح نجماً نجماً (بتدریج) اس لئے نازل کیا گیا ہے کہ اس پر ساتھ کے ساتھ عمل ہوتا جائے' اور اِس طرح' اِس کے خوشگوار نتائج' تمہارے لئے' تقویت اور ثباتِ قلب کا موجب بنتے جائیں۔ اس کی تمام تعلیم' باہمدگر مربوط ہے اور ایک خاص نظم و ضبط کے ساتھ' سلسلہ در سلسلہ' آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔ ایک مسلسل پروگرام کو' اِسی طرح ترتیب کے ساتھ سامنے آنا چاہیئے تھا۔ ($\frac{۴۳}{۴۱}$)۔

۳۳ (تم بالکل مطمئن رہو اور اِن کی باتوں سے گھبراؤ نہیں)۔ یہ جو اعتراض بھی کریں گے' اس کا جواب' حق و صداقت کے ساتھ' تمہارے سامنے آجائے گا اور وہ ایسا واضح اور مدلل ہو گا کہ اس کے بعد کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں رہے گی)۔

۳۴ (لیکن اِس کا فائدہ تو اُنہی کو ہو گا جو عقل و بصیرت سے کام لیں گے۔ جو لوگ' ضد اور تعصّب کی بنا پر اِسکی مخالفت کرتے رہیں گے) وہ' اوندھے منہ' کشاں کشاں' جہنم کی طرف دھکیلے جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو صحیح راستے سے بہت دور جا پڑے ہیں' اور جو راستہ انہوں نے اختیار کیا ہے' وہ انہیں

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ﴿۳۵﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ﴿۳۶﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۷﴾ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۠ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿۳۸﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۫ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿۴۰﴾

بد ترین مقام پر لے جائے گا۔

۳۵ (حق و باطل کی کشمکش کا یہ سلسلہ کچھ نیا نہیں۔ یہ شروع ہی سے چلا آرہا ہے مثلاً) ہم نے موسیٰؑ کو ایک ضابطۂ حیات دیا تھا اور (چونکہ اُن کے پیشِ نظر مہم بڑی سخت تھی' اس لئے) ہم نے' اُس کے بھائی۔ ہارونؑ — کو بھی اُس کے ساتھ کر دیا تھا' تاکہ وہ اُس کا بوجھ بٹائے۔

۳۶ ہم نے' ان دونوں بھائیوں سے کہا تھا کہ وہ اُس قوم کی طرف جائیں جو ہمارے قوانین کی (کھلے بندوں' پوری سرکشی کے ساتھ) تکذیب کرتی ہے۔ (چنانچہ وہ ان کی طرف گئے۔ سخت کشمکش ہوئی — اور آخر الامر' نتیجہ یہ نکلا کہ) ہم نے ان کے مخالفین کو بھی اُسی طرح تباہ کر دیا جس طرح ہم' اِس قسم کی مجرم اقوام کو تباہ کیا کرتے ہیں۔

۳۷ اور اسی طرح (اُن سے پہلے) قوم نوح کا بھی ماجرا ہے۔ اُنہوں نے بھی اُن رسولوں کی تکذیب کی جو اُن کی طرف ہمارا پیغام لے کر گئے تھے۔ چنانچہ (اِسی قسم کی کشمکش کے بعد) ہم نے انہیں غرق کر دیا (اور اس طرح' اُن کے انجام کو' دوسرے لوگوں کے لئے' اپنے قانونِ مکافات کی) نشانی بنا دیا۔ (تاکہ اس سے لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ) جو لوگ دوسروں پر ظلم کرتے ہیں' آخر الامر وہ خود ہی الم انگیز عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

۳۸ اور اسی طرح' قوم عاد اور ثمود اور اصحاب الرّس کا انجام بھی ایسا ہی ہوا۔ اور دیگر بہت سی اقوام کا بھی' جو اُن کے درمیان ہو گزریں۔

۳۹ اِن تمام اقوام کے سامنے ہم' تاریخی شواہد پیش کر کے' بتاتے رہے (کہ قوانینِ خداوندی سے سرکشی برتنے کا انجام کیا ہوتا ہے۔ لیکن انہوں نے اس پر کوئی توجہ نہ دی اور اپنی غلط روش پر اڑے رہے۔ اور آخر الامر) ہمارے قانونِ مکافات کی رُو سے' تباہ اور برباد ہو گئے۔

۴۰ (ان قوموں کی داستانیں تو خیر' پھر بھی ان مخاطبین — عربوں — کے لئے ذرا دُور کی باتیں

وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾ اِنْ كَادَ لَیُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَاۤ اَنْ صَبَرْنَا عَلَیْهَا ؕ وَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ حِیْنَ یَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ﴿۴۲﴾ اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَیْهِ وَكِیْلًا ﴿۴۳﴾ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ یَسْمَعُوْنَ اَوْ یَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ﴿۴۴﴾

ہیں)۔ اُس (قوم لوط کی) بستی کے کھنڈرات پر سے تو ان کا گزر اکثر ہوتا رہتا ہے جسے کوہ آتش فشاں کے پتھروں کی بارش نے تباہ کر دیا تھا۔ کیا یہ لوگ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھتے کہ اُس قوم کا انجام کیا ہوا تھا؟ (دیکھتے تو ہیں، لیکن چونکہ یہ لوگ) قانونِ مکافاتِ عمل اور تسلسل حیات پر یقین نہیں رکھتے (اس لئے یہ کہہ کر اپنے آپ کو اطمینان دے لیتے ہیں کہ وہ ایک اتفاقی حادثہ تھا جو ہو گیا۔ ہمارے ساتھ ایسا نہیں ہو سکتا)۔

۴۱ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ جب تجھے دیکھتے ہیں تو مذاق کرتے ہیں اور (ایک ایسے انداز سے جس میں استہزاء و استخفاف کے نشتر پوشیدہ ہوں) کہتے ہیں کہ "اچھا! یہ ہیں وہ جنہیں خدا نے رسول بنا کر بھیجا ہے!

۴۲ اگر ہم اپنے مسلک پر ثابت قدم نہ رہتے تو اس نے نہیں، ہمارے معبودوں سے بہکا دیا تھا"۔ جب ان کے سامنے عذاب آجائے گا تو اُس وقت انہیں معلوم ہو گا کہ وہ کون ہے جو صحیح راستہ چھوڑ کر، غلط راہ پر چل رہا ہے۔

۴۳ (حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنی خواہشات اور جذبات ہی کو اپنا معبود بنا رکھا ہے)۔ سو جو شخص اپنی خواہشات کا غلام اور پرستار بن جائے، اسے کون راہ راست پر لا سکتا ہے؟ اے رسول! کیا تیرے لئے ممکن ہے کہ تو اس قسم کے آدمی کی اس طرح نگہبانی کر سکے کہ وہ تباہی کے جہنم میں نہ گرے؟ تو، ایسے شخص کا، کبھی ذمہ نہیں لے سکتا!

۴۴ کیا تو سمجھتا ہے کہ اس قسم کے لوگ، دلائل و براہین پر کان دھرتے، اور عقل و خرد سے کام لیتے ہیں؟ (بالکل نہیں۔ جو شخص اپنے جذبات کے پیچھے چلتا ہے، وہ عقل و خرد سے کیسے کام لے سکتا ہے؟)۔ یہ لوگ (انسانی سطح زندگی تک پہنچے ہی نہیں)، محض حیوانی سطح پر زندگی بسر کرتے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ غلط راہ پر چلتے ہیں (اس لئے کہ حیوانات کم از کم، اپنے جبلی تقاضوں کے مطابق تو چلتے ہیں، اور اُس راہ سے کبھی اِدھر اُدھر نہیں ہوتے۔ ان کے برعکس، جذبات کے تابع چلنے والا

اَلَمۡ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیۡفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَ لَوۡ شَآءَ لَجَعَلَہٗ سَاکِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلۡنَا الشَّمۡسَ عَلَیۡہِ دَلِیۡلًا ﴿۴۵﴾ ثُمَّ قَبَضۡنٰہُ اِلَیۡنَا قَبۡضًا یَّسِیۡرًا ﴿۴۶﴾ وَ ہُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الَّیۡلَ لِبَاسًا وَّ النَّوۡمَ سُبَاتًا وَّ جَعَلَ النَّہَارَ نُشُوۡرًا ﴿۴۷﴾ وَ ہُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ الرِّیٰحَ بُشۡرًۢا بَیۡنَ یَدَیۡ رَحۡمَتِہٖ ۚ وَ اَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَہُوۡرًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحۡیِۦَ بِہٖ بَلۡدَۃً مَّیۡتًا وَّ نُسۡقِیَہٗ مِمَّا خَلَقۡنَاۤ اَنۡعَامًا وَّ اَنَاسِیَّ کَثِیۡرًا ﴿۴۹﴾

انسان لمحہ بہ لمحہ اپنی روش بدلتا رہتا ہے)۔

۴۵ (حیوانات تو ایک طرف، خارجی کائنات میں بے جان اشیا تک بھی ایک ہی روش پر چلتی رہتی ہیں)۔ کیا تو نے اس پر غور نہیں کیا کہ خدا کا قانونِ کائنات کس طرح (زوالِ آفتاب کے بعد) سائے کو لمبا کرتا رہتا ہے۔ اگر ہم چاہتے تو ایسا قانون بھی بنا سکتے تھے کہ (زمین گردش نہ کرتی اور اس طرح) سایہ ہمیشہ ایک جیسا رہتا۔ (لیکن ہم نے زمین اور سورج کی گردش کا باہمی تعلق اس قسم کا رکھا ہے کہ) ہر شے کا سایہ، سورج کی نسبت سے گھٹتا بڑھتا رہتا ہے، اور اس طرح سورج، اس کے گھٹنے بڑھنے کی دلیل بن جاتا ہے —— یعنی سورج کے مقام سے ہم فیصلہ کر سکتے ہیں کہ فلاں وقت پر سایہ کا انداز کیا ہوگا۔

۴۶ (یوں زوالِ آفتاب کے وقت سے سائے بڑھنے شروع ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ) ہم انہیں، آہستہ آہستہ، اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ (یعنی غروبِ آفتاب کے ساتھ یہ سائے بھی ختم ہو جاتے ہیں)۔

۴۷ (اسی طرح، رات اور دن کی گردش بھی خدا کے اسی قانون کی رُو سے واقع ہوتی ہے)۔ رات کو اس نے تمہارے لئے پردہ پوش بنایا (کہ تم اس کی تاریکیوں کی چادر میں اپنے آپ کو لپیٹ لیتے ہو) اور نیند کو ایسا بنایا کہ (اس میں تمہارا شعور وقتی طور پر معطل ہو جاتا ہے اور اس طرح تمہارے اعصاب کو) سکون مل جاتا ہے۔ اس کے بعد، دن نمودار ہو جاتا ہے جس میں تم پھر اُٹھ کھڑے ہوتے ہو اور اپنے کام کاج کے لئے اِدھر اُدھر پھیل جاتے ہو۔

۴۸ (خدا کے اسی قانون کے مطابق زمینی پیداوار کا سلسلہ قائم ہے)۔ وہ، بارش سے پہلے، جو ہر ذی حیات کے لئے سامان نشو و نما کا ذریعہ ہوتی ہے، خوشگوار ہواؤں کو قاصد بنا کر بھیجتا ہے کہ لوگوں کو جا کر بارش کی خوشخبری دیں۔ پھر وہ بادلوں سے اس قسم کا پانی برساتا ہے جو خود بھی ہر قسم کی کثافتوں سے پاک اور صاف ہوتا ہے اور اس سے ہر قسم کی کثافتیں دور کی جاتی ہیں۔

۴۹ (بارش سے یہی مقصد نہیں ہوتا کہ اس سے لوگ نہا دھو لیں) اس سے ہم مُردہ بستیوں کو

وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ﴿۵۱﴾ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾ وَهُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾

زندگی عطا کرتے ہیں۔ (بنجر زمینوں سے نباتات اُگتی ہیں)۔ نیز یہ، ہماری بے شمار مخلوق ــــ مویشیوں اور انسانوں ــ کے پینے کے کام آتا ہے۔

۵۰ (یہ ہے وہ ہمارا قانونِ کائنات جسے) ہم مختلف پیراؤں میں (بار بار) پیش کرتے ہیں، تاکہ یہ لوگ، اس حقیقت کو سمجھ سکیں (کہ جب کائنات کی ہر شے، قوانین خداوندی کا اتباع کرتی ہے اور اس سے اس قدر تعمیری نتائج مرتب ہوتے ہیں، تو اگر انسان بھی اُس کے قوانین کے مطابق چلے تو اس کی زندگی بھی خوشگواریوں کی حامل ہو جائے۔ لیکن اس کے باوجود) اکثر لوگوں کا یہ حال ہے کہ انہیں قوانین خداوندی سے انکار اور سرکشی کے سوا کچھ سوجھتا ہی نہیں۔

۵۱ (اسی سے ان لوگوں کے اس اعتراض کا جواب بھی مل جاتا ہے کہ ان کے ہر قبیلے کی طرف الگ الگ رسول کیوں نہیں بھیجا گیا) اگر ہم چاہتے تو اُس سلسلہ کو بدستور قائم رکھ سکتے تھے، جس کی رُو سے رسول اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا۔ (لیکن، ہماری مشیت کے پروگرام کے مطابق، اب وہ دَور آ گیا ہے جس میں رسالت کو قومی نہیں، بلکہ عالمگیر ہونا چاہیئے، جس طرح کائنات کے قوانین بھی عالمگیر ہیں اور اس میں بکھرا ہوا سامانِ رزق بھی عالمگیر۔ اس لئے ہم نے اس قرآن کو تمام نوعِ انسان کے لئے ضابطۂ حیات بنایا ہے۔ $\frac{25}{1}$)۔

۵۲ لہٰذا، اے رسول! تو ان منکرینِ صداقت کی بات پر دھیان نہ دے (کہ ہر قبیلے میں الگ الگ رسول ہونا چاہیئے تھا)۔ اور ان کی بات نہ مان، بلکہ، ان کی مخالفت کا مقابلہ کرنے کے لئے، سرتوڑ کوشش کئے جا ــــ ایسی کوشش جو آخر الامر ان پر غالب آ کر رہے۔

۵۳ (اور اس کی فکر مت کر کہ یہ سب لوگ، اس دین کو قبول کر کے، ایک ہی اُمت کیوں نہیں بن جاتے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں دونوں قسم کے انسان ملے جلے رہتے ہیں ــــ حق کو قبول کرنے والے بھی، اور اس سے سرکشی اختیار کرنے والے بھی ــ جس طرح، خدا کے قانونِ کائنات کی رُو سے، بعض مقامات پر، مختلف ذائقوں کے پانی اکٹھے بہتے رہتے ہیں ــــ یہ نہایت شیریں۔ وہ بہت کھاری اور کڑوا ($\frac{35}{12}$)۔ لیکن اس اختلاط کے باوجود، ان کے درمیان ایک آڑ اور روک رہتی ہے، جو دونوں کو آپس میں ملنے نہیں دیتی۔ (اسی طرح یہ، ایک جگہ رہنے والے انسان،

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ﴿۵۴﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ؕ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ﴿۵۵﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۵۷﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ

بظاہر ایک جیسے دکھائی دیتے ہیں، لیکن ان کی ذہنیتوں میں بڑا فرق ہے۔ اور ان کی ایک جگہ کی بود و ماند، کبھی اس فرق کو مٹا نہیں سکتی)۔

۵۴ (باقی رہا رسول کے ہم قوم اور ہم قبیلہ ہونے کا سوال۔ سو یہ بھی بے معنی بات ہے)۔ خدا نے اپنے قانونِ تخلیق کے مطابق، انسان کی پیدائش، قطرۂ آب سے کی ہے۔ (لہذا، پیدائش کے اعتبار سے، ایک انسان اور دوسرے انسان میں کچھ فرق نہیں۔ اس کے بعد معاشرتی ضروریات کے ماتحت) ہر انسان کے الگ الگ رشتے قائم ہو جاتے ہیں — اِدھر ددھیال کی طرف سے۔ اُدھر ننھیال کی طرف سے۔ (ان رشتہ داریوں سے انسانی وحدت پر کیا اثر پڑ سکتا ہے؟ لہذا قبائلی اور خاندانی امتیاز کے کیا معنی؟ (۴۹/۱۳) خدا کی عالمگیر ربوبیت) اُسی کے مقرر کردہ پیمانوں کے مطابق عام ہونی چاہیئے، (نہ کہ انسانوں کے خود ساختہ معیاروں کے مطابق)۔

۵۵ اس کے برعکس، یہ لوگ، خدا کے عالمگیر ضابطۂ ہدایت کو چھوڑ کر، اپنے اپنے قبیلے کے بتوں کی پرستش، اور اکابر کی اطاعت کرتے ہیں، جو ان کے لئے کسی نفع یا نقصان کا اقتدار نہیں رکھتے۔ (لیکن سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ لوگ، زندگی کے ہر معاملہ میں قبائلی عصبیت پر بڑا زور دیتے ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر ایک قبیلہ، دوسرے قبیلے کے خون کا پیاسا ہو جاتا ہے۔ لیکن) جہاں خدا کی مخالفت کا سوال آتا ہے تمام قبیلے ایک دوسرے کے مددگار بن جاتے ہیں۔

۵۶ بہرحال، یہ لوگ قبائلی عصبیت کا شکار ہیں تو ہوا کریں۔ تمہارا فریضہ یہی ہے کہ تم ان سب کو قوانین خداوندی کے مطابق چلنے کے خوشگوار نتائج، کی خوشخبریاں دو، اور ان کی مخالفت کے تباہ کن عواقب سے آگاہ کرتے رہو۔

۵۷ اور ان سے کہہ دو کہ میں جو تمہیں صحیح راستے کی طرف دعوت دیتا ہوں تو اس میں میری کوئی ذاتی غرض پنہاں نہیں۔ میں تم سے اس کے معاوضے میں کچھ نہیں چاہتا۔ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ تم میں سے جو چاہے، اپنی مرضی سے، خدا کی طرف لیجانے والا راستہ اختیار کر لے۔ بس یہی میرا اجرِ رسالت ہے۔ (۴۲/۲۳ ; ۳۴/۴۷)۔

۵۸ اور اس کے بعد، تم اُس خدا (کے اٹل قوانین کے غیر متبدل نتائج) پر کامل بھروسہ رکھو، جو

بِحَمْدِهٖ ؕ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۟ۚۛ (۵۸) الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚۛ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا (۵۹) وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ۟ (۶۰) تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا

۵ ع ۱۶ ۳

ہمیشہ زندہ ہے۔ کبھی مرنے والا نہیں۔ (اس یقینِ محکم کے ساتھ' اس نظام کے قیام کے لئے سرگرمِ عمل رہو' تاآنکہ' ہر شخص' اس کے درخشندہ نتائج دیکھ کر بے ساختہ پکار اٹھے کہ) وہ خدا' جس کا نظام اس قسم کے نتائج پیدا کرتا ہے' فی الواقعہ' ہر قسم کی حمد و ستائش کا مستحق ہے ($\frac{1}{1}$)۔

اس کے بعد تم اس کی بھی پرواہ مت کرو کہ یہ لوگ' تمہارے خلاف' کیا کیا تہمتیں تراشتے اور الزامات لگاتے ہیں۔ خدا خوب جانتا ہے کہ اس کے بندوں میں سے کون کیا کرتا ہے' اور اُس کے خلاف کیا کیا تہمتیں لگتی ہیں۔ (خدا' تمہیں ان کی تہمت تراشیوں کے مُضر اثرات سے محفوظ رکھے گا۔ $\frac{۴۸}{۷}$)۔

۵۹ وہ خدا جس نے' کائنات کی پستیوں اور بلندیوں کو' اور جو کچھ ان کے اندر ہے' مختلف منازل سے گزارتے ہوئے' چھ ادوار میں بنایا۔ (اس کے بعد زمین اس قابل ہوئی کہ اس پر زندگی کی نمود ہو سکے) اور پھر اس سلسلۂ کائنات کا مرکزی کنٹرول اپنے ہاتھ میں رکھا' تاکہ کائنات کی ہر شے کی پوری پوری نشو و نما ہوتی رہے۔

(ان حقائق کو یہ لوگ کیا جانیں؟)۔ اے مخاطب! اگر تو اس خدائے رحمٰن کے نظامِ ربوبیت کے متعلق فی الواقعہ کچھ جاننا چاہتا ہے تو کسی ایسے شخص سے پوچھ جو (وحیِ خداوندی کی روشنی میں' عقل و بصیرت سے کام لیتے ہوئے' اسرار و رموزِ کائنات سے) باخبر رہتا ہے ($\frac{۳}{۱۸۸-۹۰}$; $\frac{۳۵}{۲۸}$)۔

نیز' جو کچھ تجھے مانگنا ہے' اس خدائے رحمٰن سے مانگ' جو جانتا ہے کہ کس شے کو اپنی نشو و نما کے لئے کس کس سامان کی ضرورت ہے ($\frac{۵۵}{۲۹}$)۔ (تمہاری ہر مانگ اس کے نظام کی طرف سے پوری ہوگی)۔

۶۰ (ان' نہ جاننے والوں' کی تو یہ حالت ہے کہ) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خدائے رحمٰن کے قوانین کے سامنے سرِ تسلیم خم کرو' تو یہ کہتے ہیں کہ رحمٰن کیا؟ (ہم اسے نہیں جانتے)۔ کیا ہم' جانے بوجھے بغیر' محض تیرے کہنے سے' اُس کے سامنے جھک جائیں؟ ہم تیرا حکم کیوں مانیں؟

اس سے ان کی نفرت اور بڑھ جاتی ہے۔

۶۱ (اب انہیں کون بتائے کہ) جس خدا نے کائنات میں' طبیعی روشنی کے لئے' فضا میں اجرامِ فلکی اس طرح پھیلا دیئے ہیں کہ وہ کہیں ستاروں کی قندیلیں بن کر جگمگاتے ہیں۔ کہیں سورج کی

مُّنِيرًا ﴿٦١﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ أَن يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ﴿٦٢﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا ﴿٦٣﴾ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ﴿٦٤﴾ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿٦٦﴾

شمع فروزاں کی شکل میں سامنے آتے ہیں' اور کہیں چاند کے ساغر سیمیں کی صورت میں وجۂ تابانیٔ عالم ہوتے ہیں (اس نے انسانی عقل وبصیرت کی راہ نمائی کے لئے وحی کی روشنی عطا کر دی ہے)۔

۶۲ اور جس خدا نے 'خارجی کائنات میں ایسا انتظام کر رکھا ہے کہ رات اور دن' ایک دوسرے کے بعد آتے جاتے رہیں' تاکہ تاریکی کے بعد روشنی کی نمود ہوتی رہے۔ (اس نے انسانی دنیا میں بھی اسکا انتظام کر دیا ہے کہ کوئی قوم ہمیشہ تاریکی میں نہ رہے۔ اس تک وحی کی روشنی پہنچ جائے۔ تاکہ' جو چاہے' اس کے ذریعے' صحیح راستے کو اپنے سامنے لے آئے اور اس طرح اپنی سعی وعمل کو بھرپور نتائج کا حامل بنالے۔

۶۳ جو لوگ اِس طرح خدائے رحمٰن کی محکومیت اختیار کر لیتے ہیں' ان کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ جب انہیں زمین میں تمکن حاصل ہوتا ہے تو ان کی حکومت' قہر اور استبداد کی حکومت نہیں ہوتی۔ وہ نہایت نرم روی سے چلتے ہیں۔ خود بھی اطمینان وسکون سے رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی سکون وطمانیت بخشتے ہیں۔ ($\frac{۳}{۱۳۸}$ ؛ $\frac{۳۱}{۱۸-۱۷}$ ؛ $\frac{۲۲}{۴۱}$)۔ حتیٰ کہ جب انہیں ان لوگوں سے بھی سابقہ پڑتا ہے جو دورِ جاہلیت کے خصائص ——— سفاہت' عصبیت' مخاصمت' درشتی' شعلہ مزاجی وغیرہ ——— کے پیکر ہوتے ہیں' تو ان سے' صحیح اسلامی صفات ——— امن وسلامتی' بلند نگہی' کشادہ ظرفی' نرم خوئی وغیرہ ——— کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

۶۴ یہ لوگ' دن کے ہنگاموں سے فارغ ہو کر' راتوں کی تنہائیوں میں یہ سوچتے رہتے ہیں کہ ہمیں نظامِ خداوندی کے قیام کے سلسلہ میں' کہاں کہاں جھکنا چاہیئے' اور کہاں کہاں اٹھنا۔ ($\frac{۳۰}{۱۹}$)۔

۶۵ اس تمام تگ وتاز میں' ان کی آرزو ایک ہی ہوتی ہے اور وہ یہ کہ وہ' باطل کے نظام کے اس تباہ کن عذاب سے محفوظ رہیں جو ہر غلط رو انسان کے پیچھے لگا رہتا ہے۔

۶۶ اور اس میں خواہ کوئی تھوڑی دیر کے لئے ٹھیرے یا مستقل طور پر قیام کرے' وہ بہر حال' نہایت بری قیامگاہ ہے۔ (تھوڑی دیر کے لئے' اِس دنیا میں' اور مستقل طور پر اُخروی زندگی میں)۔

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا
اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ يُّضٰعَفْ
لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ
سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾
وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾

---

۶۷ یہ لوگ اپنی ضروریات سے زائد دولت کو نوعِ انسان کی نشوونما کے لئے کھلا رکھتے ہیں۔ (۲/۲۱۹)۔ لیکن اس متاع کو اس نظم وضبط کے ساتھ صرف کرتے ہیں کہ نہ کہیں ضرورت سے زیادہ خرچ ہو جائے اور نہ ہی کسی کی ضرورت رکی رہے۔ وہ افراط وتفریط سے بچ کر اعتدال کی راہ اختیار کرتے ہیں۔

۶۸ یہ وہ لوگ ہیں جو خدا کے قانون واقتدار کے ساتھ کسی اور کا قانون واقتدار تسلیم نہیں کرتے۔ کسی کی اطاعت ومحکومیت اختیار نہیں کرتے۔ اور انسانی زندگی کو جسے خدا نے واجب الاحترام قرار دیا ہے کبھی تلف نہیں کرتے بجز اس کے کہ انہیں حق وانصاف کی خاطر ایسا کرنا پڑ جائے۔ نہ ہی یہ لوگ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ جو قوم عفت کی حفاظت نہیں کرتی اس کے قوائے عملیہ مضمحل ہو جاتے ہیں اور وہ زندگی کی دوڑ میں ہمیشہ پیچھے رہ جاتی ہے۔ (یہی کیفیت افراد کی ہوتی ہے)۔

۶۹ ان کی یہ حالت اس دنیا میں ہوتی ہے۔ اور اُخروی زندگی میں ان کی تباہیاں اور بھی بڑھ جاتی ہیں۔ اور وہ نہایت ذلت وخواری کی زندگی بسر کرتی ہیں۔

۷۰ البتہ جو (فرد یا قوم) اس روش کو چھوڑ کر (تحفظِ عفت کی صحیح روش اختیار کرلے) اور پھر ایسے کام کرے جس سے اس کی صلاحیتوں میں نشوونما ہوتی جائے تو خدا کا قانونِ مکافات ان کی غلط روش کی پیدا کردہ ناہمواریوں کو خوشگواریوں سے بدل دیتا ہے۔ خدا کے قانون میں اس کی گنجائش ہے کہ وہ اِس قسم کے لوگوں کو اُن کی غلط روش کے نقصان رساں نتائج سے محفوظ بھی رکھے اور ان کی نشوونما کا سامان بھی کر دے۔

۷۱ لہٰذا جو شخص بھی غلط روش کو چھوڑ دیتا ہے اور اس کے بعد صلاحیت بخش کام کرتا ہے اس کا ہر قدم قانونِ خداوندی کی طرف اٹھتا ہے۔ (اور قانونِ خداوندی اسے بہترین نتائج سے بہرہ ور کرتا ہے)۔

۷۲ یہ لوگ کبھی ایسی مجلسوں میں نہیں بیٹھتے جن میں چالبازی اور فریب کاری کی باتیں ہوتی

وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۷۶﴾

ہوں۔ (نہ ہی کبھی فریب کارانہ شہادت دیتے ہیں)۔ اگر انہیں کبھی ایسے مقامات سے گزرنا پڑ جائے جہاں لغو باتیں ہو رہی ہوں، تو وہاں سے نہایت شریفانہ انداز سے، اپنا دامن بچاتے ہوئے، گزر جاتے ہیں۔

۷۳ یہ لوگ یونہی جذبات کی رو میں نہیں بہ جاتے بلکہ اپنا ہر قدم، پورے غور و خوض کے بعد اٹھاتے ہیں ($\frac{۳۴}{۴۶}$)۔ یہانتک کہ جب ان کے سامنے قوانینِ خداوندی بھی پیش کئے جائیں، تو وہ ایسا نہیں کرتے کہ علم و بصیرت اور عقل و فکر کو بالائے طاق رکھ کر محض جذباتی طور پر ان پر گر پڑیں۔ وہ ایسا بھی اندھے بہرے بن کر اختیار نہیں کرتے۔ سوچ سمجھ کر اختیار کرتے ہیں۔ (ظاہر ہے کہ یہ لوگ جب قوانین خداوندی پر بلا سوچے سمجھے عمل نہیں کرتے، تو زندگی کے دوسرے معاملات کے فیصلے بے سوچے سمجھے کیسے کریں گے؟)۔

۷۴ ان کی، اپنے پروردگار سے، ہمیشہ یہ آرزو ہوتی ہے کہ ان کے گھروں کی زندگی ایسی ہو کہ ان کے بیوی بچے، اور دیگر رفقاء، اُن کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کا موجب ہوں۔ اور معاشرہ میں ان کی پوزیشن ایسی ہو کہ جو لوگ غلط روش زندگی کی تباہیوں سے بچنا چاہیں، ان کی امامت (لیڈرشپ) ان کے حصے میں آئے۔

۷۵ یہ لوگ، نظام خداوندی کے قیام اور استحکام کے لئے نہایت استقامت اور ثبات کے ساتھ سرگرم عمل رہتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ، سفر حیات میں، نہایت سبک رفتاری سے، بلند منازل کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں، اور اس طرح، اُن مقامات میں پہنچ جاتے ہیں جہاں سامان زیست کی ہر طرح فراوانیاں اور روانیاں ہوتی ہیں۔ اور ان کی سرسبز و شاداب زندگی، جوئے رواں کی طرح، آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اس معاشرہ میں، امن و سلامتی کی زندگی بخش صدائیں، ہر سمت سے ان کا استقبال کرتی ہیں

۷۶ یہ وہ معاشرہ ہے کہ کوئی اس میں تھوڑے وقت کے لئے قیام کرے، یا مستقل طور پر ٹھہرے اس کی خوشگواریوں سے ضرور بہرہ یاب ہوتا ہے۔ ($\frac{۲۹}{۵۸}$; $\frac{۳۴}{۳۷}$; $\frac{۳۹}{۲۱}$)۔
یہ ہوگی ان لوگوں کی زندگی جسے وہ اس طرح بسر کریں گے۔

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا (۷۷)

۶ ع ۱۴ ۴

(۷۷) (اے رسول! ان مخالفین سے) کہدو کہ یہ ہے میری دعوت۔ اگر تم اس دعوت میں میرا ساتھ نہیں دیتے، تو نہ دو۔ میرا نشوونما دینے والا تمہاری ذرا بھی پرواہ نہیں کرتا۔ اس کی میزان میں تمہاری مخالفت کا پرِکاہ جتنا بھی وزن نہیں۔ تم اس دعوت کی تکذیب کرتے ہو، تو اس سے اُس کا کچھ نہیں بگڑتا۔ اس سے تم خود ہی تباہ ہو گے —— اور یقین رکھو کہ وہ تباہی تمہارے سامنے آکر رہے گی۔
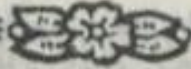
سورۃ الشعراء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ﴿۲﴾ لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ اَلَّا یَکُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۳﴾ اِنۡ نَّشَاۡ نُنَزِّلۡ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ اٰیَۃً فَظَلَّتۡ اَعۡنَاقُہُمۡ لَہَا خٰضِعِیۡنَ ﴿۴﴾ وَ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ ذِکۡرٍ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ مُحۡدَثٍ اِلَّا کَانُوۡا عَنۡہُ مُعۡرِضِیۡنَ ﴿۵﴾

---

۱ خدائے ذی الطّول[1] و سمیع و علیم کا ارشاد ہے کہ

۲ یہ اُس ضابطہ خداوندی کے احکام ہیں جو ہر بات کو وضاحت سے بیان کرتا ہے۔

۳ (اے رسول!) یوں نظر آتا ہے کہ تو اس غم میں کہ یہ لوگ اس ضابطۂ زندگی پر ایمان کیوں نہیں لاتے اپنی جان گھلا دے گا۔

۴ (تمہارے دلِ دردمند کا تقاضا یہی ہونا چاہئے۔ لیکن ہمارے قانونِ مشیت کا فیصلہ یہ ہے کہ کفر و ایمان کے معاملہ میں انسانوں کو ان کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے۔ ورنہ اگر انہیں زبردستی مومن بنانا مقصود ہوتا تو ہمارے لئے یہ کیا مشکل تھا کہ) ہم آسمان سے کوئی ایسا کھلا ہوا نشان نازل کر دیتے جس کے سامنے ان بڑے بڑے اکابرین کی گردنیں جھک جاتیں۔ (لیکن ہم کسی کو اس طرح زبردستی مومن بنانا نہیں چاہتے۔ مومن وہی ہے جو اپنے دل و دماغ کے پورے اطمینان سے 'علیٰ وجہ البصیرت' ہمارے قوانین کی صداقت کو تسلیم کرے۔ اس قسم کے نشانات سے ذہن کو ماؤف کر کے 'بات منوا لینا' ایمان نہیں کہلا سکتا)۔

۵ (چونکہ ہم انسان کے اختیار و ارادے کو سلب نہیں کرتے' اس لئے ان کی حالت یہ ہے کہ)

---

[1] بڑی قوتوں والا۔

فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَأْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۹﴾ وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰﴾ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۱﴾

جب بھی خدائے رحمٰن کی طرف سے ان کے پاس، کوئی ایسا حکم آتا ہے جو ان کے مسلک میں پہلے سے موجود نہ ہو، تو یہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ (۲۱/۲)۔

۶ اسی بنا پر یہ تمہارے پیغام کی بھی تکذیب کرتے ہیں (کیونکہ یہ ان کے نزدیک بالکل نئی چیز ہے)۔ لیکن (اس میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں)۔ جن باتوں کی یہ لوگ ہنسی اڑاتے ہیں، وہ ان کے سامنے آ کر رہیں گی۔ (اس لئے کہ ہمارے قانونِ مکافات کی رُو سے ایسا ہو نہیں سکتا کہ کسی کا کوئی عمل بلا نتیجہ رہ جائے)۔

۷ کیا انہوں نے اس پر غور نہیں کیا کہ زمین میں (مختلف بیجوں سے) کس طرح قسم قسم کی چیزیں اگتی ہیں۔ (اسی طرح، انسان کا ہر عمل ایک تخم کی طرح ہے جس میں پھل آنا ضروری ہے — گندم سے گندم، جو سے جو)۔

۸ غور کرنے والوں کے لئے تو اسی ایک بات میں، (ہمارے قانونِ مکافات کی نتیجہ خیزی کے اصول کو پہچاننے کی) بہت بڑی نشانی ہے۔ لیکن، ان میں سے اکثر لوگوں کی کیفیت یہ ہے کہ (وہ غور و فکر ہی نہیں کرتے اس لئے اس کی) صداقت پر ایمان نہیں لاتے۔

۹ لیکن (ان کے ایمان نہ لانے سے، اس قانون پر کیا اثر پڑتا ہے؟ وہ "این و آں سے بے نیاز" مصروفِ عمل رہتا ہے۔ اس لئے کہ) وہ اُس خدا کا قانون ہے جو بڑی قوتوں کا مالک ہے (اس لئے مخالفین کتنے ہی صاحبِ قوت کیوں نہ ہوں، اس کے قانون کو شکست نہیں دے سکتے۔ اور اس کے ساتھ ہی) وہ ہر شے کو نشوونما دینے والا ہے (اس لئے یہ ہو نہیں سکتا کہ جو لوگ نوعِ انسان کی عالمگیر نشوونما کے راستے میں روک بن کر بیٹھ جائیں، وہ وہاں سے ہٹائے نہ جائیں)۔

۱۰ (اس حقیقت کی شاہد، داستانِ بنی اسرائیل ہے، جسے اس جگہ مختصراً دہرایا جاتا ہے۔ اس کی ابتدا اس مقام سے کی جاتی ہے) جب ہم نے موسیٰؑ کو آواز دی اور اس سے کہا کہ تم اس قوم (فرعون) کی طرف جاؤ جس نے بڑی سرکشی اختیار کر رکھی ہے۔

۱۱ ان کی طرف جاؤ اور ان سے پوچھو کہ کیا وہ اپنی غلط روش کے تباہ کن عواقب سے بچنا چاہتے ہیں یا نہیں؟

قَالَ رَبِّ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اَنۡ یُّکَذِّبُوۡنِ ﴿۱۲﴾ وَ یَضِیۡقُ صَدۡرِیۡ وَ لَا یَنۡطَلِقُ لِسَانِیۡ فَاَرۡسِلۡ اِلٰی ہٰرُوۡنَ ﴿۱۳﴾ وَ لَہُمۡ عَلَیَّ ذَنۡۢبٌ فَاَخَافُ اَنۡ یَّقۡتُلُوۡنِ ﴿۱۴﴾ قَالَ کَلَّا ۚ فَاذۡہَبَا بِاٰیٰتِنَاۤ اِنَّا مَعَکُمۡ مُّسۡتَمِعُوۡنَ ﴿۱۵﴾ فَاۡتِیَا فِرۡعَوۡنَ فَقُوۡلَاۤ اِنَّا رَسُوۡلُ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۶﴾ اَنۡ اَرۡسِلۡ مَعَنَا بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اَلَمۡ نُرَبِّکَ فِیۡنَا وَلِیۡدًا وَّ لَبِثۡتَ فِیۡنَا مِنۡ عُمُرِکَ سِنِیۡنَ ﴿۱۸﴾ وَ فَعَلۡتَ فَعۡلَتَکَ الَّتِیۡ فَعَلۡتَ وَ اَنۡتَ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۱۹﴾

---

۱۲ موسیٰؑ نے عرض کیا کہ اے میرے نشوونما دینے والے! مجھے ڈر ہے کہ وہ (میری بات نہیں مانیں گے بلکہ اُلٹا) مجھے جھٹلائیں گے۔

۱۳ (ہوسکتا ہے کہ ان کی مخالفت اس قدر شدت اختیار کر جائے کہ اس کا مقابلہ کرنا تمہارے بس کی بات نہ رہے) میرا دم گھٹنے لگ جائے اور میں ان سے کھل کر بات بھی نہ کرسکوں۔ اس لئے تو ایسا کر کہ ہارونؑ کی طرف بھی پیغام بھیج دے (کہ وہ میرے ساتھ چلنے کے لئے تیار رہے)۔

۱۴ (دوسری بات یہ بھی ہے کہ) وہ لوگ میرے خلاف قتل کا الزام دھرتے ہیں۔ اس لئے مجھے خدشہ ہے کہ وہ مجھے گرفتار کر کے قتل نہ کردیں۔ (۲۸/۱۵)۔

۱۵ خدا نے کہا کہ (مت ڈرو)۔ ان کی مجال نہیں کہ وہ ایسا کریں۔ (لیکن یہ ٹھیک ہے کہ مہم کی سختی کے پیش نظر، ہارونؑ کو بھی تمہارے ساتھ جانا چاہیئے) پھر تم دونوں، ہمارے قوانین کو لے کر اُن کی طرف جاؤ۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم ایک ایک بات کو سنتے (دیکھتے) رہیں گے۔ (۲۰/۴۶)

۱۶ سو تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم تمہاری طرف، خدائے ربّ العالمین کا ایک پیغام لے کر آئے ہیں۔

۱۷ اور وہ پیغام یہ ہے کہ تم بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دو۔ (تاکہ وہ تمہارے استبداد کے شکنجے سے نکل کر، قوانین خداوندی کے مطابق آزادانہ زندگی بسر کرنے کے قابل ہوسکیں۔ ۲۰/۴۷)۔

۱۸ (چنانچہ وہ گئے اور فرعون تک خدا کا پیغام پہنچایا، تو) فرعون نے موسیٰؑ سے کہا کہ اے موسیٰؑ! کیا یہ واقعہ نہیں کہ ہم نے بچپن سے اپنے ہاں تمہاری پرورش کی، اور تم نے اپنی عمر کا ایک حصہ ہمارے ہاں بسر کیا۔

۱۹ لیکن تم نے ان احسانات کا بدلہ یوں دیا کہ خود ہماری ہی قوم کے ایک آدمی کو قتل کر ڈالا — تم کیسے ناشکر گزار آدمی ہو۔؟

قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿٢٠﴾ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٢١﴾ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿٢٢﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٣﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿٢٤﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿٢٥﴾

۲۰ موسٰےؑ نے کہا کہ میں نے دانستہ اُسے قتل نہیں کیا تھا- میں نے تو اُسے محض ایک مُکّا مارا تھا- مجھے کیا خبر تھی کہ وہ مُکّے سے مر ہی جائے گا- (۲۸/۱۵)

۲۱ اُس کے بعد میں یہاں سے بھاگ اس لئے گیا تھا کہ (مقتول تمہاری قوم کا آدمی تھا اس لئے) میں ڈرتا تھا کہ (تم انصاف سے نہیں' بلکہ قومی عصبیت سے کام لوگے' اور میرے ذمّے جرم قتل عائد کردوگے)-

اس کے بعد' خدا نے مجھے نبوت سے سرفراز فرمایا- مجھے معاملات میں صحیح فیصلے کرنے کی صلاحیت عطا کی- اور اس طرح میرا شمار' خدا کے رسولوں کے زمرہ میں ہوگیا- (اور اب میں اسی حیثیت سے تمہارے پاس آیا ہوں)-

۲۲ (باقی رہا تمہارا یہ کہنا کہ تم نے بچپن میں میری پرورش کی اور محلات میں نازو نعمت سے پالا- تو) تم اپنے ان احسانات کا بدلہ یہ چاہتے ہو کہ پوری کی پوری قوم بنی اسرائیل کو اپنی محکومی کے شکنجے میں جکڑے رکھو! (تم نے ایک فرد پر جو احسانات کئے ہیں' انہیں تو جتاتے ہو' لیکن اُس کی پوری قوم پر جو مظالم کر رہے ہو' ان کا ذکر کیوں نہیں کرتے؟)-

۲۳ (اس پر فرعون کھسیانا ہوگیا' اور بات کا رُخ دوسری طرف موڑنے کے لئے کہنے لگا' کہ تم جو کہتے ہو کہ تم خدائے ربّ العالمین کی طرف سے میری طرف پیغام لائے ہو) تو وہ ربّ العالمین — تمام اقوام عالم کا نشو و نما دینے والا — کون ہے؟ (۲۰/۴۹)

۲۴ موسٰےؑ نے کہا کہ خدائے ربّ العالمین وہ ہے جو کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں ہر شے کی نشو و نما کرتا ہے- سو اگر تمہیں اس کا یقین آجائے (کہ کائنات میں ہر شے کی ربوبیت خدا کرتا ہے' تو تم اسے بھی بآسانی سمجھ جاؤ کہ خود انسانوں کی پرورش بھی وہی کرتا ہے' اور تمہارا یہ دعوٰے کہ تم اپنی رعایا کے رب ہو' قطعاً بے بنیاد ہے- ۴۳/۵۱ ؛ ۷۹/۲۴)-

۲۵ اس پر فرعون نے اپنے درباریوں (پر ایک نظر ڈالی اور ان) سے کہا کہ تم سنتے ہو کہ یہ شخص؛

قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾
قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ
لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ
مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۳۲﴾

کیا کہہ رہا ہے؟ (اس کی باتیں گہری توجہ کی محتاج ہیں۔ انہیں دل کے کانوں سے سنو!)۔

۲۶ (موسیٰؑ نے فرعون کی بات کو ان سنی کر کے اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھا اور) کہا کہ وہ خدا صرف خارجی کائنات ہی کا رب نہیں۔ وہ خود تمہارا بھی رب ہے۔ اور تمہارے آباواجداد (سابقہ فراعنۂ مصر) کا رب بھی وہی تھا۔

۲۷ فرعون نے اپنے اہلِ دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ لو بھئی! خدا نے تمہاری طرف اپنا رسول بھی بھیجا تو ایک پاگل بھیجا!

۲۸ (موسیٰؑ نے اس کی ہفوات پر پھر کوئی توجہ نہ دی' اور اپنے سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے) کہا کہ وہ خدا' مشرق و مغرب' اور جو کچھ ان کے درمیان ہے' سب کا پرورش کرنے والا ہے۔ اگر تم ذرا بھی عقل و خرد سے کام لو تو یہ بات بآسانی سمجھ میں آسکتی ہے۔

۲۹ (اب فرعون سے نہ رہا گیا۔ اس نے طیش میں آکر موسیٰؑ سے کہا کہ اپنی زبان بند کرو' اور کان کھول کر سن لو کہ) اگر تم نے (میری مملکت میں رہتے ہوئے) میرے سوا کسی اور کو صاحبِ اقتدار تسلیم کیا (خواہ وہ تمہارا خدا ہی کیوں نہ ہو' تو یہ کھلی ہوئی بغاوت ہوگی' جس کی پاداش میں' تمہیں جیل خانے بھجوادوں گا۔

۳۰ موسیٰؑ نے کہا کہ اگر میں اپنے دعوے کی تائید میں کوئی کھلی ہوئی دلیل لے آؤں (تو کیا تم پھر بھی مجھے قید کر دوگے؟ کیا تم معاملہ کو دلائل و براہین کی رُو سے' طے کرنے کے بجائے' دھاندلی سے کام لینا چاہتے ہو؟ کیا تمہارے ہاں استبدادِ فرعونی کے علاوہ اور کوئی قانون نہیں؟)۔

۳۱ (اس جواب سے فرعون کچھ جھینپا' اور موسیٰؑ سے) کہا کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو' تو لاؤ' میں بھی دیکھوں' وہ کونسی نئی بات ہے جسے تم پیش کرنا چاہتے ہو؟

۳۲ اس پر موسیٰؑ نے وہ قوانین و ضوابط پیش کئے جو اسے خدا سے ملے تھے اور جنہیں وہ نہایت مضبوطی سے تھامے ہوئے تھا۔ یہ قوانین و ضوابط کیا تھے' گویا ایک اژدھا تھا جو باطل کے معتقدات کو

وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۳۶﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۳۷﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۳۸﴾ وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾

(۲ ع ۳۴ ۶)

نگلے جا رہا تھا۔ (ان کی رو سے بتایا گیا تھا کہ اہل فرعون کی غلط روش کا نتیجہ کس قدر تباہ کن ہوگا۔ ۱۰۸ — ۱۰۷/۷ ؛ ۲۵ — ۱۷/۲۰ ؛ ۳۲ — ۳۱/۲۸)۔

۳۳ اس کے بعد موسیٰؑ ان براہین نیرہ کو سامنے لایا جن کی رو سے واضح کیا گیا تھا کہ قوانین الٰہیہ کی اطاعت سے اُن کا مستقبل کس قدر روشن ہو جائے گا۔ ان دلائل کی درخشندگی اور تابناکی ہر دیدۂ بینا کو صاف نظر آ رہی تھی۔

۳۴ اس پر فرعون نے اپنے اہل دربار، سرداران قوم سے کہا، کہ یہ شخص یقیناً ایک ماہر سحر کار ہے جو جھوٹ کو سچ بنا کر دکھاتا چلا جا رہا ہے۔

۳۵ اس کا ارادہ یہ نظر آتا ہے کہ یہ اپنی فریب کاریوں سے لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر یہاں اپنی حکومت قائم کرلے اور تمہیں اس ملک سے نکال باہر کرے۔ سو بتاؤ کہ تمہارا اس باب میں کیا مشورہ ہے؟ (۱۱۰/۷)۔

۳۶ انہوں نے کہا کہ ہمارا خیال یہ ہے کہ) سر دست موسیٰؑ اور اس کے بھائی کے معاملہ کو معرضِ التوا میں رکھو، اور مملکت کے بڑے بڑے شہروں میں ہرکارے بھیج دو کہ وہ مختلف

۳۷ معبدوں سے، ماہرین سحر کار پروہتوں کو تمہارے پاس بلا لائیں۔

۳۸ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، اور ملک کے بڑے بڑے سحر کار پروہت، تاریخ اور وقت مقررہ پر، موسیٰؑ کے مقابلہ کے لئے جمع ہو گئے۔

۳۹ علاوہ ازیں، عام لوگوں سے بھی کہا گیا کہ وہ بھی جمع ہو جائیں۔

۴۰ تاکہ جب یہ پروہت کامیاب ہوں تو ان کا شاندار جلوس نکالا جائے۔

۴۱ جب وہ پروہت آ گئے تو انہوں نے فرعون سے کہا کہ اگر ہم موسیٰؑ پر غالب آ گئے، تو کیا ہمیں کچھ انعام بھی دیا جائے گا؟

قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٤٢﴾ قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنتُم مُّلْقُونَ ﴿٤٣﴾ فَأَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُونَ ﴿٤٤﴾ فَأَلْقَىٰ مُوسَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿٤٥﴾ فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ﴿٤٦﴾ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٧﴾ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿٤٨﴾ قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۚ لَأُقَطِّعَنَّ

۴۲ اس نے کہا کہ بیشک۔ تمہارے لئے انعام بھی ہوگا۔ اور سب سے بڑا انعام تو یہ ہوگا کہ تم ہمارے مقرب بن جاؤ گے۔ (۷/۱۱۳)۔

۴۳ (مقابلہ شروع ہوا اور) موسیٰؑ نے ان سے کہا کہ لاؤ۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے، اسے پیش کرو۔

۴۴ چنانچہ انہوں نے اپنے باطل مذہب کی تائید میں نہایت رکیک اور بودی دلیلیں پیش کیں۔ اور کہا کہ فرعون کے جاہ و جلال کی قسم، ہم آج ضرور میدان مار لیں گے۔ (یعنی دلیلیں تو بجید کمزور تھیں لیکن چونکہ وہ فرعون کی جاہ و حشمت اور قوت و جبروت کو اپنی پشت پر سمجھتے تھے، اس لئے انہیں اپنی کامیابی کا یقین تھا)۔

۴۵ اس پر موسیٰؑ نے نظامِ خداوندی کی تائید میں محکم دلائل پیش کئے جو پروہتوں کی، فریب پر مبنی، دلیلوں کو ایک ایک کر کے نگل گئے۔

۴۶ وہ دلائل اس قدر واضح، بیّن اور محکم تھے کہ ان کی روشنی میں، پروہتوں پر موسیٰؑ کی دعوت کی صداقت بے نقاب ہو گئی اور انہوں نے اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا۔

۴۷ اور اعلان کر دیا کہ ہم خدائے ربّ العالمین پر ایمان لاتے ہیں۔

۴۸ یعنی اس خدا پر جس کی طرف موسیٰؑ اور ہارونؑ دعوت دیتے ہیں۔

۴۹ (فرعون اپنے پروہتوں کی شکست پر پہلے ہی غصے میں بھرا بیٹھا تھا۔ اب جو اس نے دیکھا کہ وہ برملا، موسیٰؑ کے خدا پر ایمان لے آئے ہیں، تو وہ ان پر برس پڑا، اور انتہائی غیظ و غضب کے عالم میں، گرج کر بولا کہ ہیں! تم میری اجازت کے بغیر ہی موسیٰؑ کے خدا پر ایمان لے آئے ہو؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ (موسیٰؑ) تمہارا پیرومرشد ہے جس نے تمہیں پروہتی کا علم سکھایا تھا۔ (تم اندر سے سب، ملے ہوئے تھے تاکہ مجھے شکست دے کر اپنی حکومت قائم کر لو)۔ تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا کہ تمہاری اس حرکت کی سزا کیا ہے۔ میں ابھی تمہاری مُشکیں کسواتا ہوں۔ تمہیں

اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّ لَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۹﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۖ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۱﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِى الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۷﴾ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ

۳ ع۱۸ ۷

الٹی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ڈلواتا ہوں- تمہارے ہاتھ پاؤں کٹواتا ہوں- تم سب کو سولی پر چڑھاتا ہوں-

۵۰ (انہوں نے اس کڑک اور گرج کو دل کے پورے سکون کے ساتھ سنا' اور نہایت اطمینان سے) کہا کہ تم جو جی میں آئے کرو اس سے ہمارا کچھ نہیں بگڑتا- (اب ہماری نگاہوں کا زاویہ بدل چکا ہے) ہماری تمام توجہات' اپنے نشو ونما دینے والے کی طرف مرکوز ہیں صحیح منزل آشکارا ہو کر ہمارے سامنے آچکی ہے- اور ہمارا ہر قدم اُس کی طرف اُٹھ رہا ہے- (تم ہمیں بے گناہ قرار دیدو یا مجرم- اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا- ہماری آرزو یہ ہے کہ جب ہم اپنے خدا کے حضور جائیں تو اس کے سامنے مجرم نہ قرار پائیں)-

۵۱ چونکہ ہم موسیٰؑ اور ہارونؑ کی دعوت پر سب سے پہلے ایمان لائے ہیں' اس لئے ہمیں امید کامل ہے کہ ہمارے خدا کا قانونِ ربوبیت' ہماری سابقہ غلط روش کے مضر اثرات سے ہمیں محفوظ رکھے گا-

۵۲ (اس کے بعد دیگر واقعات پیش آئے اور آخر الامر) ہم نے موسیٰؑ کی طرف وحی بھیجی کہ ہمارے بندوں (بنی اسرائیل) کو لے کر' وہاں سے راتوں رات نکل جا- اور (اتنا سمجھ رکھ کہ) فرعون ضرور تمہارا تعاقب کرے گا-

۵۳ (حضرت موسیٰؑ کی تعلیم اور بنی اسرائیل کی تنظیم کا اثر ملک میں پھیل رہا تھا- اس کے ازالے کے لئے) فرعون نے مختلف شہروں میں ہرکارے دوڑائے-

۵۴ (اور لوگوں سے کہا کہ) یہاں ذلیل لوگوں (یعنی ہماری محکوم قوم' بنی اسرائیل) کی ایک حقیر سی

۵۵ جماعت ہے جو اپنی فتنہ سامانیوں اور سازشوں سے ہمارے غصے کی آگ کو بھڑکا رہی ہے- (لیکن تم لوگ مطمئن رہو- یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے- اس لئے کہ)

۵۶ ہمارے پاس بڑے بڑے مسلح لشکر ہیں- (ہم انہیں کچل کر رکھ دیں گے)-

۵۷ (ادھر فرعون کی طرف سے یہ ڈونڈی پٹ رہی تھی' اور ادھر خدا کا قانون مکافات اعلان کر رہا تھا کہ سب سننے والے سُن لیں کہ) ہم نے فرعون' اور اس کے سرداران قوم کو' ان کے باغات اور چشموں سے

۵۸ اور ان کے خزانوں' اور مناصب ومدارج سے نکال باہر کیا ہے-

كَرِيمٍ ﴿٥٨﴾ كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٥٩﴾ فَأَتْبَعُوهُم مُّشْرِقِينَ ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا تَرَاءَى الْجَمْعَانِ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَىٰ إِنَّا لَمُدْرَكُونَ ﴿٦١﴾ قَالَ كَلَّا ۖ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴿٦٢﴾ فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنِ اضْرِب بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ فَانفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ ﴿٦٣﴾ وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخَرِينَ ﴿٦٤﴾ وَأَنجَيْنَا مُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُ أَجْمَعِينَ ﴿٦٥﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ﴿٦٦﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٦٧﴾

---

۵۹ پھر سُن لو کہ ایسا ہو چکا ہے- یہ سب کچھ ان سے چھن چکا ہے اور اس کے مالک بنی اسرائیل بنا دیئے گئے ہیں-

۶۰ (بہرحال، بنی اسرائیل راتوں رات مصر سے نکل کھڑے ہوئے- اور) پو پھٹے، فرعون کا لشکر ان کے تعاقب میں چل نکلا-

۶۱ جب فریقین نے ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰؑ کے ساتھیوں نے کہا کہ لو! ہم پھنس گئے- (سامنے پانی ہے اور پیچھے فرعون کا لشکر- اب ہمارے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں)-

۶۲ موسیٰؑ نے کہا کہ گھبراؤ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا- جس خدا نے مجھے اس طرح مصر سے نکلنے کا حکم دیا تھا وہ اب بھی) میرے ساتھ ہے- وہ مجھے ضرور کوئی ایسا راستہ دکھائے گا (جس سے ہم بلاخوف وخطر اپنی منزل تک جا پہنچیں)-

۶۳ چنانچہ ہم نے موسیٰؑ کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی جماعت کو لے کر (فلاں سمت سے) سمندر (یا دریا) کی طرف چلو- اور وہاں سے انہیں اس راستے سے پار لے جاؤ جو خشک ہو چکا ہے (۲۰/۷۷ ؛ ۴۴/۲۴)- جب صبح نمودار ہوئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ دونوں جماعتیں، عظیم تودوں کی طرح، ایک دوسرے کے بالمقابل کھڑی ہیں —— بنی اسرائیل، سمندر (یا دریا) کے اُس پار- اور فرعون کا لشکر اِس طرف-

۶۴ قوم فرعون، بنی اسرائیل کی دیکھا دیکھی، اور آگے بڑھ گئی- (اتنے میں پانی چڑھ آیا اور وہ سب غرق ہو گئے)-

۶۵ یوں ہم نے موسیٰؑ اور اس کے تمام ساتھیوں کو، بخیر و خوبی مصر سے نکال لیا اور

۶۶ فرعون اور اس کے ساتھی غرق ہو گئے-

۶۷ اس واقعہ میں یقیناً (ہر صاحب بصیرت کے لئے حق و باطل کی کشمکش کے انجام کی واضح) نشانی ہے- لیکن، اس کے باوجود، ان لوگوں میں سے اکثر (خدا کے قانون کی صداقت پر) ایمان نہیں لاتے

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۶۸﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرٰهِيمَ ﴿۶۹﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ﴿۷۰﴾ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِينَ ﴿۷۱﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ﴿۷۲﴾ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ﴿۷۳﴾ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿۷۴﴾ قَالَ أَفَرَءَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿۷۵﴾ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ﴿۷۶﴾ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِي إِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِينَ ﴿۷۷﴾ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ﴿۷۸﴾ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ﴿۷۹﴾ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ﴿۸۰﴾

(ع ۱۷ — ۴ — ۸)

(اور کہدیتے ہیں کہ ایسے واقعات محض اتفاقی اور ہنگامی طور پر صادر ہو جاتے ہیں)۔

۶۸ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ خدا کے اس قانونِ مکافات کی رُو سے ہوتا ہے جو اتنی تو توں کا مالک ہے کہ مخالفین پر پورا پورا غلبہ پا کر نظامِ حق و صداقت کے حاملین کی نشو و نما کا سامان کرتا جائے۔

۶۹ اِسی طرح (اے رسول!) انہیں داستانِ ابراہیمؑ بھی سناؤ۔

۷۰ جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کن چیزوں کی پرستش کرتے ہو؟

۷۱ انہوں نے کہا کہ ہم بتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ اور انہی کی پرستش کرتے رہیں گے۔

۷۲ ابراہیمؑ نے کہا کہ جب تم ان بتوں کو پکارتے ہو تو کیا یہ تمہاری بات سنتے ہیں؟

۷۳ یا ان میں اس کی قوت ہے کہ تمہیں کچھ نفع یا نقصان پہنچا سکیں۔

۷۴ (انہوں نے کہا کہ ہمیں ان باتوں کا تو پتہ نہیں۔ نہ ہی ہم اس بحث میں پڑنا چاہتے ہیں) ہم نے اپنے آباء واجداد کو ان کی پرستش کرتے دیکھا تھا (اس لئے ہم بھی ویسا ہی کر رہے ہیں)۔

۷۵ ابراہیمؑ نے کہا کہ کیا تم نے کبھی اس پر بھی غور کیا ہے کہ تم' اور تمہارے اسلاف' جن بتوں کی پرستش کرتے ہیں' ان کی حقیقت کیا ہے؟

۷۶

۷۷ (بہر حال' تم انہیں جو کچھ سمجھتے ہو' سمجھتے رہو۔ جہاں تک میرا تعلق ہے) میں انہیں اپنا بدترین دشمن سمجھتا ہوں۔ میں دوست رکھتا ہوں اس خدائے رب العالمین کو

۷۸ جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ اور جو زندگی کے صحیح راستے کی طرف میری راہ نمائی کرتا ہے۔

۷۹ وہ خدا' جو مجھے' اپنے قانونِ ربوبیت کے مطابق' کھانے پینے کو دیتا ہے۔ (مجھے ہی نہیں' بلکہ ساری مخلوق کو)

۸۰ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں' تو اُس کے قانونِ طبیعی کے مطابق مجھے شفا ملتی ہے (لہذا' تم جو سمجھتے ہو کہ ان بتوں میں سے کوئی رزق عطا کرنے والا ہے' اور کوئی شفا دینے والا۔ یہ سب تمہاری توہم پرستیاں

وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۸۲﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّ
اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿۸۵﴾
وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّاۗلِّيْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾
اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۹۰﴾

ہیں- کائنات میں سب کچھ خدا کے قوانین کے مطابق ہوتا ہے)۔

۸۱ پھر اسی کے قانون کے مطابق مجھے ایک دن موت آئے گی- اور وہی مجھے مرنے کے بعد زندگی عطا کرے گا-

۸۲ اسی خدا سے میں اس کی امید رکھتا ہوں کہ مجھ سے کبھی کوئی بھول چوک ہو جائے تو وہ اعمال کے ظہور نتائج کے وقت اُس کے مضر اثرات سے میری حفاظت کرے گا-

۸۳ خدا سے میری التجا ہے کہ وہ مجھے لوگوں کے متنازعہ فیہ معاملات میں (حق کے ساتھ) فیصلہ کرنے کی قوت عطا فرمائے اور اُن لوگوں کے زمرے میں شامل کرے جن کی صلاحیتوں کی نشوونما ہو چکی ہو-

۸۴ اور مجھ سے نوع انسان کی فلاح و بہبود کے ایسے اعلیٰ کام سرزد ہوں کہ آنے والی نسلیں میرا ذکر ایک سچے غمخوار کی حیثیت سے کریں- (اور اس طرح شرفِ انسانیت کی بنا پر میرا نام زندہ رہے)-

۸۵ اور میں ان لوگوں میں شامل ہو جاؤں جنہیں زندگی کی آسائشیں اور مرفہ الحالیاں نصیب ہو جاتی ہیں (اِس دنیا میں بھی اور اس کے بعد کی زندگی میں بھی)-

۸۶ (اور اپنے خدا سے میری دعا یہ بھی ہے کہ) وہ ایسا کر دے کہ میرا باپ جو اس وقت غلط راستے پر چل رہا ہے صحیح راستہ اختیار کرے اور اس طرح وہ ان تباہیوں سے بچ جائے جو اس کی موجودہ روش کا لازمی نتیجہ ہے: ۹/۱۱۴ ; ۱۴/۴۱ ; ۱۹/۴۷ ; ۶۰/۴)-

۸۷ اور جب لوگ ظہور نتائج کے وقت اٹھائے جائیں تو اُس وقت میری رسوائی نہ ہو-

۸۸ کیونکہ اُس وقت نہ تو کسی کا مال اُسے کچھ فائدہ پہنچا سکے گا اور نہ ہی اولاد-

۸۹ اُس وقت فلاح و بہبود اسی کے حصے میں آئے گی جو "قلبِ سلیم" لے کر خدا کے سامنے جائیگا- (جو اپنے اختیار و ارادہ- خواہشات اور آرزوؤں کو قوانین خداوندی کے سامنے جھکا ہوا رکھے گا- جو ان قوانین سے کبھی سرکشی اختیار نہیں کرے گا)- (۳۷/۸۵)

۹۰ اور اُس وقت جنت کو اُن لوگوں کے قریب کر دیا جائے گا جو قوانین خداوندی کی پوری پوری

وَ بُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾ قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۷﴾ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿۱۰۰﴾

نگہداشت کرتے تھے۔

۹۱ اور جہنم کو ان لوگوں کے سامنے نمودار کر دیا جائے گا جو قوانین خداوندی سے سرکشی برت کر غلط راستے اختیار کر لیتے تھے۔ (جہنم تو اب بھی کہیں دور نہیں۔ وہ ان سب کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہے۔ اُس وقت یہ اُسے اپنے سامنے ابھرا ہوا دیکھ لیں گے $\frac{۲۹}{۵۴}$ ؛ $\frac{۷۹}{۳۶}$ ؛ $\frac{۸۲}{۱۶}$)۔

۹۲ اُس وقت اِن سے پوچھا جائے گا کہ بتاؤ! وہ تمہارے معبود کہاں ہیں جن کی تم، خدا کو چھوڑ کر، پرستش کیا کرتے تھے۔

۹۳ کیا وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں؟ تمہاری مدد کرنا تو ایک طرف، کیا وہ خود اپنی مدد کے لئے بھی کسی کو بلا سکتے ہیں؟

۹۴ سو اُس دن 'عوام' اور ان کے گمراہ کرنے والے مذہبی پیشواؤں اور لیڈروں کو، اوندھے مُنہ، جہنم رسید کر دیا جائے گا۔

۹۵ یعنی ابلیس کے سارے لاؤ لشکر کو۔

۹۶ وہاں وہ (لیڈر اور ان کے متبعین) ایک دوسرے سے جھگڑیں گے۔

۹۷ وہ (متبعین، اپنے لیڈروں سے) کہیں گے کہ خدا کی قسم، ہم جو تمہارے پیچھے لگ گئے تو ہم نے بڑا ہی غلط راستہ اختیار کیا۔

۹۸ (ہماری اس سے بڑی گمراہی اور کیا ہوگی کہ) ہم تمہیں (اپنا اَن داتا — رازق — سمجھتے تھے اور اس طرح تمہیں) خدائے رب العالمین کا درجہ دیتے تھے۔

۹۹ (تم، رزق کے سرچشموں کو اپنے ہاتھ میں لے کر، اور لوگوں کی عقل و فکر کو ماؤف کر کے انہیں مجبور کر دیتے تھے کہ وہ تمہارے پیچھے چلیں، تم سخت مجرم تھے جنہوں نے ہمیں اس طرح غلط راستوں پر ڈال دیا۔

۱۰۰ (آج پتہ چلا کہ تم جو کہا کرتے تھے کہ ہم تمہارے سچے غمخوار دوست ہیں، اور ہر مصیبت میں تمہارا ساتھ دیں گے، وہ کس قدر غلط تھا)۔ اب کوئی ایسا نہیں جو اس مصیبت میں ہمارے ساتھ کھڑا ہو۔

وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٢﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٤﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٠٥﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٠٦﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٠٨﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠٩﴾

۱۰۱ اور نہ ہی کوئی غمخوار دوست ہے۔

۱۰۲ اے کاش! ہم ایک بار کہیں پھر اُسی زندگی کی طرف لوٹ جائیں، تو سچے مومن بن کر دکھائیں — (۲۳/۱۰۰—۹۹ ؛ ۳۹/۵۸)۔

۱۰۳ (ابراہیمؑ کے اس واقعہ اور ان حقائق میں جو قانون مکافات پر مبنی ہیں، غور کرنے والوں کے لئے حقیقت تک پہنچنے کی) بڑی نشانی ہے لیکن اس کے باوجود ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے (اس لئے کہ وہ ان حقائق پر غور نہیں کرتے، اور قوم ابراہیمؑ کی طرح کہہ دیتے ہیں کہ ہم اپنے آباء واجداد کے طریق کو نہیں چھوڑ سکتے)۔

۱۰۴ (لیکن یہ ایمان لائیں یا نہ لائیں۔ خدا کا قانون اپنا کام کئے جا رہا ہے) وہ بڑی قوتوں کا مالک ہے اس لئے وہ ان تمام مخالفتوں پر غالب آکر خدا کے عطا کردہ سامانِ زیست کو نوعِ انسان کے لئے عام کرتا جائے گا۔

۱۰۵ (اسی طرح، نوحؑ کی بھی سرگزشت ہے)۔ اس کی قوم نے بھی خدا کی تکذیب کی۔

۱۰۶ تا آنکہ ان میں، خود ان کے بھائی بندوں میں سے، ایک رسول — نوحؑ — آیا۔ اس نے ان سے کہا کہ یہ بتاؤ کہ تم اپنی غلط روش کی تباہ کاریوں سے بچنا چاہتے ہو، یا نہیں؟

۱۰۷ (اگر بچنا چاہتے ہو، تو میری بات غور سے سنو)۔ مجھے خدا نے تمہاری طرف، امن و سلامتی کا پیغامبر بنا کر بھیجا ہے۔

۱۰۸ اگر تم، ان تباہیوں سے امن میں رہنا چاہتے ہو تو تم، قوانین خداوندی کی نگہداشت کرو۔ اور اس کا عملی طریق یہ ہے کہ تم میری اطاعت کرو۔ (اس لئے کہ ان قوانین کی نگہداشت، اجتماعی طریق سے ہو سکتی ہے)۔

۱۰۹ (یہ نہ سمجھو کہ اس میں میرا کوئی اپنا مفاد مضمر ہے۔ بالکل نہیں۔ میں یہ تمہارے ہی بھلے کیلئے کہہ رہا ہوں)۔ میں تم سے اس کے لئے کوئی معاوضہ نہیں چاہتا۔ میرا معاوضہ اس خدا کے ذمے ہے جو تمام

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوۡنِ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوۡۤا اَنُؤۡمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الۡاَرۡذَلُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾ قَالَ وَمَا عِلۡمِىۡ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾ اِنۡ حِسَابُهُمۡ اِلَّا عَلٰى رَبِّىۡ لَوۡ تَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنۡ اَنَا اِلَّا نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۱۱۵﴾ قَالُوۡا لَـئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهِ يٰنُوۡحُ لَتَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡمَرۡجُوۡمِيۡنَ ﴿۱۱۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوۡمِىۡ كَذَّبُوۡنِ ﴿۱۱۷﴾ فَافۡتَحۡ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنَهُمۡ فَتۡحًا وَّ

اقوام عالم کا پرورش کرنے والا ہے۔

۱۱۰ تم صرف قوانین خداوندی کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے میری اطاعت کرو۔

۱۱۱ انہوں نے کہا کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ کیا ہم تمہیں اپنا لیڈر تسلیم کرلیں اور اس طرح تمہاری اس جماعت میں شامل ہوجائیں جس میں سوسائٹی کے وہ لوگ شامل ہیں جو نہایت پست، ذلیل اور کمینے ہیں اور ادنیٰ درجے کے کام کاج کرتے ہیں (کیا ہم اس پارٹی میں شامل ہوکر ان رذیل لوگوں کو اپنا ہمسر بنالیں؟ بھلا یہ کیسے ممکن ہے؟)۔

۱۱۲ نوحؑ نے کہا کہ مجھے اس سے غرض نہیں کہ ان لوگوں کے پیشے کیا ہیں۔ نہ ہی مجھے اس کے معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ کیا کام کرتے ہیں۔

۱۱۳ (ہمارے ہاں تو صرف یہ دیکھا جاتا ہے کہ ان کے دل کس قسم کے ہیں اور یہ نظام خداوندی کے لئے کیا کرتے ہیں۔ اسی کے مطابق ان کی قدر و قیمت کے پیمانے مقرر ہیں)۔ میرا خدا اس کا حساب رکھتا ہے۔ اے کاش! تم اس حقیقت کو سمجھ سکتے (کہ انسان کی عزت و تکریم اس سے ہے کہ وہ قوانین خداوندی کی کس قدر نگہداشت کرتا ہے $\frac{49}{13}$ ۔ نہ اس سے کہ اس کا پیشہ کیا ہے)؟

۱۱۴ میں تمہاری خاطر ان لوگوں کو اپنے سے الگ نہیں کرسکتا جو قوانین خداوندی کی صداقت پر ایمان لاکر، میرے رفیق کار بنے ہیں (میرے نزدیک، یہ غریب اور ادنیٰ پیشوں کے حامل، ان سرداران قوم سے کہیں زیادہ واجب الاحترام ہیں، جو قوانین خداوندی کی مخالفت کرتے ہیں)۔

۱۱۵ بہرحال میرا فریضہ یہ تھا کہ میں تمہیں، تمہاری غلط روش کے تباہ کن نتائج سے، آگاہ کردوں۔ سو وہ میں نے کردیا۔ اور نہایت واضح انداز سے کردیا۔ (اب ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے)۔

۱۱۶ انہوں نے کہا (کہ تم ان ادنیٰ درجے کے لوگوں کو مساوات کی تعلیم دے کر معاشرہ میں فساد برپا کررہے ہو) اگر تم اس روش سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں سنگسار کردیں گے۔

۱۱۷ نوحؑ نے اپنے رب سے فریاد کی کہ اے میرے نشو و نما دینے والے! یہ میری ہر بات کی تکذیب کئے جارہے ہیں۔

۱۱۸ تو ان میں اور مجھ میں قطعی فیصلہ کردے، اور مجھے، اور میری جماعت کے لوگوں کو، جو تیرے

نَجِّنِیْ وَ مَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ وَ مَنْ مَّعَهٗ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِیْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۲۲﴾ كَذَّبَتْ عَادُ ۣالْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۲۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۲۶﴾ وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۷﴾ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِیْعٍ اٰیَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿۱۲۸﴾

قوانین کی صداقت پر ایمان رکھتے ہیں' ان کی دست درازیوں سے محفوظ رکھ۔

۱۱۹ چنانچہ ہم نے نوحؑ کو اور اس کے ساتھیوں کو ایک کشتی میں سوار کیا اور انہیں بخیر و خوبی نکال کر لے گئے۔

۱۲۰ اور اس کے بعد باقیماندہ لوگ (اپنی ضد' تکبر' نخوت اور حماقت کے ہاتھوں) غرق ہو گئے۔

۱۲۱ قوم نوحؑ کے اس واقعہ میں بھی' ارباب بصیرت کے لئے (ہمارے قانون مکافات کی صداقت کی)، بڑی نشانی ہے۔ لیکن اس کے باوجود' اکثر لوگ اس قانون پر ایمان نہیں لاتے۔

۱۲۲ (لیکن اس سے کبیدہ خاطر ہونے کی کوئی بات نہیں)، خدا کا قانون بڑی قوتوں کا مالک ہے۔ وہ آخر الامر غالب آئے گا' اور خدا کی عالمگیر ربوبیت کو پھیلاتا چلا جائے گا۔

۱۲۳ اسی طرح قوم عاد نے بھی ہمارے پیغامبروں کی تکذیب کی۔

۱۲۴ جب (آخر میں)، ہودؑ نے' جو ان کے بھائی بندوں میں سے تھا' ان سے کہا کہ کیا تم اپنی غلط روش کی تباہ کاریوں سے بچنا چاہتے ہو یا نہیں؟

۱۲۵ اگر بچنا چاہتے ہو تو سن لو کہ میں تمہاری طرف' خدا کے ہاں سے' امن و سلامتی کا پیغام لے کر آیا ہوں۔

۱۲۶ لہذا' تم قوانین خداوندی کی نگہداشت کرنے کے لئے' میری اطاعت کرو۔

۱۲۷ یہ بھی سن لو کہ میں' اس کے بدلے میں' تم سے کوئی معاوضہ نہیں چاہتا۔ میرا معاوضہ مجھے خدا کی ربوبیت عالمینی کی طرف سے مل جائے گا۔

۱۲۸ تم اونچی اونچی پہاڑیوں پر' اس قسم کے بڑے بڑے میموریل (یادگاریں) بناتے رہتے ہو جن کا کوئی مصرف نہیں۔ (ان سے بھلا نوع انسانی کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ اگر کوئی عمارت بنانی ہے تو ایسی بناؤ جو کسی کے کام آسکے!)۔

وَ تَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَ اِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿۱۳۱﴾ وَ اتَّقُوا الَّذِيْۤ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّ بَنِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَاۤ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾

---

۱۲۹ اور تم طرح طرح کے ساز و سامان (اور اسلحہ وغیرہ) بناتے رہتے ہو اس لئے نہیں کہ آپ

۱۳۰ سے ظلم کی روک تھام کرو، بلکہ) اس لئے کہ کمزوروں پر تمہارے آہنی پنجے کی گرفت ڈھیلی نہ ہونے پائے اور تمہارا غلبہ و اقتدار اور جور و استبداد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قائم رہے۔

۱۳۱ (یہ روش بڑی غلط ہے، اسے چھوڑو، اور) قوانین خداوندی کی نگہداشت کرنے کے لئے اس نظام کی اطاعت کرو جو میں قائم کرنا چاہتا ہوں۔

۱۳۲ تم اُس خدا کے قوانین کی نگہداشت کرو جس نے، جیسا کہ تم خود جانتے ہو، تمہیں سامانِ زیست کی اس قدر فراوانیاں عطا کر رکھی ہیں۔

۱۳۳ مال مویشی کی کثرت۔ قبیلے کے افراد کی بہتات۔ لہلہاتے باغات۔ اِن کی سیرابی کے لئے آبِ

۱۳۴ رواں کے چشمے۔ (یہ سب خدا نے دے رکھے ہیں۔ ان میں کوئی چیز ایسی نہیں جو بنیادی طور پر تمہاری پیدا کردہ ہو۔ لیکن تم اس سامان زیست سے حاصل کردہ قوت کو دوسروں پر ظلم و استبداد کے لئے استعمال کرتے ہو۔ ۲۶/۱۳۰)۔

۱۳۵ مجھے ڈر ہے کہ تمہاری اِس روش کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم پر سخت تباہی آجائے گی۔

۱۳۶ (انہوں نے یہ سب کچھ سنا اور نہایت طنز و حقارت سے کہا کہ آپ کے اس وعظ کا شکریہ! لیکن ہمیں اس کی ضرورت نہیں) ہمارے لئے، تمہارا وعظ و نصیحت کرنا یا نہ کرنا، برابر ہے۔

۱۳۷ (خدا۔ اُس کا قانونِ مکافات۔ تباہیوں اور بربادیوں کا عذاب جس سے تم ہمیں ڈراتے، دھمکاتے ہو۔ یہ سب) پرانے زمانے کے لوگوں کے من گھڑت افسانے ہیں۔ (۳۶/۴۷)۔

۱۳۸ (آپ ہمارے غم میں یونہی بیکار نہ گھلے جایئے)۔ ہم پر کوئی تباہی نہیں آئے گی۔

۱۳۹ چنانچہ اس طرح انہوں نے، ہُود کی ایک ایک بات کو غلط بتایا اور جھوٹ ٹھیرایا۔ نتیجہ اسکا یہ کہ ہمارے قانون مکافات نے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٤٠﴾ كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٤١﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٤٢﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٤٣﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٤٤﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٤٥﴾ أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ﴿١٤٦﴾ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿١٤٧﴾ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ﴿١٤٨﴾ وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ﴿١٤٩﴾

قوم عاد کی اس سرگزشت میں بھی، سمجھنے والوں کے لئے (ہمارے قانون مکافات کی) بڑی نشانیاں ہیں۔ لیکن اس کے باوجود (ان لوگوں میں سے اکثر ایمان نہیں لائیں گے۔

۱۴۰ (لیکن یہ ایمان لائیں یا نہ لائیں۔ خدا کا قانون اپنا کام کئے جائے گا) وہ بڑی قوتوں کا مالک ہے۔ وہ ان تمام رکاوٹوں کو دور کر دے گا جو نوعِ انسانی کی نشو و نما کے راستے میں حائل کی جاتی ہیں۔

۱۴۱ اسی طرح قوم ثمود نے بھی اپنے پیغامبروں کی تکذیب کی۔

۱۴۲ (آخر الامر) اُن کے بھائی بندوں میں سے صالحؑ ان کی طرف آیا اور ان سے کہا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ تم اپنی غلط روش کی تباہیوں سے بچنا چاہتے ہو یا نہیں؟

۱۴۳ اگر بچنا چاہتے ہو تو سُن لو کہ میں تمہاری طرف، خدا کے ہاں سے، امن و سلامتی کا پیغام لیکر آیا ہوں۔

۱۴۴ اس لئے تم قوانینِ خداوندی کی نگہداشت کرو۔ اور اس کا عملی طریق یہ ہے کہ جو نظام میں متشکل کرتا ہوں اس کی اطاعت کرو۔

۱۴۵ اور دیکھو! میں اس بات کا تم سے کوئی معاوضہ نہیں چاہتا۔ میرا معاوضہ خدا کی ربوبیت عالمینی کے ذمے ہے۔

۱۴۶ (تم سوچو کہ اگر تم نے یہی روش جاری رکھی جس پر تم اسوقت چلے جا رہے ہو تو) کیا تم زندگی کی ان آسائشوں اور فراوانیوں میں، جو تمہیں اِس وقت میسر ہیں، امن و چین سے علیٰ حالہٖ رہنے دیئے جاؤ گے؟

۱۴۷ یعنی ان لہلہاتے باغات اور چشموں میں،

۱۴۸ ان زرخیز زمینوں میں۔ اور ان نخلستانوں میں جہاں درختوں پر پھلوں کے نرم اور خوشگوار، تہ بہ تہ، خوشے لٹک رہے ہیں۔

۱۴۹ اور ان قلعہ نما محلوں میں، جنہیں تم (مضبوطی اور حفاظت کی غرض سے) پہاڑوں کو تراش تراش کر

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۵۰﴾ وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۴﴾ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۱۵۵﴾

بڑی صنعت کاری سے بناتے ہو اور پھر اتراتے پھرتے ہو کہ یہاں تمہارا کوئی بال بیکا نہیں کر سکتا۔

۱۵۰ (یہ سب چیزیں اپنی اپنی جگہ مفید اور ضروری ہیں۔ لیکن چونکہ تم انہیں استعمال کرتے ہو نوع انسان کی سلب و نہب کے لئے، اس لئے اس روش کا نتیجہ تباہیوں اور بربادیوں کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ اگر تم ان تباہیوں سے بچنا چاہتے ہو، تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے۔ اور وہ یہ کہ تم) قوانین خداوندی کی نگہداشت کے لئے میری اطاعت کرو۔

۱۵۱ اور اپنے ان لیڈروں کا کہا مت مانو جو عدل و انصاف کی حدود سے تجاوز کر کے، ملک میں

۱۵۲ ناہمواریاں پھیلاتے ہیں اور کبھی اس کی اصلاح کی فکر نہیں کرتے۔

۱۵۳ (انہوں نے یہ سب کچھ سنا اور اس کے بعد نہایت حقارت سے کہا کہ ہمیں اس کا اندازہ ہو گیا ہے کہ) تو بھی ان لوگوں میں سے ہے جو اس فریب میں مبتلا ہو جاتے ہیں (کہ خدا ہم سے ہمکلام ہوتا ہے اور ہمیں دنیا کی اصلاح کے لئے مامور کرتا ہے!)۔

۱۵۴ تم تو ہمارے ہی جیسے ایک انسان ہو (اس لئے تم خدا کے رسول کس طرح ہو سکتے ہو؟) بہر حال، اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ ہم پر تباہی آنے والی ہے، تو اس کے لئے کوئی نشانی پیش کرو۔

۱۵۵ (اس پر صالحؑ نے کہا کہ اس وقت تمہاری حالت یہ ہے کہ تم نے سامانِ زیست کے سرچشموں کو بڑے بڑے لوگوں کی ملکیت قرار دے رکھا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ غریب آدمی اور ان کے مال مویشی سب، تمہارے رحم و کرم پر جیتے ہیں۔ تمہارا جی چاہا تو بھیک کے ٹکڑے کی طرح، کچھ ان کی جھولی میں ڈال دیا۔ نہ جی چاہا تو نہ دیا۔ وہ بچارے بطور حق کوئی چیز نہیں لے سکتے۔ یہ نظام وہ ہے جسے میں نے فساد، یا ناہمواریوں سے تعبیر کیا ہے۔ اس کے برعکس، اصلاح اور ہمواریوں کا نظام یہ ہے کہ خدا کے دیئے ہوئے سامانِ رزق کو سب کے لئے اس طرح کھلا رکھا جائے کہ ہر شخص اپنی اپنی ضرورت کے مطابق لے لے۔ اب یہ دیکھنے کے لئے کہ تم اس روش پر چلنا چاہتے ہو یا نہیں، آسان سی ترکیب ہے)۔ یہ ایک اونٹنی ہے۔ (تمہیں اس سے سروکار نہیں کہ یہ کس کی اونٹنی ہے — کسی غریب آدمی کی ہے یا بڑے لوگوں میں سے کسی کی۔ بس یہ ایک جانور ہے جسے اور جانوروں کی طرح بھوک بھی لگتی ہے اور پیاس بھی۔ اس لئے

وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوٓءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥٦﴾ فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ ﴿١٥٧﴾ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٥٨﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٥٩﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٦٠﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٦١﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٦٢﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٦٣﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٤﴾

اسے پانی بھی چاہیئے اور چارہ بھی)۔ ہم باریاں مقرر کر لیتے ہیں اور اس کا اعلان کر دیتے ہیں۔ یہ اونٹنی اپنی باری پر پانی پیا کرے گی اور تمہاری اونٹنیاں اپنی باری پر۔ اگر تم نے اس کی باری کے دن، اسے پانی پینے سے روکا اور کوئی اذیت پہنچائی تو یہ اس کی علامت ہوگی کہ تم اپنی موجودہ روش سے باز نہیں آنا چاہتے۔ اور تمہاری یہ روش ایسی ہے جس کا نتیجہ تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں۔

۱۵۷ (چنانچہ اُنہوں نے اس وقت تو بات مان لی، لیکن اپنے عہد پر قائم نہ رہے)۔ اور اس اونٹنی کو مار ڈالا۔ مارنے کو تو اسے مار دیا لیکن بعد میں سخت پشیمان ہوئے کہ اگر صالحؑ کی بات سچی نکلی تو پھر کیا ہوگا؟

۱۵۸ اور صالحؑ کی بات سچی نکلی ——— اسے سچا نکلنا ہی تھا ——— چنانچہ ان پر تباہی آگئی۔ (جو قوم بھی کسی کو خدا کے دیئے ہوئے سامانِ زیست سے محروم رکھے گی اس پر تباہی آجائے گی)۔ اس واقعہ میں بھی غور و فکر کرنے والوں کے لئے، ہزار سامانِ عبرت و موعظت ہے۔ لیکن اس کے باوجود، ان میں سے اکثر خدا کے قانونِ مکافاتِ عمل پر ایمان نہیں لائیں گے۔

۱۵۹ (لیکن اس سے خدا کا کیا بگڑے گا؟) اس کا قانون بڑی قوتوں کا مالک ہے۔ وہ ان پر غالب آکر رہے گا۔ اور ایسا نظام قائم ہوگا جس میں خدا کا عطا کردہ سامانِ رزق تمام مخلوق کی نشوونما کے لئے عام ہو۔

۱۶۰ اسی طرح قومِ لوط نے بھی پیغامبرانِ خداوندی کی تکذیب کی۔

۱۶۱ آخر الامر ان کی طرف، ان کے بھائی بندوں میں سے لوطؑ آیا۔ اور اس نے کہا کہ مجھے بتاؤ کہ تم اپنی غلط روش کے تباہ کن نتائج سے بچنا چاہتے ہو یا نہیں؟

۱۶۲ میں تمہاری طرف خدا کے وہ قوانین لایا ہوں جو تمہارے امن و سلامتی کے ضامن ہیں۔

۱۶۳ لہٰذا، ان قوانین کے مطابق زندگی بسر کرو۔ اور اس کا عملی طریق یہ ہے کہ تم میری اطاعت کرو۔

۱۶۴ میں اس کے لئے تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا۔ میرا معاوضہ خدا کے عالمگیر نظامِ ربوبیت

أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِينَ ﴿١٦٥﴾ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ﴿١٦٦﴾ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يٰلُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ﴿١٦٧﴾ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِينَ ﴿١٦٨﴾ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٩﴾ فَنَجَّيْنٰهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿١٧٠﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغٰبِرِينَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿١٧٢﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ﴿١٧٣﴾

کے ذمے ہے۔

۱۶۵ تمہاری حالت یہ ہے کہ تم نے جنسی تسکین کے لئے دنیا جہان سے الگ روش اختیار کر رکھی ہے۔

۱۶۶ تم عورتوں کو چھوڑ کر، جنہیں تمہارے نشو و نما دینے والے نے اس مقصد کے لئے پیدا کیا ہے۔ (کہ ان سے افزائش نسل ہو) مردوں کے پاس جاتے ہو۔ تم تو بالکل حد سے گزر گئے!

۱۶۷ (انہوں نے لوطؑ کی اس بات کا تو کوئی جواب نہ دیا ـــ وہ جواب دے ہی کیا سکتے تھے؟ ـــ اور کہا کہ، ہم تمہاری باتیں سنتے سنتے تنگ آ گئے ہیں)۔ اگر تم اس سے باز نہ آئے، اور ہم سے یہی کچھ کہتے رہے، تو تمہیں بستی سے باہر نکال دیا جائے گا۔

۱۶۸ لوطؑ نے کہا کہ (تم جو کچھ کرنا چاہتے ہو، میرے خلاف کر لو، لیکن میں تمہاری ان حرکات کے خلاف لب کشائی سے باز نہیں رہ سکتا۔ اس لئے کہ) یہ ایسا مذموم فعل ہے جسے دیکھ کر میرا دل جل جاتا ہے۔ (میرے سینے میں، جذبات نفرت کا سیلاب امنڈ آتا ہے۔ اور یہ ہو نہیں سکتا کہ جس فعل کو میں اس قدر شنیع سمجھوں، اس کے خلاف کچھ نہ کہوں۔ لہٰذا، میں جو کچھ تم سے کہتا ہوں، اس سے باز نہیں آ سکتا)۔

۱۶۹ اُس نے اُن لوگوں سے یہ کہا، اور پھر اپنے نشو و نما دینے والے سے عرض کیا کہ اے میرے پروردگا! مجھے، اور میرے رفقاء کو، اس تباہی سے بچا لے جو ان لوگوں پر ان کے اعمال کے نتیجے میں آنے والی ہے۔

۱۷۰ چنانچہ ہم نے اُسے اور اس کے ساتھیوں کو وہاں سے بحفاظت نکال لیا، بجز لوطؑ کی بڑھیا بیوی کے (۴۳/۲)۔

۱۷۱ جو اس جماعت کے ساتھ تھی، جو پیچھے رہ کر تباہ ہونے والی تھی۔

۱۷۲ چنانچہ ہم نے ان سب کو جو اس طرح پیچھے رہ گئے تھے، تباہ کر دیا۔

۱۷۳ اور یہ تباہی ان پتھروں سے ہوئی جو کوہ آتش فشاں نے ان پر برسائے تھے۔ کیسی

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۷۴﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۷۵﴾ كَذَّبَ أَصْحَابُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۷۶﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۷۷﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿۱۷۸﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۷۹﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۸۰﴾ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴿۱۸۱﴾ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ﴿۱۸۲﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿۱۸۳﴾

تباہ کن تھی یہ بارش جو ان لوگوں پر ہوئی جنہیں پہلے متنبہ کر دیا گیا تھا کہ اگر تم نے لوطؑ کی بات نہ مانی تو ہلاک ہو جاؤ گے۔

۱۷۴ اس واقعہ میں بھی ارباب بصیرت کے لئے سامان صد موعظت ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان لوگوں میں سے اکثر خدا کے قانون مکافات پر ایمان نہیں لائیں گے۔

۱۷۵ لیکن اگر یہ ایمان نہیں لائیں گے' تو نہ لائیں۔ اس سے خدا کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ اس کا قانون مکافات بڑی قوتوں کا مالک ہے۔ وہ آخر الامر غالب آئے گا اور یہ لوگ' نوع انسان کی نشوونما کے راستے میں جو روڑے اٹکا رہے ہیں' وہ انہیں دور کر دے گا۔

۱۷۶ اسی طرح اہلِ مدین نے بھی اپنے پیغمبروں کی تکذیب کی۔

۱۷۷ آخر الامر ان کی طرف شعیبؑ آیا' اور ان سے کہا کہ کیا تم اپنی روش کے تباہ کن نتائج سے بچنا نہیں چاہتے؟

۱۷۸ میں تمہاری طرف' خدا کے ہاں سے ایسا ضابطۂ قوانین لے کر آیا ہوں جو امن و سلامتی کا ضامن ہے۔

۱۷۹ تم ان قوانین کی نگہداشت کرو۔ اور اس کا عملی طریقہ یہ ہے کہ تم میری اطاعت کرو۔

۱۸۰ میں تم سے اس کے بدلے میں کچھ نہیں مانگتا۔ میرا بدلہ مجھے خدائے رب العالمین کے ہاں سے ملے گا۔

۱۸۱ تم اپنی غلط روش کو چھوڑو۔ ماپ تول کے پیمانے صحیح رکھو۔ کسی کو کم نہ دو۔

۱۸۲ ٹھیک ترازو سے تولو۔

۱۸۳ اور لوگوں کو ان کی چیزیں پوری پوری دو۔ مختصراً تم اپنے معاشی نظام کو عدل کے خطوط پر متشکل کرو۔ اور اس طرح ان ناہمواریوں کو دور کرو جو تم نے اس وقت' اپنے غلط نظام کی رو سے پیدا کر رکھی ہیں۔ (انسانی معاشرہ میں معاشی ناہمواریاں پیدا کرنے کا نتیجہ بڑا تباہ کن ہوتا ہے)۔

وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٨٤﴾ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿١٨٥﴾ وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَإِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿١٨٦﴾ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٨٧﴾ قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨٨﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٨٩﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٩٠﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٩١﴾ وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٩٢﴾

(۱۰ ع ۱۲ ۱۴)

۱۸۴ اس تباہی سے بچنے کا طریق یہ ہے کہ تم اس خدا کے قوانین کے مطابق زندگی بسر کرو جس نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے، اور تم سے پہلی قوموں کو بھی۔ (جس خدا نے تمام انسانوں کو پیدا کیا ہے، اس نے ان کی پرورش کے لئے سامانِ زیست بھی عطا کر دیا ہے۔ اس سامان کی تقسیم اس طریق سے کرو کہ کوئی فرد، اپنی ضروریات سے محروم نہ رہنے پائے)۔

۱۸۵ انہوں نے کہا کہ ہمیں ایسا نظر آتا ہے کہ تو بھی انہی میں سے ہے جو اس فریب میں مبتلا ہو کر کہ خدا ان سے باتیں کرتا ہے (قوم کے مصلح بننے کی کوشش کرتے ہیں)۔

۱۸۶ تو ہماری ہی طرح کا انسان ہے (اس لئے تو خدا کا رسول کس طرح ہو سکتا ہے؟)۔ ہم تمہیں، تمہارے دعوے میں سراسر جھوٹا سمجھتے ہیں۔

۱۸۷ اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ ہماری اس روش کے نتیجہ میں ہم پر تباہی آنے والی ہے، تو تم آسمان کا کوئی ٹکڑہ ہم پر گرا دو (اور اس طرح اس ناگہانی آفت کو ہم پر لے آؤ)۔

۱۸۸ شعیبؑ نے کہا کہ (میں تم پر آسمانی آفت کیا گراؤنگا)۔ میرا نشو و نما دینے والا خوب جانتا ہے کہ تم کیا کرتے ہو، (اور تمہارے یہ اعمال، تم پر کس قسم کی تباہی لائیں گے)۔

۱۸۹ بہر حال، وہ اس کی تکذیب کرتے رہے تا آنکہ ان کی غلط روش کے نتائج کے ظہور کا وقت آگیا۔ اور وہ ہر طرف سے ان پر چھا گئے۔ وہ عذاب، بڑا ہی سخت تھا۔

۱۹۰ اِس قوم کی سرگزشت میں بھی اربابِ بصیرت کے لئے، ہمارے قانونِ مکافات کی صداقت کی نشانی ہے۔ لیکن، اس کے باوجود، ان میں سے اکثر لوگ، ان قوانین پر ایمان نہیں لائیں گے۔

۱۹۱ لیکن یہ قوانین، اس کے باوجود، اپنا کام کرتے جائیں گے۔ یہ بڑی قوتوں کے مالک ہیں۔ آخر الامر غلبہ انہی کا ہوگا، اور نوع انسان کی نشو و نما کے راستے میں جو رکاوٹیں پیدا کی جاتی ہیں، وہ دور ہو کر رہیں گی۔

۱۹۲ (یہ ہے ہمارا سلسلۂ رشد و ہدایت جو شروع سے چلا آ رہا ہے۔ اب اس کی آخری کڑی

نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴿١٩٣﴾ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿١٩٤﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿١٩٥﴾ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٩٦﴾ أَوَلَمْ يَكُن لَّهُمْ آيَةً أَن يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٩٧﴾ وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ﴿١٩٨﴾ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِم مَّا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿١٩٩﴾ كَذَٰلِكَ سَلَكْنَاهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ﴿٢٠٠﴾

اس قرآن کی شکل میں نوعِ انسان کو دی گئی ہے)۔ اِسے اُس خدا کی طرف سے بتدریج نازل کیا جارہا ہے جو تمام نوعِ انسان کا نشوونما دینے والا ہے۔ (اس سے مقصد یہ ہے کہ ایسا نظام قائم کیا جائے جس میں تمام افرادِ انسانیہ کے جسم اور ذات کی نشوونما ہوتی جائے)۔

۱۹۳ اسے ایک ایسی الوہیاتی توانائی نے تیرے قلب کی گہرائیوں میں اتارا ہے جو اس میں، اپنی طرف سے کسی قسم کی دخل اندازی نہیں کرتی (یعنی جو کچھ خدا بھیجتا ہے، جبریل اُسے اُسی طرح

۱۹۴ قلبِ نبوی میں اتار دیتا ہے۔ $\frac{2}{97}$; $\frac{16}{102}$)۔ مقصد اس سے یہ ہے کہ تو (بھی انبیائے سابقہ کی طرح)، لوگوں کو، ان کی غلط روش کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کر دے۔

۱۹۵ اسے ایسی واضح، صاف اور نکھری ہوئی زبان میں نازل کیا گیا ہے (جس میں کسی قسم کا ابہام نہیں۔ کوئی الجھاؤ نہیں)۔

۱۹۶ اور اس کی تعلیم، اصولاً، وہی ہے جو انبیائے سابقہ کے صحیفوں میں تھی (اور جو وہاں محفوظ نہ رہی)۔

۱۹۷ (یہ قریشِ عرب اس حقیقت سے واقف نہیں کہ یہ تعلیم اصولاً وہی ہے جو انبیائے سابقہ کے صحیفوں میں تھی، کیونکہ اِن کی طرف مدت سے کوئی رسول نہیں آیا۔ $\frac{36}{4}$ ۔ لیکن) کیا یہ بات ان کے لئے نشان نہیں بن سکتی کہ اس حقیقت کو، علمائے بنی اسرائیل خوب جانتے ہیں۔ (یہ چاہیں تو ان سے دریافت کر سکتے ہیں)۔

۱۹۸ (پھر جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے، اس قرآن کو ہم نے اُنہی قریش کی فصیح و بلیغ زبان میں نازل کیا ہے، جس سے یہ از خود سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کتاب کسی انسان کی بنائی ہوئی ہے یا انسانوں سے بالاتر ہستی — خدا — کی نازل کردہ)۔ اگر ایسا ہوتا کہ ہم اسے کسی عجمی پر نازل کرتے۔

۱۹۹ اور وہ اسے انہیں پڑھ کر سناتا، (تو بھی ان کا اعتراض قابلِ فہم ہوتا۔ لیکن اب اِن کا اِنکار اس امر کی کھلی ہوئی شہادت ہے کہ یہ اپنی روش کو چھوڑ کر، صداقت کی راہ اختیار نہیں کرنا چاہتے۔

۲۰۰ یہ اُسی قسم کے خیالات ہیں جو اُن لوگوں کے دل میں اٹھا کرتے ہیں، جو اپنے جرائم سے

لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ﴿۲۰۱﴾ فَیَاْتِیَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ فَیَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ اَفَبِعَذَابِنَا یَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ اَفَرَءَیْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِیْنَ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ مَاۤ اَغْنٰی عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾ وَمَاۤ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾ ذِكْرٰی وَمَا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ﴿۲۰۹﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّیٰطِیْنُ ﴿۲۱۰﴾

باز نہیں آنا چاہتے۔

۲۰۱ اس سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ کبھی اس قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے تاوقتیکہ اس الم انگیز تباہی کو اپنے سامنے نہ دیکھ لیں (جس سے انہیں متنبہ کیا جارہا ہے)۔

۲۰۲ جب ان کے اعمال کے ظہور نتائج کا وقت آئے گا تو وہ عذاب ان کے سامنے اس طرح دفعتہً نمودار ہو جائے گا کہ ان کے سان گمان میں بھی نہیں ہوگا کہ وہ کہاں سے آگیا۔

۲۰۳ اُس وقت یہ کہیں گے کہ کیا ہمیں کچھ مہلت نہیں دی جاسکتی (کہ ہم اپنی روش میں اصلاح کرلیں)۔

۲۰۴ تو کیا، اس کے باوجود، یہ لوگ ہمارے عذاب کے لئے جلدی مچاتے ہیں؟

۲۰۵ جہاں تک اس مہلت کا تعلق ہے جو انہیں اس وقت دی جارہی ہے، اس کے متعلق سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر ہم انہیں سالہا سال تک کی بھی مہلت دیدیں۔ اور یہ اُس مدت میں، سامانِ زیست سے بھرپور فائدہ اٹھاتے رہیں (لیکن اس کے باوجود اپنی غلط روش میں تبدیلی نہ پیدا کریں)۔

۲۰۶ اور اس کے بعد ان کے سامنے وہ عذاب آجائے۔ تو اِن کا ساز و سامان جو انہوں نے اِس دوران میں اکٹھا کر لیا ہوگا، اِن کے کسی کام نہیں آسکے گا۔ ۲۰۷ وہ انہیں، اُس تباہی سے ہرگز نہیں بچاسکے گا۔

۲۰۸ ہمارا انداز ہی یہ ہے کہ جب تک کسی قوم کے پاس ہمارا پیغامبر نہیں آجاتا جو انہیں، ان کی غلط رَوش کے تباہ کن نتائج سے متنبہ کردے، اور اس طرح انہیں اس کا موقعہ بہم پہنچائے کہ وہ اپنی غلط رَوش سے باز آجائیں، ہم اس قوم کو ہلاک نہیں کیا کرتے۔

۲۰۹ (یہ تو بڑی زیادتی ہوتی کہ کسی قوم کو بغیر آگاہ کئے اور بغیر اصلاحِ حال کا موقع دیئے یونہی تباہ کردیا جاتا) یہ ظلم ہے۔ اور ہم کبھی ظلم نہیں کیا کرتے۔

۲۱۰ (ہاں، تو جیسا کہ اوپر کہا جاچکا ہے، اِس قرآن کو، خدا کی طرف سے "روح الامین" لے کر نازل ہوا ہے) یہ اس قسم کی چیز نہیں جسے ان کے کاہن اور نجومی پیش کیا کرتے ہیں (وہ

وَمَا يَنۢبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿۲۱۱﴾ إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ ﴿۲۱۲﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ ﴿۲۱۳﴾ وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿۲۱۴﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۲۱۵﴾ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۲۱۶﴾

انسانی شعبدہ بازیوں کے کرشمے ہوتے ہیں۔ وحی اس سے بالکل الگ چیز ہے)۔

۲۱۱ (وہ باتیں جس کا جی چاہے کسب و ہنر سے حاصل کر سکتا ہے)۔ لیکن وحی اس طرح حاصل نہیں کی جا سکتی۔ (وہ خدا کی طرف سے صرف اسے مل سکتی ہے جسے اس کا اہل سمجھا جاتا ہے)۔ کاہن اور ساحر وغیرہ اس کے اہل نہیں ہو سکتے۔

۲۱۲ (وحی کا پانا اور اس کا "آسمانوں" سے لے آنا تو ایک طرف یہ لوگ تو) اس مقام کی بھنک تک بھی نہیں پا سکتے۔ جو وحی کا سرچشمہ ہے۔ (۱۵/۱۸-۱۷ ؛ ۳۷/۸ ؛ ۶۷/۵)۔

۲۱۳ لہٰذا یہ سمجھنا کہ انسان اپنی محنت اور کوشش سے وہی بات پیدا کر سکتا ہے جو خدا کی وحی کی ہوتی ہے خدا کے ساتھ انسان کو اِلٰہ تسلیم کر لینے کے مرادف ہے۔ (وحی کا تعلق خالصتہً علم و اقتدار خداوندی سے ہے جس میں کسی انسان کو دخل نہیں ہو سکتا۔ نہ ہی کوئی انسان اس کی مثل بنا سکتا ہے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دونوں چیزیں ایک ہی قبیل سے ہیں وہ سخت گمراہی میں ہیں)۔ اس کا نتیجہ تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا —— تم ایسا نہ سمجھ لینا۔

۲۱۴ (یہ حقیقت بھی قابل غور ہے کہ کہانت —— کشف و الہام وغیرہ —— انفرادی تجربے ہوتے ہیں۔ جن کی کیفیات فرد متعلقہ تک محدود رہتی ہیں۔ ان کا مقصد انسانی دنیا میں کسی قسم کا انقلاب پیدا کرنا نہیں ہوتا۔ نہ ہی وہ معاشرہ میں انقلاب لا سکتے ہیں۔ برعکس اس کے وحی کا مقصد انسانی معاشرہ میں انقلاب پیدا کرنا ہوتا ہے اسی لئے حامل وحی اس علم کو خدا سے پا کر انسانی دنیا کی طرف آتا ہے۔ یہی مقصد اے رسول! تیرے سامنے بھی ہے)۔ لہٰذا تو اس کے لئے سب سے پہلے اپنے معاشرہ میں سے ان لوگوں کو دعوت دے جو تجھ سے قریب تر ہیں۔ (یعنی سنت ابراہیمیؑ کے اتباع میں اس دعوت کا آغاز خود اپنے اہلِ خاندان سے کر)۔

۲۱۵ پھر ان میں سے جو ایمان لے آئے اور اس مقصد کے حصول کے لئے تیرا اتباع کرے اُسے اپنے دامنِ حفاظت و سایۂ عاطفت میں لیے لے۔ اس طرح ان کی ایک جماعت متشکل ہوتی جائے گی جو اس انقلاب کی سب سے پہلی داعی ہو گی۔ (۱۵/۸۸)۔

۲۱۶ اس کے برعکس جو لوگ تیری دعوت سے سرکشی اختیار کریں ان سے کہدے کہ (میں نے

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ﴿۲۱۹﴾ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۲۲۰﴾ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلَى كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿۲۲۲﴾ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ﴿۲۲۳﴾ وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ﴿۲۲۴﴾

تم تک خدا کی بات پہنچادی) اس کے بعد تم جو کچھ کرو گے اس کی ذمہ داری مجھ پر عائد نہیں ہوگی۔

۲۱۷ (تم اس پیغام کو ان تک پہنچاتے جاؤ' اور اس کے بعد) اپنا بھروسہ خدا کے اس قانون پر رکھو جو بڑی قوتوں کا مالک ہے' اور اس قابل کہ نوع انسان کی ہر نشو و نما کے راستے میں جس قدر رکاوٹیں پیدا کی جائیں' انہیں دور کر دے۔

۲۱۸ وہ خدا تیرے سارے پروگرام اور تمام جدوجہد پر نگاہ رکھتا ہے۔ جب تو اٹھتا ہے' تو وہ اسے بھی دیکھتا ہے۔

۲۱۹ اور جب' اپنی جماعت کے ان افراد کے اندر چلتا پھرتا ہے' جو قانون خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہیں' تو یہ بھی اس کی نگاہ میں ہوتا ہے۔

۲۲۰ وہ ہر بات کو سنتا اور ہر عمل کو دیکھتا ہے۔

۲۲۱ (علاوہ بریں' کہانت وغیرہ ایک فنی چیز ہے۔ جو بھی اس کی مشق کرے' اس میں یہ قوتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس کے لئے تو یہ بھی ضروری نہیں کہ اس انسان کی زندگی پاکبازی کی ہو)۔
آؤ' تمہیں بتاؤں کہ وہ قوتیں کس کس قسم کے انسانوں تک کو حاصل ہو جاتی ہیں۔

۲۲۲ ان لوگوں کو بھی جو فریب کار اور کذب باف ہیں۔ جو جھوٹ بولتے اور مکاریاں کرتے ہیں۔ جن کی انسانی صلاحیتیں بری طرح سے مضمحل ہو چکی ہوتی ہیں۔ (۴۵/۷)۔

۲۲۳ وہ اِدھر اُدھر کان لگائے رہتے ہیں۔ کچھ قیاس سے کام لیتے ہیں' کچھ فریب سے۔ اکثر ان میں سے دانستہ جھوٹ بولتے ہیں۔ (بعض خود فریبی میں مبتلا ہوتے ہیں)۔

۲۲۴ (کاہنوں اور ساحروں کے علاوہ شاعروں کو بھی اس بات کا دعوٰی ہوتا ہے کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں الہام کی رو سے کہتے ہیں[1]۔ اس لئے وحی اور شعر کا سرچشمہ ایک ہی ہے۔ یعنی وجدان سے یہ بھی

---

[1] عربوں میں ـــــ اور دیگر اقوام میں بھی ـــــ یہ عقیدہ عام تھا کہ شاعر کو الہام ہوتا ہے۔ "نوائے سروش" اور "صدائے ہاتف" جیسے تصورات اسی عقیدہ کے مظاہر ہیں۔ اسی کو اب وجدان (INTUTION) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لیکن قرآن کریم نے اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ وحی' ان تمام چیزوں سے بالکل الگ شے ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ انْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾

غلط ہے۔ ان دونوں میں بنیادی فرق ہے۔ اتباعِ وحی کرنے والوں کی جماعت اپنے سامنے ایک متعین نصب العین رکھتی ہے' اور ان کا ہر عمل' ٹھوس تعمیری نتیجہ مرتب کرتا ہے۔ اس کے برعکس' شاعروں کے پیچھے چلنے والے وہ فریب خوردہ لوگ ہوتے ہیں جو جذبات کی رو میں بہے چلے جاتے ہیں۔ اور کبھی حقائق کا سامنا نہیں کرتے۔ تعداد کے لحاظ سے دیکھو تو ٹڈی دل کی طرح بے شمار۔ لیکن نتیجہ کے اعتبار سے دیکھو تو تخریب ہی تخریب۔

۲۲۵ باقی رہے خود شاعر (جو سمجھتے ہیں کہ ان کا تعلق عالمِ غیب سے ہوتا ہے) ان کی حالت اس اونٹ کی سی ہوتی ہے جو جھوٹی پیاس کی بیماری میں مبتلا ہو اور اس کی وجہ سے مختلف وادیوں اور بیابانوں میں مارا مارا پھرے اور اس کی پیاس کہیں بجھنے نہ پائے —— ساری عمر جذبات کا پرستار اور جذبات بھی جھوٹے اور بناوٹی۔

۲۲۶ اور سب سے بڑی بات یہ کہ ان کی اپنی زندگی اس کے مطابق نہیں ہوتی جو وہ کہتے ہیں۔ ان کے قال اور حال —— قول اور عمل —— میں تطابق نہیں ہوتا۔ (لہٰذا' ایک آسمانی انقلاب لانے والا پیغامبر شاعر کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ اس کے شایانِ شان ہی نہیں ہوتا۔ ۳۶/۶۹)۔

۲۲۷ ان کے برعکس' وحی پر ایمان لانے والے ہیں جو ایک متعین نصب العین پر یقین رکھتے ہیں اور ایسے پروگرام پر عمل پیرا رہتے ہیں جو ان کی اپنی ذات کی صلاحیتوں کی بھی نشوونما کرے اور دنیا کے بگڑے ہوئے کام بھی سنوارے۔ وہ زندگی کے ہر گوشے میں' قانونِ خداوندی کو اپنے سامنے رکھتے ہیں۔ اسے کبھی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیتے۔ جب ان پر کوئی ظلم اور زیادتی کرتا ہے (تو شاعروں کی طرح اس کی ہجو لکھ کر' اپنا کلیجہ ٹھنڈا نہیں کر لیتے بلکہ) اُس سے اس زیادتی کا بدلہ لیتے ہیں' (اور ایک ایسا نظام قائم کرتے ہیں جس میں' ظلم اور زیادتی کرنے والے' بدلگام نہ پھرتے رہیں کہ جو ان کے جی میں آئے کریں۔ انہیں کوئی روکنے ٹوکنے والا ہی نہ ہو)۔ اس نظام میں ایسے لوگوں کو صاف نظر آجاتا ہے کہ انہیں ان کی غلط روش سے لوٹا کر کس مقام کی طرف لایا جائے گا اور ان کا ٹھکانہ کونسا ہو گا۔ (اس طرح مومنین کی جماعت ظالموں کا تختہ اُلٹ کر رکھ دیتی ہے)۔

یہ ہے فرق ایک نبی میں' اور اِن مدعیانِ الہام و کہانت میں!

سورۃ النمل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

طٰسٓ ۟ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡقُرۡاٰنِ وَ کِتَابٍ مُّبِیۡنٍ ۙ﴿۱﴾ ہُدًی وَّ بُشۡرٰی لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ ہُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ﴿۳﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ زَیَّنَّا لَہُمۡ اَعۡمَالَہُمۡ فَہُمۡ یَعۡمَہُوۡنَ ؕ﴿۴﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ لَہُمۡ سُوۡٓءُ الۡعَذَابِ وَ ہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ ہُمُ الۡاَخۡسَرُوۡنَ ﴿۵﴾

---

۱ خدائے ذی الطول وسمیع کا ارشاد ہے کہ یہ قوانین جو تمہارے سامنے آرہے ہیں، قرآن کریم — یعنی ایک واضح کتاب ہدایت — کے ہیں۔

۲ جو اُن لوگوں کے لئے جو اس کی صداقتوں پر یقین رکھیں، صحیح راستہ کی طرف راہ نمائی کا موجب اور اُس راستہ پر چلنے کے خوشگوار نتائج کا مژدہ جانفزا ہیں۔

۳ یعنی اُن لوگوں کے لئے جو (اس ضابطہ حیات پر ایمان لانے کے بعد) نظامِ صلوٰۃ قائم کرتے ہیں اور عالمگیر انسانیت کے لئے سامانِ نشوونما کی فراہمی کا انتظام کرتے ہیں۔ اور خدا کے قانونِ مکافاتِ عمل' اور مستقبل کی زندگی پر یقینِ محکم رکھتے ہیں۔

۴ اِن کے برعکس، جو لوگ آخرت کی زندگی پر یقین نہیں رکھتے (اور زندگی کو صرف اسی دنیا تک محدود' اور اسی کے مفاد کا حصول مقصودِ حیات سمجھتے ہیں) انہیں اپنے اعمال بڑے خوشنما دکھائی دیتے ہیں اور وہ اسی خود فریبی میں بھٹکتے رہتے ہیں۔

۵ یہ وہ لوگ ہیں جن کی غلط روشِ زندگی ان کے لئے بڑی تباہی کا موجب بنتی ہے۔

وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ عَلِیْمٍ ۝۶ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖۤ اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا ؕ سَاٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِیْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝۷ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِیَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِی النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۸

(انہیں اس دنیا کے مفاد تو ضرور حاصل ہو جاتے ہیں لیکن) ان کا مستقبل برباد ہو جاتا ہے۔ اس طرح وہ آخر الامر سخت نقصان میں رہتے ہیں۔

۶ (نوعِ انسان کو اسی نقصان اور تباہی سے بچانے کے لئے) تجھے اے رسول! یہ قرآن دیا گیا ہے۔ یہ اُس خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے جو تمام کائنات کو اپنی حکمت کے مطابق صحیح راستے پر چلا رہا ہے اور ہر شے کے مقتضیات سے واقف ہے۔ (اُسے معلوم ہے کہ کس شے نے صحیح نشوونما پا کر کیا بننا ہے، اور اسے وہ کچھ بننے کے لئے کیا کچھ درکار ہے)۔

۷ (یہ جو کہا گیا ہے کہ غلط راستے پر چلنے کا نتیجہ تباہی اور بربادی ہوتا ہے، اس کے لئے فرعون اور موسیٰ کی کشمکش کو دیکھو۔ اس داستان کا آغاز اُس واقعہ سے کرو جب ایک تیرہ و تار شب میں، موسیٰؑ اور اس کے ساتھی ایک پہاڑ کے دامن میں تھے۔ رات کی تاریکی میں راستے کا پتہ نشان نہیں ملتا تھا اور سردی بلا کی تھی)۔ موسیٰؑ نے ان سے کہا کہ مجھے (دور پہاڑ پر) آگ دکھائی دی ہے۔ تم یہیں ٹھہرو۔ میں جاتا ہوں اور یا تو وہاں کسی سے راستے کے متعلق پتہ نشان لاتا ہوں، اور یا آگ کا انگارہ کہ تم لوگ اسے تاپ سکو (اور اس طرح رات بسر ہو جائے۔ ۲۸/۲۹)۔

۸ جب موسیٰؑ آگ کے قریب پہنچا تو اسے آواز سنائی دی کہ یہ مقام جس میں آگ نظر آ رہی ہے (یعنی طور کی چوٹی) اور اس کا اردگرد (ارضِ فلسطین) بڑی مبارک سرزمین ہے (جہاں متعدد انبیاء پیدا ہونے والے ہیں اور جو بنی اسرائیل کے لئے انقلابِ عظیم کی آماجگاہ بننے والی ہے۔ ۷/۱۳۷؛ ۲۸/۳۰)۔

(لیکن تم اس سے یہ نہ سمجھ لینا کہ تمام برکات و سعادات اسی خطۂ زمین میں محدود ہیں۔ باقی دنیا ان سے محروم ہے۔ نہیں۔ ایسا نہیں)۔ وہ خدا جو تمام نوعِ انسان کو نشوونما دینے کا ذمہ دار ہے، وہ اس سے بہت بلند ہے (کہ وہ صرف کسی ایک خطۂ زمین کو اپنے سحابِ کرم کے لئے مخصوص کر لے اور باقی دنیا اس کی گہرپاشیوں سے محروم رہے۔ اس کی طرف سے عطا شدہ سامانِ نشوونما ——— خواہ اس کا تعلق طبیعی ضروریات سے ہو یا انسانی ذات سے ——— تمام دُنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ سامانِ رزق بھی ہر قوم کو دیا ہے، اور وحی کی راہ نمائی بھی)۔

يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَاَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۣ اِنِّىْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْۗءٍ فَاِنِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ ۣ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝

۹ (موسیٰؑ حیران تھا کہ یہ آواز کہاں سے آئی اور کس نے دی؟ اس پر) ندائے جمال نے کہا کہ اے موسیٰؑ! یہ آواز تمہارے خدا کی طرف سے آئی ہے' جو بڑی قوتوں کا مالک اور عمدہ ترین تدابیر کا حامل ہے۔ (اس کی قوت وحکمت کا مظاہرہ اس کشمکش میں ہوگا جو تیرے سامنے آنے والی ہے)۔

۱۰ (پھر موسیٰؑ کو' اس مہم کے سلسلہ میں' مختلف احکام دے کر کہا کہ) ان احکام کو' جو تیرے لئے زندگی کا محکم سہارا' اور وجہِ جامعیت ہیں' (فرعون کے سامنے جاکر پیش کرو۔ موسیٰؑ نے جب اس مہم اور اسے سرکرنے کے پروگرام پر غور کیا تو اسے یوں محسوس ہوا گویا وہ ایک جیتا جاگتا اژدھا ہے' جس کا مقابلہ کرنے کا حکم دیا جارہا ہے۔ موسیٰؑ نے اپنے خیال میں اس سے پیچھے ہٹنا چاہا اور فرعون کی طرف جانے سے خائف ہوا۔ ($\frac{۷}{۱۰۸}$؛ $\frac{۲۰}{۱۷ - ۲۲}$؛ $\frac{۲۶}{۳۲ - ۳۳}$)۔
آواز آئی کہ اے موسیٰؑ! ڈرو نہیں۔ جب ہم اپنے پیغمبروں کے ساتھ ہیں' تو پھر ان کے لئے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی ($\frac{۳۶}{۱۵}$)۔

۱۱ نہ ہی اُسے ڈرنے کی ضرورت ہے جس سے کبھی نادانستہ کوئی زیادتی ہوگئی ہو' لیکن اس نے اس سے توبہ کرکے' زندگی کی حسین اور ہموار راہ اختیار کرلی ہو۔ اس لئے کہ ہمارے قانون مکافات میں اس کی گنجائش ہے کہ ایسے شخص کو' اس کی سابقہ لغزش کے نقصان رساں اثرات سے محفوظ رکھا جائے' اور اس کی نشوونما برابر ہوتی رہے۔ (لہٰذا' اگر تمہارے دل میں یہ خیال ہو کہ تم نے غلطی سے ایک شخص کو مار ڈالا تھا' اور اس طرح تم سے ایک جرم سرزد ہوگیا تھا' اس لئے اب اس عظیم مہم کو کس طرح سرانجام دیا جاسکے گا' تو اس خیال کو بھی دل سے نکال دو)۔

۱۲ پھر موسیٰؑ کو' ان احکام کی تائید میں' براہینِ نیرہ عطا کیں جن میں اربابِ عقل وبصیرت کے لئے روشنی اور تابناکی کا سامان تھا۔ وہ اگر ان پر غور وفکر کریں گے تو انہیں نظر آجائے گا کہ احکامِ خداوندی کے اتباع میں کسی خرابی کا احتمال نہیں ہوسکتا۔ وہ تو سرتاپا خیر ہوتے ہیں ($\frac{۲۸}{۳۲}$)۔
یہ دلائل ان نو (۹) احکام' سے متعلق تھے جنہیں لے کر موسیٰؑ' فرعون اور اس کی قوم کی طرف

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۳﴾ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰي كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾

ع ۱۶

گیا تھا — وہ قوم جو زندگی کے صحیح راستے کو چھوڑ کر غلط راہوں پر چل نکلی تھی۔

۱۳ لیکن جب اس قوم کے پاس ہمارے اسقدر بصیرت افروز احکام آئے تو' بجائے اس کے کہ وہ لوگ ان پر ایمان لے آتے' اُلٹا کہنے لگے کہ یہ تو کھلا ہوا جھوٹ ہے (کہ موسیٰؑ کو خدا نے یہ احکام دے کر ہماری طرف بھیجا ہے۔ اور اگر ہم نے انہیں نہ مانا تو ہم پر تباہی آجائے گی)۔

۱۴ حالانکہ انہیں دل میں یقین ہو چکا تھا کہ وہ جھوٹ نہیں' لیکن انہوں نے محض اپنی سرکشی اور تکبر کی بنا پر ان سے انکار کر دیا۔ سو تم دیکھو کہ ان لوگوں کا انجام کیا ہوا جنہوں نے انسانی معاشرہ میں اس طرح فساد برپا کر رکھا تھا (انسانی معاشرہ میں ناہمواریاں پیدا کرنا عدالتِ خداوندی میں سب سے بڑا جرم ہے)۔

۱۵ اور ہم نے (بنی اسرائیل میں) داؤدؑ اور سلیمانؑ جیسے (اولوالعزم) پیغمبر پیدا کئے اور انہیں وحی کے علم سے نوازا۔ وہ اس موہبتِ عظمیٰ پر خدا کے حضور شکر گزار تھے اور اس احساس سے کہ اُس نے انہیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت عطا کی ہے' قدم قدم پر اس کی حمد و ستائش کے گیت گاتے تھے۔

۱۶ داؤدؑ کے بعد' سلیمانؑ اُس کا جانشین ہوا (اس لئے نہیں کہ وہ اس کا بیٹا تھا۔ بلکہ اس لئے کہ وہ اس منصب بلند کا اہل تھا اور خدا نے اسے اس کے لئے منتخب کیا تھا۔ یہ محض اتفاقی بات تھی کہ وہ ایک نبی اور صاحب مملکت کا بیٹا تھا)۔ اس نے لوگوں سے کہا کہ (اس سلطنتِ خداداد کی قوتوں اور ثروتوں کو دیکھو) ہمیں ہر قسم کا ساز و سامان میسر ہے — ہمارے پاس بڑا مُستعد گھوڑوں کا لشکر ہے جس کے قواعد و ضوابط سے ہم خوب واقف ہیں۔ (اُس زمانے میں یہ چیز بڑی قوت تسلیم کی جاتی تھی۔ ۲۱/۷۹ ؛ ۳۴/۱۰)۔

سامانِ زیست اور اسباب قوت و مدافعت کی یہ فراوانیاں' بالکل نمایاں ہیں' اور نوازشہائے خداوندی کی کھلی کھلی نشانیاں۔

وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾

۱۷ سلیمانؑ کے لشکروں میں شہروں کے مہذب باشندے، جنگلوں اور پہاڑوں کے دیو ہیکل وحشی، اور قبیلۂ طیر کے شاہسوار سب شامل تھے۔ انہیں (کیمپوں میں) روک کر رکھا جاتا تھا تاکہ مناسب تربیت اور ٹریننگ سے، ان سے مفید کام لئے جائیں۔

۱۸ (ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سلیمانؑ کو معلوم ہوا کہ سبا کی مملکت، اس کے خلاف سرکشی کا ارادہ رکھتی ہے۔ چنانچہ وہ، بطور حفظِ ماتقدم، اس کی طرف لشکر لے کر روانہ ہوا۔ راستے میں وادیٔ نمل پڑتی تھی۔ ملکِ سبا کی طرح، اس مملکت کی سربراہ بھی ایک عورت تھی)۔ جب اس نے اس لشکر کی آمد کی خبر سنی تو اپنی رعایا کو حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے گھروں میں جا کر پناہ گزین ہو جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ لشکرِ جرّار، اتنا معلوم کئے بغیر کہ تم، اس کے دشمن کی قوم سے کسی قسم کا تعلق رکھتے ہو یا نہیں، تمہیں یونہی کچل ڈالے۔ (فوجیں یہی کچھ کیا کرتی ہیں۔ ان کے راستے سے ہٹ جانا ہی قرینِ مصلحت ہوتا ہے)۔

۱۹ سلیمانؑ نے یہ سنا تو مسکرایا۔ (کہ یہ بیچارے سچے ہیں۔ انہوں نے یہی دیکھا اور سنا ہے کہ جب شاہی لشکر کہیں سے گزرتا ہے تو وہ اندھا دھند تباہی مچائے چلا جاتا ہے۔ لیکن انہیں یہ معلوم نہیں کہ یہ کسی بادشاہ کا لشکر نہیں۔ خدا کے ایک رسول کی سپاہ ہے جس کا مقصد بے گناہوں کو ستانا نہیں ان کی حفاظت کرنا ہے)۔ پھر اس نے اپنے خدا سے دعا مانگی کہ بارالہا! مجھے تو نے اس قدر عظیم مملکت عطا کی ہے تو اس کے ساتھ ایسا ضبط اور اپنے آپ پر کنٹرول بھی عنایت فرما کہ میں تیری اس نعمتِ عظمیٰ کو، جو تو نے مجھ پر، اور میرے والدین پر ارزاں فرمائی ہے اسطرح صرف کروں کہ یہ نوعِ انسان کے لئے تباہی کا موجب بننے کے بجائے، ان کے معاملات کو سنوارنے کا ذریعہ بنے۔ اور میرا ہر قدم، تیرے قوانین سے ہم آہنگ ہو۔ اس طرح میں، تیرے قانونِ ربوبیت و مرحمت کی بنا پر، تیرے اُن بندوں کے زمرے میں شامل ہو جاؤں جن کی صلاحیتیں نشوونما پا لیتی ہیں اور جن کے ہاتھوں انسانیت کے معاملات سنورتے ہیں۔

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ﴿٢٠﴾ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَاذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿٢١﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِن سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ﴿٢٢﴾ إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٢٤﴾ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿٢٥﴾

۲۰ (آگے چل کر ایک مقام پر ایسا ہوا کہ) سلیمانؑ نے گھوڑ سوار ہرکاروں کو، جو اُس وقت وہاں موجود نہیں تھے، طلب کیا۔ جب وہ آئے تو انہوں نے کہا کہ ان کا سردار ہُدہُد کہاں ہے؟ کیا وہ یونہی کہیں اِدھر اُدھر گیا ہے یا اپنی ڈیوٹی سے غائب ہے؟

۲۱ اگر وہ اپنی ڈیوٹی سے غیر حاضر ہوگیا ہے تو (فوجی قوانین کے مطابق) میں اسے سخت سزا دوں گا۔ اور اگر اس نے، اس کے لئے کوئی واضح اتھارٹی (اجازت نامہ) یا وجہ جواز پیش نہ کی، تو ہوسکتا ہے کہ اسے سزائے موت دی جائے۔

۲۲ تھوڑے عرصہ کے بعد ہُدہُد آگیا۔ اس نے کہا کہ میں تفتیش حالات کے لئے، سبا کے ملک کے اندر چلا گیا تھا۔ وہاں سے میں نے ایسی معلومات فراہم کی ہیں جو اس سے پہلے آپ کے پاس نہیں تھیں۔ اور چونکہ یہ معلومات میں نے خود (براہ راست) حاصل کی ہیں اس لئے بالکل یقینی ہیں۔

۲۳ میں نے دیکھا کہ اس ملک پر ایک ملکہ حکمران ہے جس کے پاس سب کچھ موجود ہے۔ (یعنی وہ اپنی مملکت میں خود مکتفی ہے اور اپنی ضروریات کے لئے، کسی بیرونی قوم کی محتاج نہیں)۔ اور اس کا اندرونی نظم و نسق اور کنٹرول بھی بڑا عظیم الشان ہے۔

۲۴ لیکن وہ ملکہ اور اس کی قوم کے لوگ، سورج کی پرستش کرتے ہیں۔ خدا کی نہیں کرتے۔ شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نگاہوں میں اس قدر خوشنما بنا رکھا ہے کہ وہ اپنے مسلک کو بالکل صحیح اور درست سمجھتے ہیں۔ اُس نے انہیں، صحیح روش زندگی کی طرف آنے سے ایسے روک رکھا ہے کہ وہ اس کی طرف راہ نمائی نہیں حاصل کرپاتے۔

۲۵ (حیرت ہے کہ) وہ لوگ خدا کو اپنا معبود نہیں تسلیم کرتے — اُس خدا کو جو کائنات کے مخفی، ذخیروں سے، ہر چیز کو عندالضرورت باہر لاتا ہے۔ اور (اس کا علم صرف خارجی کائنات تک ہی محدود نہیں بلکہ) وہ یہ بھی جانتا ہے کہ تم اپنے دل میں کیا رکھتے ہو اور ظاہر کیا کرتے ہو۔

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۩ ﴿۲۶﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۹﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ (ع ۲ / ۱۴ / ۱۷) قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿۳۳﴾

۲۶ وہ خدا جس کے علاوہ کائنات میں کسی کا اختیار واقتدار نہیں۔ اس عظیم کارگہ فطرت کا مرکزی کنٹرول اسی کے ہاتھ میں ہے۔

(تعجب ہے کہ یہ لوگ اتنی بڑی سلطنت کے مالک ہونے کے باوجود اتنی سی بات بھی نہیں سمجھتے اور ایسی صاحب اختیار وارادہ ہستی کو چھوڑ کر سورج کو اپنا خدا مانتے ہیں جسے اپنے طلوع وغروب پر بھی کوئی اختیار نہیں)۔

۲۷ سلیمانؑ نے یہ سب کچھ سنا اور کہا کہ بہت اچھا۔ ہم ابھی معلوم کر لیتے ہیں کہ تمہارے بیان میں کہاں تک صداقت ہے۔ (خبر رساں ایجنسیوں کے بیانات کی تصدیق کر لینا ضروری ہوتا ہے)۔

۲۸ یہ ہمارا خط لو اور اسے سبا کے ارباب حل وعقد تک پہنچا دو۔ پھر ان کے پاس سے ہٹ کر وہیں انتظار کرو اور دیکھو کہ ان کا ردعمل کیا ہوتا ہے۔

۲۹ ملکہ نے وہ خط پا کر اپنے مشیروں کی مجلس بلائی اور ان سے کہا کہ مجھے ایک ایسا خط ملا ہے جو بڑے ہی شریفانہ انداز میں لکھا گیا ہے۔

۳۰ یہ خط شاہ سلیمانؑ کی طرف سے ہے اور اس کی غایت یہ بتائی گئی ہے کہ خدا کی صفت ربوبیت اور رحیمیت (یعنی سامانِ نشوونما کی بہم رسانی) انسانوں میں عام ہو جائے۔ ($\frac{1}{1}$)۔

۳۱ اس میں جو کچھ کہا گیا ہے اس کا ملخص یہ ہے کہ تم میرے خلاف سرکشی اختیار نہ کرو بلکہ قوانین خداوندی کی مطیع وفرمانبردار بن کر چلی آؤ۔

۳۲ خط کا مضمون سنا دینے کے بعد اس نے اپنے اہل دربار سے کہا کہ تم اس معاملہ پر غور کر کے مجھے بتاؤ کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں تم سے مشورہ کئے بغیر کسی معاملہ کا آخری فیصلہ نہیں کیا کرتی۔

۳۳ انہوں نے کہا کہ اگر سلیمانؑ کے پاس بڑے بڑے جرار لشکر ہیں تو ہم نے بھی چوڑیاں نہیں

قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً ۖ وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿٣٤﴾ وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِم بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِّمَّا آتَاكُم بَلْ أَنتُم بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ﴿٣٦﴾ ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُم بِجُنُودٍ لَّا قِبَلَ لَهُم بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُم

پہن رکھیں۔ ہم بڑی قوتوں کی مالک سخت جنگجو قوم ہیں۔ اس لئے اس بنا پر اس سے خوف کھانے کی کوئی بات نہیں۔ (لیکن یہ اس معاملہ کا صرف ایک پہلو ہے جس کی طرف سے ہم تمہیں اطمینان دلاتے ہیں۔ اس کے دوسرے پہلوؤں پر آپ غور کرلیں۔ اس کے بعد آخری فیصلہ کریں۔ اس لئے کہ) ایسے معاملات میں آخری فیصلہ آپ ہی کا ہو سکتا ہے۔ آپ جو فیصلہ بھی کریں گی، ہم اس کے مطابق عمل کریں گے۔ ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں۔

۳۴ (اس نے کہا کہ اس بات کا تو مجھے بھی یقین ہے کہ تم جنگ سے گریز نہیں کرو گے لیکن یہ حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ) جب بادشاہ دوسرے ملک پر چڑھائی کرتے ہیں تو اسے تہس نہس کر کے رکھ دیتے ہیں، اور معاشرہ کا تختہ اس طرح الٹ دیتے ہیں کہ وہاں کے صاحبِ عزت اکابرین کو سب سے زیادہ ذلیل و خوار بنا دیتے ہیں۔ یہ بات کسی خاص بادشاہ سے متعلق نہیں۔ ملوکیت میں یہی کچھ ہوتا چلا آیا ہے، اور یہی کچھ ہوتا چلا جائے گا۔ (اس لئے ایسا باور کرنے کی کوئی وجہ نہیں، کہ اس بادشاہ کی طرف سے ایسا نہیں ہوگا۔ لہٰذا، میں یہ سمجھتی ہوں کہ جہاں تک ہو سکے، ہمیں جنگ کی نوبت نہیں آنے دینی چاہیئے)۔

۳۵ میں (سردست) ان کی طرف کچھ تحائف بھیجتی ہوں اور پھر انتظار کرتی ہوں کہ اس کا ان کی طرف سے کیا ردعمل ہوتا ہے۔ (شاید وہ اس طرح، جنگ کا ارادہ ترک کر دیں)۔

۳۶ جب ملکہ کا قاصد، تحائف لے کر سلیمانؑ کے پاس آیا تو اُس نے (تحائف وغیرہ دیکھ کر کہا کہ) کیا تم لوگ مال کا لالچ دے کر مجھے اپنی طرف کھینچنا چاہتے ہو؟ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جس قدر مال و دولت مجھے اللہ نے دے رکھا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ اور بہتر ہے جو تمہارے پاس ہے۔ اس لئے تمہارا مال میرے لئے وجہِ کشش نہیں ہو سکتا۔ جو تحائف تم لائے ہو، وہ تمہارے نزدیک بڑے قابلِ فخر ہوں گے (لیکن میرے نزدیک ان کی کچھ قیمت نہیں۔ میرے نزدیک قدر و قیمت صرف اس کی ہے کہ تم قوانین خداوندی کی اطاعت اختیار کرلو)۔

۳۷ تم اپنی قوم کی طرف واپس جاؤ (اور ان سے کہو کہ چونکہ تم نے ہماری شرائط کو تسلیم نہیں کیا، اس لئے اب ہمارے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ) ہم ایسے لشکروں کے ساتھ تم پر چڑھائی

مِنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴿۳۹﴾ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿۴۰﴾

کریں جن کا تم مقابلہ نہیں کر سکو گے۔ ہم تمہیں تمہارے ملک سے ذلیل کر کے نکال دیں گے، اور اس کے بعد تم ہمیشہ محکومی کی زندگی بسر کرو گے۔

۳۸ (چنانچہ قاصد واپس چلا گیا اور سلیمانؑ نے چڑھائی کا ارادہ کر لیا۔ اور) اپنے اہلِ دربار سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ قبل اس کے کہ اہلِ سبا، باہر نکل کر جنگ کریں اور شکست کھا کر ہتھیار رکھ دیں، اُن کے پایۂ تخت پر شدت کا حملہ کر کے، اسے اپنے قبضہ میں لے آیا جائے۔ (ہو سکتا ہے کہ اس طرح وہ جنگ کئے بغیر ہی راہِ راست پر آجائیں)۔ چنانچہ اس نے ان سے پوچھا کہ وہ کون ہے جو اس مہم کو جلد از جلد سر کر سکتا ہے۔

۳۹ اس پر وحشی قبائل کا ایک قوی ہیکل سردار جو جسمانی قوت کے علاوہ، معاملہ فہمی میں بھی ماہر تھا، بولا کہ یہ مہم میں سر کروں گا۔ اور اتنی جلدی، کہ قبل اس کے کہ آپ اس مقام سے کوچ کر کے آگے بڑھیں، ملکہ اور اس کا تختِ حکومت آپ کے قدموں میں ہوگا۔ (آپ اس مہم کو میرے سپرد کیجئے) میں اسے سر کرنے کی قوت بھی رکھتا ہوں، اور قابلِ اعتماد بھی ہوں۔

۴۰ ایک دوسرے سردار نے، جسے اس خط و کتابت کا پورا پورا علم تھا جس کا ذکر اوپر آچکا ہے، کہا کہ میں اس مہم کو اس سے بھی جلدی سر کر سکتا ہوں — ایسی جلدی کہ ملکۂ سبا، چشم زدن میں، مفتوح و مغلوب یہاں آجائے۔

چنانچہ وہ مہم اس کے سپرد کی گئی، اور اس نے اسے نہایت حسن و خوبی سے سر کر لیا۔ جب سلیمانؑ نے مالِ غنیمت کو اپنے سامنے دیکھا تو بحضور ربّ العزت سجدہ ریز ہوا اور کہا کہ اس قوم کے خلاف، اس قسم کی کامیابی اُنہی اسباب و ذرائع سے ممکن تھی جو ہمیں خدا کی طرف سے عطا ہوئے ہیں۔ وہ ایسے مواقع اس لئے بہم پہنچاتا ہے کہ لوگوں پر اس حقیقت کو آشکارا کر دے کہ میں، اُس کی دی ہوئی قوت و حشمت، اور دولت و ثروت کو صحیح مصرف میں لاتا ہوں یا ان کا غلط استعمال کرتا ہوں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جو قوم بھی فطرت کی بخشائشوں کو صحیح مصرف میں لاتی ہے، اس کا

قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنظُرْ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٤١﴾ فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَٰكَذَا عَرْشُكِ قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِن قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ﴿٤٢﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَت تَّعْبُدُ مِن دُونِ اللَّهِ إِنَّهَا كَانَتْ مِن قَوْمٍ كَافِرِينَ ﴿٤٣﴾ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَن سَاقَيْهَا قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّن قَوَارِيرَ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٤﴾

(۳ ع ۱۳ ۱۸)

فائدہ اسی کو ہوتا ہے- اور جو لوگ ان کا غلط استعمال کرتے ہیں' اس کا نقصان انہی کو ہوتا ہے- —— خدا کا نہ تو اُن مفادات سے کچھ سنورتا ہے اور نہ ہی ان نقصانات سے کچھ بگڑتا ہے- یہ سب انسان کے اپنے لئے ہے- خدا اس سے بے نیاز ہے کہ وہ انسانوں کی محنت کے ماحصل سے کچھ لے- اس کے پاس بہت کچھ ہے-

۴۱ لیکن یہ فتح میدانِ جنگ میں ہوئی تھی- ان کے دارالسلطنت تک رسائی نہیں ہوئی تھی- چنانچہ اس کے لئے سلیمانؑ نے اہل لشکر سے کہا کہ تم (دیگر مقامات کو زیادہ گزند نہ پہنچاؤ)- ایوانِ حکومت پر اس شدّت کا حملہ کرو کہ اس کا حلیہ بگڑ جائے- ہوسکتا ہے کہ اربابِ حکومت اس سے راہ راست پر آجائیں- اگر ایسا نہ ہوا (تو پھر دوسری تدابیر پر عمل کیا جائے گا)-

۴۲ (چنانچہ یہ تدبیر کارگر ہوگئی- اور ملکہ سبا نے شکست مان لی) جب وہ سلیمانؑ کے سامنے آئی تو اُس نے کہا کہ کیوں؟ یہی تھی وہ تیری قوت وثروت جس کے بل بوتے پر تیری قوم اس قدر سرکش ہو رہی تھی؟ اس نے کہا کہ ہاں! وہ قوت وثروت کچھ ایسی ہی تھی- ہمیں اس کا پہلے ہی سے احساس ہوگیا تھا- اب ہم آپ کے مطیع وفرمانبردار ہیں-

۴۳ وہ فرماں پذیری تو اس سے بہت پہلے قبول کرلیتی' لیکن جو چیز اس کی راہ میں حائل ہو رہی تھی وہ اس قوم کا مذہب تھا —— یعنی وہ معبود جن کی وہ قوم' خدا کو چھوڑ کر پرستش کرتی تھی- (ان کا خیال تھا کہ وہ معبود ان کی ضرور مدد کریں گے اور وہ غالب رہیں گے- لیکن ان کا یہ خیالِ خام تھا)-

۴۴ اب ان کے تعلقات خوشگوار ہوگئے اور سلیمانؑ نے اسے اپنے ہاں بطور شاہی مہمان مدعو کیا' اور شیش محل میں اس کے قیام کا بندوبست کیا- (اس نے اس سے پہلے کبھی شیش محل نہیں دیکھا تھا- جب اس نے بلوریں فرش میں درودیوار کے عکس دیکھے تو) اسے گہرا پانی خیال کیا' اور اس سے گھبرا سی گئی- (سلیمانؑ نے اس کی گھبراہٹ کو بھانپ لیا اور کہا کہ اس میں ڈرنے کی

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْ لَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۚ قَالَ

کوئی بات نہیں۔ یہ پانی نہیں) شیشے کا فرش ہے جس میں عکس دکھائی دے رہے ہیں۔

(ملکۂ سبا نے اس شان و شوکت کو دیکھ کر سلیمانؑ سے پوچھا کہ اُسے سامانِ آرائش و آسائش کی اس قدر فراوانیاں کس طرح حاصل ہو گئی ہیں۔ سلیمانؑ نے کہا کہ جس سرزمین پر خدا کا نظامِ ربوبیت قائم ہو جائے وہاں یہ سب کچھ میسر آجاتا ہے)۔ اس پر ملکہ نے کہا کہ اے میرے نشوونما دینے والے! میں نے اپنے آپ پر زیادتی کی تھی جو تجھے چھوڑ کر، معبودانِ باطل کی عبودیت اختیار کر رکھی تھی۔ میں درحقیقت تاریکی میں تھی۔ اب مجھ پر انکشافِ حقیقت ہوا ہے۔ اس لئے اب میں بھی اُسی خدا کی محکومیت اختیار کرتی ہوں جو تمام نوعِ انسان کی نشوونما کا ضامن ہے۔ اس طرح میں سلیمانؑ کی مطیع فرماں پذیر ہوں۔ ہم دونوں اس کے محکوم ہیں۔

۴۵ (یہ تھا سلیمان اور ملکۂ سبا کا ماجرا۔ اس ملکہ کا جس نے قوانینِ خداوندی کی اطاعت اختیار کرکے اپنے آپ کو تباہیوں اور بربادیوں سے بچا لیا۔ اس کے برعکس، وہ اقوام تھیں جنہوں نے، رسولوں کی تنبیہ کے باوجود، اپنی غلط روش کو نہ چھوڑا اور تباہ و برباد ہو گئیں۔ انہی میں) قومِ ثمود تھی جس کی طرف ہم نے، ان کے بھائی بندوں میں سے، صالحؑ کو بھیجا تھا۔ اُس نے ان سے کہا کہ تم قوانینِ خداوندی کی محکومیت اختیار کرو۔ اس پر ان میں دو پارٹیاں ہو گئیں۔ ایک وہ جو صالحؑ کے ساتھ، قوانینِ خداوندی پر ایمان لے آئی۔ اور دوسری وہ جس نے اس سے سرکشی اختیار کی — یہ دونوں پارٹیاں ایک دوسرے کی مخالف تھیں۔

۴۶ (صالحؑ نے انہیں بہتیرا سمجھایا لیکن وہ یہی کہتے رہے کہ تم جس تباہی کی دھمکی دیتے ہو وہ لے کیوں نہیں آتے؟)۔ اس پر صالحؑ ان سے کہتا کہ تم کس قدر اپنے آپ سے دشمنی کر رہے ہو کہ زندگی کی خوشگواریوں سے پہلے، تباہیوں اور بربادیوں کے لئے جلدی مچا رہے ہو! تم ان تباہیوں کو آوازیں دے دے کر بلانے کی بجائے خدا سے ان سے محفوظ رہنے کا سامان کیوں نہیں طلب کرتے! اس سے نہ صرف یہ کہ تم ان تباہیوں سے محفوظ رہ جاؤ گے بلکہ تمہاری نشوونما کا سامان بھی بافراط مل جائے گا۔

۴۷ اس کے جواب میں وہ کہتے کہ جب سے تم اور تمہارے ساتھی پیدا ہوئے ہیں، ہمارے کانوں میں مسلسل تباہی اور بربادی کی آوازیں پڑنی شروع ہو گئی ہیں۔ (ورنہ، اس سے پہلے، ہم ان الفاظ تک سے ناآشنا تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ بڑے منحوس ہو!

طٰٓىِٕرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾

اس پر صالحؑ ان سے کہتا کہ تم پر یہ "نحوست" (تباہی اور بربادی) ہماری وجہ سے نہیں آرہی۔ یہ تو تمہارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے جو خدا کے قانونِ مکافات کے مطابق مرتب ہو رہا ہے۔ (لیکن ایسا نظر آتا ہے کہ یہ باتیں تمہاری سمجھ میں نہیں آئیں گی جب تک) تمہیں عذاب کی کٹھالی میں تپایا نہیں جائے گا۔

۴۸ اس قوم میں نُو بڑے بڑے منتخب سردار تھے جن کے ذمے معاشرے کا نظم و نسق تھا۔ وہی ان تمام شرارتوں کی جڑ تھے۔ وہ ملک میں ناہمواریاں پیدا کرتے رہتے تھے اور قوم کو کبھی اصلاح کی طرف آنے نہیں دیتے تھے (حقیقت یہ ہے کہ قوم کا دارومدار ان لوگوں پر ہوتا ہے جن کے ہاتھ میں اقتدار و اختیار اور نظم و نسق ہو۔ وہی عوام کو بگاڑتے ہیں اور انہی کے سنوارنے سے معاشرہ سنورتا ہے)۔

۴۹ (چونکہ جس نظامِ عدل کی طرف صالحؑ دعوت دیتے تھے اس سے ان اربابِ اقتدار کی مفاد پرستیوں پر زد پڑتی تھی، اس لئے وہی سب سے زیادہ اس کی مخالفت کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی میٹنگ بلائی اور) آپس میں کہا کہ قسم اٹھاؤ کہ ہم سب مل کر صالح اور اس کے ساتھیوں پر رات کو حملہ کریں گے۔ اور ہم مقتولین کے ورثاء کے سامنے صاف مکر جائیں گے اور کہدیں گے کہ ہم نے انہیں ہلاک ہوتے دیکھا تک نہیں۔ اور ہم بالکل سچ کہتے ہیں۔

۵۰ وہ ادھر یہ تدبیر سوچ رہے تھے۔ اور ہم اپنے قانونِ مکافات کی رو سے، ایک اور تدبیر کر رہے تھے جس کا انہیں شعور و احساس تک نہ تھا۔

۵۱ سو تم دیکھو کہ ان کی تدبیر کا انجام کیا ہوا اور خدا کی تدبیر نے کیا کیا؟ (صالحؑ اور اسکی جماعت تو صحیح و سلامت رہی) اور وہ مفسدین، اور ان کی قوم، سب تباہ و برباد ہو گئے۔

۵۲ یہ ہیں اُن کی بستیاں جو آجتک ویران پڑی ہیں۔ اور یہ سب اس لئے ہوا کہ وہ لوگوں پر ظلم کرتے تھے۔

وَاَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْیَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ؗ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ﴿۵۷﴾ وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ﴿۵۸﴾ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِیْنَ

(ع ۴ / ۱۴ / ۱۹)

اس سرگزشت میں ان لوگوں کے لئے سامانِ عبرت ہے جو علم وبصیرت سے کام لیتے ہیں۔

۵۳ (وہ تباہ ہوگئے اور) وہ لوگ جو قوانین خداوندی کی صداقت پر ایمان لائے تھے' اور ان کے مطابق زندگی بسر کرتے تھے' اُن کے شر سے محفوظ رہے۔

۵۴ اسی طرح لوطؑ کی سرگزشت ہے جس نے اپنی قوم سے کہا کہ تم سب کچھ دیکھتے بھالتے' سمجھتے سوچتے' اس قدر کھلی ہوئی بے حیائی کا کام کرتے ہو!

۵۵ تمہاری حالت یہ ہے کہ تم' جنسی خواہش کی تسکین کے لئے' عورتوں کو چھوڑ کر' مردوں کی طرف آتے ہو۔ یہ کتنی بڑی جہالت کی بات ہے۔

۵۶ اس کی قوم کے پاس اس بات کا کوئی جواب نہ تھا' بجز اس کے کہ انہوں نے باہمی مشورہ کیا کہ لوطؑ کی جماعت کے لوگوں کو اپنی بستی سے نکال باہر کیا جائے۔ یہ بڑے پاکباز بنتے ہیں! (ایسے "پاکبازوں" کا ہم جیسے "سیاہ کاروں" میں بھلا کیا کام!)۔

۵۷ لیکن ہم نے لوطؑ اور اس کے ساتھیوں کو' اُن کے دستِ تطاول سے محفوظ رکھا۔ بجز لوطؑ کی بیوی کے' جس کے خیالات کے پیشِ نظر' پہلے ہی سے اندازہ تھا کہ وہ لوطؑ کا ساتھ نہیں دیگی۔ بلکہ پیچھے رہ جانے والی جماعت میں شامل رہے گی۔

۵۸ چنانچہ اُس قوم پر' کوہ آتش فشاں سے پتھروں کی بارش ہوئی ـــــ کس قدر بُری تھی وہ بارش جو ان لوگوں پر برسی' حالانکہ انہیں اس کے متعلق پہلے سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔ (لیکن انہوں نے تو اپنا شیوہ بنا لیا تھا کہ لوطؑ کی ہر بات کی مخالفت اور تکذیب کرنی ہے)۔

۵۹ ان تاریخی شواہد کی روشنی میں' یہ حقیقت تمہارے سامنے بے نقاب ہو جائے گی کہ خدا کا قانونِ مکافات کس قدر درخورِ حمد وستائش ہے جو ظلم کرنے والوں کو تباہ کر دیتا ہے' اور جو لوگ اُس کے قوانین کی محکومیت اختیار کرتے ہیں' اُنہیں' ان ظالمین کے گروہ سے الگ

اصْطَفٰى ۗ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾

کرکے' امن وسلامتی میں رکھتا ہے۔ (اگر خدا کا قانونِ مکافات نہ ہوتا' تو جو گروہ ایک دفعہ کسی طرح قوت حاصل کر لیتا' وہ دوسروں پر ظلم و استبداد کئے جاتا' اور کوئی اُسے روکنے والا نہ ہوتا)۔

اس کے بعد سوچو کہ کیا خدا کے قانونِ مکافات) کا غلبہ اور اقتدار بہتر ہے یا ان قوتوں کا جنہیں یہ لوگ خدا کے ساتھ شریک کرتے ہیں!

بیسواں پارہ
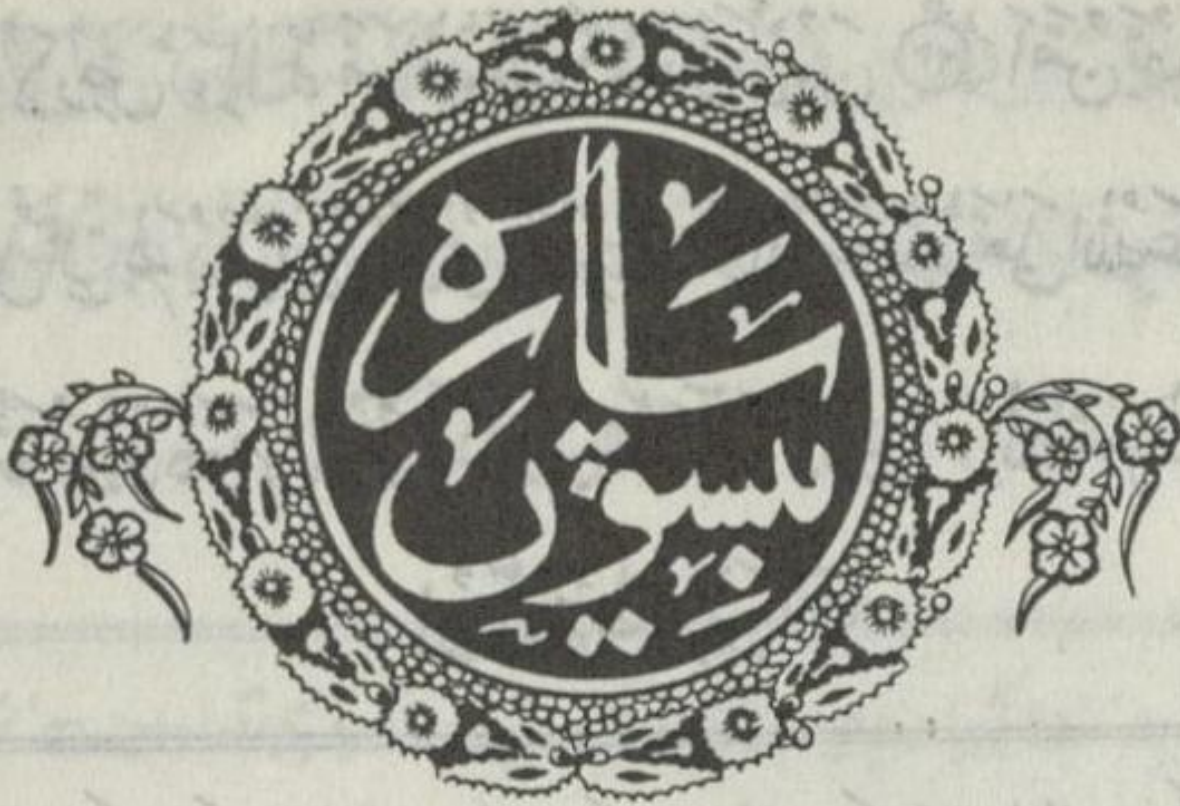
اَمَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَاَنۡزَلَ لَکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنۡۢبَتۡنَا بِہٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَہۡجَۃٍ ۚ مَا کَانَ لَکُمۡ اَنۡ تُنۡۢبِتُوۡا شَجَرَہَا ؕ ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ ؕ بَلۡ ہُمۡ قَوۡمٌ یَّعۡدِلُوۡنَ ﴿۶۰﴾

اَمَّنۡ جَعَلَ الۡاَرۡضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَہَاۤ اَنۡہٰرًا وَّجَعَلَ لَہَا رَوَاسِیَ وَجَعَلَ بَیۡنَ الۡبَحۡرَیۡنِ حَاجِزًا ؕ

۶۰ اس حقیقت کی شہادت کے لئے کہ کائنات میں قانون صرف خدا کا کارفرما ہے۔ کسی اور کا قانون اس میں شریک نہیں' ان سے پوچھو کہ وہ کون ہے جس نے اس تمام سلسلۂ کائنات کو پیدا کیا ہے۔ جو تمہارے فائدہ کے لئے بادلوں سے بارش برساتا ہے۔ پھر اُس پانی سے نہایت خوشنما باغات اُگاتا ہے۔ تمہارے لئے تو یہ ممکن نہیں تھا کہ' خدا کے ان عطیات (زمین - پانی - ہوا - روشنی - حرارت) کے بغیر ان درختوں کو اُگا سکتے۔

اب بتاؤ کہ کیا یہاں قانونِ خداوندی کے اختیار و اقتدار کے علاوہ' کسی اور کا اقتدار و اختیار بھی کارفرما ہے؟ کیا اس کے ساتھ کوئی اور 'آلہ' بھی ہے؟ (اگر یہ لوگ اس پر خالی الذہن ہو کر غور کریں تو اس حقیقت کے سمجھنے میں کوئی دشواری نہ ہو کہ یہ سب کچھ خدا اور صرف خدا کے قانون کے مطابق ہوتا ہے' اس لئے کائنات میں کوئی اور ہستی ایسی نہیں جسے الٰہ قرار دیا جا سکے)۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ یہ لوگ' سیدھے راستہ پر چلنے کے بجائے' اپنے جذبات کے تابع' ایک طرف کو جھک جاتے ہیں اور یوں کجروی اختیار کر لیتے ہیں۔

۶۱ پھر ان سے پوچھو کہ وہ کون ہے جس نے زمین کو (باوجود اس کی اس قدر تیز گردش کے) ایسا بنا دیا جس پر ہر شے نہایت عمدگی سے ٹھہر سکتی ہے۔ اور اس کے اندر دریا بہا دیئے۔ اور

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِىْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶۴﴾

بلند پہاڑ کھڑے کر دیئے۔ اور دو دریاؤں کے درمیان روک کا سامان پیدا کر دیا۔ (۲۵/۵۳)۔

اب بتاؤ کہ کیا کوئی اور ہستی بھی ایسی ہے جس کا اقتدار اس تمام نظم و نسق میں شریک ہو؟ جب کوئی اور اس میں شریک نہیں تو خدا کے ساتھ کوئی اور الٰہ کیسے ہو سکتا ہے؟ لیکن یہ لوگ علم و بصیرت سے کام نہیں لیتے (اور محض توہم پرستی اور جہالت کی بنا پر غلط راستے اختیار کر لیتے ہیں)۔

۶۲ پھر ان سے پوچھو کہ وہ کون ہے کہ جب کوئی محکوم اور مجبور قوم، اپنی پریشانیوں میں، اس کے قانون کو پکارتی ہے تو وہ اُس کی پکار کا جواب دیتا ہے (اور کہتا ہے کہ اُس کی پریشانیوں کا علاج اُس کے پاس ہے)۔ اور جب وہ اُس کے مطابق عمل کرتی ہے، تو اُس کی مشکلات کو دور کر دیتا ہے، اور اس طرح تمہیں حکومت و مملکت عطا کر دیتا ہے (۲۴/۵۵ — ۵۴)۔

اب بتاؤ کہ کیا خدا کے قانون کے علاوہ، کسی اور کا قانون بھی ہے جو یہ کچھ کر سکتا ہو؟ لیکن ان میں بہت تھوڑے ہیں جو اس حقیقت کو پیشِ نظر رکھتے ہیں؟

۶۳ پھر ان سے پوچھو کہ، جب تم رات کی تاریکیوں میں، صحراؤں یا سمندروں میں سفر کرتے ہو تو وہ کون ہے جو (ستاروں کی روشن قندیلوں سے)، تمہاری راہ نمائی کرتا ہے (اور اس میں کبھی غلطی نہیں ہوتی)۔

اور وہ کون ہے جو اُس بارش سے پہلے، جو مخلوق کے لئے سامانِ پرورش اپنے دامن میں لاتی ہے، ہواؤں کو بھیجتا ہے جو اُس (بارش) کی آمد کا مژدہ جانفزا سناتی ہیں۔

بتاؤ کہ خدا کے علاوہ کوئی اور بھی ہے جس کا قانون یہ سب کچھ کرتا ہے؟ کیا اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ خدا کی ذات اس سے بہت بلند ہے کہ اس کے ساتھ اور قوتوں کو بھی شریک کیا جائے!

۶۴ ان سے پوچھو کہ وہ کون ہے جو ہر شے کی تخلیق کی ابتدا کرتا ہے، اور پھر اسے، گردشیں دے کر، مختلف ارتقائی مراحل میں سے گزارتا ہوا اس کی منزلِ مقصود تک پہنچاتا ہے۔ وہ کون ہے جس کا

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۣ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۣ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَاۗؤُنَآ اَىِٕنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾

نظامِ ربوبیّت، فضا کی بلندیوں اور زمین کی پستیوں کے باہمی تعاون سے، تمہارے لئے سامانِ رزق پیدا کرتا ہے۔

بتاؤ کہ خدائے واحد کے قانون کے علاوہ کسی اور کا قانون و نظام بھی یہ کچھ کر سکتا ہے! اگر تم سمجھتے ہو کہ ایسا ہو سکتا ہے تو اپنے دعوے کی تائید میں دلیل و برہان پیش کرو (اس لئے کہ ہمارا ہر دعوےٰ دلیل و برہان پر مبنی ہے اس لئے اس کی تردید بھی دلیل و برہان ہی سے کرنی ہوگی ——— اور دلیل و برہان تم کوئی پیش نہیں کر سکتے۔ $\frac{۲۳}{۱۱۷}$)۔

۶۵ (ان لوگوں کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ یہ' زندہ انسان تو ایک طرف' مُردوں تک کو کارِ بارِ خداوندی میں شریک سمجھتے ہیں)۔ ان سے کہو کہ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو امور پردۂ خفا میں ہیں' (اور ان کا تعلق عالمِ محسوسات سے نہیں) ان کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں۔ اور مُردے تو خود اپنے متعلق بھی اتنا نہیں جانتے کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے' رچہ جائیکہ وہ علمِ خداوندی میں شریک ہوں۔ $\frac{۱۶}{۲۲}$)۔

۶۶ جہاں تک آخرت کی زندگی کا تعلق ہے' اس کے متعلق نوعِ انسان کو' (وحی کے ذریعے) مسلسل اور پیہم علم حاصل ہوتا رہا ہے' لیکن اس کے باوجود یہ لوگ اس باب میں شک کرتے ہیں۔ بلکہ اس کی طرف سے بالکل آنکھیں بند کئے ہیں۔

۶۷ اور کہتے ہیں کہ جب ہم اور ہمارے آباء و اجداد' مر کر مٹی ہو جائیں گے' تو کیا ہم پھر زندہ کر کے اٹھا کھڑے کئے جائیں گے؟

۶۸ (اس کے بعد طنزاً کہتے ہیں کہ) ہمیں بھی ایسا ہی کہا جا رہا ہے' اور ہمارے آباء و اجداد سے بھی ایسا ہی کچھ کہا جاتا تھا۔ (نہ وہ ابھی تک زندہ ہوئے' نہ ہی ہم میں سے جو مر گیا اسے ہم نے زندہ ہوتے دیکھا) اس لئے یہ محض اگلے وقت کے لوگوں کی بیان کردہ کہانیاں ہیں' جو اس طرح دہرائی جا رہی ہیں۔ ان کی حقیقت کچھ نہیں۔

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ﴿٦٩﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ ﴿٧٠﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٧١﴾ قُلْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٧٢﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٤﴾

---

۶۹ (اسی بنا پر یہ خدا کے قانونِ مکافات سے بھی انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جو ہم سے کہا جارہا ہے کہ ہماری غلط رَوش کا نتیجہ تباہی اور بربادی ہوگا - یہ بھی یونہی دھمکی ہے) ان سے کہو کہ دنیا میں چلو پھرو اور (اقوامِ گذشتہ کی بستیوں کے کھنڈرات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بتاؤ کہ) جن اقوام نے انسانیت کے خلاف جرائم کی رَوش اختیار کر رکھی تھی ان کا انجام کیا ہوا؟ (کیا وہ کامیاب و کامران رہیں یا تباہ و برباد ہوگئیں؟)-

۷۰ (اے رسول! تو ان لوگوں تک صحیح بات پہنچائے جا اور) اس سے افسردہ خاطر مت ہو کہ (یہ لوگ اس صحیح بات کو مانتے کیوں نہیں) نہ ہی تو ان کی ان تدابیر اور سازشوں کے احساس سے، جو یہ لوگ تیرے اور تیرے مشن کے خلاف سوچتے اور کرتے ہیں، دل گرفتہ ہو- (یہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے- آخر الامر کامیابی تمہاری ہی ہوگی)-

۷۱ یہ لوگ تجھ سے بار بار کہتے ہیں کہ جس آنے والی تباہی کی تم دھمکی دیتے ہو، اگر تم سچے ہو تو بتاؤ کہ وہ تباہی کب آئے گی-

۷۲ ان سے کہو کہ جن تباہیوں کے متعلق تم اس قدر جلدی مچا رہے ہو، ہوسکتا ہے کہ ان میں سے بعض، بالکل تمہارے ساتھ ہی پیچھے چلی آرہی ہوں-

۷۳ (اعمال اور ان کے نتائج میں مہلت کا وقفہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ) خدا کا قانون، نوعِ انسان سے نرمی اور کشائش برتنا چاہتا ہے- (اس کا منشاء یہ ہے کہ اس دوران میں یہ لوگ اپنی غلط رَوش کو چھوڑ کر، صحیح راستہ اختیار کرلیں اور اس طرح تباہی سے بچ جائیں) لیکن اکثر لوگ اس مہلت کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں- (اپنی غلط روش چھوڑتے نہیں، اور اُلٹے خدا کے قانونِ مکافات کے خلاف اعتراضات کرنے لگ جاتے ہیں)-

۷۴ (لیکن یہ باتیں بھی محض ان کے کہنے کی ہیں- ان کے دل میں کچھ اور ہی چور چھپا بیٹھا ہے- یہ اپنی مفاد پرستیوں کو چھوڑنا نہیں چاہتے-) تیرا پروردگار خوب جانتا ہے کہ یہ لوگ اپنے

وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿۷۵﴾ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَكْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾ وَاِنَّهٗ لَهُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۷۷﴾ اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْعَلِیْمُ ﴿۷۸﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ ؕ اِنَّكَ عَلَی الْحَقِّ الْمُبِیْنِ ﴿۷۹﴾ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ ﴿۸۰﴾

دل میں کیا چھپاتے ہیں اور ظاہر کیا کرتے ہیں۔

۷۵ (انہی کے دل کے راز کیا؟) کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں کوئی بھی راز ایسا نہیں جو علمِ خداوندی سے چھپا ہوا ہو۔ سب کچھ قانونِ خداوندی کے نوشتے میں موجود ہے —— اور وہ نوشتہ بڑا واضح ہے۔

۷۶ (اسی نوشتۂ خداوندی کا ایک حصہ اس قرآن کے اندر ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہ (قرآن) اُن امور کو بھی وضاحت سے بیان کر دیتا ہے جن میں یہ' بنی اسرائیل' (یہودی) ایک دوسرے سے اختلاف کرتے ہیں۔

۷۷ قرآن کا یہی مقام ہے جس کی وجہ سے یہ' ہر اس قوم کے لئے' جو اس کی صداقت پر یقین رکھے' صحیح راستے کی طرف راہ نمائی کرتا ہے' اور اُسے —— سامان نشو و نما عطا کرتا ہے —— انکی طبیعی زندگی اور انسانی صلاحیتوں' دونوں کی نشو و نما کا سامان۔

۷۸ (لیکن اگر یہ لوگ اس کی صداقت پر ایمان نہیں لائیں گے' اور اپنی غلط روش پر اڑے رہیں گے تو) وہ اپنے قانونِ مکافات کی رُو سے ان کے معاملات کا فیصلہ کر دے گا۔ وہ اپنے قوانین کو نافذ کرنے کی پوری پوری قوت رکھتا ہے۔ اور اس کے فیصلے علم و حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔ یونہی اندھا دھند نہیں ہو جاتے۔

۷۹ لہٰذا' (اے رسول!) تو اپنے خدا کے محکم اور غیر متبدل قوانین پر پورا پورا بھروسہ رکھتے ہوئے آگے بڑھتا جا' اور اس پر یقین رکھ کہ تو ایسی راہ پر گامزن ہے جو واضح طور پر حق و صداقت کی راہ ہے۔

۸۰ (اور اس سے کبیدہ خاطر مت ہو کہ یہ لوگ تیری آواز پر' جو یکسر حق و صداقت کی آواز ہے' کان کیوں نہیں دھرتے۔ تیری دعوت' علم و برہان پر مبنی ہے۔ اس پر وہی غور کر سکتا ہے جو عقل و بصیرت سے کام لے۔ جو اپنے جذبات کے طوفان میں غرق ہو کر سمجھنے سوچنے کی صلاحیت ہی کھو بیٹھے' وہ تمہاری آواز کو کیسے سنے گا۔ لہٰذا' تم اس سے افسردہ خاطر مت ہو کہ یہ تمہاری آواز کو کیوں نہیں

وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَیَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ یُّكَذِّبُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰیٰتِیْ وَلَمْ تُحِیْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾

سنتے۔ تم زندہ انسانوں کو سُنا سکتے ہو) مردوں کو نہیں سنا سکتے۔ نہ ہی انہیں سُنا سکتے ہو جو بہرے ہوں، اور اس پر کیفیت یہ ہو کہ جب انہیں بات سننے کے لئے بلایا جائے تو منہ پھیر کر چل دیں۔ (۳۶/۷)۔

۸۱ نہ ہی تو ان اندھوں کو سیدھا راستہ دکھا سکتا ہے (جو آنکھیں کھول کر چلنا ہی نہ چاہیں)۔

توصرف انہیں سنا سکتا ہے جو (سننے کے لئے آمادہ ہوں۔ اُن سے جو کچھ کہا جائے اُس پر غور و فکر کریں۔ اور اس طرح، علیٰ وجہ البصیرت) ہمارے قوانین کی صداقت پر ایمان لائیں اور انکے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیں۔

۸۲ (ہمارا قاعدہ یہ ہے کہ جو قوم ہمارے قوانین کی صداقت پر یقین نہیں رکھتی اور غلط روشِ زندگی اختیار کر لیتی ہے، اور ان کے) اعمال کے ظہورِ نتائج کا وقت آجاتا ہے، تو ملک میں کوئی شخص، یا جماعت یا کوئی دوسری قوم اٹھ کھڑی ہوتی ہے اور آہنی نشتر سے ان کی فصد کھول دیتی ہے جس سے ان کی سرکشی کے سرسام کا علاج ہو جاتا ہے۔ (ہو سکتا ہے کہ یہ فصد کھولنے والی جماعت، نظامِ خداوندی کی علمبردار ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان سرکش قوتوں کی باہمی جنگ سے ان کی فصدیں کھل جائیں ۶/۶۵)۔

۸۳ اسی قاعدے کے مطابق، تاریخ میں ایسے ادوار اور مواقع بھی آئیں گے کہ کسی ایک قوم یا پارٹی کے اٹھنے کے بجائے، مختلف جماعتیں یا قومیں، ایک بار اٹھ کھڑی ہوں اور اس طرح ایک عالمگیر جنگ ہو جائے جس میں ان تمام قوموں کی فوجیں جو ہمارے قوانین کی تکذیب کرنے والی ہوں، حصہ لیں۔ اس باہمی ٹکراؤ سے وہ کمزور ہو جائیں اور اس طرح فساد انگیزی سے رُک جائیں۔

۸۴ چنانچہ جب اس طرح باہمی تصادم سے ان کی قوتیں کمزور ہو جائیں گی اور وہ اس حالت میں

وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ

سامنے آئیں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ تم ہمارے قوانین کی اندھا دھند تکذیب کرتے رہے اور انہیں کبھی علم و بصیرت سے سمجھنے کی کوشش نہ کی (۳۹/۱۰)۔ اب (جبکہ تم نے ان قوانین سے سرکشی برتنے کا انجام خود دیکھ لیا ہے) ذرا سوچو کہ تم کیا کیا کرتے تھے؟

۸۵ الغرض ان کے ظلم و استبداد اور سرکشی اور خودسری کی بنا پر، خدا کے قانون مکافات کا اٹل فیصلہ ان کے خلاف صادر ہو جائے گا اور وہ آگے سے کچھ بول ہی نہیں سکیں گے۔

۸۶ (حیرت ہے کہ خدا کے کائناتی قوانین کی کارفرمائی ان کے سامنے ہے لیکن اس کے باوجود یہ لوگ ذرا غور و فکر سے کام نہیں لیتے۔ بڑے بڑے کائناتی قوانین کو چھوڑ دو۔ دن اور رات کی عام گردش تو ہر روز ان کے سامنے رونما ہوتی ہے) دن روشن ہوتا ہے اور اس کے بعد رات آجاتی ہے جو تمام سرگرمیوں کو خاموش اور ساکن کر دیتی ہے (یہ کچھ ٹھیک ایک قاعدے اور قانون کے مطابق واقع ہوتا رہتا ہے جس میں کبھی کوئی اختلاف یا تبدیلی نہیں ہوتی)۔ جو لوگ خدا کے قوانین کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں، ان کے لئے اس ایک (بظاہر معمولی سی) بات میں، حقیقت تک پہنچنے کی نشانیاں ہیں — اس حقیقت تک پہنچنے کی کہ جس طرح کائنات میں رات اور دن کی گردش کے لئے ایک غیر متبدل قانون مقرر ہے، اسی طرح قوموں کے عروج و زوال اور موت و حیات کے لئے بھی اٹل قوانین مقرر ہیں)۔

۸۷ (انہی قوانین کے مطابق وہ عالمگیر ٹکراؤ ہو گا جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے۔ اُس وقت) جنگ کے بگل بجیں گے۔ اور اس قدر دہشت طاری ہو گی کہ تمام اہل کائنات سراسیمہ ہو جائیں گے، بجز اُن کے جن کی رَوِش زندگی خدا کے قانون مشیت کے مطابق ہو گی (۲۷/۸۹)۔ اُس وقت، تمام سرکش قومیں، بے دست و پا ہو کر، قانون خداوندی کے سامنے جھک جائیں گی۔[۱] (۶/۷۴؛ ۱۸/۹۹؛ ۲۰/۱۰۲؛ ۳۹/۶۸)۔

۸۸ اور تم بڑے بڑے اکابرینِ روزگار کو دیکھو گے — جن کے متعلق تمہارا گمان یہ تھا کہ ان کی قوت بڑی مستحکم ہے۔ انہیں اپنے مقام سے کون ہلا سکتا ہے — وہ اس طرح کمزور و ناتوان ہو جائیں گے جس طرح بادلوں کو ہوا کے جھونکے اِدھر اُدھر لئے پھرتے ہیں۔ یہ سب کچھ

[۱] آیات ۹۰-۸۷ کا تعلق حیاتِ اُخروی سے بھی ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں، ان کے مفہوم کا اطلاق اُس زندگی کے انقلاب پر ہو گا۔ (دیکھئے ۲۳/۱۰۱)۔

تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ؕ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ۫ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾

خدا کے قانون مکافات کے مطابق ہوگا۔ اس خدا کے قانون کے مطابق جس نے ہر شے کو نہایت درست اور مستحکم انداز سے بنایا ہے۔ (لہٰذا انسانوں کے خود ساختہ قوانین و نظامِ حیات، خدا کے قوانین کے سامنے ٹھہر نہیں سکیں گے)۔ وہ خوب جانتا ہے کہ تم لوگ کیا کیا کرتے ہو، اور تمہارے ان اعمال کا نتیجہ کیا ہوگا۔

۸۹ اُس دور میں، جو قوم حسن کارانہ انداز سے، متوازن نظامِ خداوندی پر کاربند ہوگی، اُسے اُس کی کوششوں سے بھی زیادہ خوشگواریاں حاصل ہوں گی۔ اور وہ لوگ اس انقلاب کی ہولناک پریشانیوں سے امن میں رہیں گے۔ ($\frac{۲۱}{۱۰۳}$ ؛ $\frac{۲۷}{۸۷}$)۔

۹۰ اور جو لوگ ناہمواریاں پیدا کرنے والے غلط نظام پر مصر رہیں گے، وہ اُس تباہی میں اوندھے منہ جھونک دیئے جائیں گے، جو انسان کی متاعِ حیات کو جلا کر راکھ کر دے گی۔ (اور ان سے کہا جائیگا کہ) یہ اُن اعمال کا فطری نتیجہ ہے جو تم کرتے تھے —— تمہارے اعمال خود یہ تباہی بن کر تمہارے سامنے آ رہے ہیں۔

۹۱ (ان حقائق کی تبیین کے بعد، اے رسول! ان سے کہدو کہ) مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس خدا کے احکام (قوانین) کی پوری پوری اطاعت کروں جس نے اس شہر (مکہ) کو تمام نوعِ انسان کے لئے واجب الاحترام بنایا ہے۔ (کیونکہ اس نے وجہِ قیامِ انسانیت بننا ہے۔ $\frac{۵}{۹۶}$)۔

حقیقت یہ ہے کہ کائنات کی ہر شے خدا کے تجویز کردہ پروگرام کی تکمیل کے لئے سرگرمِ عمل ہے۔ اسی لئے مجھے بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں اُس کے قوانین کے سامنے سرِ تسلیم خم کر کے، اُس کے پروگرام کی تکمیل کے لئے تگ و تاز کروں۔

۹۲ یعنی میں اس قرآن کا اتباع کرتا جاؤں۔

(اے رسول! تم خود یہ کرو اور اس کے بعد، ان لوگوں سے کہدو کہ یاد رکھو) تم میں سے

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

جو شخص میرے پیچھے سیدھی راہ پر چلے گا' اس کا فائدہ خود اُسی کو ہوگا- اور جو غلط راستے پر چلے گا (اس کا نقصان وہ خود اٹھائے گا)- میرا کام یہ ہے کہ میں تمہیں واضح طور پر بتادوں کہ تمہاری غلط رَوش کا نتیجہ کس قدر تباہ کن ہوگا-

۹۳ اور ان سے کہدو کہ (تم جس قدر مخالفت کرنا چاہتے ہو کرلو- وہ نظام قائم ہو کر رہے گا جو) خدا کی حمد و ستائش کی جیتی جاگتی تصویر ہوگا- وہ اس طرح واضح طور پر اپنی نشانیاں تمہارے سامنے لے آئے گا جس سے تم پہچان لو گے (کہ ہاں یہ وہی معاشرہ ہے جس کی بابت تم سے کہا جاتا تھا- دوسری طرف' جو تباہی تمہارے اوپر آئے گی وہ تمہارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہوگی- کیونکہ) خدا کا قانونِ مکافات' تمہارے تمام اعمال سے اچھی طرح واقف ہے-

سُورَۃُ القَصَص

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ﴿۲﴾ نَتۡلُوۡا عَلَیۡکَ مِنۡ نَّبَاِ مُوۡسٰی وَ فِرۡعَوۡنَ بِالۡحَقِّ لِقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۳﴾ اِنَّ فِرۡعَوۡنَ عَلَا فِی الۡاَرۡضِ وَ جَعَلَ اَہۡلَہَا شِیَعًا یَّسۡتَضۡعِفُ طَآئِفَۃً مِّنۡہُمۡ یُذَبِّحُ اَبۡنَآءَہُمۡ وَ یَسۡتَحۡیٖ نِسَآءَہُمۡ ؕ اِنَّہٗ کَانَ مِنَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۴﴾

---

۱ خدائے ذی الطّول، سمیع و علیم کا ارشاد ہے کہ

۲ یہ اُس ضابطۂ حیات کے قوانین ہیں جو نہایت واضح اور روشن ہے۔

۳ اس میں، ہم تمہیں موسٰیؑ اور فرعون کی داستانِ آویزش کا کچھ حصّہ سناتے ہیں جو حقیقت پر مبنی ہے، اور جس میں اِن لوگوں کے لئے سامانِ بصیرت ہے جو ہمارے قوانین کی صداقت پر ایمان رکھتے ہیں۔

۴ واقعہ یہ تھا کہ فرعون نے اپنی مملکت میں بڑی سرکشی اختیار کر رکھی تھی۔ اس نے اپنی قوت کو مستحکم رکھنے کے لئے ملک کے باشندوں کو مختلف پارٹیوں میں تقسیم کر رکھا تھا، اور ان میں سے ایک پارٹی (بنی اسرائیل) کو کمزور سے کمزور تر کرتا چلا جاتا تھا۔ اِس کے لئے اُس کی پالیسی یہ تھی کہ وہ اس قوم کے ان افراد کو جن میں اسے جوہرِ مردانگی نظر آتے، ذلیل و خوار کر کے غیر مؤثر بنا دیتا اور جوان جوہروں سے عاری ہوتے، انہیں اُبھارتا اور آگے بڑھاتا رہتا۔ اس طرح وہ اس قوم کے اندر ناہمواریاں پیدا کر کے، ان کی قوت کو توڑتا چلا جاتا (۲/۴۹؛ ۷/۱۴۱؛ ۴۰/۲۵)۔

وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ⑤
وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ ⑥ وَ
أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ ۖ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۖ
إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ⑦ فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا
وَحَزَنًا ۗ إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ ⑧

اور یہ بات ایک فرعون پر ہی منحصر نہیں تھی۔ ملوکیت کا خاصہ ہی یہ ہوتا ہے (۲۷/۳۴)۔
اور فرعون بھی انہی میں سے تھا۔

۵ چنانچہ اس کی سرکشی اور فساد انگیزی کے پیش نظر ہمارے قانونِ مکافات کا فیصلہ یہ تھا کہ جس قوم کو وہ اس قدر کمزور کئے جا رہا تھا' اسے ہماری نعمتوں سے نوازا جائے۔ یعنی انہیں ملک کی سرداری عطا کر دی جائے اور ایک خطۂ زمین کا مالک بنا دیا جائے۔

۶ جہاں ان کی اپنی حکومت ہو۔ اور فرعون' اور اس کے مذہبی پیشواؤں کے سردار' ہامان' اور ان کے سب لاؤ لشکر کو وہ کچھ دکھا دیا جائے جسے دیکھنے سے وہ اس قدر خائف تھے اور جس سے بچنے کے لئے وہ اس قدر محکم تدابیر اختیار کیا کرتے تھے — یعنی ان کی تباہی اور بربادی۔

۷ اس مقصد عظیم کے لئے ہم نے ایک پروگرام مرتب کیا۔ اس کی پہلی کڑی یہ تھی کہ ہم نے (موسیٰؑ کی پیدائش کے بعد)' اپنے ایک پیغامبر کی وساطت سے' موسیٰؑ کی ماں کی طرف یہ حکم بھیجا کہ سردست اس بچے کو دودھ پلائے جاؤ' لیکن جب اس کی بابت تمہیں کوئی خطرہ محسوس ہو' تو اسے دریا میں بہا دینا۔ اور اس خیال سے قطعاً خائف اور مغموم نہ ہونا (کہ معلوم میرے بچے پر کیا گزرے)۔ ہم اس بچے کو پھر تیری طرف لوٹا دیں گے' — (یہ صحیح وسلامت رہے گا۔ اور اس قدر صاحبِ اقبال ہوگا کہ) ہم اسے اپنا رسول بنائیں گے۔

۸ (چنانچہ موسیٰؑ کی ماں نے' بچے کو ایک صندوق میں ڈال کر دریا میں بہا دیا) اور ایسا ہوا کہ اس صندوق کو خود فرعون کے لوگوں نے دریا سے نکال لیا —— اور اس طرح اُسے محفوظ کر لیا' تاکہ وہ' ان کا دشمن بن کر بڑا ہو' اور ان کے لئے غم و حزن کا باعث بنے۔ حقیقت یہ ہے کہ فرعون اور ہامان' اور ان کے لاؤ لشکر سب مجرم اور خطاکار تھے (اس لئے ان کی تباہی تو خود ان کے جرائم کا فطری نتیجہ تھی۔ لیکن اسے بروئے کار موسیٰؑ کے ہاتھوں آنا تھا۔ اگر وہ اس کی

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹﴾ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ۫ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ﴿۱۲﴾

فہمائش پر اپنی غلط روش چھوڑ دیتے تو اس تباہی سے بچ جاتے۔ انہوں نے ایسا نہ کیا اور تباہ ہو گئے)۔

۹ اِس طرح، یہ بچہ فرعون کے محل میں پہنچ گیا۔ جب فرعون کی بیوی نے اسے دیکھا تو فرعون سے کہنے لگی کہ (یہ بچہ بڑا خوبصورت ہے)۔ میں اسے پالونگی تاکہ یہ تیرے اور میرے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ لہٰذا، اسے یونہی ضائع نہ کیا جائے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ ہمارے لئے فائدہ کا موجب ہو۔ یا ہم اسے اپنا بیٹا ہی بنالیں۔

وہ آپس میں یہ مشورے کر رہے تھے اور نہیں سمجھتے تھے کہ جس بچے کی پرورش وہ اپنے آغوش میں کرنا چاہتے تھے، وہ بڑا ہو کر ان کے حق میں کیا ثابت ہوگا!

۱۰ (بچے کو فرعون کے محلات میں چھوڑ کر ذرا اُمّ موسیٰؑ کی طرف چلو) اُس نے بہانے کو تو بچے کو دریا میں بہا دیا لیکن اس کا دل صبر و سکون سے خالی ہو گیا۔ وہ اس قدر مضطرب و بے قرار ہو گئی کہ اگر ہم اس کے دل کو ثبات و قرار عطا نہ کرتے، اور اس طرح اسے یقین نہ آجاتا کہ جو کچھ اس سے کہا گیا تھا، ویسے ہی ہوگا، تو بعید نہیں تھا کہ وہ سارا راز افشا کر دیتی۔

۱۱ (لیکن ماں تا بہر حال ماں تا ہوتی ہے۔ اس نے اسقدر تسلّی و تشفّی کے باوجود) اپنی لڑکی سے کہا کہ ذرا اس صندوق کے پیچھے پیچھے چلی جا، اور اجنبیوں کی طرح، دُور سے دیکھتی رہ کہ اس پر کیا گذرتی ہے۔ چنانچہ وہ اُسے اسی طرح، دُور سے دیکھتی رہی، اور فرعون کے لوگوں کو اس کا احساس تک نہ ہونے دیا (کہ وہ صندوق کا پیچھا کر رہی ہے)۔

۱۲ اِدھر یہ ہو رہا تھا۔ اُدھر ہم نے ایسا کیا کہ بچے نے کسی کے دودھ کو مُنہ تک نہ لگایا۔ (چنانچہ ان کے لئے یہ مسئلہ مشکل بن گیا کہ اِن حالات میں بچے کی پرورش کا کیا انتظام کیا جائے! اتنے میں موسیٰؑ کی بہن وہاں پہنچ گئی)۔ اُس نے ان سے کہا کہ کیا میں تمہیں ایک ایسے گھرانے کا پتہ بتاؤں جو تمہارے لئے اس بچے کی پرورش کریں، اور ہر طرح اس کے خیر خواہ رہیں؟

فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ وَ لِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ اسْتَوٰۤى اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۴﴾ وَ دَخَلَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰى حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِیْهَا رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلٰنِ ۗ هٰذَا مِنْ شِیْعَتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ عَلَى الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَیْهِ ۗ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۵﴾

۱۳ چنانچہ اس طرح ہم نے موسیٰؑ کو اس کی ماں کی طرف لوٹا دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ غم نہ کرے۔ اور دیکھ لے کہ اللہ کا وعدہ کس طرح پورا ہوا کرتا ہے۔ (حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے تو سب وعدے پورے ہوتے ہیں لیکن) اکثر لوگ علم و بصیرت سے کام لے کر اس حقیقت کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔

۱۴ (چنانچہ اس طرح موسیٰؑ فرعون کے پروردہ کی حیثیت سے بڑھنے پھولنے لگا) جب وہ جوانی کی عمر کو پہنچا تو ہم نے اسے ہر اعتبار سے متناسب اور متوازن بنا دیا۔ اور اسے علم و دانش سے بھی بہرہ وافر عطا کیا اور معاملات میں فیصلہ کرنے کی صلاحیت سے بھی نوازا۔

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ بھی حسن کارانہ انداز سے اعتدال و توازن کی زندگی بسر کریں، اس کا نتیجہ ایسا ہی ہوتا ہے۔

۱۵ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ موسیٰؑ (جس کی جائے رہائش، شہر سے باہر، محلات میں تھی) کسی کام کے لئے شہر میں، ایسے وقت میں آیا، جب گلی کوچوں میں گہما گہمی نہیں تھی (علی الصبح۔ یا دوپہر کے قیلولہ کے وقت یا رات گئے)۔ اس نے دیکھا کہ دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں — ایک قومِ موسیٰ (بنی اسرائیل) کا فرد، اور دوسرا اس کی دشمن کی قوم (اہل فرعون) میں سے۔ بنی اسرائیل نے، اپنے حریف کے خلاف، موسیٰؑ سے مدد مانگی (موسیٰؑ نے دیکھا کہ وہ شخص، اس پکارنے والے کے اوپر چڑھتا جا رہا ہے اور قریب ہے کہ اسے مار ہی ڈالے۔ اس لئے) اس نے اسے الگ ہٹانے کے لئے مُکا مارا۔ مارا تو مُکا ہی، لیکن وہ اس پر کچھ اس طرح پڑ گیا کہ وہ وہیں ڈھیر ہو کر رہ گیا۔ جب موسیٰؑ نے دیکھا کہ اُس کے مکے نے کیا کر دیا ہے، تو بڑا نادم ہوا، اور اپنے جی میں کہنے لگا کہ افسوس! میں نے غصہ سے مغلوب ہو کر ایسا کام کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ مغلوب الغضب آدمی اپنا آپ دشمن ہو جاتا ہے، اور وہ صحیح راستے سے اس طرح دور ہٹ جاتا ہے، کہ اگر وہ ذرا عقل و ہوش سے کام لے تو

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۶﴾ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِیْرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۷﴾ فَاَصْبَحَ فِی الْمَدِیْنَةِ خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِی اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ یَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰۤی اِنَّكَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّاۤ اَنْ اَرَادَ اَنْ یَّبْطِشَ بِالَّذِیْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ یٰمُوْسٰۤی اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ۖۗ اِنْ تُرِیْدُ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِی الْاَرْضِ وَمَا تُرِیْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِیْنَ ﴿۱۹﴾

تو اسے واضح طور پر معلوم ہو جائے کہ یہ اسکا اقدام کس قدر غلط تھا۔

۱۶ موسیٰؑ نے کہا کہ اے میرے پروردگار! میں نے اپنے آپ پر بڑی زیادتی کی ہے۔ تو ایسا انتظام کر دے کہ میں اس کے مضر اثرات سے محفوظ رہوں۔ (میری نیت اسے مار دینے کی نہیں تھی۔ میں نے تو ایک مظلوم کی مدد کرنی چاہی تھی۔ ایسا محض اتفاق سے ہو گیا ہے)۔ چنانچہ اس کے پروردگار نے ایسا کر دیا کہ اس کی ذات، اس غلطی کے مضر اثر سے محفوظ رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا کے قانونِ مکافات میں اس کی گنجائش ہے کہ اگر کسی سے، غلطی سے کوئی قصور سرزد ہو جائے اور وہ اس کے احساس سے نادم ہو تو، اُس کے مُضر اثرات کو زائل کر کے، اس کی ذات کی نشوونما کا سلسلہ بدستور رکھا جائے۔

۱۷ موسیٰؑ نے اس اطمینان کے بعد، بحضور رب العزت اظہارِ تشکر کیا اور کہا کہ اے میرے نشوونما دینے والے! تو دیکھے گا کہ میں کبھی مجرموں کی مدد نہیں کروں گا۔

۱۸ دوسرے دن موسیٰؑ، پھر شہر میں آیا ــــــ ڈرتا ہوا اور دائیں بائیں دیکھ کر، اپنی نگہداشت کرتا ہوا، یہ معلوم کرنے کے لئے کہ شہر میں اس قتل کے متعلق کیا چرچا ہے۔ اس نے اچانک دیکھا کہ وہی شخص جس نے اس سے کل مدد مانگی تھی (کسی اور سے الجھ رہا ہے اور) موسیٰؑ کو پھر مدد کے لئے پکار رہا ہے۔ موسیٰؑ نے اس سے کہا کہ (پہلے تو میں نہیں جانتا تھا لیکن) اب مجھے اچھی طرح معلوم ہو گیا ہے کہ تو بڑا ہی لڑاکا اور غلط کار ہے۔

۱۹ لیکن جب موسیٰؑ نے بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ دوسرا شخص پھر قومِ فرعون کا فرد ہے (اور اپنی حکومت کے زعم میں، اس پر سراسر زیادتی کر رہا ہے ــــ حاکم قوم کے افراد ایسا ہی کرتے ہیں)۔ چنانچہ اس نے ارادہ کیا کہ اُس زیادتی کرنے والے کو پکڑ کر الگ کر دے۔
(موسیٰؑ، نے جس طرح اس اسرائیلی کو ڈانٹا تھا اور اس میں کل کے واقعہ کا ذکر آ گیا تھا، اس سے اُس فرعونی نے اندازہ لگا لیا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے کل اُس فرعونی کو مار دیا تھا۔

وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّىْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۰﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِىْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّىْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِىْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ

چنانچہ اس نے جو دیکھا کہ موسیٰؑ اس کی طرف ہاتھ بڑھا رہا ہے تو وہ چلا اٹھا اور کہا کہ) اے موسیٰؑ! کیا تو چاہتا ہے کہ جس طرح تو نے کل ایک آدمی کو مار دیا تھا' آج مجھے بھی اسی طرح مار ڈالے! معلوم یہ ہوتا ہے کہ تو ملک میں اصلاح نہیں چاہتا' بلکہ اپنی قوت کی دھاک بٹھانا چاہتا ہے۔ (اسکے نزدیک "اصلاح" کے معنی یہ تھے کہ حاکم قوم کے افراد جو کچھ کرنا چاہیں' اس میں مزاحمت نہ کی جائے' بلکہ ہر مقام پر محکوم قوم کے افراد کو دبایا اور ڈانٹا جائے' اور انہی کو مجرم قرار دیا جائے!)۔

۲۰ (معلوم ہوتا ہے کہ کل کے قتل کا چرچا عام ہو گیا' اور چونکہ معاملہ محض ایک فرد کے قتل کا نہیں تھا' بلکہ کچھ سیاسی نوعیت کا تھا' اس لئے اسے اہمیت حاصل ہو گئی۔ حتیٰ کہ سرداران شہر نے اسے اپنی توجہ کا مرکز بنالیا' اور انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ موسیٰؑ کو' اس جرم کی پاداش میں سزائے موت دیدی جائے۔ ان میں ایک شخص' جو موسیٰؑ کا بہی خواہ تھا)' شہر کے اس حصے سے جو آبادی سے دور واقع تھا (یعنی سول لائنز سے جہاں اکابرینِ شہر اور ارباب حل وعقد کے مکانات ہوتے ہیں)۔ دوڑتا ہوا آیا اور موسیٰؑ سے کہا کہ امرائے دربارِ فرعون' تمہارے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں۔ تم یہاں سے فوراً بھاگ جاؤ۔ میں یہ بات محض تمہاری خیر خواہی کے لئے کہہ رہا ہوں۔

۲۱ چنانچہ موسیٰؑ یہ سن کر خائف ہوا' اور اپنی حفاظت اور نگرانی کرتا ہوا' وہاں سے نکل پڑا۔ وہ خدا سے دعائیں مانگتا تھا کہ بارالٰہا! مجھے اس ظالم قوم کی دراز دستی سے محفوظ رکھیو۔

۲۲ چنانچہ اس نے چلتے چلتے مدین کا رخ کیا' کیونکہ اسے یقین تھا کہ وہاں پہنچ کر کوئی ایسا راستہ ضرور نکل آئے گا جس سے وہ فرعونیوں کی دستبرد سے محفوظ رہ سکے اور آئندہ زندگی امن وسلامتی سے گزار سکے۔

۲۳ جب وہ مدین کے پیاؤ پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ کچھ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں لیکن' کچھ دور دو لڑکیاں ہیں جو اپنی بکریوں کو روک رہی ہیں کہ وہ پیاؤ کی طرف بڑھنے نہ پائیں۔ موسیٰؑ نے ان لڑکیوں سے کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ دوسرے لوگ اپنی بکریوں کو پانی پلا رہے ہیں۔ تمہاری بکریاں پیاس کی وجہ سے پانی کی طرف دوڑ دوڑ کر آنا چاہتی ہیں۔ لیکن تم انہیں روک رہی ہو کہ وہ پانی کی طرف نہ جانے پائیں!

أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۬ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ؕ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ٚ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿۲۴﴾ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ۫ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ٙ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵﴾

انہوں نے کہا کہ جب تک یہ چرواہے اپنی بکریوں کو پانی پلا کر لے نہ جائیں، ہم اپنی بکریوں کو پانی نہیں پلا سکتیں۔ (اس لئے کہ یہ لوگ بڑے بڑے جتھوں کے مالک اور صاحبِ قوت ہیں، اور ہمارا کوئی آدمی نہیں) صرف ایک باپ ہے جو بہت بوڑھا ہے۔ (اس لئے ہماری کیا مجال ہے کہ جس وقت اِن کی بکریاں پانی پی رہی ہوں، ہم اپنی بکریوں کو آگے بڑھنے دیں۔ اِن کی بکریاں سیر ہو کر پانی پی لیں۔ اس کے بعد اگر کچھ پانی بچ رہے گا تو ہماری بکریوں کے حصے میں بھی آجائے گا!)۔

(موسیٰؑ نے دل میں کہا کہ ——"ہر زمینے کہ رفتیم آسماں پیداست" —— مصر سے بھاگا تھا کہ وہاں فرعونیوں کی بالادست قوم نے، اپنی قوت کے بل بوتے پر اسرائیلیوں پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ یہاں پہنچا تو معاملہ وہاں سے بھی زیادہ تاسف انگیز نظر آیا۔ وہاں ایک قوم دوسری قوم کے افراد کو تنگ کرتی تھی۔ یہاں ایک ہی قوم کے افراد کی یہ حالت ہے کہ بالادست طبقہ کمزوروں کو رزق کے سرچشموں کے قریب نہیں آنے دیتا)۔

۲۴ موسیٰؑ بالادستوں کی اس دھاندلی اور کمزوروں کی بے بسی کو کس طرح برداشت کر سکتا تھا؟ وہ اُٹھا، ان کی بکریوں کو ہانک کر گھاٹ پر لے گیا اور انہیں پانی پلا دیا۔ اس کے بعد پھر اسی درخت کے نیچے آبیٹھا جہاں پہلے بیٹھا تھا۔ اور اپنے خدا کے حضور عرض کیا کہ اے میرے نشوونما دینے والے! (میں وہاں سے نکلا تھا کہ کسی ایسے خطۂ زمین میں پناہ لوں جہاں کسی پر ظلم اور زیادتی نہ ہوتی ہو۔ لیکن اس دنیا میں تو ہر جگہ وہی کچھ ہو رہا ہے۔ اس لئے ان لوگوں سے بھی مجھے بھلائی کی کوئی امید نہیں ہو سکتی)۔ لہٰذا اب تیری طرف سے جو بھلائی بھی مجھے مل سکے، میں اس کا محتاج ہوں۔

۲۵ (وہ ان خیالات میں ڈوبا ہوا تھا کہ اس نے دیکھا کہ) ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک لڑکی، حیا سے سمٹتی سمٹاتی، اس کی طرف آرہی ہے۔ اس نے آکر موسیٰؑ سے کہا کہ میرے والد نے آپ کو بلایا ہے تاکہ ہماری بکریوں کو پانی پلانے کے سلسلہ میں جو کچھ آپ نے کیا ہے، اسکا کچھ معاوضہ دے۔ چنانچہ جب موسیٰؑ اس مردِ بزرگ کے پاس پہنچا اور اپنی سرگزشت سنائی تو اس نے کہا کہ

قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ؕ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ؕ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۲۸﴾ فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ

ع ۳ / ۶

ڈرو نہیں۔ تم یہاں اس ظالم قوم کی گرفت سے بالکل محفوظ رہو گے۔

۲۶ اس کی لڑکیوں میں سے ایک نے کہا کہ اباجان! اس نوجوان کو اپنے ہاں کام کاج کے لئے ملازم کیوں نہ رکھ لیا جائے؟ اس قسم کے ملازموں میں دو بنیادی خوبیوں کا ہونا ضروری ہے —— یعنی یہ کہ وہ طاقتور ہو اور دیانتدار —— (اس میں دونوں خوبیاں دکھائی دیتی ہیں۔ طاقتور تو یہ نظر ہی آتا ہے۔ باقی رہی اس کی دیانتداری۔ سو جس بے غرضی سے اس نے ہماری بکریوں کو پانی پلایا ہے، وہ اس کی دیانتداری کی زندہ شہادت ہے)۔

۲۷ (اُس شیخ بزرگ نے معاملہ پر غور کیا۔ موسٰیؑ کو اپنے پاس ٹھہرا کر، اچھی طرح اطمینان کر لیا۔ اس کے بعد موسٰیؑ کے سامنے ایک تجویز رکھ دی)۔ اس نے اُس سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی لڑکیوں میں سے ایک کی شادی تمہارے ساتھ کر دوں۔ لیکن اس شرط پر کہ تم کم از کم آٹھ سال تک یہیں رہو گے۔ اگر تم آٹھ کی بجائے دس سال تک رہ سکو تو یہ تمہاری طرف سے اضافہ ہوگا۔ اس دوران میں میں تمہارے کام کی اجرت بھی دوں گا۔ میں نہیں چاہتا کہ تم پر کسی قسم کی سختی کروں۔
یہ تو رہی معاملہ کی بات، جسے معاملہ کی طرح طے ہونا چاہئے۔ باقی رہا میرا سلوک، تو تو مجھے، انشاءاللہ، اچھے لوگوں میں سے پائے گا۔

۲۸ موسٰیؑ نے کہا کہ بہت اچھا۔ تمہارے اور میرے مابین یہ معاملہ طے ہوا۔ میں چاہوں تو دس سال کی مدت پوری کروں۔ لیکن اگر میں آٹھ سال کے بعد چلا جانا چاہوں، تو اس سے مجھ پر کسی قسم کی زیادتی نہیں ہوگی۔ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس پر میرا خدا، شاہد اور ضامن ہے۔

۲۹ جب موسٰیؑ نے اپنی مدتِ ملازمت پوری کر لی تو اپنے لوگوں کو ساتھ لے کر مدین سے روانہ ہو گیا۔ راستے میں اس نے (رات کے وقت) طور (پہاڑ) کی جانب، دور سے آگ دیکھی اس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم ذرا یہیں ٹھیرو۔ میں نے آگ دیکھی ہے۔ میں جاتا ہوں۔ شاید وہاں سے راستے کی کچھ خبر مل جائے۔ یا (کم از کم)، میں تمہارے لئے آگ کا انگارہ ہی لے آؤں

وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا
بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي
الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۭ
فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۣ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾
اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ ۡ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ
بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾

تاکہ تم لوگ اسے تاپ سکو- (اس سے رات تو کٹ جائے گی)-

۳۰ جب وہ وہاں پہنچا تو' وادی کے دائیں کنارے' اُس بابرکت زمین کے ایک درخت کی طرف سے آواز آئی کہ اے موسیٰؑ! یہ آواز تمہارے خدا کی طرف سے آرہی ہے جو تمام اقوامِ عالم کا نشوونما دینے والا ہے ($\frac{۲۷}{۸—۷}$)-

۳۱ (پھر موسیٰؑ کو مختلف احکام وہدایات دے کر کہا کہ) ان احکام کو' جو تیرے لئے زندگی کا محکم سہارا اور وجۂ جامعیت ہیں' فرعون کے سامنے پیش کرو- موسیٰؑ نے جب پیشِ نظر مہم اور ان احکام وہدایات پر غور کیا تو اسے یوں محسوس ہوا کہ وہ ایک مہم نہیں' جیتا جاگتا سانپ ہے جسے پکڑنے کا اسے حکم دیا جا رہا ہے- موسیٰؑ نے اپنے خیال میں اس مہم سے ہٹنا چاہا اور فرعون کی طرف جانے سے خائف ہوا- اس پر آواز آئی کہ اے موسیٰؑ! ڈرو نہیں- اس مہم کو نہایت اطمینان سے سنبھال لو- تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچا سکے گا- ($\frac{۷}{۱۰۸—۱۰۷}$; $\frac{۲۰}{۲۴—۱۷}$; $\frac{۲۶}{۳۳—۳۲}$; $\frac{۲۷}{۱۲—۱۰}$)-

۳۲ پھر موسیٰؑ کو ایسے احکام دیئے جن میں حسنِ عمل کے خوشگوار نتائج کی خوشخبریاں تھیں- نیز ان تمام احکام کی تائید میں روشن اور تابناک دلائل وبراہین- اُس سے کہا کہ ان دلائل کو نہایت دلجمعی سے پیش کرنا- لوگوں کے لئے یہ بہت خوش آیند ہوں گی- ان میں سے کوئی بات بھی اُن کے لئے ناگواری کا باعث نہیں ہوگی- اگر کہیں خوف کا مقام آئے تو وہاں پھڑپھڑانا نہیں' بلکہ اپنے بال وپر سمیٹ کر' پوری جمعیتِ خاطر سے' مقابلہ کے لئے تیار رہنا- اور اپنی جماعت کی تنظیم اچھی طرح سے کرنا ($\frac{۱۵}{۸۸}$)-

قَالَ رَبِّ إِنِّي قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ﴿٣٣﴾ وَأَخِي هَارُونُ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا فَأَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْءًا يُصَدِّقُنِي ۖ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ ﴿٣٤﴾ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطَانًا فَلَا يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا ۚ بِآيَاتِنَا أَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغَالِبُونَ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا جَاءَهُمْ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُفْتَرًى وَمَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ ﴿٣٦﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَنْ جَاءَ بِالْهُدَىٰ مِنْ عِنْدِهِ وَمَنْ تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۖ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿٣٧﴾

یہ دونوں قسم کے احکام (منذرات و مبشرات) تیرے پروردگار کی طرف سے، فرعون اور اس کے اہل دربار کے لئے، واضح دلائل ہیں۔ (انہیں ان کے سامنے پیش کرو) وہ لوگ بڑے ہی غلط راستے پر چل رہے ہیں۔

۳۳ موسیٰؑ نے کہا کہ اے میرے پروردگار! میرے ہاتھوں ان کا ایک آدمی مرگیا تھا۔ میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے گرفتار کر کے قتل کر دیں گے۔

۳۴ (دوسری بات یہ ہے کہ ایک عرصۂ دراز تک شہری آبادی سے دور رہنے کی وجہ سے، میری زبان بھی ایسی صاف نہیں رہی کہ میں دربار فرعون کے لوگوں سے فصیح و بلیغ گفتگو کر سکوں)۔ میرا بھائی، ہارونؑ مجھ سے زیادہ فصیح اللسان ہے۔ اُسے میری امداد کے لئے میرے ساتھ بھیجدیجئے تاکہ جو کچھ میں کروں یا کہوں، وہ میری تائید و تصدیق کرتا جائے۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ لوگ ضرور میری تکذیب کریں گے۔

۳۵ خدا نے کہا کہ گھبراؤ نہیں۔ میں تمہارے بھائی کو تمہارے ساتھ بھیج کر، اُسے تمہارا دست و بازو بنادوں گا۔ اور تم دونوں کو ایسا غلبہ عطا کروں گا کہ ان لوگوں کا ہاتھ تم تک نہیں پہنچ سکے گا۔ تم ان احکامات کو لے کر ان کی طرف جاؤ تو سہی۔ تم دونوں، اور جو لوگ تمہارا اتباع کریں گے، یقیناً اہلِ فرعون پر غالب رہیں گے۔

۳۶ چنانچہ جب موسیٰؑ ہمارے قوانین کو لے کر ان کے پاس گیا تو انہوں نے چھوٹتے ہی کہدیا کہ یہ سب جھوٹ پر مبنی من گھڑت باتیں ہیں۔ ہم نے ایسی باتیں اپنے آباء و اجداد سے کبھی نہیں سنیں۔ (اس لئے ہم انہیں ماننے کے لئے تیار نہیں)۔

۳۷ موسیٰؑ نے کہا کہ (یہ بھلا کونسی دلیل ہے کہ چونکہ یہ باتیں تم نے اپنے آباء و اجداد سے

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾

نہیں سنیں اس لئے یہ سب جھوٹ ہیں۔ باقی رہا تمہارا یہ اعتراض کہ میں نے یہ باتیں اپنی طرف سے خود وضع کی ہیں اور انہیں منسوب کر رہا ہوں خدا کی طرف۔ تو تم ان باتوں کو پرکھ کر دیکھو کہ یہ کیسی ہیں۔ جہاں تک ان کے منجانب اللہ ہونے کا تعلق ہے) میرا نشو و نما دینے والا خوب جانتا ہے کہ کون فی الواقعہ اس کی طرف سے قوانین لے کر آتا ہے (اور کون اس کی طرف غلط باتیں منسوب کرتا ہے۔ نیز وہ یہ بھی جانتا ہے کہ) انجامِ کار کامیابی کس کی ہوگی۔ اس لئے کہ اس کا قانون یہ ہے کہ جو لوگ اسکے قوانین سے سرکشی برتیں، (یا اس کی طرف غلط باتیں منسوب کریں) وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

۳۸ فرعون نے اپنے اہل دربار سے کہا کہ (موسیٰؑ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ محض "مذہبی" گفتگو نہیں۔ یہ تو گہری سیاست ہے۔ یہ کہتا ہے کہ اقتدار و اختیار، سروری اور حاکمیت سب خدا کے لئے ہے۔ کسی اور کے لئے نہیں۔ لیکن) میں اپنی مملکت میں، تم لوگوں کے لئے، اپنے اقتدار و اختیار کے علاوہ، اور کسی کا اقتدار نہیں جانتا۔

اس کے بعد اس نے ہامان سے استہزاءً کہا کہ یوں کرو کہ پزاوہ میں اینٹیں پکاؤ۔ پھر ان اینٹوں سے میرے لئے ایک بہت بلند محل تعمیر کراؤ، تاکہ میں اس پر چڑھ کر موسیٰؑ کے خدا تک پہنچوں اور دیکھوں کہ وہ کیسا ہے!

بہرحال، میں اسے، اس کے دعوٰے میں جھوٹا سمجھتا ہوں، اس لئے اس کی کوئی بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ (۴۰/۳۷)۔

۳۹ بہرحال فرعون نے موسیٰؑ کی کسی بات کو توجّہ کے قابل نہ سمجھا اور اپنے لاؤ لشکر سمیت، ملک میں ظلم و استبداد کی روش پر بدستور قائم رہا۔ وہ لوگ اپنی قوت کے نشہ میں اس قدر بدمست تھے کہ انہیں اس کا خیال تک بھی نہیں آتا تھا کہ ان سے کوئی بازپرس کرنے والا ہے، حالانکہ ان کا ہر قدم ہمارے قانونِ مکافات کی طرف اُٹھ رہا تھا (جس کی گرفت بڑی سخت ہوتی ہے)۔

۴۰ چنانچہ ہم نے، اپنے قانونِ مکافات کی رُو سے اُسے اور اس کے لشکر کو پکڑ لیا اور انہیں

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾

سمندر میں غرق کر دیا۔ سو تم دیکھو کہ ان لوگوں کا کیا انجام ہوا جنہوں نے ظلم و ستم پر کمر باندھ رکھی تھی۔

۴۱ ظلم و ستم بھی ایسا کہ وہ اس باب میں ان لوگوں کے امام (لیڈر) تھے جو انسانیت کو تباہی اور بربادی کے جہنم کی طرف بلاتے رہتے ہیں۔ (اور ان کے ساتھ خود بھی جہنم میں جا گرتے ہیں۔ اور ظہورِ نتائج کے وقت ان کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔

۴۲ اس روش پر چلنے والوں کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اس دنیا کی زندگی میں بھی محرومیاں ان کے پیچھے لگی رہتی ہیں (یعنی اگرچہ وہ مفاد عاجلہ حاصل کر لیتے ہیں لیکن آخر الامر وہ زندگی کی خوشگواریوں سے محروم رہ جاتے ہیں)، اور قیامت میں بھی وہ زندگی کی شادابیوں سے دور رکھے جائیں گے اور ذلت و خواری کی زندگی بسر کریں گے۔

۴۳ (انسانی تاریخ میں یہ پہلی قوم نہیں تھی جو اپنے ظلم و ستم کی وجہ سے تباہ ہوئی تھی)۔ ان سے پہلے بہت سی قومیں ہلاک ہو چکی تھیں، اور موسیٰ ان کے بعد قومِ فرعون کی طرف آیا تھا۔ اسے ہم نے ایسا ضابطۂ حیات دیا تھا جس میں لوگوں کے لئے نہایت واضح اور روشن دلیلیں تھیں۔ مقصد اس سے یہ تھا کہ وہ لوگ، اسے اپنے سامنے رکھ کر، زندگی کے صحیح راستے پر چلیں اور اس طرح ان کی انسانی صلاحیتوں کی نشو و نما ہوتی چلی جائے۔

۴۴ (اے رسول! یہ باتیں تمہیں وحی کے ذریعے بتائی جا رہی ہیں، ورنہ) جب ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی ہے، تو، تو اُس وادی کے غربی جانب کھڑا، اِن باتوں کو سن تھوڑا رہا تھا؟ یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ تو اُس وقت وہاں موجود ہوتا!

۴۵ اس لئے کہ موسیٰ کے زمانے، اور تمہارے زمانے کے درمیان کئی نسلیں گزر چکی ہیں، اور ان میں سے ایک ایک کی مدتِ حیات طول طویل رہی ہے۔

نہ ہی تو اہلِ مدین کے ہاں موجود تھا کہ تو ان کے سامنے ہمارے اُن احکام کو پیش کرتا

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۟ وقفة وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾

(جو ہم نے موسٰیؑ اور شعیبؑ کی وساطت سے بھیجے تھے)۔ اس لئے تمہیں ان امور کا علم ہو نہیں سکتا تھا جب تک ہم تمہیں ان امور سے بذریعہ وحی باخبر نہ کرتے' جس طرح ہم اپنے رسولوں پر وحی بھیجا کرتے ہیں۔

۴۶ نہ ہی تو اُس وقت طور کی طرف کھڑا تھا جب ہم نے موسٰیؑ کو آواز دی تھی لیکن یہ سب کچھ تجھے' خدا کی طرف سے بطور رحمت ملا ہے' تاکہ اس کے ذریعے اس قوم کو' جس کی طرف اس سے پہلے کوئی رسول نہیں آیا (۳۲/۳ ؛ ۳۶/۶)۔ غلط روشِ زندگی کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کردے' اور وہ اسے اپنے سامنے رکھ کر صحیح روشِ زندگی اختیار کرسکیں)۔

۴۷ اور ایسا نہ ہو کہ جب اِن کے اعمال کی وجہ سے اِن پر کوئی تباہی آئے تو یہ کہیں کہ اے ہمارے پروردگار! اگر تو نے ہماری طرف بھی کوئی رسول بھیجا ہوتا تو ہم اُس کی بات مانتے۔ اس کی پیش کردہ تعلیم پر ایمان لاتے اور تیرے قوانین کا اتباع کرتے۔

۴۸ (ہم نے اس مقصد کے لئے تمہیں' ان کی طرف رسول بنا کر بھیجا)۔ لیکن جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق پہنچ گیا تو یہ (بجائے اس کے کہ اس پر غور و فکر کرتے) کہنے لگے کہ جس طرح موسٰیؑ پر ایمان نہ لانے سے قوم فرعون پر طرح طرح کی تباہیاں آئی تھیں' اسی طرح (اس رسول پر ایمان نہ لانے سے) ہم پر تباہیاں کیوں نہیں آتیں جن سے ہم پہچان لیں کہ یہ فی الواقعہ موسٰیؑ کی طرح خدا کا سچا رسول ہے۔

لیکن' ان کے پاس اس کا کیا جواب ہے کہ قوم فرعون' ان تباہیوں کے باوجود' موسٰیؑ پر ایمان نہیں لائی تھی۔ انہوں نے صاف کہدیا تھا کہ موسٰیؑ اور اس کا بھائی ہارونؑ' دونوں فریبکار اور باطل پرست ہیں۔ انہوں نے' ان کی پیش کردہ تمام کی تمام تعلیم کو ٹھکرا دیا تھا۔

لہذا' تباہیوں کو دیکھ کر یہ کیسے ایمان لے آئیں گے؟

قُلْ فَأْتُوا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۱﴾

۴۹ (ان سے کہو کہ موسیٰ کا دعوٰے یہ تھا کہ اسے خدا کی طرف سے ایک ایسی کتاب ملی ہے جو زندگی کی صحیح راہ کی طرف راہ نمائی کرتی ہے (۲/۱۸)۔ اب یہی دعوٰے میرا ہے کہ مجھے خدا کی طرف سے یہ کتاب ملی ہے جو اسی قسم کی خصوصیات کی حامل ہے۔ اب اگر تم کوئی ایسی کتاب لے آؤ جو خدا کی طرف سے ہو، اور قرآن سے بہتر راہ نمائی دینے والی ہو۔ جس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ کتابِ موسیٰ سے بھی بہتر راہ نمائی دینے والی ہے۔ (۲۸/۵۱) ـــــ تو میں اس کا اتباع کرنے لگ جاؤں گا۔ (اس میں گروہ بندی تعصب کی کوئی بات نہیں۔ مقصد تو قوانین خداوندی کے اتباع سے ہے۔ وہ جہاں بھی اپنی اصلی اور سچی شکل میں موجود ہوں، ان کا اتباع کرنا چاہیئے۔ لیکن وہ اب قرآن کے علاوہ اور کہیں نہیں)۔ تم اگر اپنے دعوٰے میں سچے ہو (تو اس جیسی کوئی اور کتاب لاکر دکھاؤ)۔

۵۰ اگر یہ لوگ تمہارے اس چیلنج کا کوئی جواب نہ دیں (اور یہ جواب دے ہی کیا سکتے ہیں۔ ۲۳/۲ ـــــ ۲۴) ۔ تو پھر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ یہ لوگ (حقیقت کے متلاشی نہیں۔ محض) اپنے جذبات اور مفاد پرستیوں کا اتباع کرتے ہیں۔

(جذبات کوئی بری چیز نہیں ہیں جن کا اتباع جُرم قرار پا جائے۔ لیکن جذبات کو ہمیشہ ہدایتِ خداوندی کے تابع رکھنا چاہیئے)۔ جو شخص خدا کی راہ نمائی کو چھوڑ کر اپنے جذبات کے پیچھے لگ جاتا ہے، اس سے زیادہ راہ گم کردہ اور کون ہو سکتا ہے؟ اس قسم کے لوگ، جذبات اور ہدایتِ خداوندی کو اپنے اپنے مقام پر نہیں رکھتے ـــ ہدایتِ خداوندی سے بے اعتنائی برت کر جذبات کو بے لگام چھوڑ دیتے ہیں ـــــ ایسے لوگوں کو صحیح راستے کی طرف راہ نمائی کیسے مل سکتی ہے؟

۵۱ (یہ جو اوپر کہا گیا ہے کہ کتاب موسیٰ بھی خدا کی طرف سے صحیح راہ نمائی دینے والی تھی، تو) ہم نے، شروع سے اخیر تک (نوحؑ کے زمانے سے لے کر اس وقت تک) وحی کی تعلیم میں ایک خاص ربط رکھا ہے۔ اس کی ہر اگلی کڑی، پچھلی کڑی سے ملتی چلی آرہی ہے۔ (اسی طرح اس قرآن کی تعلیم میں بھی ـــــ باوجود اس کے کہ یہ ایک لمبی مدت میں جا کر تکمیل تک پہنچا ہے ـــــ ایک خاص ربط موجود ہے، اور اس کی ہر کڑی ایک دوسری سے ملتی چلی جاتی ہے)۔ یہ اس لئے کہ لوگ اسے سامنے رکھ کر زندگی کے صحیح راستے پر چلیں۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۵۴﴾

۵۲ (قرآن کی یہی خصوصیت ہے —— یعنی یہ کہ اس کی تعلیم، سابقہ آسمانی کتابوں کی، صحیح اور سچی تعلیم کی تائید کرتی ہے اور اس کے اپنے اندر بھی خاص نظم و ربط ہے —— جس کی بنا پر) وہ لوگ جو اس سے پہلے کی آسمانی کتابوں کے ماننے والے ہیں، (جب اس پر غور و فکر کرتے ہیں تو) اس کی صداقت پر ایمان لے آتے ہیں۔ (اور اسی طرح ایمان لاتے رہیں گے)۔

۵۳ چنانچہ جب ان کے سامنے قرآن پیش کیا جاتا ہے تو یہ اس کی صداقت کا اقرار کرتے ہیں اور اس پر ایمان لے آتے ہیں کہ یہ ایک حقیقتِ ثابتہ ہے جو ہمارے پروردگار کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ ہم چونکہ اس اصول کو پہلے ہی مانتے تھے کہ اتباع صرف خدا کی وحی کا ہونا چاہیئے (اور یہ حقیقت ہم پر روشن ہو گئی ہے کہ اب وحیِ خداوندی اپنی منزہ شکل میں صرف اس کتاب کے اندر ہے اس لئے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں)۔

۵۴ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں دوہرا اجر ملا ہے۔ ایک اس لئے کہ جب تک قرآن نازل نہیں ہوا، یہ اپنی کتاب کی ان سچائیوں پر عمل کرتے رہے جو انسانی تحریف سے بچ رہی تھیں۔ اور دوسرا اس لئے کہ جب ان کے سامنے قرآن آیا تو انہوں نے، اس کشادہ نگہی سے اسے قبول کیا اور پھر پوری استقامت سے اس پر جم کر کھڑے ہو گئے۔ (یہ منزل بڑی کٹھن تھی اس لئے کہ جن لوگوں کے پاس پہلے سے کوئی کتاب نہ ہو، ان کا کسی نئی کتاب پر ایمان لے آنا نسبتاً آسان ہوتا ہے۔ لیکن جو لوگ پہلے سے کسی خاص مشرب کے پابند ہوں اور اسے منزل من اللہ سمجھتے ہوں، ان کے لئے نفسیاتی طور پر مشکل ہوتا ہے کہ وہ اس کتاب یا مشرب و مسلک کو چھوڑ کر جسے وہ سچے دل سے منزل من اللہ سمجھتے ہوں، کسی دوسری کتاب اور مشرب پر ایمان لے آئیں۔ ایسا وہی کر سکتا ہے جو تعصب سے ہٹ کر، پہلے اپنے اندر اتنی وسعتِ ظرف پیدا کرے کہ اس، دوسری کتاب کا مطالعہ خالی الذہن ہو کر، علم و بصیرت کی روشنی میں کرے، اور جب یہ دیکھ لے کہ وہ کتاب واقعی صحیح راہ نمائی دیتی ہے، تو پوری جرأت کے ساتھ اس کی صداقت پر ایمان لے آئے، ظاہر ہے کہ ایسے شخص کی، اپنے سابقہ ہم مشربوں کی طرف سے سخت مخالفت ہو گی۔ اس لئے، اسے اس مخالفت کا نہایت استقامت سے مقابلہ کرنا ہو گا[۱])۔ یہی وہ لوگ ہیں جو انسانوں کی خود ساختہ غلط تعلیم کی پیدا کردہ

[۱] فٹ نوٹ صفحہ ۸۹۸ پر دیکھئے۔

وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ﴿٥٥﴾ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾ وَقَالُوا إِنْ نَتَّبِعِ الْهُدَىٰ مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَا أَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِزْقًا مِنْ لَدُنَّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٧﴾

ناہمواریوں کو، صحیح تعلیم کی رو سے، نہایت حسن کارانہ انداز سے، دور کرتے ہیں (۱۳/۲۲)- اور جو کچھ انہیں دیا جاتا ہے، اسے نوعِ انسان کی عالمگیر پرورش کے لئے کھلا رکھتے ہیں-

۵۵ وہ ہر وقت اس کا خیال رکھتے ہیں کہ ان کا وقت اور توانائی، لغو اور بیہودہ باتوں میں ضائع نہ ہو- اگر انہیں کبھی، اتفاق سے، ایسے مقام سے گزرنا پڑے جہاں لغو باتیں ہو رہی ہوں، تو وہ ان سے اعراض برتیں گے، اور وہاں سے، نہایت شریفانہ انداز سے، دامن بچا کر گزر جائیں گے (۲۵/۷۲)- اور ان لوگوں سے کہدیں گے کہ تمہارے کاموں کے نتائج تمہارے لئے ہیں- ہمارے کاموں کے ہمارے لئے- لہٰذا، جو کچھ تم کرتے ہو ہم اس میں شریک نہیں ہو سکتے- ہماری، تمہارے لئے بھی یہی کوشش ہوگی کہ تمہیں ہر طرح سے سلامتی حاصل ہو جائے- لیکن ہم، سب کچھ دیکھتے بھالتے، خود جہلا کے زمرے میں شامل نہیں ہونا چاہتے-

۵۶ (اے رسول! تمہارا فریضہ یہی ہے کہ تم صحیح بات لوگوں تک پہنچاتے جاؤ- باقی رہا لوگوں کو راہِ راست پر چلا دینا- سو یہ تمہاری ذمہ داری نہیں- حقیقت یہ ہے کہ یہ بات تمہارے بس کی ہے ہی نہیں کہ) ہر وہ شخص، جس کے متعلق تم چاہتے ہو کہ وہ صحیح راستہ اختیار کر لے، بالضرور اس راستے کو اختیار کرے- (۲/۲۷۲)- صحیح راستے پر وہی چل سکتا ہے جو خود اُس راستے پر چلنا چاہے (جو عقل و فکر سے کام نہ لے، اور اندھوں کی طرح آنکھیں بند کئے، ایک راستہ پر چلتا جائے، وہ راہِ راست پر کس طرح آسکتا ہے؟ ۱۰/۹۹-۱۰۰) خدا کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اس طرح، عقل و فکر سے کام لے کر، صحیح راستہ کون لوگ اختیار کرتے ہیں-

۵۷ یہ قریش، یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر ہم نے تمہارے ساتھ مل کر، یہ نیا مسلک اختیار کر لیا، تو لوگ

لہ سوال کسی نئی کتاب پر ایمان لانے ہی کا نہیں- اگر کوئی قوم، اپنی منزل من اللہ کتاب کی تعلیم کو چھوڑ کر انسانوں کا خود ساختہ مسلک اختیار کر لے، تو اُس مسلک کو چھڑا کر، اُسے کتاب اللہ کی طرف لانا بھی سخت مشکل ہو جاتا ہے- جیسی کہ خود ہماری (مسلمانوں کی) مثال ہمارے سامنے ہے-

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۭ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ؕ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْۤ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰۤى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۰﴾

ع ۹ ۶

ہمارے دشمن ہو جائیں گے، اور ہمیں اُچک کر لے جائیں گے۔

ان سے کہو کہ کیا ہم نے انہیں حرم کے پاس اس طرح نہیں بسا رکھا کہ یہاں ہر طرح کا امن بھی ہے، اور چاروں طرف سے مختلف قسم کے پھل (وغیرہ) بھی کھنچے چلے آتے ہیں، جو ہماری طرف سے' ان کے لئے' سامانِ رزق ہے۔ سو جس خدا نے تمہارے لئے' اس وقت' اس قسم کا انتظام کر رکھا ہے' اگر تم اس کے نظام کا اتباع کرو گے' تو کیا وہ تمہیں مصیبتوں اور خطروں میں ڈال دے گا؟ یہ کیسی واضح بات ہے' لیکن اکثر لوگ ایسی واضح بات کو بھی نہیں سمجھتے!

۵۸ باقی رہا یہ خیال کہ (اس وقت جماعتِ مومنین کے مخالفین کا گروہ' بڑی قوتوں اور ثروتوں کا مالک ہے اس لئے یہ ہمیں نقصان پہنچائے گا' تو ان سے کہو کہ تم ذرا اقوامِ سابقہ کی تاریخ کو سامنے لاؤ اور دیکھو کہ) ہم نے' اپنے قانونِ مکافات کی رُو سے' کتنی ایسی قوموں کو تباہ کر دیا' جنہیں سامانِ زیست کی بڑی فراوانی حاصل تھی اور وہ اس پر بہت اتراتی تھیں۔ سو دیکھو! یہ اُن کے مکانات ہیں' جو' معدودے چند کے علاوہ' اُن کے بعد آج تک آباد ہی نہیں ہوئے۔ اور اُن کے وارث اور مالک ہم ہی ہو گئے۔ (لہٰذا' اگر تمہارے مخالفین' سامانِ زیست کی فراوانی کے گھمنڈ میں حق کی مخالفت کریں گے' تو ان کا حشر بھی ویسا ہی ہو گا)۔

۵۹ (اس سلسلہ میں ہمارا یہ قاعدہ بھی سن لو کہ) ہم کسی قوم کو یونہی اندھا دُھند تباہ نہیں کر دیتے۔ ہم پہلے اس کے مرکزی مقام میں اپنا رسول بھیجتے ہیں جو ان کے سامنے ہمارے قوانین پیش کرتا ہے۔ پھر جب وہ لوگ ان قوانین سے سرکشی اختیار کرتے ہیں' تو ہمارے قانونِ مکافات کی رُو سے تباہ ہو جاتے ہیں۔

ہم کسی قوم کو تباہ نہیں کرتے بجز اس کے کہ اُس نے ظلم و استبداد پر کمر باندھ رکھی ہو۔

۶۰ (ان لوگوں سے یہ بھی کہہ دو کہ) جو سامانِ زیست و آرائش تمہیں اس وقت حاصل ہے وہ صرف تمہاری طبیعی زندگی کی متاع ہے۔ وہ اس دنیا سے آگے نہیں جا سکتی۔ اس کے برعکس

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۶۱﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿۶۳﴾

جو متاعِ حیات، قوانین خداوندی کے اتباع سے ملتی ہے وہ، تمہارے موجودہ سازوسامان کے مقابلہ میں، بہتر بھی ہوتی ہے، اور دیرپا بھی۔ دیرپا اس لئے کہ وہ، دنیاوی زندگی کے ختم ہوجانے کے بعد بھی ساتھ جاتی ہے۔ (نظامِ خداوندی کے ماتحت زندگی بسر کرنے سے، دنیاوی سازوبراق بھی بہتر سے بہتر ملتا ہے۔ اور اس کے ساتھ، انسانی ذات کی نشوونما بھی ہوتی ہے۔ دنیاوی سامان، طبیعی زندگی کے ساتھ ختم ہوجاتا ہے، لیکن انسانی ذات کی نشوونما یافتہ صلاحیتیں، مرنے کے بعد کی زندگی کو فردوس بداماں بنا دیتی ہیں)۔ اگر تم ذرا عقل و فکر سے کام لو تو اس بات کے سمجھنے میں ذرا بھی دشواری پیش نہ آئے کہ ان دونوں میں سے کونسا سودا زیادہ نفع بخش ہے۔

۶۱ بات بڑی واضح ہے۔ ایک گروہ وہ ہے جس سے ہم نے وعدہ کیا ہے —— اور ہمارا یہ وعدہ حقیقت بن کر اس کے سامنے آنے والا ہے —— کہ اُسے اس دنیا کی خوشگواریاں اور سرفرازیاں بھی حاصل ہوں گی (۲۴/۵۵) اور اس کے بعد کی زندگی کی سربلندیاں بھی —— اور دوسرا گروہ وہ ہے جسے اس دنیا کا سازوسامان تو مل جائے گا لیکن، آخرت کی زندگی میں، وہ (مجرموں کی حیثیت سے ہماری عدالت میں) حاضر کیا جائے گا۔

(سوچو کہ ان دونوں گروہوں میں سے کونسا گروہ زیادہ خوش بخت ہے!)۔

۶۲ (وہ گروہ 'مجرموں کی حیثیت سے'، تنہا حاضر ہوگا۔ ان کا کوئی حمایتی ان کے ساتھ نہیں ہوگا)۔ ان سے پکار کر کہا جائے گا کہ وہ تمہارے لیڈر اور پیشوا کہاں ہیں جن کی تم، میرے قوانین کو چھوڑ کر، اطاعت کیا کرتے تھے، اور اس طرح انہیں، میری خدائی میں شریک سمجھا کرتے تھے۔

۶۳ دوسری طرف، وہ لیڈر اور مذہبی پیشوا ہوں گے جن کے خلاف، ہمارے قوانین سے سرکشی برتنے کا جرم ثابت ہوچکا ہوگا، وہ کہیں گے کہ بیشک یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے گمراہ کیا تھا۔ لیکن یہ اس لئے ہوا کہ ہم خود گمراہ تھے۔ یہاں تک تو ہم اپنے جرم کا اعتراف کرتے ہیں۔ (باقی رہا یہ کہ یہ ہمارے کہنے سے، ہماری اطاعت کرتے تھے، تو یہ چیز نفسِ واقعہ کے خلاف ہے۔ یہ ہماری اطاعت اسلئے

وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ ﴿٦٤﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنبَاءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿٦٦﴾ فَأَمَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰ أَن يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴿٦٧﴾ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٨﴾

کرتے تھے کہ انہیں اس میں اپنا فائدہ نظر آتا تھا۔ یعنی یہ درحقیقت اپنی مفاد پرستیوں کی اطاعت کرتے تھے)۔ لہٰذا' ان کے اس الزام سے ہم بری الذمہ ہیں کہ یہ ہماری اطاعت کیا کرتے تھے۔

۶۴ بہرحال' ان متبعین سے کہا جائے گا کہ تم اپنے ان لیڈروں اور مذہبی پیشواؤں کو بلاؤ جنہیں تم شریکِ خدائی سمجھا کرتے تھے۔
وہ انہیں بلائیں گے لیکن وہ ان کی بات کا جواب ہی نہیں دیں گے — وہ جواب خاک دیں گے؛ انہیں خود اپنی تباہی سامنے نظر آرہی ہوگی!
اے کاش! یہ لوگ راہ راست پر چلتے (تو آج ان کا یہ حشر کیوں ہوتا)۔

۶۵ پھر خدا ان سے کہے گا کہ (یہ معاملہ تو وہ ہوا جو تمہارے لیڈروں کے ساتھ پیش آیا۔ اب یہ بتاؤ کہ) جب ہمارے رسولوں نے خود تم تک ہماری دعوت پہنچائی تھی تو تم نے ان کی دعوت کا کیا جواب دیا تھا؟

۶۶ (لیکن وہ اُس دن (ظہورِ نتائج) کی ہولناکی سے اس قدر بدحواس ہونگے کہ) انہیں کوئی بات صاف صاف سجھائی نہیں دے گی — اور یہ حالت کسی ایک کی نہیں ہوگی۔ سب اس پریشانی میں مبتلا ہوں گے۔ اس لئے یہ بھی نہیں ہو سکے گا کہ ایک کو بات نہیں سوجھتی تو وہ کسی دوسرے سے پوچھ کر بتا دے۔

۶۷ (ان سے کہدو کہ جب ظہورِ نتائج کا وقت آگیا تو اُس وقت تمہاری حالت یہ ہو جائے گی۔ لہٰذا' تم اس موقعہ کو غنیمت سمجھو۔ ابھی وقت ہے کہ) تم میں سے جو شخص اپنی غلط روش کو چھوڑ کر' صحیح راستہ اختیار کرلے اور خدا کے تجویز کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہو جائے' تو اسے امید رکھنی چاہیئے کہ وہ ان لوگوں میں شامل ہو جائے گا جن کی کھیتیاں پروان چڑھیں گی اور ان کی زندگی کامیاب رہے گی۔

۶۸ زندگی کی کامیابی اور ناکامی خدا کے اُس قانونِ مشیت کے مطابق واقع ہوتی ہے جسکی

وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٧٠﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَ

رُو سے کائنات کی مختلف چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ (ان میں سے جو چیزیں اپنے اندر زندہ رہنے اور آگے بڑھنے کی صلاحیت پیدا کر لیتی ہیں، انہیں (قانونِ انتخابِ طبیعی^ہ کے مطابق' زندہ رہنے اور آگے بڑھنے کے لئے) چن لیا جاتا ہے۔ یہ انتخاب' خدا کے مقرر کردہ قانونِ ارتقا کے مطابق ہوتا ہے۔ انسانوں کے اپنے بنائے ہوئے نظریوں کے مطابق نہیں ہوتا۔ خدا کا قانونِ حیات اس سے بہت بلند ہے کہ انسانوں کے وضع کردہ نظریات بھی اس میں شریک ہو جائیں۔

(جس قسم کا قانونِ انتخابِ طبیعی' خارجی کائنات میں کارفرما ہے' اسی قسم کا قانون' خود انسانوں پر بھی نافذ ہے۔ اس قانون کے مطابق' مفلحین —— کامیاب و کامران —— وہ ہوتے ہیں جن کی انسانی صلاحیتیں نشوونما پا چکی ہیں۔ جن کی یہ کیفیت نہیں ہوتی' وہ ناکام و نامراد رہتے ہیں)۔

۶۹ یہ قانون ایسا باریک بیں اور جزرس ہے کہ لوگ جو کچھ اپنے دل میں چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں' اس کے نزدیک سب برابر ہے۔ (خود طبیعی دنیا میں بھی دیکھئے۔ سنکھیا' بند کمرے کی تنہائی میں' چوری چوری کھایا جائے' یا کھلے بندوں' اس کا اثر ایک جیسا ہوگا!)۔

۷۰ یہ سب کچھ خدا کے اقتدار و اختیار کے مطابق ہوتا ہے۔ کائنات میں اس کے علاوہ' اور کوئی صاحبِ اقتدار نہیں۔ اس کے قوانین کے مطابق عمل پیرا ہونے سے' طبیعی زندگی کے قریبی مفاد بھی حاصل ہو جاتے ہیں اور اخروی زندگی کی خوشگواریاں بھی۔ یہ سرفرازیاں اور خوشگواریاں ایسے حسن کارانہ انداز سے ملتی ہیں کہ انہیں دیکھ کر' ہر ایک کی زبان پر بے ساختہ زمزمۂ حمد و ستائش آجائے۔ اس مقصد کے لئے اس نے کائنات کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں رکھی ہے ہر معاملہ کا فیصلہ اس کے قانونِ مکافات کی رُو سے ہوتا ہے' اور کوئی شے اس کے احاطہ سے باہر نہیں جا سکتی۔ ہر ایک کا قدم اُسی کی طرف اٹھ رہا ہے۔

۷۱ (اس بات کا ثبوت —— کہ کائنات کی ہر شے کی نقل و حرکت خدا کے قانون کے مطابق ہو رہی ہے —— بالکل واضح ہے۔ مثلاً) ان سے کہو کہ اگر خدا ایسا کر دیتا کہ رات پڑتی تو مسلسل رات ہی چلی جاتی دن چڑھتا ہی نہیں۔ تو کیا خدا کے علاوہ کوئی قوت ایسی تھی جو تمہارے لئے

ہ LAW OF NATURAL SELECTION

سَرْمَدًا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ مَنْ اِلٰہٌ غَیْرُ اللّٰہِ یَاْتِیْکُمْ بِضِیَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰہُ عَلَیْکُمُ النَّہَارَ سَرْمَدًا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ مَنْ اِلٰہٌ غَیْرُ اللّٰہِ یَاْتِیْکُمْ بِلَیْلٍ تَسْکُنُوْنَ فِیْہِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَ مِنْ رَّحْمَتِہٖ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ وَ النَّہَارَ لِتَسْکُنُوْا فِیْہِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ وَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَ یَوْمَ یُنَادِیْہِمْ فَیَقُوْلُ اَیْنَ شُرَکَآءِیَ الَّذِیْنَ کُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَ نَزَعْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ شَہِیْدًا فَقُلْنَا ہَاتُوْا بُرْہَانَکُمْ فَعَلِمُوْۤا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰہِ وَ ضَلَّ عَنْہُمْ مَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۷۵﴾

ع ۱۵ ۷ ۱۰

دن کی روشنی مہیا کر دیتی؟

ان سے پوچھو کہ کیا تم سن رہے ہو کہ تم سے کیا کہا جا رہا ہے؟

۷۲ یا اگر ایسا ہوتا کہ دن چڑھتا تو مسلسل دن ہی چلا جاتا۔ رات پڑتی ہی نہیں۔ تو بتاؤ کہ کیا خدا کے علاوہ کوئی قوت ایسی تھی جو تمہارے لئے رات لے آتی تا کہ تم اس میں آرام کر سکتے۔

ان سے کہو کہ کیا تم ان مثالوں پر، جو تمہارے سامنے لائی جا رہی ہیں، غور و فکر سے اس نتیجہ تک نہیں پہنچتے کہ کائنات میں صرف ایک ہی ہستی کا قانون کارفرما ہے۔ اور وہ خدا کی ذات ہے۔

۷۳ یہ صرف خدا کے نظامِ رحمت و ربوبیت کا تصدق ہے کہ اس نے رات اور دن کی گردشیں قائم کر رکھی ہیں تا کہ تم رات کے وقت آرام اور دن کے وقت کاروبار کر سکو۔ اور اس طرح محنت اور آرام، دونوں مل کر تمہاری کوششوں کو بھرپور نتائج کا حامل بنا دیں۔

۷۴ ان مثالوں کے بعد، پھر اسی منظر کو سامنے لاؤ جس میں بتایا گیا تھا (۲۸/۶۲) کہ ظہورِ نتائج کے وقت خدا انہیں پکارے گا اور کہے گا کہ بتاؤ، تمہارے وہ لیڈر اور مذہبی پیشوا کہاں ہیں، جنہیں تم میری خدائی میں شریک سمجھا کرتے تھے؟

۷۵ اور ہم ہر گروہ میں سے، ان کے سرغنوں کو باہر نکال لائیں گے اور ان سے کہیں گے کہ تم اپنے مسلک اور دعویٰ کی تائید میں کوئی دلیل پیش کرو۔ اس وقت وہ جان لیں گے اور تسلیم کریں گے کہ ہاں! حق و صداقت پر مبنی صرف خدا کا قانون ہی تھا جس میں کوئی اور قوت شریک نہیں تھی۔ اور انہوں نے جو اصول اور نظریات خود وضع کر رکھے تھے، وہ سب باطل تھے اس لئے وہ کوئی ٹھوس نتیجہ مرتب نہیں کر سکے۔

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ﴿٧٦﴾ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ ۖ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٧٧﴾ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِي ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْأَلُ عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ﴿٧٨﴾

---

۷۶ اس کی زندہ شہادت قارون کی سرگزشت ہے۔ وہ قوم موسیٰؑ ہی کا ایک فرد تھا، لیکن اپنی دولت کے بل بوتے پر خود اپنی قوم کے افراد پر بڑی زیادتی کرتا تھا۔ (ہر سرمایہ دار کی طرح ان کا خون چوستا تھا)۔ چنانچہ اس طرح اس کے پاس اتنی دولت جمع ہوگئی کہ اس کے خزانوں کو ایک طاقتور جماعت بھی بمشکل اٹھا سکتی تھی۔ (یا اس کی حفاظت کے لئے ایک مضبوط، زور آور جماعت کی ضرورت تھی)۔

(اس دولت کے نشہ نے اسے بدمست کر دیا تھا۔ چنانچہ اس کی قوم (کے باہوش طبقہ) نے اس سے کہا کہ تم اس مال و دولت پر اس قدر اتراؤ نہیں۔ اس کا نتیجہ خراب ہوگا۔ یہ روش قانونِ خداوندی کی رُو سے پسندیدہ نہیں۔

۷۷ ہم یہ نہیں کہتے کہ تم مال و دولت کو تیاگ کر تارک الدنیا بن جاؤ۔ ہرگز نہیں۔ ہم کہتے یہ ہیں کہ تم اس سے بھی فائدہ اٹھاؤ، لیکن اسے نہ بھولو کہ زندگی صرف اسی دنیا کی زندگی نہیں جس میں انسان کا منتہائے نگاہ مال و دولت جمع کرنا ہے۔ اور بس۔ زندگی اس کے بعد بھی ہے۔ اس مال و دولت سے تم اپنی اُس زندگی کو بھی خوشگوار بناؤ۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس طرح خدا نے تمہاری ہر کمی کو پورا کر کے تمہاری زندگی کو حسین بنا دیا ہے، اسی طرح تم دوسروں کی کمی کو پورا کر کے، ان کی زندگی کو بھی حسین بنا دو۔ اور معاشرہ میں ناہمواریاں مت پیدا کرو — کہ تم امیر سے امیر تر بنتے جاؤ اور دوسرے لوگ غریب سے غریب تر ہوتے چلے جائیں۔ اسی کو فساد کہتے ہیں۔ اور فساد پیدا کرنے والوں کو خدا کبھی پسند نہیں کرتا —— اور یہ ظاہر ہے کہ جو روش، قانونِ خداوندی کی رُو سے پسندیدہ نہیں اس کا نتیجہ تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

۷۸ اُس نے ان سے کہا کہ تم لوگوں کو میرے معاملات میں دخل دینے کا کیا حق ہے؟ یہ دولت

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِىْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِىَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۟ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ

میں نے اپنی ہنرمندی اور چابک دستی سے کمائی ہے۔ اس لئے اسے جس طرح میرا جی چاہے صرف کروں۔ اس میں خدا کے قانون کا کیا عمل دخل ہے' اور کسی کو مجھ سے باز پرس کرنے کا کیا حق ہے؟

اے کاش! اُسے معلوم ہوتا کہ اسی قسم کی ذہنیت اور روش نے' اس سے پہلے کتنی قوموں کو تباہ کر دیا تھا جو اُس سے زیادہ قوت و حشمت کی مالک تھیں اور انہوں نے مال و دولت بھی اس سے کہیں زیادہ جمع کر رکھا تھا! خدا کے قانونِ مکافات نے انہیں تباہ کر دیا۔ ان کے یہ جرائم اس قدر بدیہی اور نمایاں تھے کہ اس کی بھی ضرورت نہ پڑی کہ ان جرائم کے متعلق کچھ پوچھ گچھ کی جائے — (وہ تباہی ان جرائم کا فطری نتیجہ تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ سرمایہ داری کے نظام کی بنیادوں میں خرابی کی صورت پنہاں ہوتی ہے)۔

۷۹ ایک طرف یہ لوگ تھے جو قارون کو زندگی کی صحیح روش اختیار کرنے کی نصیحت کرتے تھے۔ دوسری طرف وہ لوگ بھی تھے جن کے پیش نظر صرف اسی دنیاوی زندگی کے مفاد تھے' ان کی کیفیت یہ تھی کہ جب قارون' کرّ و فر اور شان و شوکت سے باہر نکلتا تو وہ بڑی حسرت سے کہتے کہ اے کاش! جو کچھ قارون کو ملا ہے ہمیں بھی ایسا کچھ مل سکتا! یہ بڑا ہی خوش نصیب ہے۔

۸۰ لیکن جن لوگوں کو خدا نے حقیقت کا علم عطا کر رکھا تھا وہ ان سے کہتے کہ کمبختو! تم کس فریب میں مبتلا ہو۔ (اس کی شان و شوکت تو جھوٹے نگوں کی میناکاری ہے)۔ حقیقی خیر و برکت کا موجب وہ مال و اسباب ہوتا ہے جو قانونِ خداوندی کے مطابق ملتا ہے۔ اور وہ ملتا ہے ان لوگوں کو جو اس کے قوانین کی صداقت پر یقینِ کامل رکھیں اور ایسے کام کریں جن سے معاشرہ کے بگڑے ہوئے حالات سنوریں اور اس طرح خود ان کی اپنی ذات میں بھی سنوار پیدا ہو — لیکن اس کے لئے بڑے استقلال اور استقامت کی ضرورت ہے۔ (انسان' آئین و ضوابط اور دیانت و امانت کے اصولوں کو چھوڑ کر دولت کمانا چاہے تو چند دنوں میں خزانے بھر سکتا ہے۔ لیکن قاعدے اور قانون کے مطابق کام کرنے سے' دولت حاصل ہونے میں وقت لگتا ہے' اس لئے یہ مرحلہ بڑا صبر آزما ہوتا ہے۔ لیکن اُس کا نتیجہ تباہی اور اس کا انجام خوشگواری ہوتا ہے)۔

۸۱ چنانچہ جب قارون کی بدکرداریوں کے نتائج کے ظہور کا وقت آ گیا' تو ہم نے اُسے' اور اس کے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۗ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾

مال و متاع سے بھرے ہوئے گھر کو تباہ کر دیا۔ اور اس وقت کوئی گروہ ایسا نہ نکلا جو قانون خداوندی کے مقابلہ میں اس کی مدد کر سکتا۔ نہ ہی اس سے خود ہی ایسا ہو سکا کہ وہ اس تباہی سے بچ نکلتا۔ (سرمایہ دار کی اقبال مندی کے زمانے میں ایسا نظر آتا ہے کہ ایک لشکر ہے جو اس کی خاطر اپنی جان تک قربان کر دے گا۔ لیکن جب اس پر ادبار آتا ہے تو ایک شخص بھی اس کا ساتھ دینے والا نہیں ہوتا۔ نہ ہی اس کی ہنرمندی اسے اس تباہی سے بچا سکتی ہے)۔

۸۲ وہ تباہ ہو گیا۔ اور جو لوگ ابھی کل تک اس کے "مقام بلند" کی آرزو کیا کرتے تھے کہنے لگے کہ فی الواقعہ ہماری غلط نگہی تھی جو ہم قارون کے مال و دولت پر رشک کیا کرتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ مال و دولت کی تنگی اور فراوانی خدا کے قانون کے مطابق ہوتی ہے۔ جو شخص جس قسم کی روش اختیار کرتا ہے اس کے مطابق نتیجہ سامنے آجاتا ہے۔ اگر ہم پر اللہ کا احسان نہ ہوتا (اور ہم بھی وہی روش اختیار کر لیتے جسے قارون نے اختیار کیا تھا) تو آج ہم بھی اسی طرح تباہ و برباد ہو جاتے۔ اب ہم نے یہ بات علیٰ وجہ البصیرت دیکھ لی ہے کہ جو لوگ دولت کو دبا چھپا کر رکھتے ہیں' اور اسے محتاجوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے' کھلا نہیں رکھتے' وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

۸۳ کامیاب وہی ہے جس کا مستقبل کامیاب ہو ـــــ اس زندگی میں بھی اور اس کے بعد کی زندگی میں بھی ـــــ اور یہ کامیابی انہی کو حاصل ہو سکتی ہے جو یہ نہیں چاہتے کہ سارا مال و دولت سمیٹ کر معاشرہ میں ناہمواریاں پیدا کریں اور پھر اس دولت کے بل بوتے پر اپنے لئے سوسائٹی میں ایسا مقام حاصل کر لیں جو قانون اور ضابطہ کی دسترس سے بالا ہو۔
یاد رکھو! انجام کار' کامرانی اور خوشگواری صرف ان کے لئے ہے جو زندگی کے ہر معاملہ میں قانون خداوندی کی نگہداشت کرتے ہیں۔

۸۴ اور وہ قانون یہ ہے کہ جو قوم معاشرہ میں حسن کارانہ انداز سے توازن قائم رکھے گی' نہیں

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ ۚ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ مَن جَاءَ بِالْهُدَىٰ وَمَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٨٥﴾ وَمَا كُنتَ تَرْجُو أَن يُلْقَىٰ إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِّلْكَافِرِينَ ﴿٨٦﴾ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ آيَاتِ اللَّهِ بَعْدَ إِذْ أُنزِلَتْ إِلَيْكَ ۖ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٨٧﴾

ان کی کوششوں سے بھی زیادہ صلہ ملے گا۔ لیکن جو قوم ناہمواریاں پیدا کرے گی' ان کے یہی اعمال تباہیاں اور بربادیاں بن کر ان کے سامنے آجائیں گے۔

۸۵ یہ ہیں ہمارے وہ غیر متبدل قوانین جو شروع سے اسی طرح چلے آرہے ہیں اور جنہیں اب' اس قرآن میں' وضاحت سے بیان کر کے' ان کا اتباع تم پر لازم قرار دیدیا گیا ہے۔

(ان قوانین کے پیش نظر تمہیں' اے رسول! اس سے گھبرانا نہیں چاہیئے کہ قریش کے فرعونوں اور قارونوں نے تمہیں اور تمہاری جماعت کو اس قدر تنگ کیا ہے کہ تم حرم کعبہ تک کو چھوڑنے پر مجبور ہو گئے ہو۔ جس خدا کے قوانین ایسے محکم ہیں)۔ وہ تمہیں پھر اس مقام پر واپس لائے گا اور نہایت شان و شوکت سے لائے گا۔ لہذا' تم خود بھی اطمینان اور سکون سے رہو اور اپنی جماعت کی بھی تسکین خاطر کرو' اور ان سے کہو کہ میرے نشو ونما دینے والے کا قانونِ مکافات خوب جانتا ہے کہ کون زندگی کی صحیح روش پر چل رہا ہے اور کون غلط راستے پر جا رہا ہے۔ (نتائج آخر الامر' اسی کے مطابق مرتب ہوں گے)۔

۸۶ (لہذا' تمہارے لئے افسردہ خاطر ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ تم ذرا سوچو کہ) تمہیں اس کی کب امید تھی کہ تم منصب رسالت پر فائز ہو گے اور تمہیں یہ کتاب دی جائے گی؟ یہ سب کچھ خدا کی رحمت سے ہوا ہے۔ اس لئے' موجودہ نامساعد حالات میں مایوسی کی کونسی ایسی بات ہے جس کی بنا پر تمہیں اس کی ضرورت لاحق ہو جائے کہ ان (مخالفین) سے مفاہمت کر کے' ان کے پروگرام میں ان کے مددگار بن جاؤ؟

۸۷ یاد رکھو! یہ مخالفین' اس نظام کے قیام کو کبھی روک نہیں سکتے جو ان قوانینِ خداوندی کے مطابق متشکل ہو گا جو تیری طرف نازل کئے گئے ہیں۔ یہ نظام قائم ہو کر رہے گا۔ تمہارے لئے کرنے کا کام یہ ہے کہ تم لوگوں کو' خدا کے نظامِ ربوبیت کی طرف دعوت دیتے جاؤ اور ان لوگوں سے کسی قسم کے سمجھوتے اور مفاہمت کا خیال تک بھی دل میں نہ لاؤ' کیونکہ مفاہمت کے معنی یہ ہوتے ہیں

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۟ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۭ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ؀۸۸

ع ۹ ۱۲

کہ کوئی ملا جلا سا نظام قائم کر لیا جائے جس میں کچھ قوانین، خدا کے ہوں اور کچھ انسانوں کے۔ یہ شرک ہے۔ خدا کے قوانین کے ساتھ انسانوں کے خود ساختہ قوانین کس طرح ملائے جا سکتے ہیں؟

۸۸ اس لئے تم کسی دنیاوی اقتدار کو اس کی دعوت نہ دو کہ وہ اقتدارِ خداوندی کے ساتھ شریک ہو جائے۔ اقتدار و اختیار صرف خدا کا ہے۔ تم نے اسی کے مطابق نظام قائم کرنا ہے۔ یاد رکھو! کائنات کی ہر دوسری اشیاء کی طرح، ذہنِ انسانی کے وضع کردہ نظریات و تصورات بھی ہر آن تغیر پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ (۵۵/۲۶)۔ تغیر سے ماوراء صرف وحی کا راستہ ہے جو خدا کی متعین کردہ منزل کی طرف لے جاتا ہے۔ لہٰذا، حکومت صرف قوانینِ خداوندی کی ہو گی۔ سب فیصلے انہی کے مطابق ہوں گے۔ اور تمہاری ہر حرکت کو اس محور کے گرد، گردش کرنا ہو گا۔ تمہارا ہر قدم اسی کی طرف اٹھنا چاہئے۔ اور یہ سمجھ رکھنا چاہئے کہ تم اپنے ہر کام کے لئے اُس کے سامنے جواب دہ ہو ——— یہی محکم نظامِ حیات ہے۔ (۱۲/۴۰)۔

سورۃ العنکبوت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٓمّٓ ① اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَہُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ② وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ ③

۱ خدائے علیم و حکیم کا ارشاد ہے کہ

۲ (کفر و ایمان کی کشمکش اب اس مقام تک آ پہنچی ہے جہاں فریقین کو ان کے انجام و عواقب سے واضح طور پر آگاہ کر دینے کی ضرورت ہے۔ پہلے اُس گروہ کو لو' جو ہمارے قوانین کی صداقت کا اقرار کرتا ہے)۔

کیا یہ لوگ ایسا سمجھے بیٹھے ہیں کہ محض اتنا کہہ دینے سے کہ ہم خدا پر ایمان لے آئے ہیں' انہیں چھوڑ دیا جائے گا کہ اب جو جی میں آئے کرو۔ تم نے مطالبہ پورا کر دیا ہے! اگر یہ ایسا سمجھتے ہیں تو ان سے کہہ دو کہ تم نے بالکل غلط سمجھا ہے۔ (یہ تو انسانوں کی خود ساختہ عیسائیت کا عقیدہ ہے کہ تم مسیحؑ کے کفارہ پر ایمان لے آؤ تو نجات ہو جائے گی۔ اس کے لئے اعمال کی کوئی ضرورت نہیں)۔ یہ غلط ہے (۲/۲۱۴ ; ۳/۱۴۱ ; ۹/۱۶ ; ۳۳/۱۰)۔

۳ اِن سے پہلے' جن لوگوں نے ہمارے قانون کی صداقت کا اقرار کیا' وہ محض زبانی اقرار سے چھوٹ نہیں گئے۔ انہیں کشمکشِ حق و باطل کی کٹھالی میں تپایا گیا تاکہ یہ حقیقت نکھر کر سامنے آ جائے کہ ان میں سے کون اپنے دعوائے ایمان میں سچا ہے اور کون یونہی زبان سے دعویٰ کرتا ہے اور عمل میں پورا نہیں اترتا۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝۴ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۵ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۷ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸

(ان لوگوں سے کہدو کہ کامیابی مسلسل جدوجہد سے ہوگی اور اس کے لئے بڑی قربانیوں کی ضرورت ہوگی)۔

۴ دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو (ہمارے قوانین کو جھوٹا سمجھ کر) معاشرہ میں ناہمواریاں پیدا کرتے ہیں۔ کیا یہ لوگ اس زعمِ باطل میں مبتلا ہیں کہ یہ ہماری گرفت سے بچ کر آگے نکل جائیں گے؟ اگر یہ ایسا سمجھ رہے ہیں تو (ان سے کہدو کہ) تمہارا یہ فیصلہ بہت بُرا (اور خود فریبی پر مبنی) ہے۔

۵ پھر اُس پہلے گروہ میں سے ان لوگوں کو، جو اس توقع پر (سختیاں جھیلتے اور مصیبتیں برداشت کرتے ہیں کہ) انہیں قانون مکافات کا سامنا کرنا ہے اور وہ اپنے ہر عمل کے لئے خدا کے حضور جوابدہ ہیں۔

ان سے کہدو کہ جس انقلاب کے لئے وہ یہ سب کچھ برداشت کر رہے ہیں، وہ انقلاب آکر رہے گا۔ یہ خدا کا اٹل فیصلہ ہے، وہ سب کچھ سننے والا، جاننے والا ہے۔

۶ ان سے یہ بھی کہدو کہ یہ جو اس قدر جدوجہد اور سعی و کاوش کر رہے ہیں، تو اس کا فائدہ خود انہی کی ذات کے لئے ہے۔ اس سے خدا کا کچھ نہیں سنورتا۔ وہ ساری کائنات سے مستغنی ہے۔ وہ اس کا محتاج ہی نہیں کہ کوئی شخص اُس کے لئے کچھ کرے۔

۷ جو لوگ ہمارے قوانین کی صداقت پر ایمان لاتے ہیں اور پھر صلاحیت بخش کام کرتے ہیں تو اس سے ان کی اپنی ذات، اور معاشرہ کی ناہمواریاں دور ہو جاتی ہیں اور ان کے اعمال کا بدلہ نہایت حسن کارانہ انداز سے ملتا ہے۔

۸ (یہ ہے وہ بنیادی اصول جس کے مطابق ان دونوں گروہوں کی تفریق و تقسیم ہوگی۔ اس میں قبیلہ، خاندان یا رشتہ داری کا کوئی سوال نہیں ہوگا، انسان کے سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار اس کے ماں باپ ہوتے ہیں)۔ ہم نے ان کے متعلق بھی یہی حکم دیا ہے کہ ان کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ﴿۹﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ۭ وَلَئِنْ جَاۗءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۭ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ﴿۱۱﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۲﴾

لیکن اگر وہ تم پر زور ڈالیں کہ تم خدا کے اقتدار و اختیار میں ان کو شریک سمجھو ——— ان کا ایسا کہنا جہالت پر مبنی ہے۔ کائنات میں کوئی ایسی ہستی نہیں جو اس کی خدائی میں شریک ہو سکے ——— تو تم انکی بات بھی مت مانو (۱۵ — ۳۱/۱۴)۔ تم ہر معاملہ میں خدا کے سامنے جواب دہ ہو۔ وہی تمہیں یہ بتائے گا کہ تم نے جو کچھ کیا ہے اس کا نتیجہ کیا ہے؟

۹ جو لوگ اس طرح بلا شرکتِ غیرے، قوانینِ خداوندی پر ایمان لائیں گے، اور صلاحیت بخش کام کریں گے، تو ہم انہیں ان لوگوں کے زمرے میں داخل کر لیں گے جن کی انسانی صلاحیتوں کی نشو و نما ہو گئی ہے۔

۱۰ اب ایک اور گروہ سامنے آتا ہے۔ یعنی وہ لوگ جو زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم خدا پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن عملاً یہ حالت ہے کہ جب انہیں نظامِ خداوندی کے قیام کے سلسلہ میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو مخالفین کی طرف سے آئی ہوئی تکلیف کو یوں سمجھتے ہیں گویا وہ خدا کی طرف سے آیا ہوا عذاب ہے۔ (چنانچہ ہر جگہ اس کی شکایت کرتے پھرتے ہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ ہم ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو کر خواہ مخواہ مصیبت میں پھنس گئے)۔ لیکن، اگر تمہیں خدا کی طرف سے فتح و کامرانی حاصل ہو جائے، تو سب سے آگے بڑھ کر کہتے ہیں کہ ہم تو بجان و دل، تمہارے ساتھ ہیں۔

(یہ جو اس قسم کی فریب دہی کی کوشش کرتے ہیں تو) کیا انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ خدا، لوگوں کے دلوں کے اندر چھپی ہوئی باتوں سے بھی واقف ہے۔

۱۱ (اور پھر ان کا یہ فریب، چھپا ہوا کب تک رہ سکتا ہے؟ ابھی کوئی اور صبر آزما مرحلہ سامنے آجائے گا تو یہ حقیقت کھل جائے گی کہ) سچے ایمان والے کون ہیں، اور منافق کون!

۱۲ جو لوگ نظامِ خداوندی کی مخالفت کرتے ہیں وہ جماعتِ مومنین سے کہتے ہیں کہ اگر تم ہمارے راستے پر چلو تو تمہاری تمام فرو گزاشتوں اور کوتاہیوں کی ذمہ داری ہم اپنے سر پہ لیتے ہیں۔

وَلَيَحۡمِلُنَّ اَثۡقَالَهُمۡ وَاَثۡقَالًا مَّعَ اَثۡقَالِهِمۡ ۬ وَلَيُسۡـَٔـلُنَّ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوۡا يَفۡتَرُوۡنَ ﴿۱۳﴾ وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰى قَوۡمِهٖ فَلَبِثَ فِيۡهِمۡ اَلۡفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمۡسِيۡنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ الطُّوۡفَانُ وَهُمۡ ظٰلِمُوۡنَ ﴿۱۴﴾ فَاَنۡجَيۡنٰهُ وَاَصۡحٰبَ السَّفِيۡنَةِ وَجَعَلۡنٰهَاۤ اٰيَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۵﴾ وَاِبۡرٰهِيۡمَ اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهِ

یہ سراسر جھوٹے ہیں۔ یہ ان کی کوتاہیوں اور فردگزاشتوں میں سے کسی کی ذمہ داری اپنے سر پر نہیں لیں گے۔

۱۳ یہ ان کی ذمہ داری اپنے اوپر کیا لیں گے؟ ان کی حالت یہ ہے کہ ان کی پشت پر خود ان کی خطاکاریوں کا بوجھ بھی ہے اور اس کے ساتھ' ان لوگوں کی خطاکاریوں کے بوجھ کا ایک حصہ بھی (جنہیں یہ بہکا کر غلط راستے پر لے جاتے ہیں ۱۶/۲۵)۔ ذرا ظہورِ نتائج کا وقت آنے دو۔ اس وقت ان سے پوچھا جائے گا کہ جن باتوں کو یہ اپنے جی سے گھڑ کر لوگوں کو بہکاتے تھے' ان کی حقیقت کیا تھی؟

۱۴ (یہ باتیں جو ان کی طرف سے ہو رہی ہیں کچھ نئی نہیں۔ کشمکشِ حق و باطل کا یہ سلسلہ شروع سے ایسا ہی چلا آرہا ہے۔ تاریخ کے اوراق کو الٹ کر دیکھو۔ اس میں تمہیں سب سے پہلے) نوحؑ کی سرگزشت ملے گی جسے ہم نے اُس کی قوم کی طرف بھیجا تھا۔ اس کا دور ساڑھے نو سو برس تک رہا۔ اس کے بعد دورِ ابراہیمیؑ شروع ہو گیا[1]۔

اُس کی قوم نے' اُس کی دعوت کی سخت مخالفت کی۔ نتیجہ یہ کہ انہیں طوفان نے آپکڑا۔ وہ بڑے ہی سرکش اور مستبد لوگ تھے۔

۱۵ وہ غرق ہو گئے۔ اور نوحؑ اور اس کے ساتھیوں کو' جو کشتی میں سوار ہو گئے تھے' ہم نے اس تباہی سے محفوظ رکھا۔

اس واقعہ میں اقوامِ عالم کے لئے ہمارے قانونِ مکافات کی صداقت کی نشانی ہے (جو یہ بتاتی ہے کہ سرکش اور ظالم اقوام کا حشر کیا ہوا کرتا ہے)۔

۱۶ اسی طرح ابراہیمؑ کی داستان بھی ہے جس نے اپنی قوم سے کہا کہ تم قوانینِ خداوندی کی اطاعت

---

[1] اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ ان کی عمر دو سو سال کی تھی (سنة کے معنی سال کی چار فصلوں میں سے ایک فصل کے ہیں۔ اس اعتبار سے ایک ہزار فصلوں کے اڑھائی سو سال ہوئے۔ ان میں سے پچاس سال نکال دیئے تو باقی دو سو سال رہ گئے۔ یا یہ معنی بھی کہ ان کی عمر اڑھائی سو سال کی تھی جن میں سے پچاس سال (زمانہ قبل از نبوت) آرام کا زمانہ تھا۔ اس کے بعد سختیوں کا زمانہ شروع ہو گیا۔ یہ بہرحال قیاسات ہیں جب تاریخی تحقیقات کسی یقینی نقطہ تک پہنچیں گی تو اس کا حتمی مفہوم سامنے آجائے گا۔

اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّ تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ اِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۸﴾ اَوَ لَمْ یَرَوْا كَیْفَ یُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ ؕ اِنَّ

کرو اور ان کی خلاف ورزی کے تباہ کن نتائج سے بچو۔ اگر علم و بصیرت سے کام لو تو تمہیں نظر آجائے گا کہ جس روش کی طرف میں تمہیں دعوت دیتا ہوں، وہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے۔

۱۷ تم خدا کو چھوڑ کر بتوں کی پرستش کرتے ہو (یہ کس قدر شرفِ انسانیت کے منافی ہے کہ انسان خود اپنے ہاتھوں کی تراشیدہ مورتیوں کو اپنا آقا تسلیم کرلے)۔ پھر ان کے متعلق جھوٹے افسانے وضع کرکے (انہیں عقیدتمندوں میں پھیلاتے رہتے ہو۔ حالانکہ) حقیقت یہ ہے کہ تم، خدا کو چھوڑ کر جنہیں اپنا معبود بناتے ہو، انہیں اس کی مقدرت ہی نہیں کہ تمہیں رزق پہنچا سکیں۔ تم (دیوتاؤں اور بتوں سے رزق مانگنے کے بجائے) رزق کی طلب اور تلاش، قوانین خداوندی کے مطابق کرو۔ ان کی اطاعت کرو اور جب تمہیں، ان کی رُو سے رزق ملے تو) بدرگاہ رب العزت سپاس گزار ہو (کہ اس نے تمہیں اس ذلت سے بچا لیا جو ان افسانوی دیوتاؤں اور خود تراشیدہ مورتیوں کے سامنے جھکنے اور گڑگڑانے سے، تم پر مسلط تھی)۔

یاد رکھو! دنیا میں تمام اعمال کے نتائج، قوانین خداوندی کے مطابق مرتب ہوتے ہیں۔ کائنات کی کوئی شے اس کے احاطہ سے باہر نہیں۔ تمہارا ہر قدم اس کی طرف اٹھ رہا ہے اور اسی کے سامنے تم جوابدہ ہو۔

۱۸ اگر تم مجھے جھٹلاتے ہو (تو اس لئے نہیں کہ تم نے علم و بصیرت کی بنا پر، پرکھ کر دیکھ لیا ہے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں وہ غلط ہے۔ تم محض تقلیداً ایسا کر رہے ہو) یعنی چونکہ تم سے پہلی قوموں نے ایسی روش اختیار کی تھی اس لئے تم بھی انہی کا اتباع کرتے ہو۔ (لیکن تمہاری تکذیب سے ڈر کر میں اپنے فریضۂ پیغام رسانی سے باز نہیں آسکتا)۔ رسول کا تو منصب ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ واضح طور پر قوانین خداوندی کو دوسروں تک پہنچا دے۔

۱۹ (میں جو کچھ کہتا ہوں، اس کے سوا کیا ہے کہ کائنات میں تمام اختیار و اقتدار خدا کا ہے۔ کسی اور کا نہیں۔ اگر تم تقلید کی روش چھوڑ کر غور و فکر سے کام لو تو یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ اللہ

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۹﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ
النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ
اِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۖ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ
وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۳﴾

(۲ ع ۱۴)

کس طرح' ایک چیز کی تخلیق کی ابتدا کرتا ہے۔ (اس کی اولین شکل کیا ہوتی ہے)۔ پھر کس طرح' اُسے مختلف گردشیں دے کر ارتقائی مراحل طے کراتا ہوا' آگے لیجاتا ہے (تاآنکہ وہ اپنی اس منزل تک پہنچ جاتی ہے جہاں تک پہنچانا اسے مقصود ہوتا ہے) اور یہ سب کچھ قوانین خداوندی کی رُو سے' نہایت آسانی سے ہوتا چلا جا رہا ہے۔

۲۰ (پھر ہم نے ابراہیمؑ سے کہا کہ) ان سے کہو کہ (اگر تم میری بات یوں نہیں مانتے تو) ذرا دنیا میں چل پھر کر دیکھو اور غور کرو کہ مختلف اشیائے کائنات کی پیدائش کی ابتدا کیسے ہوتی ہے۔ پھر وہ کس طرح (خدا کے قانونِ ربوبیّت کے مطابق) نئی نئی زندگیاں اختیار کئے جاتی ہیں۔ یہ سب کچھ خدا کے مقرر کردہ پیمانوں کے مطابق ہوتا ہے۔

۲۱ (یہی قانونِ نشو و نما' انسانی زندگی پر بھی حاوی ہے' اس فرق کے ساتھ کہ اشیائے کائنات اس باب میں مجبور ہیں' اور انسان صاحب اختیار و ارادہ ہے۔ یہ اپنے لئے تعمیری راستہ بھی اختیار کر سکتا ہے اور تخریبی بھی۔ اس لئے) جو انسان چاہتا ہے کہ اس کی صلاحیتوں کی نشو و نما ہو' وہ قانونِ خداوندی کے اتباع سے اپنی نشو و نما کر سکتا ہے۔ اور جو ایسا نہیں چاہتا اور تخریبی راہ اختیار کر لیتا ہے تو اس کی صلاحیتیں جل کر راکھ ہو جاتی ہیں' اور وہ اس طرح زندگی کی شیرینیوں سے محروم رہ جاتا ہے۔
یہ سب کچھ خدا کے قانونِ مکافات کی رو سے ہوتا ہے' جس کی طرف تم' طوعاً و کرھاً' لوٹ کر جاتے ہو۔ اس سے کوئی مفر کی راہ نہیں۔

۲۲ نہ تو تم قانونِ خداوندی سے بھاگ کر کہیں جا سکتے ہو۔ نہ کائنات میں کسی مقام پر اس کے قانون کو شکست دے سکتے ہو۔ اور نہ ہی اس کے علاوہ' تمہارا کوئی چارہ ساز اور حامی و ناصر ہو سکتا ہے۔

۲۳ جو لوگ نہ ہمارے قانونِ نشو و نما پر ایمان رکھتے ہیں' اور نہ ہی انہیں اس کا یقین ہے کہ

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ قَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَیْنِكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ ثُمَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّ یَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۫ وَّ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۲۵﴾

انہیں قانونِ مکافات کا سامنا کرنا ہے' (وہ اپنی من مانی کرتے ہیں' اور اس طرح)، اس سامانِ نشوونما سے محروم رہ جاتے ہیں جو ہمارے تجویز کردہ راستے پر چلنے ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ انکی اس حرماں نصیبی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی تمام انسانی صلاحیتیں جل کر راکھ ہو جاتی ہیں۔ ان کا انجام بڑا ہی الم انگیز ہوتا ہے۔

۲۴ (ابراہیمؑ نے اپنی قوم کو' یہ سب کچھ' نہایت دل نشیں انداز سے سمجھایا لیکن) اس کی قوم کی طرف سے' اس کا جواب' اس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ "ابراہیمؑ کو پکڑو۔ اسے قتل کر دو۔ اسے زندہ آگ میں جلا دو۔"

(قوت کے نشہ میں بدمست لوگ' دلائل و براہین کا جواب اسی طرح دیا کرتے ہیں!)۔

ان کی طرف سے یہ خالی دھمکی نہیں تھی۔ وہ سچ مچ ایسا کرنا چاہتے تھے۔ لیکن ہم نے ابراہیمؑ کو ان کی آتشِ انتقام سے محفوظ رکھا۔ (۲۱/۶۸ : ۳۷/۹۷-۹۶)

اس واقعہ میں بھی ان لوگوں کے لئے سامانِ بصیرت ہے جو ہمارے قوانین کی صداقت پر ایمان رکھتے ہیں۔

۲۵ ابراہیمؑ نے ان سے یہ بھی کہا تھا کہ تم نے جو خدا کو چھوڑ کر بتوں کی پرستش اختیار کر رکھی ہے تو اس لئے نہیں کہ تم انہیں سچ مچ خدا مانتے ہو۔ تم جانتے ہو کہ ان کی حقیقت کیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود تم ان کے ساتھ جو چمٹے رہتے ہو تو محض اس لئے کہ ان کی عظمت کا عقیدہ تمہارے قومی اتحاد کا باعث ہے۔ یہی وہ رشتہ ہے جس سے تمہاری قوم کے افراد آپس میں بندھے ہوئے ہیں۔ اور اس قومی اتحاد کے ساتھ تمہارے دنیاوی مفاد وابستہ ہیں[1]۔

لیکن جب تمہاری غلط روش کے نتائج نکھر کر سامنے آجائیں گے تو تم ایک دوسرے کے مخالف ہو جاؤ گے۔ یہ رشتہ اتحاد ٹوٹ جائے گا اور تم ایک دوسرے سے الگ ہو جاؤ گے۔ اس وقت تمہارا

---

[1] جس طرح ہندوستان کے ہندوؤں کے لئے گائے کی تعظیم' قومی اتحاد کی موجب ہے' اس کے سوا ان کی وجہ جامعیت کچھ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے بڑے بڑے لیڈر' یہ جانتے ہوئے کہ ایک حیوان کی تعظیم کا عقیدہ کس قدر لغو ہے" گئو رکھشا" پر زور دیتے رہتے ہیں۔

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۶﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَ الْكِتٰبَ وَاٰتَیْنٰهُ اَجْرَهٗ فِی الدُّنْیَا ۚ وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۲۷﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ؗ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۸﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِیْلَ ۙ۬ وَتَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۲۹﴾

حامی و ناصر کوئی نہیں ہوگا۔ اور جس آگ میں تم مجھے ڈالنا چاہتے تھے' اس سے کہیں زیادہ تباہیوں کی آگ تمہیں جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دے گی۔

۲۶ ابراہیمؑ کی اس تمام تلقین و تنذیر کے باوجود' اس قوم میں سے (اس وقت) صرف لوطؑ اس پر ایمان لایا۔ (اسے اس وقت ہنوز نبوت نہیں ملی تھی)۔ پھر جب ابراہیمؑ کو یقین ہو گیا کہ یہ قوم صحیح راستے پر آنے کے لئے تیار نہیں' تو وہ وہاں سے دامن فشاں اٹھا' اور یہ کہہ کر ان سے الگ ہو گیا کہ میں اس فضا کی تلاش میں نکل کر جا رہا ہوں جو میرے خدا کے نظام ربوبیت کے قیام کے لئے سازگار ہو۔ میرا خدا' غلبہ اور تدبیر دونوں کا مالک ہے۔ (اگر یہاں کے حالات ایسے ہیں کہ مجھے سردست یہاں غلبہ حاصل نہیں ہو سکتا تو تقاضائے حکمت یہی ہے کہ میں اس سرزمین کی طرف چلا جاؤں جہاں حالات زیادہ مساعد ہوں۔ میرا مقصد تو نظام خداوندی کا قیام ہے' اس کے لئے یہ سرزمین راس نہیں آتی تو کوئی دوسرا خطۂ ارض سہی $\frac{۳۷}{۹۹}$)۔

۲۷ (چنانچہ وہ اپنی قوم کو چھوڑ کر' دوسری جگہ چلا گیا جہاں اپنے معاشرہ کی تشکیل' نظام خداوندی کے مطابق کی۔ وہاں)، ہم نے اسے اسحٰقؑ جیسا بیٹا اور یعقوبؑ جیسا پوتا عطا کیا۔ اور اس کی نسل میں نبوت اور حکومت (ضابطہ قوانین)، کو جاری رکھا ($\frac{۴۵}{۵۰}$)۔

ہم نے' اس کی مخلصانہ جدوجہد کا یہ اجر تو اس دنیا میں دیا۔ اور آخرت کی زندگی میں اس کا شمار صالحین کے زمرے میں ہوا۔ اس طرح' اس کا حال اور مستقبل دونوں خوشگوار ہو گئے۔

۲۸ اور اسی طرح لوطؑ کی سرگزشت ہے۔ جب اس نے (نبوت ملنے کے بعد) اپنی قوم سے کہا کہ تم ایک ایسی بے حیائی کے مرتکب ہوتے ہو جسے' اس سے پہلے' دنیا جہان میں کسی نے اختیار نہیں کیا تھا۔

۲۹ تمہاری حالت یہ ہے کہ تم جنسی جذبہ کی تسکین کے لئے' عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ ﴿٣٠﴾ وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا إِنَّا مُهْلِكُو أَهْلِ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۖ إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا ظَالِمِينَ ﴿٣١﴾ قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا ۚ قَالُوا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا ۖ لَنُنَجِّيَنَّهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿٣٢﴾ وَلَمَّا أَنْ جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۖ إِنَّا مُنَجُّوكَ وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿٣٣﴾

پاس جاتے ہو (۸۰ تا ۸۱) اور اس طرح اُس راستے کو منقطع کرتے ہو جسے فطرت نے افزائش نسل کے لئے تجویز کیا ہے[1]۔ نیز تم اپنی مجلسوں میں نازیبا حرکتیں کرتے ہو۔

اس کی قوم کے پاس، اس کی ان باتوں کا جواب کچھ نہیں تھا، بجز اس کے کہ انہوں نے کہا کہ اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو (کہ ہماری اس روش سے خدا کا عذاب آجائے گا) تو اس عذاب کو لاکر دکھاؤ۔

۳۰ اس پر لوطؑ نے اپنے رب سے عرض کیا کہ بار الٰہا! مفسدین کی اس قوم کا مقابلہ کرنے میں، تو میری مدد فرما۔

۳۱ (اسی واقعہ کی ایک کڑی اور بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ) جب ہمارے فرستادہ، ابراہیمؑ کے پاس (بیٹے کی) خوشخبری لے کر پہنچے تو انہوں نے ابراہیمؑ سے کہا کہ ہم لوطؑ کی بستی کو تباہ کرنے کے لئے مامور ہیں۔ انہوں نے بڑی سرکشی اختیار کر رکھی ہے۔

۳۲ ابراہیمؑ نے کہا کہ اس بستی میں تو خود لوطؑ بھی آباد ہے۔ (کیا بستی والوں کے ساتھ اسے بھی ہلاک کر دیا جائے گا؟)۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ وہاں کون کون آباد ہے۔ ہم لوطؑ اور اس کے ساتھیوں کو اس تباہی سے محفوظ رکھیں گے۔ البتہ اس کی بیوی اس سے محفوظ نہیں رہے گی کیونکہ وہ ان سرکش لوگوں کی پارٹی میں شامل ہے۔

۳۳ جب ہمارے فرستادہ لوطؑ کے پاس آئے تو وہ بستی والوں کی روش بد اور ان کے مقابلہ میں اپنی بے بسی کے خیال سے افسردہ خاطر ہوا (کہ نہ معلوم وہ کمبخت ان کے ساتھ کیسا سلوک کریں)۔ ان فرستادگان نے لوطؑ کی اس پریشانی کو محسوس کیا تو اس سے کہا کہ تمہیں ہمارے لئے خوف زدہ یا غمگین ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں۔

[1] قطع السبیل کے معنی رہزنی کے بھی ہیں۔

إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلَىٰ أَهْلِ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿٣٤﴾ وَلَقَدْ تَرَكْنَا مِنْهَا آيَةً بَيِّنَةً لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٣٥﴾ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٣٦﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٣٧﴾ وَعَادًا وَثَمُودَ وَقَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنْ مَسَاكِنِهِمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ﴿٣٨﴾

۳۴ ان بستی والوں پر (خدا کے قانون مکافات کی رو سے) فضائے آسمانی سے سخت تباہی نازل ہونے والی ہے اس لئے کہ وہ بڑی غلط راہوں پر چل رہے ہیں۔
لیکن اس تباہی سے تم اور تمہارے ساتھی محفوظ رہیں گے سوائے تیری بیوی کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے ($\frac{29}{33}$)۔

۳۵ (چنانچہ وہ قوم تباہ ہوگئی) - ان کی داستان میں بھی ہم نے عقل و فکر سے کام لینے والوں کے لئے 'قانونِ مکافاتِ عمل کی صداقت اور حکمیت کی واضح نشانی رکھی ہے۔

۳۶ اور (اسی طرح) اہلِ مدین کی طرف ان کے بھائی بندوں میں سے شعیبؑ کو رسول بنا کر بھیجا۔ اس نے ان سے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! تم قوانین خداوندی کی اطاعت کرو اور (اہی متاع و دولت کو مقصودِ حیات نہ سمجھ لو جسے تم 'جائز اور ناجائز' ہر طریقے سے اکٹھا کرتے رہتے ہو' بلکہ) آخرت کی زندگی کی خوشگواریوں کی بھی آرزو کرو' (اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ) ملک میں معاشی ناہمواریاں نہ پیدا کرتے پھرو۔

۳۷ انہوں نے شعیبؑ کی تکذیب کی تو (آخر الامر) انہیں زلزلہ کی تباہی نے اس طرح آپکڑا کہ وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ گرے ہوئے پائے گئے۔

۳۸ اسی طرح عاد و ثمود کے ساتھ بھی ہوا جن کی تباہی کی داستانیں' ان کے مکانوں کے کھنڈرات سے ظاہر ہیں۔ ان کے سرکش جذبات' اُن کی غلط روش کو نہایت خوشنما بنا کر دکھاتے تھے اور اس طرح انہیں صحیح راستے کی طرف آنے سے روکتے تھے۔ وہ لوگ' اس قسم کے کام بربنائے جہالت نہیں کرتے تھے۔ وہ سب کچھ سمجھتے سوچتے اور دیکھتے بھالتے تھے۔ (لیکن مشکل یہ ہوتی ہے کہ جب انسان کے جذبات اس پر غالب آجائیں' تو اس کی عقل و فکر ماؤف ہو جاتی ہے۔ یہ صرف وحی کی حد بندیاں ہیں جو انسانی جذبات کو بے راہ رو نہیں ہونے دیتیں۔ تنہا عقل کے بس کی یہ بات

وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۙ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿٣٩﴾ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٤٠﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۖۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۖ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤١﴾

نہیں۔ کتنی قومیں ہیں جو علم و عقل کی بلندیوں پر ہونے کے باوجود خود تباہی کے جہنم کی طرف بڑھے چلی جاتی ہیں اور باقی دنیا کو بھی اس میں جھونک دیتی ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں وحی کی ضرورت پڑتی ہے[1]۔

۳۹ اور اسی طرح قارون، فرعون اور ہامان کی سرگزشت ہے (جو سرمایہ پرستی، ملوکیت اور مذہبی پیشوائیت کے انسانیت کش نظام کے نمایندے تھے) ان کی طرف موسیٰؑ واضح قوانین اور دلائل لے کر آیا لیکن وہ اپنی اُس سرکشی سے باز نہ آئے جسے انہوں نے ملک میں عام کر رکھا تھا۔
وہ بھی اپنی تمام دولت اور قوت اور لاؤ لشکر کے باوجود ہمارے قانونِ مکافات کی گرفت سے بچ نہ سکے۔ اُس نے انہیں آن دبوچا۔

۴۰ غرضیکہ اسی طرح ہم نے تمام اقوامِ سابقہ کو ان کی غلط رَوِش زندگی کی پاداش میں پکڑ لیا — ان میں سے بعض پر (آتش فشاں پہاڑوں سے) پتھروں کی بارش ہوئی۔ کسی کو زلزلے کی سخت ہیبت آواز نے آپکڑا۔ بعض زمین میں دھنس کر نیست و نابود ہو گئے۔ کوئی سمندر میں ڈوب مرے۔
یہ سب کچھ ان کے اپنے اعمال کی وجہ سے ہوا۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ خدا نے کسی پر کسی قسم کی زیادتی کی ہو۔ وہ خود اپنے آپ پر زیادتی کرتے تھے، اِس لئے اُن کے اپنے اعمال تباہی کی شکل اختیار کر کے ان کے سامنے آجاتے تھے۔

۴۱ (حالانکہ ان کے پاس بڑی قوت اور ساز و سامان تھا۔ لیکن جو قوت، قانونِ خداوندی کے مطابق، کمزوروں اور مظلوموں کی حفاظت اور حمایت کے لئے نہیں بلکہ انہیں کچلنے کے لئے استعمال

---

[1] خود ہمارے زمانے میں یہی کچھ ہو رہا ہے۔ یورپ اور امریکہ کی قومیں تہذیب و تمدن اور علم و حکمت میں کس قدر آگے نکل گئی ہیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنے معاشرہ کو کس قدر غلط خطوط پر متشکل کر رکھا ہے کہ اس کی وجہ سے وہ خود بھی جہنم کے عذاب میں مبتلا ہیں اور ان کے ساتھ باقی دنیا بھی تباہ ہو رہی ہے۔ یہ صرف اس لئے کہ یہ قومیں وحی کی روشنی سے کام نہیں لیتیں۔

إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٤٢﴾ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۖ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ﴿٤٣﴾ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٤﴾

(۴ ع ۱۲)

کی جائے)، اُس کی مثال یوں سمجھو جیسے مکڑی جالا تنتی ہے۔ وہ اپنے سے کمزور کو تو اس میں پھانس لیتی ہے لیکن جب مقابلہ اپنے سے زیادہ زور آور کے ساتھ آپڑے تو اس کا گھر سب سے زیادہ کمزور ثابت ہوتا ہے۔

اے کاش! ان لوگوں کو معلوم ہوتا کہ جو شخص (یا قوم) خدا کے علاوہ اوروں کو اپنا سرپرست تسلیم کرتی اور قوانین خداوندی کو چھوڑ کر اپنے خودساختہ نظریات کے مطابق زندگی بسر کرتی ہے، ان کی قوت و حشمت تارِ عنکبوت کی حیثیت رکھتی ہے۔

۴۲ لہٰذا لوگ خدا کے سوا جس کسی کے قانون و اقتدار کو بھی تسلیم کرتے ہیں، خدا کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے قانون کے مقابلہ میں ان کے قوانین و اقتدار کی حیثیت کیا ہے۔ (جب ان دونوں میں ٹکراؤ ہوتا ہے، تو خدا کا قانون غالب آتا ہے۔ کبھی براہ راست قوت سے اور کبھی پُرحکمت طریقوں سے —— اس لئے کہ وہ قوت اور حکمت دونوں کا مالک ہے۔

۴۳ ہم لوگوں کو سمجھانے کے لئے اس قسم کی مثالیں بیان کرتے ہیں۔ لیکن ان مثالوں سے بھی بات وہی سمجھ سکتے ہیں جو عقل و فکر سے کام لیں۔

۴۴ (جو شخص عقل و فکر سے کام لے اس پر یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ) خدا نے اس کائنات کی پستیوں اور بلندیوں کو ایک حقیقت ثابتہ کے طور پر پیدا کیا ہے جس کا ایک خاص مقصد ہے۔ (یہ یونہی کھیل تماشے کے طور پر بلا مقصد و غایت پیدا نہیں کی گئی)۔

جو لوگ اس حقیقت پر یقین رکھتے ہیں، ان کے لئے اس میں، زندگی کی صحیح روش پہچاننے کے لئے، بڑی واضح نشانی ہے۔ (وہ اس سے اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ جب دیگر کائنات کی تخلیق بلا مقصد نہیں، تو انسانی زندگی کس طرح بلا مقصد ہو سکتی ہے؟ کاروانِ انسانیت کی بھی ایک منزل ہے۔ اور اس دنیا کی زندگی اس طویل سفر کا پہلا مرحلہ ہے)۔